لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سیرت سیدِ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ وتاریخ

جلد ۶

مولوی محمد اصغر ہاشمی

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱۱ بعثت نبوی	

۱۱ بعثتِ نبوی

مضامین سورۃ الرعد:

اس سورہ میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت، بعث بعد الموت، قرآن مجید کی حقانیت کا تذکرہ بار بار مختلف طریقوں سے بڑے ہی بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے، ان پر ایمان لانے کے اخلاقی و روحانی فوائد سمجھائے گئے، اور ان کے نہ ماننے کے نقصانات بتائے گئے ہیں، اور یہ ذہن نشین کیا گیا ہے کہ کفر سراسر ایک حماقت اور جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے، جگہ جگہ مخالفین کے اعتراضات کا ذکر کیے بغیر ان کے جوابات دیے گئے اور ان شبہات کو رفع کیا گیا کو محمد ﷺ کی رسالت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں پائے جاتے تھے یا مخالفین کی طرف سے ڈالے جاتے تھے، مسلمانوں کو جو ایک عرصہ سے جدوجہد کر رہے تھے اور جن پر مظالم کی انتہا ہو چکی تھی مگر وہ صبر وشکر کے کوہ گراں بن کر اپنے موقف پر جمے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ایسا معجزہ ہو جائے کہ سارے کفار و مشرکین دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں، چنانچہ بتایا گیا کہ یہ طریقہ ہماری سنت کے خلاف ہے، ان مشرکین کو سمجھانے کے لئے قبروں سے مردے بھی نکل آئیں اور انہیں دعوت دین دیں تو بھی یہ اپنے بغض اور ہٹ دھرمی کے باعث دعوت اسلام قبول نہیں کریں گے اور اس واقعہ کی بھی کوئی نہ کوئی تاویل کر ڈالیں گے اور پھر مسلمانوں کو غیبی امداد کی تسلی بھی دی گئی، اہل تقویٰ اور حقیقی عقل مندوں کی آٹھ صفات بتائی گئی ہیں یہ کہ وہ عہد شکنی کے بجائے اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں، جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا ہے انہیں توڑتے نہیں ہیں، اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں، برے حساب سے خوف رکھتے ہیں، اللہ کی رضا کے لیے صبر وشکر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے عطا کیے ہوئے مال میں سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور برائی کا جواب بھلائی اور اچھائی سے دیتے ہیں اور کفار و مشرکین کی تین نمایاں علامات بتائی گئیں کہ وہ اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں، اللہ نے جن رشتوں کو باقی رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں ختم کرتے ہیں اور اللہ کی زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ال م ر، یہ قرآن کی آیتیں ہیں اور جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے اتارا جاتا ہے سب حق ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

ایمان نہیں لاتے، اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پھر وہ عرش پر قرار

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ

پکڑے ہوئے ہے، اسی نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا رکھا ہے، ہر ایک میعاد معین پر گشت کر رہا ہے، وہی کام کی تدبیر کرتا

يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۝۲ وَ هُوَ الَّذِىۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ

ہے وہ اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو، اسی نے زمین پھیلا کر بچھادی ہے

وَ جَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَ اَنۡهٰرًا ؕ وَ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيۡهَا زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ

اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کر دی ہیں، اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے دوہرے دوہرے پیدا کر دیئے ہیں،

يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝۳ (الرعد ا تا ۳)

وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

ال م ر، یہ کتاب الٰہی کی پاکیزہ آیات ہیں اور جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ عین حق ہے، جس میں یہی دعوت ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی کائنات کا خالق، مالک اور رزاق ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور مرنے کے بعد لوگوں کو اعمال کی جوابدہی کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی، اور محمد رسول اللہ ﷺ جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ ان کا اپنا تصنیف کردہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے منزل کردہ ہے مگر واضح دلائل و براہین کے باوجود تمہاری قوم کے اکثر لوگ محض ہٹ دھرمی سے اس پر ایمان نہیں لا رہے ہیں، جیسے فرمایا:

وَمَآ اَكۡثَرُ النَّاسِ وَلَوۡ حَرَصۡتَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۰۳ [1]

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اللہ نے اپنی وحدانیت کی دلیل میں اپنے کمال قدرت کی پہلی نشانی بیان فرمائی کہ اس نے بلند و بالا سات آسمانوں کو بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ۔۔۔ ۝۱۲ [2]

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند۔

ایک مقام پر فرمایا

۔۔۔ وَيُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَى الۡاَرۡضِ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ۔۔۔ ۝۶۵ [3]

ترجمہ: اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا۔

---

[1] یوسف ۱۰۳

[2] الطلاق ۱۲

[3] الحج ۶۵

آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد پھر وہ عرش عظیم پر اپنے جلال کے لائق تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، تخت کیا ہے اور وہ کیسے اس پر جلوہ فرما ہوا اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی، اور نہ اسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جا سکتی ہے، دوسری نشانی میں ساتوں سیاروں میں سے دو عظیم الشان اور روشن سیاروں کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا ہوا ہے، اور کائنات کی ہر چیز کا نظم ایک وقت مقرر تک کے لئے ہے، جیسے فرمایا:

...وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِهٖ... ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا:

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِىۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِؕ ﴿۳۸﴾ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِيۡمِ ﴿۳۹﴾ [2]

ترجمہ: اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے، اور چاند اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔

اور اللہ ہی اپنے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر عالم علوی اور عالم سفلی کی تدبیر فرما رہا ہے، وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے شاید کہ تم حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان لے آؤ، تیسری نشانی بیان فرمائی کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو طول و عرض میں پھیلایا۔

قُلۡ هُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ [3]

ترجمہ: ان سے کہو! اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

وَاِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ سُطِحَتۡ ﴿۲۰﴾ [4]

ترجمہ: اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

اور اس کے اندر بندوں کے لئے فوائد و مصالح ودیعت کر رکھے ہیں اور زمین کو ایک طرف ڈھلک جانے سے روکنے کے لئے اس میں بلند و بالا رنگ برنگے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ رکھا ہے، چوتھی نشانی بیان فرمائی کہ اللہ ہی نے اپنی حکمت سے نہروں، بڑے بڑے دریاؤں اور چشموں کا نظام قائم کر رکھا ہیں، جس سے تم خود اور اپنی کھیتیوں کو سیراب کرتے ہو، پانچویں نشانی بیان فرمائی کہ اللہ ہی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں جن کی شکلیں، ذائقے اور خوشبو مختلف ہیں، چھٹی نشانی بیان فرمائی کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کے فائدے کی خاطر دن پر رات اور رات پر دن طاری کرتا ہے، اور یہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

[1] الاعراف ۵۴

[2] یسین ۳۸،۳۹

[3] الملک ۲۴

[4] الغاشیة ۲۰

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ [1]

ترجمہ: یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن کو) اپنے رب کا فضل تلاش کرو، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ان چند نیرنگیوں، حکمتوں اور دلائل کو دیکھ کر وہی سلیم الفطرت لوگ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ

اور زمین میں مختلف ٹکڑے ایک دوسرے سے لگتے لگاتے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیت ہیں اور کھجوروں کے

وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ

درخت ہیں، شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں سب ایک ہی پانی پلائے جاتے ہیں، پھر بھی ہم ایک کو ایک پر

فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

پھلوں میں برتری دیتے ہیں، اس میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اگر تجھے تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ کہنا عجیب ہے

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ

کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا،

وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی ہیں جو جہنم کے رہنے والے ہیں ،

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ (الرعد ۵،۴)

جو اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

اور یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے کہ زمین یکساں نہیں ہے بلکہ اس میں الگ الگ بے شمار خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں مگر ایک حصہ سرسبز و شاداب ہے اور خوب پیداوار دیتا ہے، اور ایک حصہ شورزدہ یا ریتلا یا پتھریلا ہے جس میں کسی قسم کی کوئی پیداوار نہیں ہوتی، اور انگور کے باغ ہیں، انواع واقسام کی کھیتیاں ہیں، کھجور کے بلند وبالا درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے نکلتے ہیں اور بعض کی ایک جڑ سے دو یا زیادہ تنے نکلتے ہیں، ان سب چیزوں کو بارش کا ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر ہم شکل وصورت، ذائقہ، خوشبو اور فوائد میں کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، قدرت کی ان نیرنگیوں میں ایک عقل سے بہرہ ور آدمی کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں، اب

[1] القصص ۷۳

اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو کفار کے اس قول پر تعجب کرو جنہوں نے اللہ اور اس کی قدرتوں وحکمتوں سے انکار کیا ہے، جو اپنے زعم باطل میں آخرت کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟ یعنی وہ اللہ کو اس کام سے عاجز تصور کرتے ہیں، حالانکہ جس ہستی نے انہیں پہلی بار پیدا کر دیا ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل کام ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِ َۧ الْمَوْتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس خدا نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے اور ان کو بناتے ہوئے وہ نہ تھکا وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے، کیوں نہیں یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

یہی لوگ جنہوں نے اللہ کی وحدانیت، قیامت، حیات بعد الموت اور جزا وسزا کو جھٹلایا ہے دراصل، اپنی جہالت، ہٹ دھرمی، تعصّبات، آباؤاجداد کی اندھی تقلید اور اپنی خواہشات نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں، انہی عقائد کے حامل لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رہیں گے۔

وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

اور جو تجھ سے (سزا کی طلبی میں) جلدی کر رہے ہیں راحت سے پہلے ہی، یقیناً ان سے پہلے سزائیں (بطور مثال) گزر چکی ہیں

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾

اور بیشک تیرا رب البتہ بخشنے والا ہے لوگوں کے بے جا ظلم پر، اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ تیرا رب بڑی سخت سزا دینے والا بھی ہے،

وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ

اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اتاری گئی، بات یہ ہے کہ آپ تو صرف

مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ (الرعد ۶،۷)

آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔

قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود نے اللہ مالک الملک کی گرفت سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب کیا اور بالآخر عذاب کی لپیٹ میں آ کر عبرت کا نشان بن گئے، اسی طرح مشرکین مکہ بھی پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں دھمکاتے اور ڈراتے رہتے ہو، جیسے فرمایا:

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۲﴾ [1]

[1] الانفال ۳۲

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

کبھی چیلنج کے انداز میں کہتے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ (۱)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی سے دے دے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر ایک وقت مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور یقیناً (اپنے وقت پر) وہ آ کر رہے گا اچانک اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی، یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے۔

سَاَلَ سَاۗىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ (۳)

ترجمہ: مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے، (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے۔

ان کے جواب میں فرمایا یہ مکذبین بھلائی سے پہلے اللہ کے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے جو قومیں اس روش پر چلی ہیں اور جنہوں نے مطالبہ عذاب کیا تھا ان قوموں اور بستیوں پر اللہ کے عذاب کی عبرت ناک مثالیں بیان کی جا چکی ہیں مگر یہ ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کے ظلم و معصیت کے باوجود ان پر عذاب ۳ نازل کرنے میں جلدی کرنے کے بجائے عفو و درگزر سے کام لیتا ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ (۴)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور و رحیم ہے۔

اور بندوں کو سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دیتا ہے، اگر وہ فوراً ہی مواخذہ شروع کر دیتا تو روئے زمین پر ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا، جیسے فرمایا

(۱) ص ۱۶

(۲) العنکبوت ۵۴، ۵۳

(۳) المعارج ۱

(۴) الزمر ۵۳

وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰـكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۴۵﴾ (۱)

ترجمہ:اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقررہ وقت تک کے لئے مہلت دے رہا ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے، جیسے فرمایا:

فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ رَّبُّكُمۡ ذُوۡ رَحۡمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُهٗ عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾ (۲)

ترجمہ:اب اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو ان سے کہہ دو کہ تمہارے رب کا دامن رحمت وسیع ہے اور مجرموں سے اس کے عذاب کو پھیرا نہیں جا سکتا۔

...اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾ (۳)

ترجمہ:یقیناً تمہارا رب سزا دینے میں تیز دست ہے اور یقیناً وہ درگزر اور رحم سے بھی کام لینے والا ہے۔

نَبِّئۡ عِبَادِيۡۤ اَنِّيۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ ﴿۵۰﴾ (۴)

ترجمہ:اے نبی! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

یہ لوگ جنہوں نے دعوت حق قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے از روئے اعتراض کہتے ہیں کہ جس طرح اگلے پیغمبروں کو اپنی رسالت کی صداقت میں معجزات ملے تھے تو محمد ﷺ کو اپنی رسالت کی صداقت کے لئے ہماری خواہشات کے مطابق کوئی معجزہ کیوں نہیں ملا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے لایعنی سوال کا مختصر جواب فرمایا کہ اے نبی ﷺ! تم تو محض غفلت میں ڈوبے لوگوں کو متنبہ کر دینے والے ہو، تمہارے ذمہ صرف دعوت حق پہنچا دینا ہی ہے، اب اس دعوت کو کوئی تسلیم کرے یا انکار کر دے تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے، جیسے فرمایا:

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ... ﴿۲۷۲﴾ (۵)

ترجمہ:اے نبی ﷺ! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمّے داری تم پر نہیں ہے، ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ... ﴿۵۶﴾ (۶)

ترجمہ:اے نبی (ﷺ)! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

---

(۱) فاطر ۴۵

(۲) الانعام ۱۴۷

(۳) الاعراف ۱۶۷

(۴) الحجر ۴۹،۵۰

(۵) البقرۃ ۲۷۲

(۶) القصص ۵۶

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ہر قوم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے دلائل و براہین کے ساتھ ایک ہادی ضرور بھیجا ہے مگر ہر قوم نے اپنے پیغمبر کی تکذیب ہی کی ہے، جیسے فرمایا:

...وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔

اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَ مَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَ مَا تَزۡدَادُ‌ؕ وَ كُلُّ شَىۡءٍ

مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی، ہر چیز اس کے پاس

عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡكَبِيۡرُ الۡمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ

اندازے سے ہے، ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا، تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا

الۡقَوۡلَ وَ مَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۢ بِالَّيۡلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ

کر کہنا اور با آواز بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر و یکساں ہے، اس کے

مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ

پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں، کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں

مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡۤءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ‌ۚ

بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلہ نہیں کرتا

وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ (الرعد ۸ تا ۱۱)

اور سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔"

علم الٰہی:

اللہ تعالیٰ کے علم نے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَيۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ﴿۱۲﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند، ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے (یہ بات تمہیں اس

(۱) فاطر ۲۴
(۲) الطلاق ۱۲

لیے بتائی جارہی ہے) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

چنانچہ وہ ایک ایک حاملہ چاہئے وہ حیوان ہوں یا انسان، پرندے ہوں یا کوئی اور مخلوق سب کے پیٹ سے کہ اس میں نر ہے یا مادہ، خوب صورت ہے یا بد صورت، نیک ہے یا بد، طویل العمر ہے یا قصیر العمر واقف ہے، جیسے فرمایا:

...وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ... ۳۴ (۱)

ترجمہ: وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے۔

...هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ... ۳۲ (۲)

ترجمہ: وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین ہی تھے۔

...يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ... ۶ (۳)

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۱۴ (۴)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی پھر لوتھڑے کو بوٹی بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ، إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ، وَأَجَلُهُ، وَرِزْقُهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق و مصدوق تھے انسان کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے پھر وہ اتنے ہی دنوں تک علقہ یعنی غلیظ اور جامد خون کی صورت میں رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں کے لئے مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر (چوتھے چلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے پس وہ

---

(۱) لقمان ۳۴

(۲) النجم ۳۲

(۳) الزمر ۶

(۴) المومنون ۱۲ تا ۱۴

فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت زندگی، روزی اور یہ کہ وہ نیک ہے یا بد کو لکھ لیتا ہے اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَكَّلَ اللَّهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ، أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ، أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا، قَالَ: أَيْ رَبِّ، أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى، أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ، فَمَا الأَجَلُ، فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے، اے رب! اب علقہ یعنی جما ہوا خون بن گیا ہے، اے رب! ان مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن گیا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب! یہ مذکر ہے یا مونث؟ یہ بدبخت ہے یا خوش بخت؟ اس کا رزق کتنا ہے، اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ ان سوالوں کے جواب عطا فرما دیتا ہے اور فرشتہ انہیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ لیتا ہے۔ (۲)

اور رحم مادر میں بچے کے اعضاء، اس کی قوتوں، قابلیتوں اور صلاحیتوں وغیرہ میں جو کمی بیشی ہوتی ہے اور حمل کی مدت کے گھٹنے بڑھنے کی سب باتوں سے وہ باخبر رہتا ہے، ہر چیز کے لئے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے کہ اس کی عمر کیا ہو گی، اس کو رزق کتنا ملے گا اس سے کوئی چیز آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے مگر جس کا تقاضا اس کی حکمت اور علم کرے۔

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ، فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلاَمَ، وَيَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ - قَالَ: حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ - فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذَا؟ فَقَالَ: هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو اطلاع کرائی کہ میرا بچہ آخری حالت میں ہے اس لئے آپ تشریف لائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کہلوایا اور فرمایا جاؤ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا سارا مال ہے جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے، اس لئے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے پھر آپ کے پاس آدمی قسم دیتے ہوئے بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں، تو آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ لوگ تھے وہ لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی راوی کا گمان ہے کہ گویا وہ ایک مشک تھی پس آپ کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں، سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ

(۱) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۲، صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۳

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ القَدَرِ بَابٌ فِي القَدَرِ ۶۵۹۵، صحیح مسلم كتاب الْقَدَرِ بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۳۰، مسند احمد ۱۲۱۵۷

کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم کرتے ہیں۔ (۱)

وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا عالم ہے۔

وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ۝ (۲)

ترجمہ: تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی بات بھی جانتا ہے۔

...وَيَعۡلَمُ مَا تُخۡفُوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ۝۲۵ (۳)

ترجمہ: اور سب کچھ جانتا ہے جسے تم لوگ چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔

وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے، تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لئے سب یکساں ہیں، اس کا علم تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے، جیسے فرمایا

اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝۵ (۴)

ترجمہ: خبردار! جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں، اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

...وَمَا يَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّكَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصۡغَرَ مِنۡ ذٰ لِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرَ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۝۶۱ (۵)

ترجمہ: کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے، نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہر شخص کو ہر حال میں براہ راست خود دیکھ رہا ہے اور اس کی تمام حرکات وسکنات سے واقف ہے، بلکہ مزید برآں ہر شخص کے ساتھ اللہ کے مقرر کیے ہوئے فرشتے بھی لگے ہوئے ہیں جو شب و روز باری باری پے درپے آ کر اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال اور اس کا نامہ اعمال مرتب کر رہے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ وَصَلاَةِ العَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ:

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۱۳۵

(۲) طٰہٰ ۷

(۳) النمل ۲۵

(۴) ہود ۵

(۵) یونس ۶۱

تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں فرشتے پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں، رات کے اور دن کے، ان کا میل صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے رات گزارنے والے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں باوجود علم کے اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں جب ہم گئے تو انہیں نماز میں پایا اور آئے تو نماز میں چھوڑ کر آئے۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ، وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا ایک جنوں میں سے ساتھی مقرر کیا گیا ہے اور ایک فرشتوں میں سے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی خلاف میری مدد فرمائی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھے خیر و بھلائی کا حکم دیتا ہے۔[2]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی، ہر فرد، معاشرہ اور قوم بہتر حالات کی امیدوار ہے اور تمام امیر اور غریب اپنے اپنے حالات بدلنے کے لیے حریص ہیں لیکن پھر بھی اکثر اپنی خواہشات دل ہی دل میں لے کر ختم ہو جاتے ہیں، قرآن حکیم واضح کرتا ہے کہ اگر آپ حالات کی اصلاح چاہتے ہیں تو پہلے لوگوں کو قلوب کی حالت کو تبدیل کرنا ہو گا اس لیے کہ قلوب ذہن کو کنٹرول کرتے ہیں، ذہن اجسام کو اور اجسام مادی ذرائع کو، اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی بزرگ، جن یا فرشتہ حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾

وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لیے دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے،

وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا

گرج اس کی تسبیح و تعریف کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے، وہی آسمان سے بجلیاں گراتا ہے اور جس پر

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۵، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۲، مسند احمد ۸۵۳۸

[2] مسند احمد ۳۶۴۸، صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ بَابُ تَحْرِيشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ وَأَنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ قَرِينًا ۷۱۰۸

مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ (الرعد ۱۲،۱۳)

چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے، کفار اللہ کی بابت لڑ جھگڑ رہے ہیں اور اللہ سخت قوت والا ہے۔

بجلی کی گرج چمک:

وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو تمہارے سامنے بجلیاں کڑکاتا اور چمکاتا ہے، جن کی خوفناک کڑک اور آنکھیں خیرہ کر دینے والی چمک دیکھ کر مسافر اپنی ایذا اور مشقت کے خوف سے گھبراتا ہے، جن کی ہیبت ناک کڑک کی وجہ سے عمارتوں کے منہدم ہونے اور باغات کے پھلوں پر مختلف اقسام کے ضرر رساں اثرات کا اندیشہ ہوتا ہے، اس کے ساتھ کسان اور کاشت کار اس کی برکت و منفعت کی امید بھی رکھتے ہیں، اور وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو اپنی قدرت کاملہ سے پانی سے بوجھل بادل اٹھاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے، بادلوں کی گرج اس کی تسبیح و تعریف بیان کرتی ہے اور فرشتے جن کو تم اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہو اور معبود جان کر ان کی پرستش کرتے ہو وہ ہر لحظہ اللہ کی عظمت و جلال اور سطوت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ... ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (۲)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ، سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے، اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَنْبِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي الْمَسْجِدِ، فَمَرَّ شَيْخٌ جَمِيلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ وَفِي أُذُنَيْهِ صَمَمٌ، أَوْ قَالَ: وَقْرٌ، أَرْسَلَ إِلَيْهِ حُمَيْدٌ، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، أَوْسِعْ لَهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لَهُ حُمَيْدٌ: حَدِّثْنِي بِالْحَدِيثِ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الشَّيْخُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُنْشِئُ السَّحَابَ، فَيَنْطِقُ أَحْسَنَ الْمَنْطِقِ، وَيَضْحَكُ أَحْسَنَ الضَّحِكِ

ابراہیم بن سعد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ میں مسجد میں حمید بن عبد الرحمن کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ بنو غفار کے ایک خوبصورت بزرگ گذرے ان کے کان کچھ اونچا سنتے تھے حمید نے ایک آدمی کو ان کے پاس بھیج کر انہیں بلایا جب وہ آئے تو حمید نے مجھ

(۱) بنی اسرائیل ۴۴

(۲) النحل ۵۰

سے کہا کہ بھتیجے! ذرا تھوڑی سی جگہ دے دو کیونکہ یہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابی ہیں چنانچہ وہ آ کر میرے اور حمید کے درمیان بیٹھ گئے، حمید نے ان سے عرض کیا کہ وہ حدیث سنایئے جو آپ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حوالے سے مجھ سے بیان کی تھی، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ بادل پیدا کرتا ہے جو شائستہ انداز میں گفتگو کرتا ہے اور بہت احسن انداز میں ہنستا ہے۔ (۱)

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يُنْشِئُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّحَابَ، فَتَنْطِقُ أَحْسَنَ النُّطْقِ، وَتَضْحَكُ أَحْسَنَ الضَّحِكِ

سعد بن ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل بارش کو بھیجتا ہے اس سے زیادہ شائستہ گفتگو کرنے والی کوئی اور چیز ہوتی ہے اور نہ اس سے زیادہ اچھے انداز میں ہنسنے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کا ہنسنا بجلی اور اس کی گفتگو کڑک ہے۔ (۲)

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ، وَالصَّوَاعِقَ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب رعد اور کڑک کی آواز سنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ! ہمیں اپنے غضب کے ساتھ قتل نہ کرنا اور اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کرنا اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما دینا۔ (۳)

قال الشيخ الألباني : ضعيف۔

اور یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور بسا اوقات انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا کر ہلاک کر دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کی عظمت و توحید کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:تَكْثُرُ الصَّوَاعِقُ عِنْدَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ، حَتَّى يَأْتِيَ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَيَقُولُ: مَنْ صُعِقَ تِلْكُمُ الْغَدَاةَ؟ فَيَقُولُونَ صعق فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ

ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا قیامت کے قریب بجلی بکثرت گرے گی یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم سے آ کر پوچھے گا کہ صبح کس پر بجلی گری؟ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي {يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ} (۵) ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَوَعِيدٌ شَدِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ

---

(۱) مسند احمد ۲۳۶۸۶

(۲) العظمة لابی الشیخ الاصبهانی ذِكْرُ السَّحَابِ وَصِفَتِهِ ۱۲۴۳/۴

(۳) مسنداحمد ۵۷۶۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ ۳۴۵۰،مستدرک حاکم ۷۷۲

(۴) مسند احمد ۱۱۶۲۰، مستدرک حاکم ۸۳۷۳

(۵) الرعد: ۱۳

اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کڑک کی آواز سنتے تو گفتگو ترک کر دیتے اور یہ پڑھنا شروع کر دیتے "پاک ہے وہ ذات کہ رعد کے فرشتے سب جس کے خوف سے اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں۔" آپ فرماتے کہ یہ گرج اور کڑک درحقیقت اہل زمین کے لیے ایک شدید وعید ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ: لَوْ أَنَّ عِبَادِي أَطَاعُونِي، لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ، وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پروردگار عزوجل نے فرمایا ہے اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو رات کو میں انہیں بارش کا پانی پلاؤں اور دن کو سورج طلوع کر دوں اور انہیں کڑک کی آواز بھی نہ سناؤں۔ [2]

فی الواقع وہ بڑی قوت والا، نہایت مواخذہ کرنے والا اور نظم عالم کی تدبیر کرنے والا ہے، جب اللہ وحدہ لاشریک ہی بندوں کی منفعت کے لئے پانی سے بوجھل بادل اٹھاتا اور بارش برساتا ہے، جو کائنات کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے، جس کی عظمت وجلال اور سطوت سے کائنات کی بڑی سے بڑی مخلوق نہایت عاجزی کے ساتھ اس کے سامنے سرافگندہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں ۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اسی کو پکارنا حق ہے، جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ

شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا

وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا

نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔ اللہ ہی کے لیے زمین اور آسمانوں کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ

وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ عليه السلام (الرعد ۱۵،۱۴)

کرتی ہے، اور ان کے سائے بھی صبح شام۔

اپنی حاجتوں اور مشکلات و مصائب میں خوف اور طمع کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کو پکارنا اور امید رکھنا ہی برحق ہے کیونکہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہی اپنے بندوں کی پکار کو چاہے وہ اونچی آواز سے پکارے یا سرگوشی میں سنتا اور قبول فرماتا ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں یہ لوگ اپنے خالق، مالک، رازق اور مشکل کشا کو چھوڑ کر پرستش کرتے اور اپنی

---

[1] الأدب المفرد ۷۲۳، موطا امام مالک کتاب الْكَلَامُ باب الْقَوْلُ إِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ

[2] مسند احمد ۸۷۰۸

مشکلات ومصائب میں پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کو سن سکتی ہیں اور نہ کوئی جواب دے سکتیں ہیں، انہیں پکارنا ایسا احمقانہ فعل ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا مگر قیامت تک پانی اس کے منہ میں نہیں پہنچ سکتا،

عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي قَوْلِهِ: {إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ} قَالَ: كَالرَّجُلِ الْعَطْشَانِ ، يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى الْبِئْرِ لِيَرْتَفِعَ الْمَاءُ إِلَيْهِ،وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ’’ مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں ہے۔‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنے ہاتھ سے کنوئیں کے کنارے سے پانی لینا چاہے حالانکہ وہ اپنے ہاتھ سے کبھی پانی حاصل نہیں کر سکتا جب پانی حاصل نہیں کر سکتا تو وہ اس کے منہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ (۱)

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ: {كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ}يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ، وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ، وَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا

اور مجاہد اس آیت کریمہ ’’ اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی زبان سے پانی کو پکارے اور اس کی طرف اشارہ کرے تو وہ اس کے پاس کبھی نہیں آ سکتا۔ (۲)

اسی طرح کفار و مشرکین جو اللہ کے ساتھ خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہیں، یہ معبود ان کو کوئی جواب دے سکتے ہیں نہ ان کی حاجت کے شدید ترین اوقات میں ان کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں کیونکہ وہ خود اسی طرح محتاج ہیں جس طرح ان کو پکارنے والے محتاج ہیں، وہ زمین وآسمان میں ذرہ بھر کسی چیز کے مالک نہیں، نہ وہ ان میں شریک ہیں اور نہ ان میں کوئی اللہ کا مددگار ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ... ﴿۴۰﴾ (۳)

ترجمہ: یقین جانو جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے، ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وسلطنت کا ذکر فرمایا اور یہ اللہ کی عظمت وسطوت ہی ہے کہ زمین وآسمان کی ہر مخلوق طوعاً و کرہاً اس کے حضور سجدہ ریز ہے، اور سب اشیاء کے سائے صبح وشام مغرب اور مشرق کی طرف اس کے آگے جھکتے ہیں، جیسے فرمایا:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (۴)

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں گرتا ہے؟ سب کے سب اس طرح اظہار عجز کر رہے ہیں۔

(۱) تفسیر طبری ۱۶/۴۰۰

(۲) تفسیر طبری ۱۶/۴۰۰

(۳) الاعراف ۴۰

(۴) النحل ۴۸

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان اور بہت سے وہ لوگ بھی جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں؟ اور جسے اللہ ذلیل وخوار کر دے اُسے پھر کوئی عزت دینے والا نہیں ہے، اللہ کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

یعنی کائنات کی ہر مخلوق خواہ وہ پتھر ہوں یا مٹی کے ذرات، زمین وآسمان جیسے بڑے بڑے اجسام ہوں، حیوان ہوں یا نباتات، مادی ہو یا غیر مادی اپنے خالق کو پہچانتی ہے، اپنے مالک کی حقیقت کا شعور رکھتی ہے اور اس پہچان اور ادراک کے اظہار کے طور پر اپنے خالق کی تسبیح اور تحمید وتقدیس میں مشغول رہتی ہے اور اس کی عظمت کے گن گاتی ہے، اپنے مالک کی اطاعت اور اس کے قوانین کی اتباع پر خوشی یا ناخوشی سبھی مجبور ہیں، ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے امر کی پابند ہے جو اللہ نے اس کے لیے متعین کر دیا ہے البتہ انسانوں کا معاملہ مختلف ہے اسے اختیار کی دولت بھی عطا فرمائی گئی ہے۔ جس طرح ہر چیز اللہ تعالیٰ حمد وستائش میں رطب اللسان ہے اس طرح وہ اپنے مالک سے خوف بھی کھاتی ہے جیسے فرمایا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی اللہ کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

---

(1) الحج ۱۸

(2) بنی اسرائیل ۴۴

(3) البقرة ۷۴

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۭ ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسااوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرادیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ

آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجئے! اللہ، کہہ دیجئے! کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو

اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬

حمایتی بنا رہے ہو جو خود بھی اپنی جان کے بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے، کہہ دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟

اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ

یا کیا اندھیریاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا جنہیں یہ اللہ کا شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ (الرعد ۱۶)

کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہو گئی ہو، کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔

کفار و مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اس عظیم الشان کائنات کا خالق، مالک اور مدبر اللہ تعالیٰ ہی ہے، مشرکین یہ تسلیم کرتے تھے کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ .. (۲)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے۔

مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا خالق و مالک ہے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ... ﴿۸۵﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔

---

(۱) الرعد ۱۳

(۲) ۔الزخرف ۸۷

(۳) المومنون ۸۴، ۸۵

وَلَىِٕنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ... ﴿۳۸﴾ ①

ترجمہ: ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

مشرکین ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ ہی کو مانتے تھے۔

قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ... ﴿۸۷﴾ ②

ترجمہ: ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے، یہ ضرور کہیں گے اللہ۔

مشرکین یہ بھی مانتے تھے کہ اقتدار کا مالک صرف اللہ ہی ہے جو جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اسی نے انسان کی خدمت کے لئے جانور پیدا کیے، پھر آسمان سے پانی برسا کر زمین کو ہرا بھرا بھی اللہ ہی کرتا ہے جس سے انسان اور جانور دونوں کھاتے ہیں۔

قُلۡ مَنۡۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ يُجِيۡرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ... ﴿۸۹﴾ ③

ترجمہ: بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کیلئے ہے۔

مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ اس بڑی کائنات کا منتظم اللہ ہی ہے جو ہر جاندار کو اپنی رحمت سے رزق دینے والا ہے اور اسی نے انسان کو دیکھنے اور سننے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اَمَّنۡ يَّمۡلِكُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَمَنۡ يُّخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَمَنۡ يُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ‌ؕ فَسَيَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ... ﴿۳۱﴾ ④

ترجمہ: ان سے پوچھو کون تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔

مشرکین یہ بھی مانتے تھے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا خالق اللہ ہی ہے اور ان کے درمیان چاند و سورج دونوں (جس سے رات اور دن کا نظام بنتا ہے) بھی رب کے ہی حکم کے پابند ہیں۔

وَلَىِٕنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ... ﴿۶۱﴾ ⑤

ترجمہ: اگر تم ان سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

① الزمر ۳۸

② المومنون ۸۶،۸۷

③ المومنون ۸۹،۸۸

④ یونس ۳۱

⑤ العنکبوت ۶۱

مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ آسمانوں سے بارش برسانے والی ذات ان کے معبود نہیں بلکہ صرف اللہ ہی ہے۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۔۔۔ ﴿٦٣﴾ [1]

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اس لئے انہیں توحید کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے پوچھو آسمان وزمین کا رب اور مدبر کون ہے؟ اگر وہ اپنے موقف کی کمزوری محسوس کرکے چپ سادھ لیں تو کہو اللہ ہی کائنات کا خالق اور مدبر ہے، جو اسماء وصفات میں کامل، زندوں اور مردوں کا مالک ہے، پھر ان سے کہو کہ جب تمہیں اقرار واعتراف ہے کہ اس عظیم الشان کائنات کا رب اور مدبر اللہ ہے، جو تمام اختیارات کا بلاشرکت غیر مالک ہے تو تم ایسی قدرتوں وعظمتوں والے رب کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا کارساز اور حاجت روا کیوں ٹھیراتے ہو جو خود اتنے بے بس اور لاچار ہیں کہ اپنے لئے بھی کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ تو وہ تمہیں کیا نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں، کہو کیا وہ شخص جو دل اور آنکھوں کا اندھا ہو، جسے کائنات میں ہر طرف بکھرے اللہ کی وحدانیت کے آثار وشواہد نظر نہیں آتے اور وہ شخص جو نور وظلمت کا فرق جان چکا ہو، جس کا دل توحید کی بصیرت سے معمور ہو، جس کو کائنات کے ذرے ذرے میں اپنے رب کی کھلی نشانیاں نظر آتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی رکھتا ہو اور سیدھا راستہ دیکھ رہا ہو وہ کبھی برابر ہوا کرتے ہیں؟ کیا توحید کی روشنی اور کفر وشرک کی تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟ یقیناً یہ برابر نہیں ہوسکتے، تو مشرکین نے کیا جان کر غیر اللہ کو اپنے معبود حقیقی کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک ٹھہرالیا ہے، کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح زمین وآسمان میں کچھ پیدا کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ان پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہوگیا؟ یقیناً نہیں، جب ان کے اپنے عقیدے کے مطابق اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے، اللہ ہی ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا خالق ومالک ہے، وہی کائنات کا منتظم ومدبر اور متصرف ہے، اللہ ہی بحر وبر کی اپنی تمام مخلوقات کو رزق بہم پہنچاتا ہے، جو آسمان سے بارش برساتا ہے، جو زندہ سے مردے کو اور مردے سے زندہ کو نکالتا ہے، یعنی ہر قدرت واختیار اللہ کے پاس ہے تو ان کے معبودوں نے جب کچھ پیدا نہیں کیا، وہ تخلیق میں اللہ کے شریک بھی نہیں تھے، وہ کائنات کے مدبر اور متصرف بھی نہیں ہیں، وہ رزق پہنچانے پر بھی قادر نہیں ہیں، وہ بارش برسا کر مردہ زمین کو بھی زندہ نہیں کرسکتے، تو وہ معبود کیسے ہوسکتے ہیں؟ اے نبی ﷺ! کہو کائنات کی ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے، سب پر غالب!

أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَٱحْتَمَلَ ٱلسَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ

اسی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اپنی اپنی وسعت کے مطابق نالے بہ نکلے، پھر پانی کے ریلے نے اوپر چڑھے جھاگ کو اٹھالیا،

وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِى ٱلنَّارِ ٱبْتِغَآءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَٰعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُۥ ۚ كَذَٰلِكَ

اور اس چیز میں بھی جس کو آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں زیور یا ساز وسامان کے لیے اسی طرح کی جھاگ ہیں، اسی طرح

[1] العنکبوت ۶۳

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ

اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے، اب جھاگ تو ناکارہ ہو کر چلا جاتا ہے لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے

فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ۝۱۷ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ

وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے، جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کی

الْحُسْنٰى ؕ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

ان کے لیے بھلائی ہے اور جن لوگوں نے اس کی حکم برداری نہ کی اگر ان کے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ ہو

وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ۬ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

اور اسی کے ساتھ ویسا ہی اور بھی ہو تو وہ سب کچھ اپنے بدلے میں دے دیں، یہی ہیں جن کے لیے برا حساب ہے

وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۸ (الرعد ۱۸،۱۷)

اور جن کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔

باطل بے ثبات ہے:

اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے فرق، حق کی پائیداری اور باطل کی بے ثباتی کی دو مثالیں بیان فرمائیں، پہلی مثال میں فرمایا کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے ہر طرف جل تھل ہو جاتی ہے اور ہر ندی و دریا اپنی وسعت کے مطابق پانی لے کر بہنے لگتا ہے، اس پانی کے ایک جگہ جمع ہونے سے سیلاب بن جاتا ہے اور پانی کی مد و جزر سے سطح پر جھاگ اور خس و خاشاک آجاتا ہے، دوسری مثال میں ارشاد فرمایا کہ ایسے ہی میل کچیل ان دھاتوں پر بھی اٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے لوگ پگھلایا کرتے ہیں، اسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے، جو جھاگ پانی پر ہو یا دھاتوں پر ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتا ہے، اور انسانوں کے لئے جو چیز نافع ہوتی ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے، اسی طرح باطل کی مثال جھاگ ہی کی طرح ہے، اور جب حق و باطل کا آپس میں اجتماع اور ٹکراؤ ہوتا ہے تو باطل کو اسی طرح ثبات اور دوام نہیں ہوتا، جیسے فرمایا:

...اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ [1]

ترجمہ: باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا

---

[1] بنی اسرائیل ۸۱

يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں یہ اب نہ پلٹیں گے۔

دوسری مثال بیان فرمائی

اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: ان کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک بھی ہے، یہ بجلی کے کڑاکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اور اللہ ان منکرین حق کو ہر طرف سے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔

ایک مقام پر کافروں کی دو مثالیں بیان فرمائیں ایک مثال سیراب کی بیان فرمائی

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

اور دوسری مثال سمندر کی تہہ کے اندھیروں کی بیان فرمائی

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ (۴)

ترجمہ: یا پھر اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے، اس پر ایک اور موج اور اس کے اوپر بادل، تاریکی مسلّط ہے آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھنے پائے جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے پھر کوئی نور نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ: لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ، وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ، فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلاَ وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ:

---

(۱) البقرة ۱۸،۱۷

(۲) البقرة ۱۹

(۳) النور ۳۹

(۴) النور ۴۰

اشْرَبُوا، فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کیا کرتی تھی چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ اور بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ اور تمام جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے تھے ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے، پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی چمکدار ہوگی جیسے میدان کا ریت ہوتا ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے) پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر ابن اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا، تم کیا مانگتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم پانی پینا چاہتے ہیں، ہمیں اس سے سیراب کیا جائے، ان سے کہا جائے گا کہ پیو؟ چنانچہ وہ اس چمکتی ریت کی طرف پانی جان کر چلیں گے اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی پوجا کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے سیراب کئے جائیں، ان سے کہا جائے گا کہ پیو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [1]

دوسری مثال بیان فرمائی۔

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ﴿٤٠﴾ [2]

ترجمہ: ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے، اس پر ایک اور موج اور اس کے اوپر بادل تاریکی پر تاریکی مسلط ہے آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھنے پائے، جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لئے پھر کوئی نور نہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الهُدَى وَالعِلْمِ، كَمَثَلِ الغَيْثِ الكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ المَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الكَلَأَ وَالعُشْبَ الكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمْسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت و علم کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے، بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اگاتی ہے، اور بعض

[1] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۹، صحیح ابن حبان ۷۳۷۷

[2] النور ۴۰

زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں، اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑتا ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں، نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اگاتے ہیں تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دے، اس کو وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ (۱)

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ،:وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي يَقَعْنَ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ، فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَاقَالَ: فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ: هَلُمَّ عَنِ النَّارِهَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب آگ نے اپنی آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے وغیرہ اس میں گر گر کر جان دینے لگے وہ انہیں ہر چند روکتا ہے لیکن بس پھر بھی وہ برابر گر رہے ہیں، بالکل یہی مثال میری اور تمہاری ہے میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو آگ سے پرے ہٹو لیکن تم میری نہیں سنتے، نہیں مانتے اور مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔ (۲)

جن لوگوں نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اور اللہ کے احکام کو تسلیم کیا ان کے لئے بہترین جزا ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ... ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل۔

جیسے ذوالقرنین نے ایک قوم سے کہا تھا۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ (۴)

ترجمہ: اس نے کہا جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا، اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لیے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے۔

اور جنہوں نے اپنے رب کی آواز پر لبیک نہ کہا روز محشر اگر وہ زمین کی ساری دولت کے بھی مالک ہوں اور اتنی ہی اور فراہم کر لیں تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اس ساری دولت کو فدیہ میں دے ڈالنے پر تیار ہو جائیں گے، مگر یہ مال انہیں حاصل بھی کہاں سے ہو گا اور اگر فرض

---

(۱) صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ ۷۹، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ بَيَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ ۵۹۵۳ ، صحیح ابن حبان ۴، السنن الکبری للنسائی ۵۸۱۲، مسندابی یعلی ۷۳۱۱، شرح السنة للبغوی ۱۳۵، مسند احمد ۱۹۵۷۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ المَعَاصِي ۶۴۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ شَفَقَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ وَمُبَالَغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَضُرُّهُمْ ۵۹۵۷، مسند احمد ۸۱۱۷

(۳) یونس ۲۶

(۴) الکہف ۸۸،۸۷

محال ہو بھی سہی تو اس روز نہ فدیہ ہوگا، نہ بدلہ، نہ عوض، نہ معاوضہ، اور یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہر چھوٹے بڑے عمل کا بری طرح حساب لیا جائے گا اور کسی خطا اور لغزش کو معاف نہیں کیا جائے گا اور وہ عذاب جہنم سے دوچار ہو کر ہی رہے گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ:أَيَّةُ آيَةٍ يَا عَائِشَةُ؟، قَالَتْ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: {مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ} (۱)، قَالَ:أَمَا عَلِمْتِ يَا عَائِشَةُ، أَنَّ الْمُؤْمِنَ تُصِيبُهُ النَّكْبَةُ، أَوِ الشَّوْكَةُ فَيُكَافَأُ بِأَسْوَإِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ: أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ: {فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا} (۲)، قَالَ:ذَاكُمُ الْعَرْضُ، يَا عَائِشَةُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قرآن پاک کی ایک آیت کو میں بہت سخت سمجھتی ہوں (یعنی میں اور تمام مسلمان اس آیت کے مضمون سے خوفزدہ رہتے ہیں) آپ نے پوچھا اے عائشہ! وہ کونسی آیت ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ " جو شخص برا کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا یہ بات تمہیں معلوم نہیں کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے (صغیرہ) گناہوں کا بدل ہو جاتی ہے اور عذاب تو اسے دیا جائے گا جس سے حساب لیا جائے گا، یہ سن کر میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ " قریب ہے ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔" آپ نے فرمایا اے عائشہ! اس سے مراد صرف اعمال کی پیشی ہے اور جس سے حساب سختی سے لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا} (۴) قَالَ: ذَاكَ العَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ هَلَكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ! مجھے آپ پر قربان کرے کیا اللہ عزوجل نے یہ ارشاد نہیں فرمایا "جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو پیشی ہوگی وہ صرف پیش کئے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے بھی پوری طرح حساب لے لیا گیا بس سمجھ لو کہ مارا گیا۔ (۵)

---

(۱) النساء: ۱۲۳

(۲) الانشقاق: ۸

(۳) سنن ابوداودکتاب الجَنَائِزِ بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ ۳۰۹۳

(۴) الانشقاق: ۸

(۵) صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورة اذاالسماءُ انشقت بَابُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۴۹۳۹،وکتاب العلم بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ ۱۰۳،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ إِثْبَاتِ الْحِسَابِ ۷۲۲۵،مسند احمد ۲۵۷۰۷

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ

کیا وہ شخص جو یہ علم رکھتا ہے کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾

اندھا ہو نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں، جو اللہ کے عہد (وپیمان) کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار کو توڑتے نہیں،

وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ

اور اللہ نے جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ﴿۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

کا اندیشہ رکھتے ہیں، اور وہ اپنے رب کی رضامندی کی طلب کے لیے صبر کرتے ہیں، اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، ان ہی کے لیے

عُقْبَى الدَّارِ ۙ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ

عاقبت کا گھر ہے، ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیوی

وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو

بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ﴿۲۴﴾ (الرعد ۱۹ تا ۲۴)

صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دار آخرت کا۔

ایک موازنہ:

بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخص جو قرآن کی حقانیت وصداقت پر یقین رکھتا ہو اور سب حکموں پر عمل پیرا ہوا، اور وہ شخص جو قرآن کی صداقت میں شک وشبہ کا شکار ہو اور نہ حق پر عمل کرتا ہو دونوں یکساں ہو جائیں؟ جس طرح جنتی اور دوزخی میں زمین وآسمان کا فرق ہے، جس طرح پانی اور جھاگ، سونا، تانبا وغیرہ اور اس کی میل کچیل برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح آخرت میں ان دونوں اشخاص کا انجام بھی برابر نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا:

لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳ [1]

ترجمہ: دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

نصیحت تو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو ہوش گوش رکھنے والے بیدار مغز لوگ ہوتے ہیں، اور جن کے پاس قلب سلیم اور عقل صحیح نہ ہو اور جنہوں نے اپنے دلوں کو گناہوں کے زنگ سے آلودہ اور اپنی عقلوں کو خراب کر لیا ہو وہ اس قرآن سے نصیحت حاصل ہی نہیں کر سکتے، اور ان اہل دانش لوگوں کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنے عہد الست کو پورا کرتے ہیں اور اسے مضبوط باندھنے کے بعد توڑ نہیں ڈالتے، اس میں ہر قسم کا معاہدہ، عہد، قسم اور نذر وغیرہ داخل ہیں جنہیں بندے اپنے آپ پر لازم کرتے ہیں، ان کی روش یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے جن معاشرتی اور تمدنی روابط کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑنے کے بجائے صلہ رحمی کرتے ہیں اور جو کوئی ان سے قطع تعلق کرتا ہے یہ اس سے جڑتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں اور اس بات کا شدید خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے، ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا و خوشنودی کے لئے نافرمانیوں اور گناہوں سے بچتے ہیں، اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے ہیں، اپنے جذبات اور میلانات کو حدود کا پابند بناتے ہیں، اور تبلیغ حق کی پاداش میں تکلیفوں اور آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں، اور نماز کو خشوع وخضوع اور اعتدال ارکان کے ساتھ قائم کرتے ہیں، اور جہاں جہاں خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے رات دن کی ہر گھڑی اپنوں اور بیگانوں میں علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، اور کسی کے قول وفعل سے برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ حسن سلوک سے دیتے ہیں، جیسے فرمایا:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ㉞ [2]

ترجمہ: اور اے نبی! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں، تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَكُونُوا إِمَّعَةً، تَقُولُونَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا، وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا، وَلَكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا، وَإِنْ أَسَاءُوا فَلاَ تَظْلِمُوا.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے طرز عمل کو لوگوں کے طرز عمل کا تابع بنا کر نہ رکھو یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے، تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ اگر لوگ نیکی کریں تو تم نیکی کرو اور اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ [3]

أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: أمرني رَبِّي بِتِسْع: خَشْيَةِ الله في السِّرِّ والعلانية، وكلمة العدل في الغضب والرضى، والقصد في الفقر والغنى، وأن أَصِلَ مَنْ قَطَعَني، وأعطي مَنْ حَرَمَني، وأَعْفُوَ

---

[1] الحشر ۲۰

[2] حم السجدة ۳۴

[3] جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ وَالعَفْوِ ۲۰۰۷، مسندالبزار ۲۸۰۲، شرح السنة للبغوی ۳۴۴۴

عَمَّنْ ظَلَمَني، وأن يكون صَمْتي فِكْراً، ونُطْقي ذِكْراً، ونظري عبرة، وآمرُ بالعُرْف، وقيل: بالمعروف

ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے پوشید گی اور علانیہ میں للّٰہیت ، میں خواہ کسی سے خوش ہوں یا ناراض ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں، تنگ دستی اور فارغ البالی میں میانہ روی، جو میرا حق مارے میں اس کا حق ادا کروں، جو مجھے محروم کرے میں اس کو عطا کروں، اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اس کو معاف کر دوں، میری خاموشی فکر اور میرا بولنا ذکر اور میری نظر عبرت اور حکم دوں تو اچھائی کا دوں۔ (١)

وما ينبغي التنبيه له أن رزينا زاد عدة أحاديث الى كتابه غير موجودة في الصحاح الستة ،موضوعة ،

تنبیہ: زرین نے اپنی کتاب میں کئی ایک احادیث نقل کی ہیں جن کا وجود صحاح ستہ میں نہیں ملتا بلکہ یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔

اسی معنی میں یہ حدیث ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔ (٢)

جو لوگ ان صفات جلیلہ اور مناقب جمیلہ کے حامل ہوں گے آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے، یعنی ایسے باغ جو ان کی ابدی قیامگاہ ہوں گے، وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے تا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں جیسے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ .. ﴿٢١﴾ (٣)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے۔

اور اگر کسی کے پاس ایمان اور عمل صالحہ کی پونجی نہیں ہو گی تو وہ جنت میں نہیں جائے گا چاہے اس کے دوسرے نہایت قریبی رشتے دار جنت میں چلے گئے ہوں کیونکہ جنت میں داخلہ حسب و نسب کی بنیاد پر نہیں، ایمان و عمل کی بنیاد پر ہو گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ

(١) جامع الاصول فی أحاديث الرسول ٩٣١٧،جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد ٩٦٨٤

(٢) سنن ابوداودكتاب الاجارة بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مَنْ تَحْتَ يَدِهِ ٣٥٣٥،جامع ترمذى ابواب البيوع بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى الذِّمِّيِّ الخَمْرَ يَبِيعُهَا لَهُ ١٢٦٤،شعب الايمان ٤٨٧٣،مستدرک حاکم ٢٢٩٦،المعجم الاوسط ٣٥٩٥، مسندالبزار ٩٠٠٢،سنن دارقطنى ٢٩٣٦،سنن الدارمى ٢٦٣٩،السنن الكبرى للبيهقى ٢١٣٠٣،معرفة السنن ولآثار ٢٠٣٧٦،السنن الصغيرللبئيهقى ٢٣٣٩، شرح السنة للبغوى ٢١٤٩

(٣) الطور ٢١

اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اللہ اس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے، اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے، اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتا ہے، اور جسے اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔ [1]

ملائکہ ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اب تم سلامتی کی جگہ پر آ گئے ہو یہاں تم ہر آفت، ہر تکلیف، ہر مشقت اور ہر خطرے واندیشے سے محفوظ ہو، جس طرح تم نے دنیا میں اللہ کی رضاو خوشنودی کے لئے صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کے مستحق ہوئے ہو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِي، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:هَلْ تَدْرُونَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ، الَّذِينَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ: ائْتُوهُمْ فَحَيُّوهُمْ، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ، وَخِيرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ، أَفَتَأْمُرُنَا أَنْ نَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عِبَادًا يَعْبُدُونِي، لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا، وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ ، وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ، وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً قَالَ: فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَيَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ :{سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ} [2]

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہو گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے جنت میں وہ فقراء اور مہاجرین داخل ہوں گے جن کے ساتھ سرحدوں کی حفاظت کی جاتی اور ناپسندیدہ امور سے

[1] صحیح مسلم کتاب الذکرو الدعاءبَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ ۶۸۵۳،سنن ابن ماجہ کتاب السنة بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ۲۲۵

[2] الرعد : ۲۴

بچا جاتا ہے، اور ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی حاجت وضرورت اس کے سینے ہی میں رہ جاتی ہے کہ اسے اس کے پورا کرنے کی استطاعت ہی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کہو، فرشتے کہتے ہیں ہم تیرے آسمان کے رہنے والے ہیں اور تیری مخلوق میں سے چنے ہوئے ہیں لیکن تیرا حکم یہ ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں اور انہیں سلام کہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں، اس لیے کہ یہ ایسے بندے تھے جو میری عبادت کرتے تھے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتے تھے، اور ان کے ساتھ سرحدوں کی حفاظت کی جاتی اور ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا تو اس کی حاجت وضرورت اس کے سینے ہی میں ہوتی تھی اور وہ اسے پورا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا، اس فرمان باری تعالیٰ کے سننے کے بعد فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہیں اور کہتے ہیں '' تم پر سلام ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔''[1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعِيشُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت تم کو نہ آئے گی، اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا تم پر نہ آئے گا اور اب تم ہمیشہ مقیم رہو گے کبھی کوچ کرنے کی تمہیں ضرورت نہ ہوگی۔[2]

پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!

وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ

اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں

وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لیے لعنتیں ہیں اور ان کے لیے برا گھر ہے، اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھاتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

اور گھٹاتا ہے ،یہ دنیا کی زندگی میں مست ہوگئے حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلے میں

اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ ع (الرعد ٢٥،٢٦)

نہایت (حقیر) پونجی ہے۔

[1] مسند احمد ٦٥٧٠

[2] المعجم الصغیر للطبرانی ٢١٣، معجم ابن عساکر ٥

مسئلہ رزق:

اہل جنت کے بعد اہل جہنم کا بیان فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، اور جن معاشرتی اور تمدنی رابطوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ان سے قطع تعلق کرتے ہیں، اور جو کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے، لوگوں کو اللہ کے راستے سے روک کر اور اللہ کے سیدھے راستے کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کر کے اللہ کی زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان صفات کے حامل لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں ان صفات کے حامل لوگوں کے لئے آخرت میں بہت برا ٹھکانا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے، جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے، اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ [2]

عام جہلا کی طرح کفار مکہ بھی عقیدہ وعمل کے حسن وقبح کو دیکھنے کے بجائے امیری اور غریبی کے لحاظ سے انسانوں کی قدر و قیمت کا حساب لگاتے تھے، ان کا گمان تھا کہ جسے دنیا میں خوب مال و دولت مل رہی ہے وہ اللہ کا پسندیدہ ہے خواہ وہ کیسا ہی گمراہ اور بدکار ہو اور جو تنگ دست اور تنگ حال ہے وہ اللہ کا مغضوب ہے خواہ وہ کیسا ہی نیک ہو، اللہ تعالیٰ نے اس پر متنبہ فرمایا کہ یہ تو اللہ کی حکمت ومشیت ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دنیاوی اسباب اور رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے، کسی بندے پر رزق کی فراوانی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہے اور رزق کی کمی سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر ناراض ہے، اللہ تعالیٰ تو رزق کی فراوانی کر کے بھی آزماتا ہے اور کمی کر کے بھی آزمائش کرتا ہے، جیسے فرمایا:

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ [3]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال و اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۳۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۱

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۳۴، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۰

[3] المومنون ۵۵،۵۶

کا انہیں شعور نہیں ہے۔

یہ لوگ دنیاوی زندگی کی چند روزہ رنگینیوں میں مگن اور آخرت سے غافل ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاع قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، جیسے فرمایا

...قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾ [1]

ترجمہ: ان سے کہو دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے اور تم پر ظلم ایک ذرہ برابر بھی نہ کیا جائے گا۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ [2]

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ وَأَشَارَ يَحْيَى بِالسَّبَّابَةِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کوئی تم میں سے یہ انگلی سمندر میں ڈال کر نکالے، اور یحییٰ نے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا پھر دیکھے تو سمندر میں سے کتنا پانی لاتا ہے۔ [3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ، دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ:أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوا: وَاللهِ لَوْ كَانَ حَيًّا، كَانَ عَيْبًا فِيهِ، لِأَنَّهُ أَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ؟ فَقَالَ: فَوَاللهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ، مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ کسی بازار سے گذر رہے تھے وہاں ایک بہت چھوٹے کانوں والی مردار بکری پڑی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کانوں سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر لوگوں سے فرمایا تم اسے کتنے میں خریدنا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم تو اسے کسی چیز کے عوض نہیں خریدنا چاہتے ہم نے اس کا کیا کرنا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنی بات دہرائی، لوگوں نے کہا واللہ! اگر یہ زندہ ہوتی تو تب بھی اس میں چھوٹے کانوں والی ہونا ایک عیب ہے اب جبکہ مرادار بھی تو ہم اسے کیسے خرید سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! دنیا اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تم اس کو حقیر جان رہے ہو۔ [4]

[1] النساء۷۷

[2] الاعلیٰ۱۶،۱۷

[3] صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۱۹۷، مسنداحمد۱۸۰۰۹،صحیح ابن حبان ۴۳۳۰،السنن الکبری للنسائی ۱۱۷۹۷

[4] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن المومن وجنة للکافر۷۴۱۸

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

کافر کہتے ہیں کہ اس پر کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ جواب دیجئے کہ اللہ جسے گمراہ کرنا چاہے کر دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۚۖ۝۲۷ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

اور جو اس کی طرف جھکے اسے راستہ دکھا دیتا ہے، جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں،

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے، جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے

طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹ (الرعد ۲۷ تا ۲۹)

ان کے لیے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانا۔

مشرکین کے اعتراض:

یہ کفار و مشرکین جو سید الامم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے ہیں محض بہانے کے طور پر کہتے ہیں کہ اگلے انبیاء کی طرح محمد ﷺ کو اس کی رسالت کی صداقت میں کوئی معجزہ کیوں نہیں دیا گیا اگر ان کے پاس کوئی معجزہ ہوتا تو ہم ایمان لے آتے، جیسے فرمایا:

...فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ [1]

ترجمہ: ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

ان کے اس مطالبہ کے جواب میں فرمایا اے نبی ﷺ! کہو اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے، یعنی اللہ کی نشانیاں تو ہر طرف بکھری پڑی ہیں جنہیں دیکھ کر کوئی بھی بینا شخص راہ راست اختیار کر سکتا ہے مگر یہ لوگ خود ہی راہ ہدایت پر چلنا نہیں چاہتے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ کسی بندے کی خواہش کے برعکس زبردستی راہ راست پر نہیں لاتا، بلکہ ایسے شخص کو انہی راستوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے جن میں وہ بھٹکنا چاہتا ہے، فرمایا ان پر کلمہ عذاب صادق ہو چکا ہے، یہ لوگ کسی طرح بھی ایمان نہیں لائیں گے جیسے فرمایا

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝۱۱۱ [2]

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے الا یہ کہ مشیت الٰہی یہی ہو (کہ یہ ایمان لائیں) مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔

[1] الانبیاء ۵

[2] الانعام ۱۱۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُ لَنَا رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا، وَنُؤْمِنُ بِكَ، قَالَ: وَتَفْعَلُونَ؟قَالُوا: نَعَمْ،قَالَ: فَدَعَا،أَنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَى رَسُولِهِ لَمَّا سَأَلُوهُ أَنْ يُحَوِّلَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا، وَأَنْ يُجْرِيَ لَهُمْ يَنْبُوعًا، وَأَنْ يُزِيحَ الْجِبَالَ مِنْ حَوْلِ مَكَّةَ فَيَصِيرُ مَكَانَهَا مُرُوجٌ وَبَسَاتِينُ، إِنْ شِئْتَ يَا مُحَمَّدُ أَعْطَيْتُهُمْ ذَلِكَ، فَإِنْ كَفَرُوا فَإِنِّي أُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ عَلَيْهِمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ فَقَالَ:بَلْ تَفْتَحُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ کوہ صفا کو سونے کا بنادے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے دعا فرمائی اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ان کی چاہت کے مطابق میں صفا پہاڑ کو سونے کا کر دیتا ہوں، زمین عرب میں میٹھے دریاؤں کی ریل پیل کر دیتا ہوں، اور ان پہاڑیوں کو جنھوں نے مکہ کو گھیر رکھا ہے ہٹا کر زمین کو زراعتی زمین میں بدل دیتا ہوں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم !اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم یہ سب عطا کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی اگر یہ ایمان نہ لائے تو انہیں وہ سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہو اور اگر چاہیں تو ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنا پسند فرمایا۔ (۱)

اہل ایمان کی علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے ہی لوگ ہیں وہ جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کے دلوں کو توحید کی حلاوت، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت، تلاوت کلام الٰہی، نوافل اور کثرت سے دعا و مناجات سے اطمینان نصیب ہوتا ہے، خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے، پھر جو لوگ خلوص نیت سے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کیے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لئے جنت میں اچھا مقام اور اس کی لازوال نعمتیں اور لذتیں ہیں، اس میں گھنے سایہ دار درخت ہیں، جیسے فرمایا

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝۳۰ (۲)

ترجمہ:اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لاَ يَقْطَعُهَا

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کا سایہ اتنا لمبا ہے کہ سوار ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ (۳)

(۱) مسند احمد ۲۱۶۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۷۳۶، مستدرک حاکم ۱۷۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۳۲، تفسیر ابن کثیر ۴۳۴؍۴

(۲) الواقعة ۳۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۵۲، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا ۷۱۳۸

جبکہ سواری بھی عمدہ اور تیز رفتار ہو،

حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ الجَوَادَ المُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہو گا جس کے سایہ میں عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سوسال تک رہے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔[۱]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، قَالَ:يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّ الفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ، أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ،فِيهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کی ایک شاخ کے سائے تلے ایک سوسال تک سوار چلتا رہے گا اور سو سو سوار اس کی ایک ایک شاخ تلے ٹھہر سکتے ہیں،اس میں سونے کی ٹڈیاں ہیں،اس کے پھل بڑے بڑے مٹکوں کے برابر ہیں۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

اسی طرح ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں کہ آپ انہیں ہماری طرف سے جو وحی

اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ

آپ پر اتری ہے پڑھ کر سنائیے یہ اللہ رحمان کے منکر ہیں،آپ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا درحقیقت

اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰

کوئی بھی لائق عبادت نہیں،اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حوصلہ افزائی:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!اس امت سے پہلے دنیا میں بہت سی امتیں گزر چکی ہیں،ان لوگوں کی ہدایت کے لئے ہم نے رسول بھیجے تھے،ان کی رہنمائی کے لئے رسولوں پر کتابیں نازل کی تھیں مگر ہر امت نے تکذیب کی اور دعوت حق کا مذاق اڑایا جس کی پاداش میں انہیں دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑا،جیسے فرمایا:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳ [۲]

ترجمہ:اللہ کی قسم،اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) ! تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں(اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۵۳،صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابُ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا ۷۱۳۸

[۲] النحل ۶۳

ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے (اور رسولوں کی بات انہوں نے مان کر نہ دی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا بھی سر پرست بنا ہوا ہے اور یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ [1]

ترجمہ: تم سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں مگر اس تکذیب پر اور ان اذیتوں پر جو انہیں پہنچائی گئیں انہوں نے صبر کیا یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی، اللہ کی باتوں کو بدلنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے اور پچھلے رسولوں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس کی خبریں تمہیں پہنچ ہی چکی ہیں۔

یعنی کس طرح ہم نے اپنے پیغمبروں کی مدد کی، اور دنیا و آخرت میں کس طرح انہیں اور ان کے پیروکاروں کو اچھے انجام سے سرفراز کیا تھا، اب ہم نے اپنی رحمت سے تم کو اس قوم میں بغیر کسی نشانی کے تبلیغ رسالت کے لئے بھیجا ہے تا کہ تم ان لوگوں کو وہ دعوت حق پیش کرو جو ہم نے تم پر نازل کی ہے، اس حال میں کہ یہ لوگ اللہ رحمٰن کی بندگی سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور اس کی صفات و اختیارات اور حقوق میں دوسروں کو اس کا شریک بنا رہے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أنه رأى رجلا انتفض لما سمع حديثا عن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصِّفَاتِ استنكارا لذلك ، فقال: ما فرق هؤلاء؟ يجدون رقة عند محكمه وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جسے صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ایک حدیث سن کر کپکپی آ گئی گویا اسے یہ حدیث اچھی نہیں لگی اور وہ اسے اجنبی سا محسوس کر رہا ہے، یہ منظر دیکھ کر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کا ڈر عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سن کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور متشابہ آیات سن کر (اور نہ مان کر) ہلاکت میں پڑتے جاتے ہیں۔

مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان سے مروی ہے کہ جب مشرکین مکہ صلح حدیبیہ پر تیار ہو گئے تو

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو، قریش کا نمائندہ سہل کہنے لگا اللہ قسم! میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو باسمک اللھم لکھو جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ... ﴿١١٠﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب اچھے ہی نام ہیں۔

---

[1] الانعام ۳۴

[2] صحيح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱، ۲۷۳۲

[3] بنی اسرائیل ۱۱۰

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَحَبَّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن نہایت پیارے نام ہیں۔ [1]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! توحید الوہیت میں ان سے کہو کہ وہی رحمٰن جس کے تم منکر ہو میرا رب ہے اور توحید ربوبیت میں کہو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی رزاق نہیں، کوئی مشکل کشا و حاجت روا نہیں ہے میں تمام امور و معاملات میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی میرا ملجا و ماویٰ ہے، یعنی اپنی تمام عبادات اور حاجات میں میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ

اگر (بالفرض) کے کسی قرآن (آسمانی کتاب) کے ذریعہ پہاڑ چلا دیے جاتے یا زمین ٹکڑے کر دی جاتی

بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ

یا مردوں سے باتیں کرا دی جاتیں (پھر بھی وہ ایمان نہ لاتے) ، بات یہ ہے کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے تو کیا ایمان والوں کو

اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اس بات پر دل جمعی نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام لوگوں کو ہدایت دے دے، کفار کو تو ان کے کفر کے بدلے ہمیشہ ہی

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ

کوئی نہ کوئی سخت سزا پہنچتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب نازل ہوتی رہے گی تاوقتیکہ وعدہ الٰہی آ پہنچے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۳۱ؒ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا، یقیناً آپ سے پہلے کے پیغمبروں کا مذاق اڑایا گیا تھا اور میں نے بھی کافروں کو ڈھیل دی تھی

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲ (الرعد ۳۱،۳۲)

پھر انہیں پکڑ لیا تھا، پس میرا عذاب کیسا رہا؟۔

قرآن کا اطلاق اگلی الہامی کتابوں پر بھی ہوتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ القُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ القُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلاَ يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داود علیہ السلام کے لئے قرآن (یعنی زبور) کی قرات بہت آسان کر دی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنی

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ۵۵۸۷،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَسْمَاءِ۲۸۳۴،معجم ابن عساکر۲۵۱

سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ (۱)

اہل ایمان جب کفار کی طرف سے بار بار نشانی کا مطالبہ سنتے تھے تو ان کے دلوں میں بے چینی پیدا ہوتی کہ کاش ان لوگوں کو اللہ کوئی نشانی دکھادے اور یہ لوگ توحید کے قائل ہوجائیں، مگر جب محسوس کرتے کہ اس طرح کی کسی نشانی کے نہ آنے کی وجہ سے کفار کو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پھیلانے کا موقع مل رہا ہے تو ان کی بے چینی اور بھی بڑھ جاتی، اس پر مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر سابقہ آسمانی کتاب ایسی نازل ہوئی ہوتی کہ جسے سن کر پہاڑ رواں دواں ہوجاتے یا زمین پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی یا مردے زندہ ہوکر بول اٹھتے تو قرآن کریم کے اندر یہ خصوصیت بدرجہ اولیٰ موجود ہوتی کیونکہ یہ اعجاز وبلاغت میں پچھلی تمام کتابوں سے فائق ہے، اگر اس قرآن کے ذریعے سے یہ معجزات ظاہر ہوتے تب بھی یہ کفار ومشرکین ایمان نہ لاتے، کیونکہ ایمان لانا یا نہ لانا یہ اللہ کی مشیت وحکمت پر موقوف ہے، معجزوں پر نہیں، پھر کیا اہل ایمان کو اس بات پر اطمینان نہیں کہ اگر اللہ کی حکمت ومشیت ہوتی تو سارے انسانوں کو ہدایت دے دیتا، مگر اللہ کو بغیر سمجھ بوجھ محض ایک غیر شعوری ایمان مطلوب نہیں ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ اس پر ایمان لائے، (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔ (۲) جن لوگوں نے اللہ کی دعوت پر تکذیب کا رویہ اختیار کر رکھا ہے ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی عذاب نازل ہوتا رہتا ہے یا ان کے قریب کے علاقوں میں کہیں مصائب نازل ہوتے ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ (۳)

ترجمہ: تمہارے گردوپیش کے علاقوں میں بہت سی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں، ہم نے اپنی آیات بھیج کر بار بار طرح طرح سے ان کو سمجھایا شاید کہ وہ باز آجائیں، پھر کیوں نہ ان ہستیوں نے ان کی مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہوئے معبود بنالیا تھا؟ بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے اور یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان بناوٹی عقیدوں کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۳۴۱۷ ،شرح السنۃ للبغوی ۲۰۲۷،صحیح ابن حبان ۶۲۲۵،السنن الکبری للبیہقی ۱۱۶۹۲

(۲) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ ۴۹۸۱، وكِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الكَلِمِ ۷۲۷۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۵

(۳) الاحقاف ۲۷،۲۸

اور آفتوں کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا یہاں تک کہ اہل اسلام کو قطعی فتح و غلبہ حاصل ہو جائے یا قیامت واقع ہو جائے، رسول اللہ ﷺ کو ثبات کی تلقین اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا یقیناً اللہ نے اپنے رسولوں کی نصرت و امداد کا جو وعدہ فرمایا ہے اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا، جیسے فرمایا

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؀۴۷ [۱]

ترجمہ: پس اے نبی ﷺ! تم ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ کبھی اپنے رسولوں سے کیے ہوئے وعدوں کے خلاف کرے گا، اللہ زبردست ہے اور انتقام لینے والا ہے۔

تم سے پہلے بھی ہر امت نے اپنے اپنے رسولوں کا مذاق اڑایا ہے، دعوت حق کی تکذیب کی ہے اور دعوت حق پہنچانے کی پاداش میں انہیں ایذائیں پہنچائی گئیں، مگر اللہ نے اپنی سنت کے مطابق ہمیشہ ظالموں کو ایک مدت تک ڈھیل دی حتی کہ وہ اس گمان باطل میں مبتلا ہو گئے کہ ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا، آخر ایک وقت مقررہ پر عذاب الٰہی ان پر نازل ہوا اور وہ صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت ہے جیسے فرمایا:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الْمَصِيْرُ ؀۴۸ [۲]

ترجمہ: کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں، میں نے ان کو پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اور سب کو واپس تو میرے ہی پاس آنا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' [۳]

اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ

آیا وہ اللہ جو نگہبانی کرنے والا ہے ہر شخص کی اس کے کئے ہوئے اعمال پر، ان لوگوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں ک

قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ

ہہ دیجئے ذرا ان کے نام تو لو، کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں، یا صرف اوپری اوپری باتیں بتا رہے ہو

[۱] ابراہیم ۴۷

[۲] الحج ۴۸

[۳] صحیح بخاری تفسیرسورۃ هودبَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶، صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۱

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ

بات اصل یہ ہے کہ کفر کرنے والوں کے لیے ان کے مکر سجا دیئے گئے ہیں اور وہ صحیح راہ سے روک دیئے گئے ہیں اور جس کو

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

اللہ گمراہ کر دے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں، ان کے لیے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی

اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

زیادہ سخت ہے، انہیں اللہ کے غضب سے بچانے والا کوئی بھی نہیں، اس جنت کی صفت، جس کا وعدہ پرہیز گاروں کو دیا گیا ہے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ

یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، اس کا میوہ ہمیشگی والا ہے اور اس کا سایہ بھی، یہ ہے انجام پرہیز گاروں کا

وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ (الرعد ۳۳تا۳۵)

اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔

عالم خیر و شر:

اللہ تعالیٰ جو اخروی جزا اور عدل و انصاف کے ساتھ ہر ایک متنفس کے چھوٹے بڑے، اچھے برے اعمال پر نظر رکھتا ہے، جس سے کائنات کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، اس کامل صفات کے حامل اللہ کے مقابلے میں یہ جسارتیں کی جا رہی ہیں کہ لوگوں نے اس وحدہ لاشریک کے کچھ خود ساختہ ہمسر اور مدمقابل تجویز کر رکھے ہیں، اس کی ذات، صفات اور حقوق میں اس کی مخلوق کو شریک کیا جا رہا ہے، حالانکہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں، کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں، جو نہ دیکھتے ہیں اور نہ عقل و شعور سے بہرہ ور ہیں، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ [1]

ترجمہ: اس پر بھی لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا حالانکہ وہ ان کا خالق ہے اور بے جانے بوجھے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کر دیں حالانکہ وہ پاک اور بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر واقعی وہ اللہ کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو ذرا ان کے نام ہمیں بھی بتاؤ تاکہ انہیں پہچان سکیں، یعنی کیا تمہارے پاس کوئی مستند اطلاع آئی ہوئی ہے کہ اللہ نے فلاں فلاں ہستیوں کو اپنی صفات، اختیارات یا حقوق میں شریک قرار دیا ہے، اگر ایسا ہے تو وہ مستند ذریعہ پیش کرو یا اللہ کی زمین پر کچھ ہستیاں خود اس کی شریک بن گئی ہیں اور تم لوگ اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں نہیں جانتا؟ ان کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے، اگر وجود ہوتا تو اللہ کے علم میں ضرور ہوتا کیونکہ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے، یا تم لوگ بغیر کسی سند اور بغیر کسی دلیل کے جس کو چاہتے ہو اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہو، جس کو چاہتے ہو، داتا، مشکل

[1] الانعام ۱۰۰

کشااور حاجت روا قرار دے دیتے ہو جیسے فرمایا

إِنْ هِيَ إِلَّآ أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَمَا تَهْوَى ٱلْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ ٱلْهُدَىٰٓ ﴿٢٣﴾ [1]

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے اس کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی، حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں حالاں کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے دعوت حق کو ماننے سے انکار کیا ہے تو قانون فطرت کے مطابق ان کے غلط عقائد واعمال خوشنما بنادیے گئے ہیں، جیسے فرمایا

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ... ﴿٢٥﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔

اور وہ راہ راست سے روک دیے گئے ہیں، پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

... وَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ فِتْنَتَهُۥ فَلَن تَمْلِكَ لَهُۥ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا ... ﴿٤١﴾ [3]

ترجمہ: جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے تم کچھ نہیں کر سکتے۔

إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَىٰهُمْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٣٧﴾ [4]

ترجمہ: اے نبی! تم چاہے ان کی ہدایت کے لئے کتنے ہی حریص ہو مگر اللہ جس کو بھٹکا دیتا ہے پھر اسے ہدایت نہیں دیا کرتا اور اس طرح کے لوگوں کی مدد کوئی نہیں کر سکتا۔

ایسے لوگ دنیا کی زندگی میں اہل ایمان کے ہاتھوں قتل وغارت واسیر ہوں گے، اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے، جیسا کہ لعان کرنے والے جوڑے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ

دنیا کا عذاب، عذاب آخرت سے بہت ہلکا ہے۔ [5]

---

[1] النجم ۲۳

[2] حم السجدة ۲۵

[3] المائدة ۴۱

[4] النحل ۳۷

[5] صحیح مسلم كِتَابُ اللِّعَانِ ۳۷۴۶، سنن نسائی كِتَاب الطَّلَاقِ بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ ۳۵۰۳، جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ ۱۲۰۲، مسنداحمد ۴۶۹۳، صحیح ابن حبان ۴۲۸۶، السنن الکبری للنسائی ۵۶۳۷، سنن دارمی ۲۲۷۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۳۴۲، مسندابی یعلی ۵۶۵۶، شرح السنة للبغوی ۲۳۷۰

اس کے علاوہ دنیا کا عذاب عارضی اور فانی ہے جبکہ عذاب آخرت دائمی ہے اسے زوال اور فنا نہیں، اور جہنم کی آگ دنیا کی آگ کی نسبت انہتر گنا زیادہ تیز حرارت والی ہے، جیسے فرمایا:

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ [1]

ترجمہ: پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ [2]

ترجمہ: اور جو اس گھڑی کو جھٹلائے اس کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے، وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے، اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

کوئی ہستی ایسی نہیں جو انہیں اللہ سے بچانے والی ہو، پرہیز گار انسانوں کے لئے جس جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے صاف پانی کی نہریں جس میں کبھی بو نہ ہو گی، دودھ کی نہریں جس کا ذائقہ کبھی نہیں بگڑے گا، شراب کی نہریں جس میں لذت ہی لذت ہے، جس کے پینے سے نہ نشہ ہو گا نہ بدمزگی اور صاف شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، اس کے انوکھے ذائقہ وخوشبودار پھل و میوہ جات دائمی ہیں، اور اس کے درختوں کا سایہ لازوال ہے، اللہ تعالیٰ نے ترغیب دینے کے لیے متعدد مقامات پر جنت کے حالات بیان فرمائے ہیں جیسے فرمایا:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۝ [3]

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

جیسے فرمایا

---

[1] الفجر ۲۵،۲۶

[2] الفرقان ۱۱تا۱۴

[3] محمد ۱۵

وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ [1]

ترجمہ: اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے بکثرت پھل۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ [2]

ترجمہ: جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی، اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: إِذَا قَامَ ارْتَفَعَتْ بِقَدْرِهِ، وَإِنْ قَعَدَ تَدَلَّتْ حَتَّى يَنَالَهَا، وَإِنِ اضْطَجَعَ تَدَلَّتْ حَتَّى يَنَالَهَا، فَذَلِكَ تَذْلِيلُهَا

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب جنتی کھڑا ہوگا تو وہ اسی حساب سے دور ہو جائیں گے، اور جب بیٹھے گا یا لیٹے گا تو وہ اسی انداز سے اس کے قریب ہو جائیں گے، پس نہ کسی دوری کا کوئی سوال ہوگا اور نہ کسی کانٹے وغیرہ کا کوئی خطرہ، اسی طرح ان درختوں کے گھنے سائے ہوں گے۔ [3]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ [4]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا اور نیک عمل کیے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور انہیں ہم گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھی اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے حرکت کی

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ؟قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي رَأَيْتُ الجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا، وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ (نماز میں) آپ اپنی جگہ سے کچھ آگے بڑھے اور پھر اس کے بعد پیچھے ہٹ گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا تھا جو تر و تازگی سے مہک رہی تھی میں نے اس کا ایک خوشہ توڑنا چاہا تھا لیکن میرے اور اس کے درمیان آڑ کر دی گئی، اگر میں اسے توڑ سکتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور پھر کچھ بھی کم نہ ہوتا۔ [5]

عُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ، يَقُولُ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَوْضِ، وَذَكَرَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: فِيهَا فَاكِهَةٌ؟ قَالَ:نَعَمْ، وَفِيهَا شَجَرَةٌ تُدْعَى طُوبَى ، فَذَكَرَ شَيْئًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ؟ قَالَ: أَيُّ شَجَرِ أَرْضِنَا تُشْبِهُ؟ قَالَ:لَيْسَتْ تُشْبِهُ شَيْئًا مِنْ شَجَرِ أَرْضِكَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَيْتَ الشَّامَ؟ فَقَالَ: لَا ، قَالَ:تُشْبِهُ شَجَرَةً

---

[1] الواقعة ۳۲،۳۳

[2] الدھر ۱۴

[3] تفسیر طبری ۲۴/۱۰۳

[4] النساء ۵۷

[5] صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً وَصَلَّى ۱۰۵۲، صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۰۹

بِالشَّامِ تُدْعَى الْجَوْزَةُ، تَنْبُتُ عَلَى سَاقٍ وَاحِدٍ، وَيَنْفَرِشُ أَعْلَاهَا ، قَالَ: مَا عِظَمُ أَصْلِهَا؟ قَالَ:لَوْ ارْتَحَلَتْ جَذَعَةٌ مِنْ إِبِلِ أَهْلِكَ، مَا أَحَاطَتْ بِأَصْلِهَا حَتَّى تَنْكَسِرَ تَرْقُوَتُهَا هَرَمًا قَالَ: فِيهَا عِنَبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا عِظَمُ الْعُنْقُودِ؟ قَالَ:مَسِيرَةُ شَهْرٍ لِلْغُرَابِ الْأَبْقَعِ، وَلَا يَفْتُرُ

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دیہاتی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حوض کوثر و جنت کے متعلق سوالات پوچھنے لگا پھر اس دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں میوے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور وہاں طوبی نامی ایک درخت بھی ہو گا اس نے پوچھا کہ زمین کے کس درخت کے ساتھ آپ اسے تشبیہ دے سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زمین پر ایک درخت بھی ایسا نہیں ہے جسے اس کے ساتھ تشبیہ دی جاسکے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم شام گئے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے مشابہہ درخت شام میں ہے جسے اخروٹ کا درخت کہتے ہیں وہ ایک بیل پر قائم ہوتا ہے اور اوپر سے پھیلتا جاتا ہے، اس نے پوچھا کہ اس کی جڑ کی موٹائی کتنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے گھریلو اونٹ کا کوئی جذعہ روانہ ہو تو وہ اس کی جڑ کا اس وقت تک احاطہ نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے چرچرانے نہ لگیں (مراد جنت کا درخت ہے)اس بدوی نے پوچھا کیا اس میں انگور ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اس نے پوچھا اس کے خوشے کتنے بڑے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنے بڑے ہوں گے کہ کوئی کالا کوا مہینہ بھر اڑتا رہے تو بھی اس کے خوشے سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ (۱)

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَزَعَ ثَمَرَةً مِنَ الْجَنَّةِ عَادَتْ مَكَانَهَا أُخْرَى

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جب کوئی پھل توڑیں گے اسی وقت اس کی جگہ دوسرا لگ جائے گا۔ (۲)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟قَالَ:جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ،وَيُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّقْدِيسَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی خوب کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے نہ ناک سنکیں گے، لوگوں نے عرض کیا پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ڈکار ہو گی اور پسینہ آئے گا اس میں مشک کی خوشبو ہو گی (پس ڈکار اور پسینہ سے کھانا ہضم ہو جائے گا) اور تسبیح اور تحمید (یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ) کا ان کو الہام ہو گا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے۔ (۳)

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ:قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: أَتَزْعُمُ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

(۱) مسند احمد ۱۷۶۴۲،المعجم الكبير للطبرانی ۳۱۲

(۲) معجم الكبير للطبرانی ۱۴۴۹

(۳) صحيح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا وَتَسْبِيحِهِمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا۷۱۵۲، مسند احمد ۱۴۷۶۹، صحيح ابن حبان ۷۴۳۵،سنن الدارمی ۲۸۶۹،شرح السنة للبغوی ۴۳۷۵

يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ؟ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: أَتَزْعُمُ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ؟ , قَالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ لَيُعْطَى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَالشَّهْوَةِ،فَقَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ تَكُونُ لَهُ الْحَاجَةُ،وَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ أَذًى؟ (فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَكُونُ حَاجَةُ أَحَدِهِمْ رَشْحًا يُفِيضُ مِنْ جُلُودِهِمْ كَرِيحِ الْمِسْكِ فَيَضْمُرُ بَطْنُهُ)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہود میں سے ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی اے ابو قاسم! آپ کا کیا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں گے پئیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں،اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!جنت کے ایک آدمی کو کھانے، پینے، جماع اور شہوت کے اعتبار سے ایک سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی، اس شخص نے کہاجو کھاتا پیتاہے اسے حاجت بھی پیش آتی ہے حالانکہ جنت میں کوئی تکلیف دہ بات نہ ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاان کی حاجت ایک پسینے سے پوری ہو جائے گی جو ان کی جلدوں سے بہے گااور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہو گی چنانچہ اس سے پیٹ ہلکاہو جائے گا۔[1]

اس روایت کادوسرا حصہ مختلف احادیث سے لیا گیاہے۔

یہ انجام ہے متقی پرہیز گار لوگوں گااور منکرین حق کاانجام یہ ہے کہ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے،پس دیکھ لو دونوں فریقوں کے درمیان کتناواضح فرق ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ تو جو کچھ آپ پر اتار اجاتاہے اس سے خوش ہوتے ہیں اور دوسرے فرقے اس کی بعض باتوں کے منکر

قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ

ہیں، آپ اعلان کر دیجئے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیاہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں،

اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ۝۳۶ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ

میں اسی کی طرف بلارہاہوں اور اسی کی جانب میرالوٹناہے،اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کافرمان اتاراہے،اگر

وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کرلی اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے ت

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ ۝۳۷ (الرعد۳۶،۳۷)

واللہ(کے عذابوں) سے آپ کو کوئی حمایتی ملے گااور نہ بچانے والا۔

---

[1] السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۱۴

شاداں وفرحاں لوگ:

دعوت حق کے مخالفین کہتے تھے کہ اگر واقعی محمد ﷺ اپنے دعویٰ کے مطابق وہی تعلیم لے کر آئے ہیں تو پھر اہل کتاب اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے، انہیں توسب سے پہلے ایمان لانا چاہیے تھا، ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا اے نبی ﷺ! جن لوگوں کو ہم نے پہلے تورات وانجیل دی تھی، اور وہ اس کے عامل ہیں اور پھر وہ اس آخری کلام الٰہی پر بھی ایمان لاتے اور تصدیق کرتے ہیں، اور کتب الہیہ کی ایک دوسری کے ساتھ موافقت وتصدیق اور قرآن کے صدق کے دلائل وشواہد کو دیکھ کر مزید شاداں وفرحاں ہوتے ہیں اور اظہار تشکر کے لئے اپنے معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتے ہیں، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۔۔۔ ﴿۱۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، وہ اس (قرآن) پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ (۲)

ترجمہ: اے محمد (ﷺ)! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گرجاتے ہیں، اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا، اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گرجاتے ہیں اور اسے سن کو ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ (۳)

ترجمہ: اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔

اور یہود ونصاریٰ میں ایسے بھی ہیں جو محض اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس کے کچھ حصے کا انکار کرتے ہیں جیسے فرمایا

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ

(۱) البقرۃ ۱۲۱

(۲) بنی اسرائیل ۱۰۷تا۱۰۹

(۳) آل عمران ۱۹۹

عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ۝٤١ [۱]

ترجمہ: (اے نبی!) ہم نے سب انسانوں کے لئے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے، اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لئے کرے گا اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہو گا، تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

چنانچہ خواہ کوئی خوش ہو یا ناراض تم صاف صاف اعلان کر دو کہ جس طرح پہلے انبیاء کو اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح مجھے بھی صرف اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اس کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک ٹھہراؤں اور بہر حال میں اسی کی پیروی کروں گا لہٰذا میں تمہیں اس سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں جو سیدھا اللہ وحدہ لاشریک کی طرف جاتا ہے، جس میں اس کی رضا و خوشنودی ہے، اور جس میں دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے، جس طرح پہلے رسولوں پر مقامی زبانوں میں کتابیں نازل کی گئیں تھی اسی طرح ہم نے یہ محکم کتاب قرآن کریم فصیح ترین عربی زبان میں تم پر نازل کیا ہے جس کے نہ آگے سے باطل آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے آ کر اس میں مل سکتا ہے تاکہ مخاطبین اول اہل عرب کوئی عذر نہ کر سکیں، جیسے فرمایا

لَّا يَأۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ۝٤٢ [۲]

ترجمہ: باطل نہ سامنے سے اس پر آ سکتا ہے نہ پیچھے سے یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

یہود و نصاریٰ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کو ہمیشہ کے لئے اپنا قبلہ بنائے رکھیں اور ان کے معتقدات کی مخالفت نہ کریں تو فرمایا اب اگر تم نے اس واضح علم کے باوجود جو بذریعہ وحی تمہارے پاس آ چکا ہے اور جس میں اہل کتاب کے معتقدات کی حقیقت بھی آپ پر واضح کر دی گئی ہے ان بے علم لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَ جَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ

ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا، کسی رسول سے نہیں ہو سکتا

اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝٣٨ يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثۡبِتُ ۚ

کہ کوئی نشانی بغیر اللہ کی اجازت کے لے آئے، ہر مقررہ وعدے کی ایک لکھت ہے، اللہ جو چاہے مٹا دے اور جو چاہے ثابت

وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ ۝٣٩ (الرعد ۳۸، ۳۹)

رکھے لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔

---

[۱] الزمر ۴۱

[۲] حم السجدۃ ۴۲

ہر کام کا وقت مقرر ہے:

پہلی امتوں کی طرح مشرکین مکہ بھی عیب چینی کرتے تھے کہ یہ کیسا نبی ہے جو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں وہ بھی کھاتا پیتا ہے، جس طرح ہم بیوی بچے رکھتے ہیں وہ بھی بیوی بچے رکھتا ہے بھلا پیغمبروں کو خواہشات نفسانی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، ان کے لایعنی اعتراض کے جواب میں فرمایا اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی ہم ہر بستی اور ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں جو فرشتے یا کوئی نورانی مخلوق نہیں بلکہ بشر ہی تھے، ان کا اپنا خاندان، قبیلہ اور بیوی بچے تھے اور وہ دوسرے انسانوں کی طرح کھانا کھاتے، پانی پیتے اور معاشی ضروریات کے لئے بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، جیسا کہ اشرف الرسل کو فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ... ﴿۱۱۰﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا،

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں، ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا،

فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُوَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ،فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔ [2]

ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام عصا اور ید بیضا کا معجزہ لائے تھے، عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیا کرتے تھے، صالح علیہ السلام نے اونٹنی کا معجزہ دکھایا تھا یہ رسول تو کوئی معجزہ بھی نہیں لایا، اس کے جواب میں فرمایا معجزہ دکھانا کسی رسول کے اختیار و طاقت

---

[1] الکہف ۱۱۰

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ ۵۰۶۳، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ ۳۴۰۳، مسند احمد ۱۳۵۳۴، ۶۴۷۷، صحیح ابن حبان ۳۱۷

میں نہیں تھا، معجزہ دکھلانا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنی حکمت ومشیت اور قضاو قدر کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے کہ معجزہ ظاہر کرنا چاہئے یا نہیں یا کب اور کس طرح ظاہر کرنا چاہیے، پھر تم لوگ رسول اللہ ﷺ سے کیوں معجزات کا مطالبہ کرتے ہو، مشرکین یہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ جب سابقہ منزل کتابیں موجود تھیں تو پھر اس نئی کتاب کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہ کتاب بھی منزل من اللہ ہے تو اس کے بعض احکام مثلاً حلال وحرام تورات کے خلاف کیوں ہیں؟ فرمایا ہر وہ امر جسے اللہ نے لکھ رکھا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے، کوئی بھی معاملہ کفار ومشرکین کے ارادے اور منشا پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ نے جو تقدیر لکھ رکھی ہے اس میں وہ محو واثبات کرتا رہتا ہے ،ام الکتاب اسی کے پاس ہے، اس کی تائید بعض احادیث وآثار سے ہوتی ہے،

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اور صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، آدمی گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ: إِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ، إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا أَشْقِيَاءَ فَامْحُهُ، وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَأَثْبِتْنَا، فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ

شقیق بن سلمہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! اگر تو نے ہمیں بدبختوں میں لکھا ہے تو اسے مٹادے اور ہماری گنتی نیکیوں میں لکھ لے اور اگر تو نے ہمیں نیک لوگوں میں لکھا ہے تو اسے باقی رکھ، تو جو چاہے مٹادے اور جو چاہے باقی رکھے، اصل کتاب تیرے ہی پاس ہے۔ [2]

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِي؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهُوَ يَبْكِي: اللَّهُمَّ، إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَ عَلَيَّ شِقْوَةً أَوْ ذَنْبًا فَامْحُهُ، فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ، فَاجْعَلْهُ سَعَادَةً وَمَغْفِرَةً

اورعثمان النہدی سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بیت اللہ کے طواف کے دوران روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے اے اللہ! اگر تو نے مجھ پر بدبختی اور گناہ لکھا ہے تو اسے مٹادے اس لئے کہ تو جو چاہے مٹائے اور جو چاہے باقی رکھے تیرے پاس ہی لوح محفوظ ہے، پس تو بدبختی کو سعادت اور مغفرت سے بدل دے۔ [3]

عَنْ شَقِيقٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا أَشْقِيَاءَ، فَامْحُنَا وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَأَثْبِتْنَا، فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ

---

(١) مسند احمد ٢٢٤١٣، المعجم الكبير للطبرانى ١٤٤٢،مستدرک حاکم١٨١٤،شرح السنة للبغوى٣٤١٨، سنن ابن ماجه كتاب المقدمة باب فى القدر٩٠

٢ (تفسیرابن کثیر٤٧٢/٤)

(٣) تفسیرابن کثیر٤٧/٤

اور شفیق بن سلمہ اکثر و بیشتر یہ دعا کرتے تھے اے میرے رب! اگر تو نے ہمیں بدبختوں میں لکھا ہے تو اسے مٹادے اور ہمارا شمار خوش بختوں میں کر لے اور اگر تو ہمیں سعادت مند لوگوں میں لکھا ہے تو اسے باقی رکھ، تو جو چاہئے مٹادے اور جو چاہئے باقی رکھے، اصل کتاب تیرے ہی پاس محفوظ ہے۔ (۱)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي السُّعَدَاءِ فَأَثْبِتْنِي فِيهِمْ، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي الْأَشْقِيَاءِ فَامْحُنِي مِنَ الْأَشْقِيَاءِ وَاكْتُبْنِي فِي السُّعَدَاءِ، فَإِنَّكَ: تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ! اگر تو نے مجھے خوش بختوں میں لکھا ہے تو اسے قائم رکھنا اور اگر تو نے مجھے بدبختوں میں لکھا ہے تو اسے مٹادے اور مجھے خوش بختوں میں لکھ دے تو جو چاہئے مٹادے اور جو چاہئے باقی رکھے اصل کتاب تیرے ہی پاس محفوظ ہے۔ (۲)

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا أَشْقِيَاءَ فَامْحُ وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَأَثْبِتْنَا، فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ

اور ابو وائل بھی اپنی دعاؤں میں یہ فرماتے تھے اے اللہ! اگر تو نے مجھے بدبختوں میں لکھا ہے تو اسے مٹادے اور مجھے خوش بختوں میں لکھ دے اور اگر تو نے مجھے خوش بختوں میں لکھا ہے تو اسے قائم رکھنا تو جو چاہئے مٹادے اور جو چاہئے باقی رکھے اصل کتاب تیرے ہی پاس محفوظ ہے۔ (۳)

وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

ان سے کیے ہوئے وعدوں میں سے کوئی اگر ہم آپ کو دکھادیں یا آپ کو ہم فوت کرلیں تو آپ پر تو صرف پہنچادینا ہی ہے،

وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

حساب تو ہمارے ہی ذمہ ہی ہے، کیا وہ نہیں دیکھتے؟ کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں،

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے احکام پیچھے ڈالنے والا نہیں، وہ جلد حساب لینے والا ہے، ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی مکاری میں

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ

کمی نہ کی تھی، لیکن تمام تدبیریں اللہ ہی کی ہیں، جو شخص جو کچھ کر رہا ہے اللہ کے علم میں ہے، کافروں کو ابھی معلوم ہوجائے گا

(۱) تفسیر طبری ۱۶/۴۸۱

(۲) تفسیر القرطبی ۹/۳۳۰

(۳) تفسیر القرطبی ۹/۳۳۰

لِمَنۡ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ

کہ (اس) جہان کی جزا کس کے لیے ہے؟ یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں، آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور

شَهِيۡدًاۢ بَيۡنِىۡ وَ بَيۡنَكُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ (الرعد ۴۰ تا ۴۳)

تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

مشرکین چیلنج کے انداز میں رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ جس دردناک عذاب کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے ہو وہ آخر کیوں نازل نہیں ہو جاتا، ان کے اس اعتراض کا جواب فرمایا کہ اے نبی ﷺ! کفار کو جس عذاب کی وعید سنائی گئی ہے آپ اس کے بارے میں جلدی نہ کریں، اگر وہ اپنی سرکشی اور کفر پر جمے رہے تو وہ عذاب ان کو ضرور آئے گا جس کی ان کو وعید سنائی گئی ہے، اگر اس عذاب کا کوئی حصہ خواہ ہم تمہارے جیتے جی دکھا دیں جس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا اس کے ظہور میں آنے سے پہلے ہم تمہیں اٹھا لیں تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ ان کا انجام کیا ہوگا، تمہارا کام صرف دعوت حق کو واضح طور پر پہنچا دینا ہے اور تم اسے پوری یکسوئی کے ساتھ سرانجام دیتے رہو، اب جو اس دعوت سے منہ پھیرے اور سرکشی و بغاوت کرے تو ان کے اعمال اور ذمہ داریوں کا حساب لینا ہمارا کام ہے، جیسے فرمایا

فَذَكِّرۡ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ ۙ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ۙ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی ﷺ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو، البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو دردناک عذاب دے گا ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے، پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ عرب کی سرزمین مشرکین پر بتدریج تنگ ہو رہی ہے، اہل ایمان کافروں کو دباتے چلے آرہے ہیں اور اسلام کو عرب کے گوشے گوشے میں غلبہ و عروج حاصل ہو رہا ہے؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا} قَالَ:أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَفْتَحُ لِمُحَمَّدٍ الْأَرْضَ بَعْدَ الْأَرْضِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں۔'' اس کے معنی یہ ہیں کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم محمد ﷺ کو ایک زمین کے بعد دوسری زمین پر فتح عطا کر رہے ہیں۔ [2]

اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان کائنات پر حکومت کر رہا ہے اور کائنات کی کوئی ہستی اس کے حکموں کو پیچھے ڈالنے والی یا ان فیصلوں میں خامی اور نقص تلاش کرنے کی طاقت و اختیار نہیں رکھتی، وہ گناہ گاروں کو ایک وقت تک ڈھیل ضرور دیتا ہے مگر جب عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر اسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی، ان سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں وہ بھی دعوت حق کا راستہ روکنے، انبیاء کو اپنی بستیوں سے نکالنے

[1] الغاشية ۲۱ تا ۲۶

[2] تفسير طبری ۱۶/۴۹۳

یا قتل کے لئے مکر وفریب اور ظلم و تشدد کے ہتھیار استعمال کر چکے ہیں مگر اللہ نے ہمیشہ انبیاء اور اہل ایمان کی مدد ونصرت فرمائی اور اللہ کی تدبیر کے مقابلے میں ان کی کوئی تدبیر اور حیلہ کارگر نہیں ہوا، جیسے فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ [1]

ترجمہ: وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہترین چال چلنے والا ہے۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۰ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۵۱ [2]

ترجمہ: یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی، اب دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو۔

آخر اللہ نے ان کے اعمال کی پاداش میں ان امتوں پر دردناک عذاب نازل کیا اور انہیں عبرت کا نشان بنا دیا، اسی طرح اللہ آئندہ بھی اپنے رسول اور اہل ایمان کی نصرت فرمائے گا اور کفار ومشرکین کا کوئی مکر وفریب اللہ کی مشیت کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا، اللہ اپنے بندوں کے ہر چھوٹے بڑے، ظاہری و پوشیدہ اعمال پر نظر رکھتا ہے، اس کے مقرر فرشتے بھی ان کے تمام اعمال قلمبند کر رہے ہیں اور روز محشر اس کے مطابق وہ جزا و سزا دے گا، اور یہ مکذبین دیکھ لیں گے کہ اچھا انجام رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کا ہوتا ہے یا کفار ومشرکین کا، یہ کفار ومشرکین حق جاننے کے باوجود کہتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو، کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں اس کا سچا رسول اور اس کے پیغام کا داعی ہوں اور تم جھوٹے ہو، اس کے ساتھ اہل کتاب کے حق گو عالموں کی گواہی کافی ہے، جو اپنی کتابوں میں میری صفات اور میری بعثت کی بشارت موجود پاتے ہیں، جیسے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۔۔۔ ۝۱۵۷ [3]

ترجمہ: (پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی (ﷺ) کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔

مضامین سورۃ ابراہیم:

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو ماننے سے انکار کر رہے تھے اور دعوت حق کو ناکام کرنے کے لیے ہر طرح کی بر تر سے بدتر چالیں چل رہے تھے ان کو فہمائش اور تنبیہ کی گئی، مگر فہمائش کی بہ نسبت اس سورہ میں تنبیہ اور ملامت اور زجر و توبیخ کا انداز زیادہ تیز ہے، فرعون

[1] الانفال ۳۰

[2] النمل ۵۱،۵۰

[3] الاعراف ۱۵۷

اور آل فرعون کا خصوصی طور پر تذکرہ کر کے مشرکین مکہ کی اس غلط فہمی کو دور کیا گیا کہ کوئی انسان اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نبی نہیں ہو سکتا، بطور عبرت نوح علیہ السلام، موسیٰ، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ان اقوام پر اللہ کا عذاب کا ذکر کر کے کفار مکہ کو نصیحت کی گئی، میدان محشر میں دنیا میں کمزوروں اور بڑوں کا مکالمہ بیان کیا گیا، اسی طرح فیصلہ چکانے کے بعد جہنم میں آگ کے تخت پر کھڑے ہو کر شیطان بھی اپنے پیروکاروں کے سامنے حقیقت کا اعتراف کرلے گا اور کہے گا کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہیں کیا، میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا میں نے تو تمہیں اپنے راستے کی طرف دعوت دی تھی اور تم نے میری دعوت قبول کرلی تھی اب مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری ،اس سے پہلے جو تم لوگوں نے مجھے خدائی میں شریک کر رکھا تھا میں اسے بری الذمہ ہوں، مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی کہ وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہوگا، سورہ کے آخر میں بطور سبق ابراہیم علیہ السلام کی دعاوں کا ذکر ہے جو انہوں نے مصائب و مشکلات میں رب سے مانگیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

ال ر۔ یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں،

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف، جس اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

اور کافروں کے لیے تو سخت عذاب کی خرابی ہے جو آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو پسند رکھتے ہیں

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ (ابراہیم ۱تا۳)

اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھ پن پیدا کرنا چاہتے ہیں، یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

قرآن اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے:

ال ر، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ عظیم الشان کتاب ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے، جو پرہیزگار لوگوں کو ہدایت ورہنمائی مہیا کرتی ہے، جو حق و باطل کا فرق کرنے والی ہے، جس میں جھوٹ نہ آگے سے داخل ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے، اور جس کی قیامت تک کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہوا ہے تا کہ تم اللہ کی توفیق اور اذن سے ان لوگوں کو کفر و شرک، اخلاق بد اور مختلف اقسام کے گناہوں کے گھور اندھیروں سے نکال کر علم و ایمان

کی روشنی میں لے آو، جیسے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ... ۝۹ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ... ۝۲۵۷ [۲]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔

اور وہ اپنی ذات میں آپ محمود ہے، اور زمین اور آسمانوں کی ساری موجودات کا خالق و مالک اور رازق ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ۣ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... ۝۱۵۸ [۳]

ترجمہ: اے محمد کہو کہ اے انسانو، میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

اور جو لوگ دنیا کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہو کر آخرت سے غافل ہو گئے ہیں، جو دعوت حق کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے، جو اللہ کے بندوں کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھانس کر اللہ کے مقرر راستے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں، جو اپنی اغراض و خواہشات کے مطابق اسلامی تعلیمات میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں، جو اللہ کے دین کو اپنی من مرضی کا بنانا چاہتے ہیں، یہ لوگ بدترین گمراہی میں مبتلا ہیں اور ان کے لئے سخت تباہ کن سزا ہے۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ؕ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ

ہم نے ہر ہر نبی کو اس کی قومی زبان میں ہی بھیجا ہے تاکہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کر دے، اب اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے

وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ

اور جسے چاہے راہ دکھا دے، وہ غلبہ اور حکمت والا ہے (یاد رکھو جب کہ) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ تو

اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۙ۬ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی میں نکال اور انھیں اللہ کے احسانات یاد دلا، اس میں نشانیاں ہیں

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ (ابراہیم ۵،۴)

ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے۔

---

[۱] الحدید ۹

[۲] البقرۃ ۲۵۷

[۳] الاعراف ۱۵۸

ہر قوم کی اپنی زبان میں رسول:

ہم نے دعوت حق پہنچانے کے لئے جب کسی امت میں کوئی رسول بھیجا ہے، وہ انہی کے قوم کا ایک فرد ہوتا تھا اور اپنی قوم ہی کی زبان میں تبلیغ وتلقین کیا کرتا تھا تا کہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے تا کہ انہیں عذر کرنے کا کوئی موقع نہ رہے، پھر اللہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے اس کلام کے ذریعہ سے راہ راست کی توفیق بخش دیتا ہے وہ بالا دست اور اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے، اے محمد ﷺ! جس طرح ہم نے آپ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا ہے، ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کتاب نازل کی ہے، اسی طرح ہم نے موسیٰ کو بھی اپنی رسالت کی صداقت پر نو معجزات ودلائل دے کر بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تھا تا کہ وہ انہیں تاریخ الٰہی کے سبق آموز واقعات سنا کر کفر وجہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم وایمان کی روشنی میں لائیں، مگر رسول اللہ ﷺ صرف اپنی قوم یا علاقہ کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ... ﴿۱۵۸﴾ [۱]

ترجمہ: اے محمد ﷺ! کہو کہ اے انسانو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں خصوصیت سے دی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں، مہینے بھر کی راہ کی دوری پر صرف رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزہ قرار دی گئی ہے (سوائے ان مقامات کے جن کو نجاست یا بعض دیگر وجوہ کی بنا پر مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، بعض احادیث میں صراحتاً ان کا ذکر آیا ہے) اس لیے میری امت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لے اور مجھ پر مال غنیمت حلال کیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں تھے اور مجھے شفاعت سونپی گئی ہے (شفاعت سے مراد شفاعت کبریٰ ہے جو تمام امتوں کے لیے آپ ﷺ فرمائیں گے جسے مقام محمود سے بیان کیا گیا ہے ورنہ شفاعت تو دوسرے بھی کریں گے) اور ہر نبی صرف اپنی قوم ہی کی طرف آتا تھا اور میں تمام عام لوگوں کی طرف رسول اللہ بنایا گیا ہوں۔ [۲]

تاریخ الٰہی کے ان سبق آموز واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو سختی کے وقت صبر اور نرمی کے وقت شکر کرنے والا ہو،

عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا

[۱] الاعراف ۱۵۸

[۲] صحيح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ باب ١، ح٣٣٥ ، صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا ١١٦٣ ،سنن نسائی کتاب الغسل بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ ٤٣٢، مسنداحمد ١٤٢٦٤،معجم ابن عساكر ٩١٩،صحيح ابن حبان ٦٣٩٨ ،معرفة السنن ولآثار ٥٠٧٧، مصنف ابن ابی شيبة ٣١٦٤٢، شرح السنة للبغوى ٣٦١٦

لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جس امر کا بھی فیصلہ کرے، وہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی راحت و آرام ملے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے تو اس کا انجام بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (١)

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

جس وقت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے وہ احسانات یاد کرو جو اس نے تم پر کئے ہیں، جبکہ اس نے تمہیں فرعونیوں

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط

سے نجات دی جو تمہیں بڑے دکھ پہنچاتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے تھے،

وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝٦ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

اس میں تمہارے رب کی طرف سے تم پر بہت بڑی آزمائش تھی، اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝٧ وَ قَالَ مُوْسٰى

اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے، موسیٰ (علیہ السلام)

اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٨ (ابراہیم ٦ تا ٨)

نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے قوم! اللہ کے اس انعامات و احسانات کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیے ہیں، اس نے تم کو فرعون اور اس کے سرداروں سے نجات دی جو تم کو بے وقعت کر کے تم پر بدترین اور توہین آمیز مظالم ڈھاتے تھے، ان مظالم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہاری نرینہ اولاد کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لیے زندہ چھوڑ دیتے تھے، اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی تاکہ وہ دیکھے کہ آیا تم اس سے عبرت حاصل کرتے ہو یا نہیں، جیسے فرمایا:

...وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝١٦٨ (٢)

ترجمہ: اور ہم ان کو اچھے اور برے حالات سے آزمائش میں مبتلا کرتے رہے کہ شاید یہ پلٹ آئیں۔

اور یاد رکھو تمہارے رب نے اپنی عزت و جلال اور کبریائی کی قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر تم لوگ میری عظیم الشان دعوت حق پر لبیک کہو گے اور میرا احسان مان کر میرے مطیع فرمان بنے رہو گے تو میں تم کو مزید انعامات اور نعمتوں سے نوازوں گا اور اگر میری نعمتوں کی ناشکری سرکشی کرو

(١) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ٧٥٠٠، صحیح ابن حبان ٢٨٩٦

(٢) الاعراف ١٦٨

گے توتمہیں عبرت ناک انجام سے دوچار ہوناپڑے گا،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ، فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ، وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ، وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ، فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، فَقَالَ:تَصَدَّقْنَ، فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ، فَقَالَتْ: لِمَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ:لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، قَالَ: فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے بغیر اذان اور تکبیر کے نماز پڑھی، پھر بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو سمجھایا اور انہیں نصیحت کی اور اللہ کے تقویٰ اور اس کی فرمانبرداری کا حکم دیا، پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بھی سمجھایا بجھایا اور فرمایا خیرات کرو کہ تم میں اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، ایک پچکے ہوئے رخسار والی عورت ان میں کھڑی ہوگئی اور اس نے عرض کیا کیوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ تم اپنے خاوند کی بہت شکایت اور ناشکری کرتی ہو، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر عورتیں اپنے ہار، کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کی انگوٹھیاں اتار کر بطور صدقہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں (تاکہ وہ بیت المال میں جمع کرادیں)۔ [1]

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم اللہ کی شکر گزاری کرو گے تو اسی میں تمہارا فائدہ ہے، اور اگر ناشکری کرو گے تو اللہ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، وہ تو بندوں کی شکر گزاری سے بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے، یعنی نیکیاں اس کی بادشاہی میں اضافہ کرسکتی ہیں نہ گناہ اس کی بادشاہی میں کوئی کمی کرسکتے ہیں، وہ غنا میں کامل ہے اور وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور افعال میں قابل حمد وستائش ہے، اس کی ہر صفت، صفت حمد وکمال ہے، اس کا ہر نام اچھا نام ہے اور اس کا ہر فعل، فعل جمیل ہے، جیسے فرمایا:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ... ۷ [2]

ترجمہ: اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

... فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ... ۶ [3]

ترجمہ: انہوں نے ماننے سے انکار کردیا اور منہ پھیر لیا تب اللہ بھی ان سے بے پرواہو گیا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ:يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ

---

[1] صحیح مسلم کتاب العیدین باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ۲۰۴۸،سنن نسائی كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّئًا عَلَى إِنْسَانٍ۱۵۷۶

[2] الزمر۷

[3] التغابن۶

عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں، تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا،

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ،

اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار شخص تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں اضافہ نہیں ہوگا، اور اگر اگر تمہارے اگلے اور پچھلے انسان اور جنات سب ایسے ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان اور فاجر ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے انسان و جنات سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانے میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔ (۱)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ

کیا تمہارے پاس تم سے پہلے کے لوگوں کی خبریں نہیں آئیں؟ یعنی قوم نوح کی اور عاد و ثمود کی اور ان کے بعد والوں کی

لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ

جنہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، ان کے پاس ان کے رسول معجزے لائے، لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ

(۱) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲، شرح السنة للبغوی ۱۲۹۱، شعب الایمان ۲۲۸۶، معجم ابن عساکر ۸۷۰، مسند البزار ۴۰۵۳

وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ

میں دبالیے اور صاف کہہ دیا کہ جو کچھ تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو

اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

ہمیں تو اس میں بڑا بھاری شبہ ہے، ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں

وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور زمین کا بنانے والا ہے وہ تمہیں اس لیے بلا رہا ہے کہ تمہارے تمام گناہ معاف فرمادے اور ایک مقرر وقت تک تمہیں مہلت

قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ

عطا فرمائے، انہوں نے کہا تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو تم تو چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ

ہمارے باپ دادا کرتے رہے، اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو، ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ

مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ

ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر

اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ مَا لَنَاۤ

ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں، اور ایمانداروں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، آخر کیا وجہ ہے

اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ

کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھیں جبکہ اسی نے ہمیں ہماری راہیں سمجھائی ہیں، واللہ جو ایذائیں تم ہمیں دو گے ہم ان پر صبر ہی کریں

وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (ابراہیم ۹ تا ۱۲)

گے، توکل کرنے والوں کو یہی لائق ہے اللہ ہی پر توکل کریں۔

کفار وانبیاء میں مکالمات:

مشرکین اپنے آپ کو سچا اور مومنین کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ ہی اللہ جل شانہ کی ذات اور انبیائے کرام پر شکوک کا اظہار کرتے آئے ہیں، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کے بعد کفار مکہ سے خطاب فرمایا کیا تمہیں ان قوموں کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں؟ قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سی قومیں جن کا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے؟ ان کے رسول جب ان کے پاس واضح اور قطعی نوعیت

کے دلائل وبراہین لے کر آئے جو ان کی تعلیمات کی صداقت پر دلالت کرتے تھے تو دعوت حق سن کر انہوں نے اپنے منہ میں ہاتھ دبا لیے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ﴾ [1] قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كَذَا وَرَدَّ يَدَهُ فِي فِيهِ وَعَضَّ يَدَهُ. وَقَالَ: عَضُّوا عَلَى أَصَابِعِهِمْ غَيْظًا

عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول ''لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دبا لیے۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دعوت حق سن کر انہوں نے غیض وغضب سے اپنے منہ میں ہاتھ دبا لیے۔ [2]

جیسے منافقین کے بارے میں فرمایا

...وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ... ﴿١١٩﴾ [3]

ترجمہ: مگر جب جدا ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف ان کے غیظ وغضب کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

...يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ... ﴿١٩﴾ [4]

ترجمہ: یہ بجلی کے کڑاکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔

اور تکبر سے کہا کہ جس دعوت کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اس پر ہم ایمان نہیں لاتے اور جس توحید کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس کی طرف سے ہم سخت خلجان آمیز شک میں پڑے ہوئے ہیں، ان قوموں کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی خالقیت الوہیت، وحدانیت اور ربوبیت میں شک ہے جو بغیر ستون کے بلند وبالا سات آسمانوں اور وسیع وعریض زمین کا خالق، مالک اور اپنی بحر وبر کی تمام مخلوقات کا رازق ہے؟ پھر اللہ فاطر السماوات والارض تمہاری عبادات کا مستحق کیوں نہ ہو، وہ تمہیں ایمان وتوحید کی دعوت دے رہا ہے تاکہ تم اس دعوت پر لبیک کہو اور وہ اس کے اجر میں تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے اور تمہاری موت تک تمہیں فائدے پہنچائے، جیسے فرمایا:

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ... ﴿٣﴾ [5]

ترجمہ: اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدّتِ خاص تک تم کو اچھا سامان زندگی دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا۔

مگر ان کی قوموں نے رسولوں کی تکذیب کی اور کہا تم اللہ کے رسول نہیں ہو سکتے، تم ہر حیثیت سے ہم جیسے انسان ہو، ہماری طرح کھاتے، پیتے

[1] إبراهيم: ۹

[2] مستدرک حاکم ۳۳۳۷

[3] آل عمران ۱۱۹

[4] البقرة ۱۹

[5] هود ۳

، شادی بیاہ کرتے اور رزق کے حصول کے لئے بازاروں میں چلتے پھرتے ہو، اور ایک انسان وحی الٰہی، نبوت اور رسالت کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے ، نبوت کے لئے تو کوئی ماورائی ہستی یا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے، اور تمہاری اس دعوت کا مقصد یہ ہے کہ تم ہمیں ان مقدس ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد سے ہوتی چلی آرہی ہے اور ہم تمہاری رائے کی خاطر اپنے آباؤ اجداد کی سیرت اور ان کے نظریات کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اگر تم واقعی ہی اللہ کے رسول ہو تو اپنی صداقت میں کوئی معجزہ دکھاؤ، ان کے رسولوں نے اپنی قوموں کے اعتراض پر فرمایا بلاشبہ ہم فرشتہ یا کوئی ماورائی مخلوق نہیں ہیں بلکہ تم ہی جیسے انسان ہیں، مگر تمہارا یہ اعتراض اس حق کو باطل نہیں کرسکتا جسے ہم لے کر آئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے احسان فرما کر رسالت ونبوت سے نوازتا ہے تاکہ وہ بندوں کو طاغوت کی بندگی سے ہٹائیں اور راہ راست کی طرف دعوت دیں، اور کسی معجزے کا صدور ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اور ہمارے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں ہیں، ہم تو اپنے نفع یا نقصان پر بھی قادر نہیں ہیں، معجزہ تو اللہ ہی کے اذن سے ظاہر ہوسکتا ہے، اگر اس کی مشیت ہوئی تو معجزہ ظاہر فرمادے ورنہ نہیں، وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اپنی حکمت اور رحمت کے تقاضے کے مطابق کرتا ہے، اور اہل ایمان کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے، اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جبکہ ہماری زندگی کی راہوں میں اس نے ہماری رہنمائی کی ہے؟ دعوت حق پہنچانے پر جو اذیتیں تم لوگ ہمیں دے رہے ہو ان پر ہم صبر کریں گے اور بھروسا کرنے والوں کا بھروسا اللہ ہی پر ہونا چاہیے کہ وہی کفار کی شرارتوں اور سفاہتوں سے بچانے والا ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں ملک بدر کردیں گے یا تم پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ،

فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ

تو ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہی غارت کردیں گے، اور ان کے بعد ہم خود تمہیں اس زمین

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

میں بسائیں گے، یہ ہے ان کے لیے جو میرے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھیں اور میری وعید سے خوفزدہ رہیں،

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ

اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہوگئے، اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ کا پانی پلایا جائے گا

صَدِيْدٍ ۙ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پئے گا پھر بھی وہ اپنے گلے سے اتار نہ سکے گا اور اسے ہر جگہ موت آتی دکھائی دے گی

وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ (ابراھیم ۱۳ تا ۱۷)

لیکن وہ مرنے والا نہیں، پھر اس کے پیچھے بھی سخت عذاب ہے۔

جب کوئی حجت باقی نہ رہی تو منکرین حق اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر اپنے رسولوں کو دھمکانے لگے کہ یا تو تم ہمارے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین میں واپس آجاؤ ورنہ ہم تمہیں اپنے وطن سے نکال دیں گے، قوم لوط نے بھی لوط علیہ السلام کو یہی دھمکی دی تھی۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَخْرِجُوٓا۟ ءَالَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ (۱)

ترجمہ: مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

مشرکین مکہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِن كَادُوا۟ لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ ٱلْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَـٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ (۲)

ترجمہ: اور یہ لوگ اس بات پر بھی تلے رہے ہیں کہ تمہارے قدم اس سر زمین سے اکھاڑ دیں اور تمہیں یہاں سے نکال باہر کریں لیکن اگر یہ ایسا کریں گے تو تمہارے بعد یہ خود یہاں کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ ٱللَّهُ ۖ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَـٰكِرِينَ ﴿٣٠﴾ (۳)

ترجمہ: وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہترین چال چلنے والا ہے۔

تب ان کے رب نے ان پر وحی بھیجی کہ یہ لوگ تو کیا ہمارے رسولوں کو اپنی بستیوں سے نکالیں گے اس سے پہلے ہی ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ ٱلْمَنصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ ٱلْغَـٰلِبُونَ ﴿١٧٣﴾ (۴)

ترجمہ: اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

كَتَبَ ٱللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا۠ وَرُسُلِىٓ... ﴿٢١﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے۔

اور ان کے بعد تمہیں زمین میں آباد کریں گے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى ٱلزَّبُورِ مِنۢ بَعْدِ ٱلذِّكْرِ أَنَّ ٱلْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ ٱلصَّـٰلِحُونَ ﴿١٠٥﴾ (۶)

(۱) النمل ۵۶
(۲) بنی اسرائیل ۷۶
(۳) الانفال ۳۰
(۴) الصافات ۱۷۱ تا ۱۷۳
(۵) المجادلۃ ۲۱
(۶) الانبیاء ۱۰۵

ترجمہ: اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا... ﴿۱۳۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالامال کیا تھا۔

...اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ... ﴿۱۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔

یہ انعام ہے اس کا جو دنیا میں میرے حضور جواب دہی کا خوف رکھتا اور میرے عذاب سے ڈرتا ہو، جیسے فرمایا

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ (۳)

ترجمہ: اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا، جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (۴)

ترجمہ: اور ہر اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو، دو باغ ہیں۔

اور جس نے سرکشی کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ (۵)

ترجمہ: توجس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی، دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھتی ہوں گی اور دو کان ہوں گے جو سنتے ہوں گے اور ایک زبان ہوگی جو بولتی ہوگی، وہ تمام مخلوق کو ندا کر کے کہے گی میں تین شخصوں پر مقرر کی گئی ہوں، ایک جبار، دوسرے وہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارا اور تیسرے مصور۔ (۶)

مشرکین نے اللہ احکم الحاکمین سے فیصلہ چاہا تھا کہ اگر یہ رسول سچے ہیں تو اے اللہ ہم کو اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دے، جیسے مشرکین

(۱) الاعراف ۱۳۷

(۲) الاعراف ۱۲۸

(۳) النازعات ۴۰، ۴۱

(۴) الرحمٰن ۴۶

(۵) النازعات ۳۷ تا ۳۹

(۶) جامع ترمذی ابواب صفة الجهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۴ ،شرح السنة للبغوی ۴۳۲۰

مکہ نے دعا مانگی تھی

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اے اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے غزوہ بدر میں منہ کی کھائی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: (ان کافروں سے کہہ دو) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا اب باز آ جاؤ تمہارے ہی لیے بہتر ہے، ورنہ پھر پلٹ کر اسی حماقت کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی اسی سزا کا اعادہ کریں گے اور تمہاری جمعیت خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی، اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

تو یوں مشرکین کا فیصلہ ہوا اور ہر جبار دشمن حق نے منہ کی کھائی، پھر اس دنیاوی عذاب کے بعد آگے ان کے لئے جہنم کا دردناک اور ابدی عذاب ہے، جس میں انہیں کچ لہو کا سا پانی پینے کو دیا جائے گا، جیسا کہ فرمایا:

...فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ (۳)

ترجمہ: پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اسی قسم کی دوسری تلخیوں کا۔

...وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (۴)

ترجمہ: اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

...وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ (۵)

ترجمہ: وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ!۔

جہنمی سخت پیاس کے مارے اس پانی کا گھونٹ بھرے گا مگر وہ اسے گلے سے نہیں اتار سکے گا اور انواع واقسام کے عذاب چکھ کر وہ موت کی آرزو کریں گے مگر وہ مرنے نہ پائیں گے، جیسے فرمایا

(۱) الانفال ۳۲
(۲) الانفال ۱۹
(۳) ص ۵۷
(۴) محمد ۱۵
(۵) الکھف ۲۹

...لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ
فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ... ﴿۳۷﴾ (۱)

ترجمہ: نہ اس کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لئے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو، وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

اس طرح ایک سخت عذاب اس کی جان کو لاگو رہے گا۔

اور جہنمیوں کو کھانے کے لیے زقوم کا درخت دیا جائے گا اور وہ انواع واقسام کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا
الْبُطُوْنَ ۚ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۚ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ (۲)

ترجمہ: وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے، اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر، جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے، پھر اس پر پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۚ ﴿۴۴﴾ (۳)

ترجمہ: (اس وقت کہا جائے گا) یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین جھوٹ قرار دیا کرتے تھے، اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۚ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۙ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ
اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۚ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۭ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ
هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (۴)

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہگاروں کا کھانا ہو گا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تجھلٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے، پکڑو اسے اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ، اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب، چکھ اس کا مزا، بڑا زبردست عزت دار آدمی ہے تو، یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم لوگ شک رکھتے تھے۔

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۭ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۙ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ (۵)

(۱) فاطر ۳۶، ۳۷

(۲) الصافات ۶۴تا۶۸

(۳) الرحمٰن ۴۴، ۴۳

(۴) الدخان ۴۳تا۵۰

(۵) الواقعۃ ۴۱تا۴۴

ترجمہ:اور بائیں بازو والے،بائیں بازو والوں کی بدنصیبی کا کیا پوچھنا وہ لو کی لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی اور کالے پانی کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ آرام دہ۔

هٰذَا ۚ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ [1]

ترجمہ:یہ تو ہے متقیوں کا انجام اور سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے،جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ،یہ ہے ان کے لیے ،پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اس قسم کی دوسری تلخیوں کا۔

أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ

ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا،ان کے اعمال مثل راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے،

لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

جو بھی انہوں نے کیا اس میں کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے،یہی دور کی گمراہی ہے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٩﴾ۙ

آسمانوں اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے،اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق لائے،

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿٢٠﴾ (ابراہیم ۱۸تا۲۰)

اللہ پر یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں۔

بے سود اعمال:

جن لوگوں نے اپنے رب کی نافرمانی وسرکشی کی روش اختیار کی ہے،عالم آخرت میں ان کا پورا کارنامہ حیات اور زندگی بھر کا سارا سرمایہ عمل آخر کار ایسالا حاصل اور بے معنی ثابت ہوگا،اور ان کے اعمال کا ایک ذرہ بھی ان کے پاس اس لائق نہ رہے گا کہ اسے اللہ کے میزان میں رکھ کر کچھ بھی وزن پاسکیں،اس وقت یہ کافر حسرت وافسوس کے ساتھ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے جیسے فرمایا

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ... ﴿١١٧﴾ [2]

ترجمہ: جو کچھ وہ اپنی اس دنیا کی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی پر چلے

[1] ص ۵۵تا۵۸

[2] آل عمران ۱۱۷

جنہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا ہے اور اسے برباد کر کے رکھ دے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: جو کچھ وہ اپنی اس دنیا کی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی پر چلے جنہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا ہے اور اسے برباد کر کے رکھ دے، اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا در حقیقت یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ (۳)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر، اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی، اس پر جب زور کا مینہ برسا، تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔

اور یہی پرلے درجے کی گم گشتگی ہے، اللہ تعالیٰ نے روز قیامت جسموں کے دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ آسمان اور وسیع وعریض زمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے، باطل پر نہیں؟ پھر کیا وہ ہستی اس پر قادر نہیں کہ تمام مخلوق کو نئے سرے سے دوبارہ پیدا کر دے اور ان کی نیکیوں اور برائیوں کی جزا وسزا دے، اس کی قدرت ومشیت ایسا کرنے سے قاصر نہیں ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ (۴)

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا، وہ ضرور اس پر

(۱) الفرقان ۲۳
(۲) آل عمران ۱۱۷
(۳) البقرۃ ۲۶۴
(۴) الاحقاف ۳۳

قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ (۱)

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ اس سے کہو انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے، وہی جس نے تمہارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کر دی اور تم اس سے اپنے چولہے روشن کرتے ہو کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، جبکہ وہ ماہر خلاق ہے، وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے، پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے، اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ... ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ جلا اٹھانا تو (اس کے لئے) بس ایسا ہے جیسے ایک متنفس کو (پیدا کرنا اور جلا اٹھانا)۔

ایک مقام پر فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ... ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

اگر تم لوگ اپنی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے جو تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی ہو، ایسا کرنا اس پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے جیسے فرمایا:

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّھَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ (۴)

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے اور وہ اس کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

---

(۱) یٰسین ۷۷تا۸۳

(۲) لقمان ۲۸

(۳) الروم ۲۷

(۴) النساء ۱۳۳

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ... ﴿۵۴﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر تا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا۔

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: وہ چاہے تو تمہیں ہٹا کر کوئی نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے ایسا کرنا اللہ کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔

...وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

سب کے سب اللہ کے سامنے روبرو کھڑے ہوں گے، اس وقت کمزور لوگ بڑائی والوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

تابعدار تھے، تو کیا تم اللہ کے عذابوں میں سے کچھ عذاب ہم سے دور کر سکنے والے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ اگر

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا

اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی ضرور تمہاری رہنمائی کرتے، اب تو ہم پر بے قراری کرنا اور صبر کرنا دونوں ہی برابر ہیں

مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ (ابراہیم ۲۱)

ہمارے لیے کوئی چھٹکارا نہیں۔

کمزوروں اور سرداروں کے مکالمات:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونک دیں گے تو تمام مخلوق اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں اللہ کی عدالت میں حاضر ہو جائے گی، اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے سامنے بالکل بے نقاب ہیں، ہمارا کوئی فعل بلکہ کوئی خیال اور دل کے گوشوں میں چھپا ہوا کوئی ارادہ تک اس سے مخفی نہیں ہے، تو اس وقت ان میں سے جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے دنیا میں ہم تمہارے تابع فرمان تھے اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لئے بھی کچھ کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمہیں بھی دکھا دیتے، اب

---

(۱) المائدة ۵۴

(۲) فاطر ۱۶، ۱۷

(۳) محمد ۳۸

تو یکساں ہے خواہ ہم جزع وفزع کریں یا صبر بہر حال ہماری خلاصی کی کوئی صورت نہیں، پھر وہ ایک دوسرے سے جھگڑیں گے اور ہر شخص اپنے آپ کی مدافعت کرتے ہوئے دوسرے پر الزامات لگائے گا، جیسے فرمایا

...وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ... ﴿۳۳﴾ (۱)

ترجمہ: کاش! تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے، وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے، وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے نہیں بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرائیں، آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے۔

اور جب فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑ کر، گلے میں طوق ڈال کر اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیں گے تو ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ (۲)

ترجمہ: ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو، اور پہلا گروہ دوسرے گروہ سے کہے گا کہ (اگر ہم قابل الزام تھے) تو تم کو ہم پر کون سی فضیلت حاصل تھی اب اپنی کمائی کے نتیجہ میں عذاب کا مزا چکھو۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

(۱) سبا ۳۱ تا ۳۳

(۲) الاعراف ۳۸، ۳۹

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (۱)

ترجمہ: جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی ،اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا،اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ (۲)

ترجمہ: پھر ذرا خیال کرو اس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے ،دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے اب کیا یہاں تم نار جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے سے ہم کو بچا لو گے؟ وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ج

ان کے خلاف کیا، میرا تو تم پر کوئی دباؤ تو تھا نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی،

فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے،

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے،

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ ان جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے چشمے جاری ہیں جہاں انھیں ہمیشگی ہو گی

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ (ابراہیم ۲۲،۲۳)

اپنے رب کے حکم سے، جہاں ان کا خیر مقدم سلام سے ہو گا۔

(۱) الاحزاب ۶۶ تا ۶۸

(۲) المومن ۴۷، ۴۸

طوطا چشم دشمن شیطان:

اور اللہ کی عدالت سے سب امور کا فیصلہ ہو جانے کے بعد جب اہل ایمان جنت کے آرام و عیش میں اور اہل کفر شرک جہنم کے عذاب میں دھکیل دیے جائیں گے۔ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ﴿٧١﴾ [۱]

ترجمہ: (اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے۔ تو شیطان آگ کے تخت پر کھڑے ہو کر اہل جہنم سے کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے کیے تھے کہ سلامتی میرے پیغمبروں پر ایمان لانے اور ان کی اطاعت میں ہے، وہ سب سچے اور برحق تھے اور ان کے مقابلے میں میں نے بھلائی کے جتنے وعدے کیے، جو جھوٹی آرزوئیں اور امیدیں دلائیں وہ سراسر دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں تھے، جیسے فرمایا:

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا [۲]

ترجمہ: وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

میری باتوں میں کوئی دلیل و حجت نہیں ہوتی تھی اور میرے پاس آپ کو مجبور کرنے کی طاقت بھی نہ تھی، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنی باطل دعوت کو خوب آراستہ کر کے تمہیں اس کی طرف دعوت دی اور تم نے پیغمبروں کی دلیل و حجت سے بھرپور دعوت کو بغیر کسی دلیل کے نظر انداز کر دیا اور اپنی خواہشات نفس اور شہوات کی پیروی کرتے ہوئے میری دعوت پر لبیک کہا

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾ [۳]

ترجمہ: اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے نفس کو ہی الزام دو کیونکہ سارا قصور تمہارا اپنا ہی ہے، تم نے عقل و شعور سے کچھ کام نہ لیا اور واضح دلائل و براہین کو نظر انداز کر کے مجرد دعوے کے پیچھے لگے رہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں تھی، یہاں نہ میں تمہیں اس دردناک عذاب سے نجات دلا سکتا ہوں اور نہ تم اللہ کی طرف سے اس قہر و غضب سے مجھے بچا سکتے ہو ہر ایک کے لئے اپنے اپنے حصے کا عذاب ہے، اور میں اس سے بھی بری الذمہ ہوں کہ دنیا میں تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا حالانکہ میں اس کا شریک نہ تھا، جیسے یہود و نصاری کے بارے میں فرمایا

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ... ﴿٣١﴾ [۴]

ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ... ﴿٤٣﴾ [۵]

ترجمہ: کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا ہو۔

[۱] الزمر ۷۱

[۲] النساء ۱۲۰

[۳] النحل ۱۰۰

[۴] التوبۃ ۳۱

[۵] الفرقان ۴۳

نافرمان بندوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر شیطان مردود کی عبادت کرتے رہے ہیں۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ (١)

ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ... ﴿٢١﴾ (٢)

ترجمہ: کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا۔

اگر تم مجھے یا کسی اور کو اللہ کا شریک گردانتے رہے تو یہ تمہاری اپنی غلطی تھی، جس اللہ وحدہ لاشریک نے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کی تھی اور اس کی تدبیر بھی وہی کرتا تھا بھلا اس کا کوئی شریک کیوں کر ہوسکتا ہے، ایسے ظالموں کے لئے جو غیر اللہ کو اللہ کے شریک ٹھہراتے تھے، جو اللہ کو چھوڑ کر مشکلات اور پریشانیوں میں ان خود ساختہ شریکوں کو پکارتے اور ان سے امیدیں وابستہ رکھتے تھے، جو ان کی پکار کو سن سکتے تھے اور نہ پورا کرنے کی قدرت رکھتے تھے، جیسے فرمایا

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿٦﴾ (٣)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ (٤)

ترجمہ: کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

ان کے لئے تو جہنم کا دردناک عذاب یقینی ہے۔

سعادت مندوں کا ذکر فرمایا بخلاف اس کے جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لائے ہیں اور رسولوں کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کیے ہیں وہ ایسے گھنے اور سرسبز باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے انواع و اقسام کی نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسی لذات وشہوات ہوں گی جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے وہم و گمان میں ہیں، اللہ کی رحمت و کرم سے وہ ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں فرشتے ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کے خیر مقدم کا طریقہ

---

(١) یٰسین ٦٠

(٢) الشوریٰ ٢١

(٣) الاحقاف ٥، ٦

(٤) مریم ٨٢

ایک دوسرے کو سلام کرنا ہو گا جیسے فرمایا

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ... ﴿٧٣﴾ [1]

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ... ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: یعنی ایسے باغ جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہے۔

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ [3]

ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے، آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال ہو گا۔

دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ (یونس ۱۰)

ترجمہ: وہاں ان کی صدا یہ ہو گی کہ پاک ہے تو اے اللہ! ان کی دعا یہ ہو گی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہو گا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ

ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ

مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں، جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں

الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ

کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور ناپاک بات کی مثال گندے درخت جیسی ہے جو

---

[1] الزمر ۷۳

[2] الرعد ۲۴،۲۳

[3] الفرقان ۷۵

خَبِيْثَةٍ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

زمین کے کچھ ہی اوپر سے اکھاڑ لیا گیا اسے کچھ ثبات تو ہے نہیں ، ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے

اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ

ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے،

وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ (ابراہیم ۲۴تا۲۷)

اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔

لاالٰہ الااللہ کی شہادت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {كَلِمَةً طَيِّبَةً} [۱] شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، {كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ} [۲] وَهُوَ الْمُؤْمِنُ، {أَصْلُهَا ثَابِتٌ} [۳] يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَابِتٌ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ، {وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ} [۴]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''پاکیزہ بات۔'' سے مراد اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ''ایک پاکیزہ درخت۔'' سے مراد جیسے ایک اچھی ذات کا درخت ہو اس سے مراد مومن ہے، اور ''جس کی جڑ مضبوط ہے۔'' سے مراد جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے، اس سے مراد لاالٰہ الااللہ ہے، مومن جس کا دل سے اقرار کرتا ہے، اور ''جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں۔'' سے مراد جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ مومن کے عمل کو آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ [۵]

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی مثال ایک خوبصورت اور پاکیزہ درخت سے دی، فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ کی کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا کھجور کا درخت ہو جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے، اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ: كَالرَّجُلِ المُسْلِمِ لاَ يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا، وَلاَ وَلاَ وَلاَ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ لاَ يَتَكَلَّمَانِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ

[۱] إبراهيم : ۲۴

[۲] إبراهيم : ۲۴

[۳] إبراهيم : ۲۴

[۴] إبراهيم : ۲۴

[۵] تفسیر طبری ۱۶,۵۶۷

فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ، وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا گابھالایا گیا(اسے دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مجھے بتلاؤ وہ کونسا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے نہ جاڑوں میں نہ گرمیوں میں، جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہیں اور وہ خاموش ہیں تو مجھے ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا، جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے، جب ہم اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا باوا! اللہ کی قسم! میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے، انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا؟ میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی تو میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے اتنے اتنے (لال لال اونٹ کا) مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ [1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ، فَقَالَ: ﴿مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾، قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک خوشہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت ”مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں، جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے۔ کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا وہ درخت کھجور ہے۔ [2]

یعنی مومن کی مثال اس درخت جیسی ہے جس کے پھل ہر وقت جاڑے گرمی میں دن رات میں اترتے رہتے ہیں، اسی طرح مومن کے نیک اعمال دن رات کے وقت ہر وقت چڑھتے رہتے ہیں، اس کے رب کے حکم سے یعنی کامل، اچھے بہت اور عمدہ، یہ مثالیں اللہ اس لئے دیتا ہے کہ لوگ ان سے سبق لیں اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک بد ذات درخت حنظل (اندرائن، شریان) کی سی ہے، جس کی جڑ زمین کی تہہ میں نہیں ہوتی اور ذرا سے اشارے پر زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اس کے لئے کوئی استحکام نہیں ہے، جو کھانے اور ذائقے میں بدترین درخت ہے ،اسی طرح سے کفر بے جڑ اور بے شاخ ہے، کافر کا نہ کوئی نیک عمل چڑھتا ہے اور نہ مقبول ہوتا ہے، ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے،

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ: يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ الفَهْمِ فِي العِلْمِ ۷۲،وکتاب التفسیر سورة ابراهیم بَابُ قَوْلِهِ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ۴۶۹۸،وکتاب العلم بَابُ قَوْلِ المُحَدِّثِ حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا، وَأَنْبَأَنَا۶۱، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقين بَابُ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ۷۰۹۸

[2] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ۳۱۱۹

وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: {يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ}[1]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ کی تفسیر یوں فرمائی کہ موت کے بعد قبر میں جب مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ جواب میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔[2]

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْعَبْدَ، إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ:يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟قَالَ: " فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ قَالَ:فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا، وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا، إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تعظیم سے نہیں لیتے تا کہ وہ سمجھ نہ جائے) وہ مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت اور سلام بھیجے، فرشتے اسے جہنم کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کے بدلے تیرے لئے جنت میں ٹھکانہ بنادیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے، قتادہ کہتے ہیں اور اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو قیامت تک نعمتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔[3]

فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَيَقُولَانِ لَهُ: وَمَا عِلْمُكَ؟فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ،قَالَ: فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِها وَطِيبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ

اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر اس سے سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے، وہ سوال کرتے ہیں وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ یہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول تھے، فرشتے دریافت کرتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان

[1] إبراهيم : ۲۷

[2] صحیح بخاری تفسیر سورة ابراهيم بَابُ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۴۶۹۹،صحیح مسلم كتاب الجنة و صفة نعيمها بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ۷۲۱۹

[3] صحیح مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ۷۲۱۶

لایااور اسے سچا تسلیم کیا، اسی وقت آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے،
اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو اور جنتی لباس پہنا دو اور جنت کی طرف کا دروازہ کھول دو، فرمایا پس اسے جنت کی روح پرور خوشبو دار ہواؤں کی لپٹیں آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر حد نظر تک وسیع کر دی جاتی ہے،

قَالَ:وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُفَيَقُولُ لَهُ مَنْ أَنْتَ؟فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِفَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ،فَيَقُولُ: رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي، وَمَالِي رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ

فرمایا اس کے پاس ایک خوبصورت نورانی چہرے والا ایک شخص آتا ہے جس نے عمدہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اور اچھی خوشبو لگائی ہوتی ہے اور وہ اس سے کہتا ہے آپ خوش ہو جائیں اسی دن کا آپ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ اس سے پوچھتا ہے آپ کون ہیں؟ آپ کے چہرے سے خیر ہی خیر جھلکتی ہے، وہ جواب دیتا ہے میں تمہارا نیک عمل ہوں، اس وقت مومن یہ آرزو کرتا ہے کہ اے اللہ! قیامت جلد قائم ہو جائے تو میں اپنے اہل وعیال اور ملک ومال کی طرف لوٹ جاؤں....

فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ. وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّها وَسُمُومِهَا، وَيُضيق عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ

اور بندہ کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے پہنچتے ہیں جو اسے اٹھا بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں، وہ پھر سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے! مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے، وہ پھر اس سے سوال کرتے ہیں وہ کون شخص تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے! مجھے معلوم نہیں، اسی وقت آسمان سے ایک منادی کی ندا آتی ہے کہ میرا بندہ جھوٹا ہے، اس کے لئے جہنم کی آگ کا فرش کر دو اور دوزخ کی جانب کا دروازہ کھول دو، وہیں سے اسے دوزخ کی ہوا اور دوزخ کے جھونکے پہنچتے رہتے ہیں، اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں،

وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوؤُكَ؛ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُفَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّفَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ،فَيَقُولُ: رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ

ایک بڑی ڈراؤنی صورت والا ایک شخص اس کے پاس آتا ہے جس نے بڑے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اور اس سے بڑی بدبو آرہی ہوتی ہے، وہ اس سے کہتا ہے اب غمناک ہو جاؤ، اسی دن کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، یہ اس سے پوچھتا ہے تم کون ہو؟ تیرے چہرے سے برائی جھلکتی ہے، وہ کہتا ہے میں تیرا برا عمل ہوں، تو یہ دعا کرتا ہے اے اللہ! قیامت قائم نہ کرنا۔ [1]

[1] مسند احمد ١٨٥٣٤، مستدرک حاکم ١٠٧، شعب الایمان ٣٩٠، مصنف ابن ابی شیبة ١٢٠٥٩، سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ٤٧٥٣

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ مُدْبِرِينَ،فَإِذَا كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَالزَّكَاةُ عَنْ يَمِينِهِ، وَالصِّيَامُ عَنْ يَسَارِهِ، وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَيُؤْتَى مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ،فَيُؤْتَى مِنْ عَنْ يَمِينِهِ فَتَقُولُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، فَيُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ فَيَقُولُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِي مَدخَلٌ،فَيُؤْتَى مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ فَيَقُولُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تم میت کو دفنا کر واپس لوٹتے ہو تو وہ تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنتی ہے۔اگر وہ ایمان پر فوت ہوا تو نماز اس کے سرہانے ہوتی ہے اور زکوٰۃ اس کے دائیں جانب ہوتی ہے اور روزہ بائیں جانب ہوتا ہے، نیکیاں مثلاً صدقہ خیرات، صلہ رحمی، بھلائی اور لوگوں سے احسان وغیرہ اس کے پیروں کی جانب ہوتے ہیں، جب اس کے سر کی طرف سے کوئی آتا ہے تو نماز کہتی ہے اس طرف سے جگہ نہیں، جب اس کے دائیں جانب سے کوئی آتا ہے تو زکوٰۃ روکتی ہے اور کہتی ہے اس طرف سے جگہ نہیں، جب اس کے بائیں جانب سے کوئی آتا ہے تو روزہ روکتا ہے اور کہتا ہے اس طرف سے جگہ نہیں، اور جب پیروں کی طرف سے کوئی آتا ہے تو دوسری نیکیاں روکتی ہیں اور کہتی ہیں اس طرف سے جگہ نہیں۔

فَيُقَالُ لَهُ اجْلِسْ،فَيَجْلِسُ قَدْ تَمَثَّلت لَهُ الشَّمْسُ قَدْ دَنَتْ لِلْغُرُوبِ، فَيُقَالُ لَهُ أَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْأَلُكَ، فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ، فَيُقَالُ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ، فَأَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْأَلُكَ، فَيَقُولُ: وعَمَّ تَسْأَلُونِي؟ فَيُقَالُ: أَرَأَيْتَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ، مَاذَا تَقُولُ فِيهِ، وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: أَمُحَمَّدٌ؟ فَيُقَالُ لَهُ: نَعَمْ،فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّهُ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ: عَلَى ذَلِكَ حَيِيتَ، وَعَلَى ذَلِكَ مِتَّ، وَعَلَى ذَلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

پس اس سے کہا جاتا ہے بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سورج گویا ڈوبنے والا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دیکھو جو ہم پوچھیں اس کا جواب دو، وہ کہتا ہے تم چھوڑو پہلے میں نماز ادا کرلوں، وہ کہتے ہیں وہ تو تو کرے گا ہی، ابھی تو ہمیں ہمارے سوالوں کا جواب دے، وہ کہتا ہے اچھا تم کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا ہے اور کیا شہادت دیتا ہے، وہ پوچھتا ہے کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں؟ جواب ملتا ہے کہ ہاں، یہ کہتا ہے کہ میری گواہی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ اللہ کے پاس سے ہمارے پاس دلیل لے کر آئے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانا، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اسی پر زندہ رکھا گیا اور اسی پر مرا اور ان شاء اللہ اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا،

ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وينَوَّر لَهُ فِيهِ، وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ فِيهَا. فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا ثُمَّ يُجْعَلُ نَسَمُهُ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ، وَهِيَ طَيْرٌ خُضْرٌ تُعَلَّقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ، وَيُعَادُ الْجَسَدُ إِلَى مَا بُدِئَ مِنْهُ مِنَ التُّرَابِ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ: يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ

پھر اس کی قبر ستر ہاتھ پھیلا دی جاتی ہے اور روشنی سے بھر دی جاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے دیکھ یہ ہے تیرا اصلی ٹھکانہ، اب تو اسے خوشی اور راحت ہی راحت ہوتی ہے، پھر اس کی روح پاک روحوں میں سبز پرندوں کے قالب میں جنتی درختوں میں رہتی ہے اور اس کا جسم جس سے اس کی ابتدا کی گئی تھی اسی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، یعنی مٹی کی طرف، یہی آیت کا مطلب

ہے ”ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔“

(۱) عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا} (۲) أَمَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا، فَيُثَبِّتُهُمْ بِالْخَيْرِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ وَقَوْلُهُ: {فِي الْآخِرَةِ} (۳) أَيْ فِي الْقَبْرِ.

قتادہ آیت کریمہ ”ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔“ کے بارے میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں خیر و بھلائی اور عمل صالح کے ساتھ ثابت قدمی رکھتا ہے اور آخرت سے یہاں قبر مراد ہے۔ (۴)

اور ظالموں کو جو کلمہ طیبہ کو چھوڑ کر کسی کلمہ خبیثہ کی پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذہن کو پراگندہ اور ان کی مساعی کو پریشان کر دیتا ہے اور وہ کسی پہلو سے بھی فکر و عمل کی صحیح راہ نہیں پا سکتے، اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔ یہ آیت کریمہ قبر کے امتحان، قبر کے عذاب اور اس کی نعمت اور آرام پر دلالت کرتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کیا آپ نے ان کی طرف نظر نہیں ڈالی جنھوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا،

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

یعنی دوزخ میں جس میں یہ سب جائیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے، انہوں نے اللہ کے ہمسر بنا لیے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں،

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

آپ کہہ دیجئے کہ خیر مزے کر لو تمہاری بازگشت تو آخر جہنم ہی ہے، میرے ایماندار بندوں سے کہہ دیجئے کہ نمازوں کو قائم رکھیں

وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ (ابراہیم ۲۸ تا ۳۱)

دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، اور نہ دوستی اور محبت۔

کفار قریش:

تم نے سرداران مکہ کو دیکھا نہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث کیا جو انہیں دنیا و آخرت کی بھلائیوں

(۱) مستدرک حاکم ۳۴۰۳، مصنف عبدالرزاق ۶۷۰۳

(۲) إبراهيم : ۲۷

(۳) إبراهيم : ۲۷

(۴) تفسیر طبری ۶۰۲/۱۶

کی طرف دعوت دیتے ہیں مگر انہوں نے اس نعمت الٰہیہ کی قدر نہ کی اور اپنے بغض وعناد اور ہٹ دھرمی میں اپنے ساتھ اپنی قوم کو بھی جہنم کے گڑھے میں جھونک دیا، جس میں وہ ہمیشہ بدترین عذاب میں مبتلا رہیں گے اور جہنم بدترین جائے قرار ہے، اور انہوں نے اپنے معبود حقیقی اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر اس کے خود ساختہ ہمسر تجویز کر لئے تا کہ وہ اپنی قوم کو اللہ کے سیدھے راستے سے بھٹکا دیں، ان کو وعید دے دو دنیا کے چند روزہ عیش وآرام کے مزے لوٹ لو بالآخر تمہارا ٹھکانہ جہنم ہی ہے، جیسے فرمایا:

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ [1]

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں، پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ [2]

ترجمہ: دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے، پھر ہم اس کفر کے بدلے میں جس کا وہ ارتکاب کرتے رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

اے نبی ﷺ! اہل ایمان سے کہہ دو کہ اللہ کی شکر گزاری کے لئے وقت مقررہ پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز قائم کریں اور روز قیامت سے پہلے جو پاکیزہ رزق ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے مستحق اقارب اور ضرورت مندوں پر خرچ کریں تا کہ اس دن نجات ملے جس میں خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوست کسی جگری دوست کی مدد کر سکے گا۔

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: ﴿مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ﴾ [3] قَالَ قَتَادَةُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ عَلِمَ أَنَّ فِي الدُّنْيَا بُيُوعًا وَخِلَالًا يَتَخَالُّونَ بِهَا فِي الدُّنْيَا، فَيَنْظُرُ رَجُلٌ مَنْ يُخَالِلُ وَعَلَامَ يُصَاحِبُ، فَإِنْ كَانَ لِلَّهِ فَلْيُدَاوِمْ، وَإِنْ كَانَ لِغَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّهَا سَتَنْقَطِعُ

قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ''اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی اور محبت۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ کے علم میں ہے کہ دنیا میں خرید وفروخت بھی ہے اور دوستی بھی جس کا لوگ دم بھرتے ہیں، اس لیے آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ اس کا دوست کون ہے اور اس کی دوستی کس بات پر ہے، اگر دوستی اللہ کے لیے ہو تو اسے چاہیے کہ اسے برقرار رکھے اور اگر غیر اللہ کے لیے ہے تو اسے ختم کر دے۔ [4]

روز محشر کی ہولناکی اور اپنے سامنے غیظ وغضب سے بھڑکتی ہوئی جہنم کو دیکھ کر ہر مجرم زمین بھر کا سونا فدیہ میں دینے کو تیار ہوگا مگر قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے فرمایا:

[1] لقمان ۲۴

[2] یونس ۷۰

[3] إبراهيم : ۳۱

[4] تفسیر طبری ۱۲/۱۶

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کھلا کھلا کفر کیا تھا تمہارا اٹھکانا جہنم ہے، وہی تمہاری خبر گیری کرنے والی ہے اور یہ بدترین انجام ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ (۳)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی، اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعے تمہاری روزی کے پھل

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ

نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں، اسی نے ندیاں اور

الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ

نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں، اسی نے تمہارے لیے سورج چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ ۚ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا

اور رات دن کو بھی تمہارے کام میں لگا رکھا ہے، اسی نے تمہیں تمہاری منہ مانگی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے، اگر تم

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ۧ (ابراھیم ۳۲ تا ۳۴)

اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے، یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔"

(۱) الحدید ۱۵

(۲) البقرۃ ۱۲۳

(۳) البقرۃ ۲۵۴

اللہ کے مخلوقات پر انعامات:

اللہ وحدہ لاشریک جس کی نعمتوں کا تم کفران کر رہے ہو اس کی قدرت کمال تو یہ ہے کہ چھ دنوں میں زمین کو بچھونے کی طرح اور آسمانوں کو محفوظ چھت کی طرح تخلیق کر دیا اور آسمان سے میٹھا پانی برسایا اور اسی ایک پانی سے تمہاری رزق رسانی کے لئے انواع واقسام کے مختلف رنگ، ذائقہ اور خوشبودار پھل، مختلف فوائد کے میوہ جات اور کھیتیاں پیدا کیے، اللہ وہی تو ہے جس نے انسانوں کے نفع کے لئے پہاڑوں جیسے بلند جہازوں کو ایک قانون کا پابند کر دیا جو اس کے حکم سے دریاؤں اور سمندر کی تلاطم خیز موجوں میں نقل مکانی، سامان تجارت اور جنگی مقاصد کے لئے تیرتے پھرتے ہیں۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: اور یہ جہاز اسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اٹھے ہوئے ہیں۔

اور دریاؤں کو بھی ایک قانون کا پابند کر دیا جس کے تحت وہ بہتے ہیں، جس کے پانی سے تم بھی سیراب ہوتے ہو اور اپنی کھیتیوں کو بھی سیراب کرتے ہو، جس نے ابتدائے کائنات سے سورج اور چاند کو بھی ایک ضابطے کا پابند کر دیا

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں۔

جس کے مطابق وہ لگاتار اپنے اپنے مدار میں ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں، اور اللہ نے ان کی جو چال مقرر فرمائی تھی اس کی گردش میں یک سرمو فرق نہیں آیا اور نہ ان کا باہمی تصادم اور ٹکراؤ ہوتا ہے، جیسے فرمایا

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ [3]

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

اور چاند و سورج کے قانون سے رات اور دن کا نظام قائم کر دیا تاکہ دن کی روشنی میں تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور رات کے اندھیرے میں آرام وسکون حاصل کرو، اور اسی اللہ رب العالمین نے تمہاری بقا اور ارتقاء کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت تھی سب مہیا کر دیے ہیں، اس کے علاوہ جو تم اس سے طلب کرتے ہو وہ بھی دیتا ہے اور جسے نہیں مانگتے وہ بھی عطا کرتا ہے، ان انعامات اور احسانات کے بعد فرمایا اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے، جیسے ایک اور مقام پر فرمایا:

وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ... ﴿۱۸﴾ [4]

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔

---

[1] الرحمٰن ۲۴

[2] الرحمٰن ۵

[3] یٰسین ۴۰

[4] النحل ۱۸

حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ:الحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا

امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تا کہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہوا ے ہمارے رب! ۔ (۱)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا۔ (۲)

أَنَّ داود، عليه السلام، قال: يارب، كَيْفَ أَشْكُرُكَ وَشُكْرِي لَكَ نِعْمَةٌ مِنْكَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: الْآنَ شَكَرْتَنِي يَا دَاوُدُ، أَيْ: حِينَ اعْتَرَفْتَ بِالتَّقْصِيرِ عَنْ أَدَاءِ شُكْرِ النِّعَمِ.

داود علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! میرا تیرا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں کہ تیرا شکر ادا کرنے کی توفیق ملنا بھی تو تیرا مجھ پر ایک احسان ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داود علیہ السلام! یوں سمجھو کہ تم نے میرا شکر ادا کر دیا جب تم نے یہ اعتراف کر لیا کہ تمام نعمتیں میری طرف سے ہیں۔ (۳)

اور دوسرے کے گھر کھانے کے بعد ان لفظوں میں دعا دینی چاہیے

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ

اے اللہ! ان کو روزی میں برکت عطا فرما اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ (۴)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ

(ابراہیم کی یہ دعا بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میری اولاد

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ ۵۴۵۸،سنن ابوداودكِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ ۳۸۴۹،السنن الكبرى للنسائی۶۸۷۰،مسنداحمد۲۲۱۶۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ ۵۴۵۹

(۳) تفسیرابن کثیر۵۱۲/۴

(۴) مسند احمد ۱۷۶۷۵، صحیح مسلم كتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ اسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ، وَاسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الضَّيْفِ لِأَهْلِ الطَّعَامِ، وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنَ الضَّيْفِ الصَّالِحِ وَإِجَابَتِهِ لِذَلِكَ۵۳۲۸،سنن ابوداودكِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَابٌ فِي النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ۳۷۲۹

اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ

کو بت پرستی سے پناہ دے ، اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا یا ہے پس میری تابعداری

فَاِنَّهٗ مِنِّیۡ ۚ وَ مَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ

کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے، اے میرے پروردگار! میں

اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا

نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے، اے ہمارے پروردگار!

لِيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَيۡهِمۡ وَ ارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے، اور انھیں پھلوں کی روزیاں

لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِیۡ وَ مَا نُعۡلِنُ ؕ وَ مَا يَخۡفٰی

عنایت فرما تاکہ یہ شکر گزاری کریں، اے ہمارے پروردگار! تو خوب جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور جو ظاہر کریں،

عَلَی اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ

زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ پر پوشیدہ نہیں، اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں

الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ

اسماعیل واسحاق (علیہما السلام) عطا فرمائے، کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے، اے میرے پالنے والے!

مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ

مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما، اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے

وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾ (ابراہیم ۳۵ تا ۴۱)

اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔

حرمت وعظمت کا مالک شہر:

احسانات عامہ کا ذکر فرمانے کے بعد قریش پر کیے گئے احسانات کا ذکر فرمایا کہ اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد دیگر دعاؤں سے قبل دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! اس شہر مکہ مکرمہ کو جو توحید پر بنایا گیا تھا امن کا گہوارہ بنادے، جیسے فرمایا

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ... ﴿۱۲۶﴾ [۱]

ترجمہ:اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! اس شہر کو امن کا شہر بنادے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ... ﴿۶۷﴾ [۲]

ترجمہ: کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پرامن حرم بنادیا ہے حالانکہ ان کے گردوپیش لوگ اچک لیے جاتے ہیں؟۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ... ﴿۹۷﴾ [۳]

ترجمہ: بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، ابراہیم کا مقام عبادت ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہو گیا۔

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس دعا کی برکت سے جب کوئی ظالم حرم میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کا قلع قمع فرمادیتا ہے جیسے اصحاب فیل کے ساتھ کیا تھا، اور مجھے اور میری اولاد کو طاغوت کی بندگی سے بچا، اے میرے پروردگار! لکڑی، پتھر اور دیگر دھاتوں سے مختلف شکلوں کی بنی ہوئی ان غیر عاقل مورتیوں نے بہتوں کو گمراہ کر کے اپنا گرویدہ بنالیا ہے ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کردیں، اے میرے رب !لہذا ان میں سے جو توحید الٰہی اور اخلاص للہ میں میری اتباع کرے تو وہ میرا ہے اور پھر سراپا رحم و شفقت ہو کر گناہ گاروں کے لئے بخشش اور رحمت کی دعا فرمائی اور جو میرے طریقہ کے خلاف چلے تو یقیناً تو درگزر کرنے والا مہربان ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَلَا قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: {رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي} [۴] الْآيَةَ، وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [۵]، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ:اللهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي، وَبَكَى، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، وَرَبُّكَ أَعْلَمُ، فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ، وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللهُ:يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ، وَلَا نَسُوءُكَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے "پروردگار!ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے (ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کردیں، لہذا ان میں سے) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف

---

[۱] البقرۃ ۱۲۶

[۲] العنکبوت ۶۷

[۳] آل عمران ۹۶،۹۷

[۴] إبراهيم : ۳۶

[۵] المائدة : ۱۱۸

طریقہ اختیار کرے تو یقیناً تو درگزر کرنے والا مہربان ہے۔" اور یہ آیت جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے " اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔" پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے میرے پروردگار! میری امت! (کو معاف فرمادے) میری امت! (کو معاف فرمادے) اور رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام! تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حال بیان کیا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل! سید الامم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ناراض نہ کریں گے۔ (۱)

پروردگار! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنے پہلوٹے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اور اپنی اہلیہ کو شام سے لا کر مکہ مکرمہ میں تیرے محترم، عزت وادب والے گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے میرے پروردگار! یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ موحد بنیں اور اطمینان وسکون سے تیری یاد کے لئے نماز قائم کریں لہذا تو مسلمانوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور اس بے آب و گیاہ علاقے میں انہیں کھانے کو ہر طرح کے پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں، جیسے فرمایا

...وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ... ﴿۱۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس بے آب و گیاہ سرزمین میں دنیا بھر کے پھل، میوہ جات غلے اور دوسرے سامان رزق نہایت فراوانی کے ساتھ مہیا ہیں، جیسے فرمایا

... اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۳)

ترجمہ: کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پر امن حرم کو ان کے لئے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے ثمرات کھچے چلے آتے ہیں ہماری طرف سے رزق کے طور پر مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اے میرے پروردگار! تو میرا ظاہر و باطن خوب جانتا ہے اور کائنات کی کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے قول کی تصدیق میں فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ (۴)

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ، وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ ۴۹۹، المعجم الاوسط ۸۸۹۴، صحیح ابن حبان ۷۲۳۵، شعب الایمان ۲۹۸، السنن الکبری للنسائی ۱۱۲۰۵، شرح السنة للبغوی ۴۳۳۷

(۲) البقرة ۱۲۶

(۳) القصص ۵۷

(۴) آل عمران ۵

اے میرے رب! میں تیرا شکر گزار اور احسان مند ہوں کہ اس بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام جیسے بیٹے دیے، حقیقت یہ ہے کہ میرا رب دعاؤں کو سنتا ہے اور جو اس سے دعا کرتا ہے وہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے، اے میرے پروردگا! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے، اے میرے پروردگار! میری اس التجا کو شرف قبولیت عطا فرما، اپنے وطن سے ہجرت کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے دعائے مغفرت کے لئے کہا تھا۔

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ [۱]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا سلام ہے آپ کو، میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔

اسی وعدے کے مطابق اللہ سے عرض کیا اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو یوم حساب کے دن معاف کر دیجیو مگر جب ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو گیا کہ ان کا والد اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اظہار برات کر دیا۔

... فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ... ﴿١١٤﴾ [۲]

ترجمہ: جب اس پر یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ ۭ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

نا انصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیئے ہوئے ہے جس دن آنکھیں

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ

پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، وہ اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ کر رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ لوٹیں گی

وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ ۭ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ

اور ان کے دل خالی اور اڑے ہوئے ہوں گے، لوگوں کو اس دن سے ہوشیار کر دے جب کہ ان کے پاس عذاب آ جائے گا،

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ

اور ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بہت تھوڑے قریب کے وقت تک کی ہی مہلت دے کہ ہم تیری تبلیغ مان لیں

وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ

اور تیرے پیغمبروں کی تابعداری میں لگ جائیں، کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھا رہے تھے؟ کہ تمہارے لیے دنیا

مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ ۙ وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ

سے ٹلنا ہی نہیں، اور کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں رہتے سہتے نہ تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کیا تم پر وہ معاملہ

[۱] مریم ۴۷

[۲] التوبۃ ۱۱۴

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ

کھلا نہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کچھ کیا، ہم نے (تو تمہارے سمجھانے کو) بہت سی مثالیں بیان کر دی تھیں، یہ اپنی اپنی چالیں

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ (ابراہیم ۴۲ تا ۴۶)

چل رہے ہیں اور اللہ کو ان کی تمام چالوں کا علم ہے اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔

ظالموں کو وعید اور مظلوں کو تسلی فرمائی کہ یہ ظالم لوگ اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا معبود بناتے ہیں، پھر انہیں الٰہی اختیارات بخش کر اپنی مشکلات و پریشانیوں میں پکارتے ہیں، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے چڑھاوے چڑھاتے اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اللہ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے، اللہ تو انہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دے رہا ہے اور فراوانی کے ساتھ رزق عطا فرما رہا ہے تا کہ اگر راہ راست کی طرف نہیں آتے تو پھر اپنے گناہوں میں اور بڑھ جائیں، اگر اللہ اپنی مشیت و حکمت سے دنیا میں ان کا مواخذہ نہ کرے مگر روز قیامت وہ مواخذہ الٰہی سے نہیں بچ سکیں گے، اور وہ دن اتنا ہولناک اور دہشت ناک ہو گا جس کی ہولناکی کو یہ ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہوں گے گویا کہ ان کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں، اور قبروں سے نکل کر سر اٹھائے بلانے والے کی آواز کی طرف تیزی سے بھاگے چلے جا رہے ہیں، جیسے فرمایا

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ... ﴿۸﴾ [۱]

ترجمہ: پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ... ﴿۱۰۸﴾ [۲]

ترجمہ: اس روز سب لوگ منادی کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے کوئی ذرا اکڑ نہ دکھا سکے گا۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ [۳]

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں۔

قیامت کی ہولناکیاں دیکھ کر خوف و دہشت سے وہ آنکھیں نہ جھپکا سکیں گے اور کثرت خوف سے ان کے دل حلقوم تک پہنچے ہوں گے، اے محمد ﷺ! تم انہیں قیامت کے اس ہولناک دن سے ڈراؤ جب ان کے کفر، تکذیب اور دیگر معاصی کے سبب عذاب جہنم انہیں گھیر لے گا، اس وقت یہ ظالم اپنے کرتوتوں پر نادم ہو کر اپنی گلو خلاصی کے لئے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دے دے، اب ہم تیری دعوت حق پر لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے جیسے فرمایا

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ... ﴿۱۰۰﴾ [۴]

---

[۱] القمر ۸

[۲] طٰہٰ ۱۰۸

[۳] المعارج ۴۳

[۴] المومنون ۹۹، ۱۰۰

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کر دے گا کہ اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجئے جسے میں چھوڑ آیا ہوں امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ۝٩ وَأَنفِقُوا۟ مِن مَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَآ أَخَّرْتَنِىٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠ (۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں، جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے کہ اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا۟ عَلَى ٱلنَّارِ فَقَالُوا۟ يَٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝٢٧ (۲)

ترجمہ: کاش! تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَٱرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝١٢ (۳)

ترجمہ: کاش! تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا غَيْرَ ٱلَّذِى كُنَّا نَعْمَلُ ... ۝٣٧ (۴)

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

مگر اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے فرماتا ہے ان کے یہ وعدے بھی جھوٹے ہوں گے، جیسے فرمایا:

...وَلَوْ رُدُّوا۟ لَعَادُوا۟ لِمَا نُهُوا۟ عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَٰذِبُونَ ۝٢٨ (۵)

ترجمہ: اور اگر یہ واپس بھیج دیے جائیں تب بھی وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔

---

(۱) المنافقون ۱۰،۹

(۲) الانعام ۲۷

(۳) السجدۃ ۱۲

(۴) فاطر ۳۷

(۵) الانعام ۲۸

چنانچہ اللہ مالک یوم الدین انہیں مہلت دینے سے صاف انکار کر دے گا جیسے فرمایا:

...اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴿۳۷﴾ [۱]

ترجمہ:(انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آ چکا تھا اب مزا چکھو، ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا:

وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ... [۲]

ترجمہ: جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا۔

دھتکارنے کے بعد ان ظالموں سے کہا جائے گا کیا تم وہی لوگ نہیں جو دنیا میں رسولوں کے ہر طرح کے واضح دلائل اور براہین کے باوجود کڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ کوئی حیات بعد الموت نہیں۔

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ۙ لَا يَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ يَّمُوۡتُ ...ؕ ﴿۳۸﴾ [۳]

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا۔

ہمارے اعمال کا کوئی حساب کتاب نہیں اور کوئی جنت و دوزخ نہیں ہے حالانکہ تم ان تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات میں جنہوں نے اپنے جانوں پر خود ظلم کیا تھا رہ بس چکے تھے، ان کی بستیوں کے کھنڈرات پر تمہارا اگزر بھی ہوتا تھا اور تم دیکھ چکے تھے کہ ہم نے ان قوموں پر ان کے کفر کے سبب کیسے دردناک عذاب نازل کیے تھے اور تمہاری عبرت کے لئے ان پچھلی قوموں کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے تھے مگر تم نے دعوت حق سے روگردانی کی اور اپنے باطل عقائد پر جمے رہے۔

حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۙ ﴿۵﴾ [۴]

ترجمہ:اور ایسی حکمت جو نصیحت کے مقصد کو بہ درجہ اتم پورا کرتے ہے مگر تنبیہات ان پر کارگر نہیں ہوتیں۔

انبیاء و مرسلین کو جھٹلانے والوں نے دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے مقدر بھر حیلے اور مکر و فریب کیے، جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں کہا تھا۔

وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۚ ﴿۲۲﴾ [۵]

---

[۱] فاطر ۳۷

[۲] المنافقون ۱۱

[۳] النحل ۳۸

[۴] القمر ۵

[۵] نوح ۲۲

ترجمہ: ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا رکھا ہے۔

مگر اللہ علام الغیوب کو ان کی تمام چالوں کا علم تھا اور اس نے ان کے مکر و فریب کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور انہی پر الٹ دیا، جیسے فرمایا

...وَلَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ... ﴿۴۳﴾ (1)

ترجمہ: حالاں کہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں۔

اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں۔

جب وہ قومیں اللہ کی ایک چال سے مات کھا گئیں تو کیا اللہ کے مقابلے میں تمہاری چال بازیاں کامیاب ہو جائیں گی؟

فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ؕ

آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے نبیوں سے وعدہ خلافی کرے گا، اللہ بڑا ہی غالب اور بدلہ لینے والا ہے،

یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے،

وَ تَرَی الۡمُجۡرِمِیۡنَ یَوۡمَئِذٍ مُّقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ ﴿۴۹﴾ۚ سَرَابِیۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ

آپ اس دن گنہگاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے، ان کے لباس گندھک کے

وَّ تَغۡشٰی وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ۙ لِیَجۡزِیَ اللّٰهُ کُلَّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ ؕ

ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر چڑھی ہوئی ہوگی، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے،

اِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۵۱﴾ (ابراہیم ۴۷ تا ۵۱)

بیشک اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگنے کی۔

انبیاء کی مدد:

بظاہر یہ جملہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے مگر اصل مقصود مخالفین کو سنانا ہے فرمایا پس اے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے دنیا و آخرت میں مدد کرنے کا جو وعدہ کیا ہے وہ یقیناً سچا ہے اور وہ اسے پورا کرے گا اور ان لوگوں کو تہس نہس کر دے گا جو اس کی مخالفت کر رہے ہیں، اللہ زبردست ہے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے، اے نبی ﷺ! انہیں روز قیامت سے ڈراؤ جبکہ اللہ تعالیٰ موجودہ طبیعی نظام کو درہم برہم کر کے زمین اور آسمان کو نئے قوانین فطرت اور نئے نظام کے ساتھ تخلیق کرے گا جو اپنی وسعتوں میں موجودہ تمام نظام سے انتہائی زیادہ وسیع ہوں گے، جیسے فرمایا

(1) فاطر ۴۳

وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۱۳۳﴾ (۱)

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے (یعنی جنت موجودہ کائنات سے بہت زیادہ وسیع ہے) اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔

اسی مضمون کو اس آیت میں ذرا مختلف انداز سے اعادہ کیا گیا ہے۔

سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے جو مہیا کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی آنے والی کائنات جس کے بڑے بڑے علاقے جنت، جہنم اور اعراف ہیں اور ان میں سے اکیلی جنت ہی موجودہ تمام کائنات کے برابر یا اس سے بڑی ہے، اس لحاظ سے نئی کائنات کی تمام وسعت کا اندازہ لگانا انسانی عقل سے باہر ہے،

سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ، لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے روز قیامت لوگ سفید بھوری زمین پر اکٹھے ہوں گے جو میدہ کی روٹی کی طرح ہو گی، اس میں کسی کا کوئی علامتی نشان اور اونچ نہیں ہو گا یعنی بالکل ہموار ہو گی۔ (۳)

جیسے فرمایا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ (۴)

ترجمہ: اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: {يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ} قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: عَلَى الصِّرَاطِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سب سے پہلے میں نے اس آیت "ڈراؤ انہیں اس دن سے جبکہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔" کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) آل عمران ۱۳۳

(۲) الحدید ۲۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ يَوْمَ القِيَامَةِ ۶۵۲۱ ،صحیح مسلم صفة القيامة بَابٌ فِي الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَصِفَةِ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۰۵۵، صحیح ابن حبان ۷۳۲۰، شعب الایمان ۳۵۱، مسندابی یعلی ۷۵۴۹، شرح السنة للبغوی ۴۳۰۵

(۴) طٰہ ۱۰۷

سے دریافت کیا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جب یہ آسمان وزمین بدل دیئے جائیں گے تو پھر لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پل صراط پر۔ (۱)

أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ: فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جب آسمان وزمین کو بدل دیا جائے گا تو لوگ کہاں ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ (۲)

اور تمام خلائق اپنی قبروں سے اٹھ کھڑی ہوگی اور ان میں کوئی بھی اللہ الواحد القہار سے چھپ نہ سکے گا، اس روز تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ جہنم میں تارکول کے لباس پہنے ہوں گے،

حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ:النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت جاہلیت کی چار چیزیں نہ چھوڑیں گے، ایک حسب ونسب پر فخر، دوسرے دوسروں کے نسب میں طعن کرنا، تیسرے ستاروں سے بارش کی امید رکھنا اور چوتھے میت پر بین کر کے رونا، اور فرمایا بین کرنے والی اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو روز قیامت اسے گندھک کا کرتہ اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائے گا۔ (۳)

اور ان کے ہاتھ پاؤں آگ کی زنجیروں میں جکڑے ہونگے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ (۴)

ترجمہ: آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔

---

(۱) مسند احمد ۲۴۰۶۹، صحیح مسلم صفة القيامة بَابٌ فِي الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَصِفَةِ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۷۰۵۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۳۱۲۱، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۷۹

(۲) صحيح مسلم كتاب الحيض بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ، وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا۷۱۶، صحیح ابن خزيمة۲۳۲، مستدرک حاکم ۶۰۳۹، صحیح ابن حبان ۷۴۲۲، السنن الكبرى للبيهقى ۷۹۸

(۳) صحيح مسلم كتاب الجنائز بَابُ التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ۲۱۶۰، مسند احمد ۲۲۹۱۲، المعجم الكبير للطبرانی ۳۴۲۵، صحیح ابن حبان ۳۱۴۳، السنن الكبرى للبيهقى ۷۱۱۰، مصنف ابن ابی شيبة۱۲۱۰۳، مسند ابی يعلى ۱۵۷۷، شرح السنة للبغوى ۱۵۳۴

(۴) المومنون ۱۰۴

یہ اس لئے ہو گا کہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ ہر متنفس کو اس کے اعمال کا بدلہ دے، جیسے فرمایا

...لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ (۱)

ترجمہ: تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔ اللہ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ ہوشیار کر دیئے جائیں اور بخوبی معلوم کرلیں کہ اللہ

وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ (ابراہیم ۵۲)

ایک ہی معبود ہے اور تا کہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں۔

یہ آخری کلام الٰہی قرآن مجید تمام جن و انسانوں کے لئے ایک کھلا پیغام ہے، جیسے فرمایا

...وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ... ﴿١٩﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس لئے نازل کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے ان کو خبردار کر دیا جائے۔

اور وہ اس حقیت کو اچھی طرح جان لیں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آ جائیں اور عذاب جہنم سے بچ جائیں۔

مضامین سورۃ الحجر:

اس سورہ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور حوصلہ افزائی کی گئی کہ ہم ان کفار و مشرکین کو کافی ہیں جو عذاب خاص کے مستحق ہیں جو دعوت حقہ کو قبول کرنے کے بجائے اس کا استہزاء کرتے ہیں اور اس دعوت کا روکنے اور ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی مزاحمتیں کرتے ہیں، اس سورہ میں نصیحت و تفہیم اور سابقہ امتوں قوم لوط، قوم شعیب، قوم ثمود پر تفضیلی عذاب کے واقعات کو بطور شہادت پیش کر کے توحید، اللہ کی قدرت اور وحدانیت پر دلائل دیئے گئے جو چیخ چیخ کر اپنے خالق کے وجود اور اس کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں اور بتایا گیا کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، انسان کا مقصد تخلیق، رب کی بارگاہ میں شیطان کا دعویٰ اور اس کو قیامت تک مہلت، نیک لوگوں کی صفات و کردار بیان کر کے فرمایا گیا کہ رب کی صراط مستقیم پر چلنے میں جو مشکلات و مصائب اور پریشانیاں آتی ہیں ان کا حل یہ ہے کہ رب کی حمد و ثنا کثرت سے کی جائے جس سے روحانی و قلبی تسکین ملتی ہے۔

---

(۱) النجم ۳۱

(۲) الانعام ۱۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ① رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ②

ال ر، یہ کتاب الٰہی کی آیتیں ہیں اور کھلی اور روشن قرآن کی، وہ وقت بھی ہوگا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے،

ذَرۡهُمۡ يَاۡكُلُوۡا وَ يَتَمَتَّعُوۡا وَ يُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ③ وَ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا

آپ انھیں کھاتا، نفع اٹھاتا اور (جھوٹی) امیدوں میں مشغول ہوتا چھوڑ دیجئیے یہ خود ابھی جان لیں گے، کسی بستی کو ہم نے

وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ④ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ⑤ (الحجر ۱ تا ۵)

ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے لیے مقررہ نوشتہ تھا، کوئی گروہ اپنی موت سے نہ آگے بڑھتا ہے نہ پیچھے رہتا ہے۔

بعد از مرگ پشیمانی:

ال ر، یہ کتاب الٰہی اور قرآن کی آیات ہیں جو اپنا مدعا صاف صاف ظاہر کرتا ہے، جیسے فرمایا

...قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ⑮ (1)

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک حق نما کتاب۔

یقیناً ایک وہ وقت آجائے گا جب وہی لوگ جنہوں نے آج دعوت اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، موت کے وقت جب فرشتے انہیں جہنم کی آگ دکھائیں گے، یا میدان محشر میں جہاں حساب کتاب ہو رہا ہوگا اور کفار و مشرکین اہل ایمان کو جنت میں عزت و اکرام سے جنت میں داخل ہوتے دیکھیں گے یا جب یہ لوگ جہنم کے گڑھے میں پھینک دیئے جائیں گے یا اس وقت جب گناہ گاروں ایمانداروں کو کچھ عرصہ بطور سزا جہنم میں رکھنے کے بعد جہنم سے نکالا جائے گا اس وقت پچھتا پچھتا کر کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ کی دعوت پر سر تسلیم خم کر دیا ہوتا، کاش! ہم نے اس عظیم نعمت کو نہ ٹھکرایا ہوتا، کاش! ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ۝۶۶ (2)

ترجمہ: جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کی ہوتی۔

کاش! ہم نے فلاں (دوست یا عزیز یا وڈیرے) کی بات نہ مانی ہوتی۔

---

(1) المائدہ ۱۵

(2) الاحزاب ۶۶

يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ... ﴿٢٩﴾ (۱)

ترجمہ:ہائے میری کم بختی، کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔

مگر اس وقت کا یہ پچھتاوا ان کے کچھ کام نہیں آئے گا، اے نبی ﷺ! اگر یہ کفار و مشرکین اپنے کفر و شرک سے باز نہیں آ رہے تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ دنیا کی چند روزہ زندگی میں خوب عیش و آرام سے رہ لیں اور جھوٹی امیدیں انہیں آخرت کے بھلاوے میں ڈالے رکھیں، بہت جلد انہیں اپنے کفر و شرک کا انجام معلوم ہو جائے گا، جیسے فرمایا

وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ (۲)

ترجمہ: (یہ سب کچھ ہم انہیں اسی لئے کرنے دے رہے ہیں کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس (خوشنما دھوکے) کی طرف مائل ہوں اور وہ اس سے راضی ہو جائیں اور ان برائیوں کا اکتساب کریں جن کا اکتساب وہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے دھوکا نہ کھائیں، اس سے پہلے ہم نے جن قوموں کو بھی عذاب نازل کر کے عبرت کا نشان بنایا ان کو ہم نے کفر کرتے ہی فوراً نہیں پکڑ لیا تھا بلکہ ان قوموں کو ایک مقررہ وقت تک سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے ڈھیل دی تھی، اور کوئی قوم نہ اپنے وقت مقرر سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ اس کے بعد چھوٹ ملتی ہے۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَّوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ

انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے یقیناً تو تو کوئی دیوانہ ہے، اگر تو سچا ہی ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُّنظَرِينَ ﴿٨﴾

کیوں نہیں لاتا، ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی اتارتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیئے گئے نہیں ہوتے،

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ (الحجر ۶ تا ۹)

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

سرکش و متکبر ہلاک ہوں گے:

یہ کفار و مشرکین تمسخر اور استہزا کے طور پر محمد رسول اللہ ﷺ کو جس پر یہ مبارک ذکر نازل ہوا ہے دیوانہ کہتے اور اس عظیم الشان کلام کو ان کا اپنا تصنیف کردہ گردانتے ہیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں،

(۱) الفرقان ۲۹،۲۸

(۲) الانعام ۱۱۳

قوم نوح نے بھی اپنے پیغمبر کو یہی کہا تھا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩ [۱]

ترجمہ:ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے،انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور بری طرح جھڑکا گیا ہے۔

قوم ہود نے بھی اپنے پیغمبر کو یہی کہا تھا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٦٦ [۲]

ترجمہ:اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

قوم ثمود نے بھی اپنے پیغمبر کو ایسا ہی کہا تھا

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝١٥٣ [۳]

ترجمہ:انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے۔

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو یہی کہا تھا

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝٢٧ [۴]

ترجمہ:فرعون نے (حاضرین سے) کہا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بالکل ہی پاگل معلوم ہوتے ہیں۔

اور کہتے ہیں اگر تو واقعی اللہ کا رسول ہے تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لے آؤ تا کہ وہ تمہاری رسالت اور اس کتاب کی صداقت کی گواہی دیں؟ یا ہمیں ہلاک کر دیں،فرعون نے بھی یہی کہا تھا۔

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝٥٣ [۵]

ترجمہ: کیوں نہیں اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝٢١ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝٢٢ [۶]

ترجمہ:جو لوگ ہمارے حضور پیش ہونے کا اندیشہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں" کیوں نہ فرشتے ہمارے پاس بھیجے جائیں؟ یا پھر ہم اپنے رب کو

[۱] القمر ۹

[۲] الاعراف ٦٦

[۳] الشعراء ۱۵۳

[۴] الشعراء ۲۷

[۵] الزخرف ۵۳

[۶] الفرقان ۲۲،۲۱

دیکھیں، بڑا گھمنڈ لے بیٹھے یہ اپنے نفس میں اور حد سے گزر گئے یہ اپنی سرکشی میں، جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا، چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا، اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم کسی قوم پر فرشتوں کو اس وقت اتارتے ہیں جب ہماری حکمت اور مشیت عذاب بھیجنے کی متقاضی ہوتی ہے پھر اس قوم کو جو حق کی پیروی نہیں کرتی ہلاک کر دیا جاتا ہے، دنیا میں سینکڑوں نبی آئے، اللہ نے تین سو پندرہ رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں مگر نہ ان رسولوں کی تعلیمات محفوظ رہ سکیں نہ ان کے حالات زندگی اور نہ ہی ان پر منزل مقدس کتابیں دست برد زمانہ اور تحریف وتغیر سے محفوظ نہ رہ سکیں مگر یہ قرآن کامل، جو حق وباطل میں فرق کرنے والا، قوی ترین دلائل کے ذریعے سے حقائق کو کھول کھول کر بیان کرنے والا، راہ راست کی طرف رہنمائی کرنے والا، جس کی طرف جھوٹ نہ آگے سے داخل ہوسکتا ہے اور نہ پیچھے سے اور جو نہایت عظمت وشان والا ہے کو ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے اور اس کو اور ان کی سنت کو قیامت تک دست برد زمانہ، اور ہر طرح کی لفظی ومعنوی تحریف وتغیر سے محفوظ رکھنا ہمارا کام ہے۔

قرآن میں مجید میں ایک نہیں متعدد مقامات پر یہ دعویٰ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ کے دور میں پورے جزیرۃ العرب میں چند گنتی کے انسان تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، کسی دستاویز کو محفوظ رکھنے کے لئے جن جن ذرائع واسباب کی ضرورت ہوسکتی ہے ان میں سے کوئی چیز بھی موجود نہ تھی مگر اللہ کے دعویٰ کے مطابق قرآن کریم چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہر طرح کی تحریف وتغیر سے پاک ہے جس کا غیر مسلم بھی اقرار کرتے ہیں، کیا یہ قرآن کی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۰ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا

ہم نے آپ سے پہلے اگلی امتوں میں بھی رسول (برابر) بھیجے، اور (لیکن) جو بھی رسول آتا وہ اس کا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ

مذاق اڑاتے، گناہ گاروں کے دلوں میں ہم اسی طرح ہی رچا دیا کرتے ہیں، وہ اس پر ایمان نہیں لاتے

بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ

اور یقیناً اگلوں کا طریقہ گزرا ہوا ہے، اور اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ کھول بھی دیں اور یہ وہاں چڑھنے

يَعْرُجُوْنَ ۝۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝۱۵ (الحجر ۱۰تا۱۵)

بھی لگ جائیں تب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی فرمائی کہ اے محمد ﷺ! تم سے پہلے ہم ہر گزری ہوئی قوموں میں رسول مبعوث کر چکے ہیں مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو جو ان کو حق کی طرف دعوت دیتا تھا مگر انہوں نے اس کی تکذیب اور از راہ عناد وتکبر اس کا مذاق نہ اڑایا ہو، اہل ایمان کے اندر تو یہ ذکر قلب کی ٹھنڈک اور روح کی غذا بن کر اترتا ہے مگر مجرمین کے دلوں میں یہ ذکر شتابہ بن کر لگتا ہے، اور ان کے دلوں

میں ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے گویا کہ ایک گرم سلاخ ان کے سینے کے پار ہوگئی ہو، قدیم سے اس قماش کے لوگوں کا یہی طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ دعوت حق پر ایمان نہیں لایا کرتے اور اللہ ان کو ہلاک کرتا چلا آرہا ہے، اے نبی ﷺ! فرشتوں کا نزول تو ایک طرف رہا ان کی سرکشی، ہٹ دھرمی اور باطل پرستی اس حد تک بڑھ چکی ہے اگر ہم ان کے لئے آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ دن دہاڑے بہ ہوش وحواس ان دروازوں سے آسمان پر آنے جانے لگ جائیں تب بھی یہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے، اس لئے ہم ایسا محسوس کر رہے ہیں کہ ہم آسمان پر آجا رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے، جیسے فرمایا

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَىْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ [1]

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے الا یہ کہ مشیت الٰہی یہی ہو (کہ یہ ایمان لائیں) مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے اسے سجا دیا گیا ہے، اور اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ رکھا

رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

ہے، ہاں مگر جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے اس کے پیچھے دھکتا ہوا (کھلا شعلہ) لگتا ہے، اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا

وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِىَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ

ہے اور اس پر (اٹل) پہاڑ ڈال دیئے، اور اس میں ہم نے ہر چیز ایک معین مقدار سے اگا دی ہے، اور اسی میں

فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ (الحجر ۱۶ تا ۲۰)

ہم نے تمہاری روزیاں بنا دی ہیں اور جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو۔

ستارے اور شیاطین:

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ، بے مثال صنعت اور کامل اقتدار کا ذکر فرمایا کہ یقیناً ہم نے آسمان میں بہت سے مضبوط خطے بنائے اور ہر خطے کے درمیان نہایت مستحکم غیر مرئی سرحدیں بنائیں جن کو پار کر کے کسی چیز کا ایک خطے سے دوسرے خطے میں چلا جانا سخت مشکل ہے، جیسے فرمایا

[1] الانعام ۱۱۱

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ (١)

ترجمہ:بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا۔

بعض مفسرین نے بروج سے مراد شمس وقمر اور دیگر سیاروں حمل، ثور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت لئے ہیں، اہل عرب ان سیاروں کی منزلوں اور ان کے ذریعے سے موسم کا حال معلوم کرتے تھے، مگر آج کل لوگ ان کے ذریعہ سے قسمتوں کا حال معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کا کوئی تعلق دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحوادث سے نہیں ہوتا جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کے تحت ہی ہوتا ہے۔

اور ہر خطے میں کوئی نہ کوئی روشن سیارہ یا تارا رکھ دیا جس سے سارا عالم جگمگا اٹھا اور ان ستاروں کے ذریعہ سے ہر شیطان مردود سے آسمان کو محفوظ کر دیا ہے، کوئی شیطان اس میں راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں جن سے کچھ تو جل مرجاتے ہیں اور کچھ بچ جاتے ہیں اور بعض سن آتے ہیں، جیسے فرمایا

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ (٢)

ترجمہ:اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا قَضَى اللَّهُ الأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ المَلاَئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ: وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ: الحَقَّ، وَهُوَ العَلِيُّ الكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ - وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ، وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ اليُمْنَى، نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اسے سن کر عجز ومسکنت کے اظہار کے طور پر اپنے پر یا بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے، پھر جب فرشتوں کے دلوں سے اللہ کا خوف دور ہوتا ہے تو وہ دوسرے دور والے فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا؟ نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں اس نے جو کہا حق کہا اور وہ بلند وبالا ہے،(اس کے بعد اللہ کا وہ فیصلہ اوپر سے نیچے تک یکے بعد دیگرے سنایا جاتا ہے) فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے شیطان پا لیتے ہیں، یہ چوری چھپے بات سننے والے شیطان ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطاب اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں،

(١) الفرقان ٦١

(٢) الجن ٨،٩

فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ، وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ، إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيُصَدَّقُ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا؟ لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

پھر کبھی ایسا ہوتا ہے فرشتے خبر پا کر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں وہ یہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے والے کو وہ بات پہنچادے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے وہ اس سے نیچے والے اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں یہاں تک کہ زمین تک آ پہنچتی ہے، پھر وہ بات نجومی یا کاہن کے منہ پر ڈالی جاتی ہے، وہ ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بیان کرتا ہے، اگر اس کی کوئی بات صحیح نکلتی ہے تو لوگوں میں اس کی دانشمندی کے چرچے ہونے لگتے ہیں کہ دیکھو اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہو گا اور ویسا ہی ہوا اس کی بات سچ نکلی، یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔ [1]

اور ہم نے زمین کو وسیع اور کشادہ تخلیق کیا اور ہموار فرش کی طرح پھیلایا تاکہ انسانوں اور حیوانوں کی اس وسیع و عریض زمین کے کناروں تک رسائی، وافر مقدار میں رزق کا حصول اور اس کے اطراف و جوانب میں سکونت آسان ہو، اس میں بلند و بالا رنگ برنگے پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیئے تاکہ زمین ایک طرف ڈھلک نہ جائے، اس میں ہر موسم کے لحاظ سے ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک نپی تلی مقدار کے ساتھ اگائی اور تمہاری معیشت اور گزران کے لئے بیشمار اسباب و وسائل پیدا کر دیے، تمہارے لئے بھی اور ان بہت سی مخلوقات کے لئے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو۔

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں،

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں، پھر آسمان سے پانی برسا کر وہ تمہیں پلاتے ہیں اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو،

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ

ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں، اور تم میں سے آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے بھی

عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ (الحجر ۲۱ تا ۲۵)

ہمارے علم میں ہیں، آپ کا رب سب لوگوں کو جمع کرے گا یقیناً وہ بڑی حکمتوں والا بڑے علم والا ہے۔

[1] صحیح بخاری تفسیرسورۃ الحجرباَبُ قَوْلِهِ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۴۷۰۱، صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ تَحْرِيمِ الْكِهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے:

کائنات کی تمام چیزوں کا خالق و مالک اور متصرف اللہ وحدہ لاشریک ہے، اور ہر قسم کے خزانے بھی اللہ رب العالمین کے پاس ہیں جنہیں وہ حسب مشیت و ارادہ عدم سے وجود میں لاتا رہتا ہے، اور جس چیز کو بھی وہ نازل فرماتا ہے ایک مقرر مقدار میں نازل فرماتا ہے، فرمایا بار آور ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں جو پانی سے بھرے ہوئے بادل اٹھاتی ہیں اور پھر جہاں اور جتنی بارش کی ضرورت ہوتی ہے ہم وہاں آسمان سے میٹھا پانی برسا کر تمہیں سیراب کرتے ہیں، جیسے فرمایا

أَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ [1]

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے۔

...وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٣﴾ [2]

ترجمہ: اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا... ﴿١٧﴾ [3]

ترجمہ: اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا۔

وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾ لِّنُخْرِجَ بِهِۦ حَبًّا وَنَبَاتًا ﴿١٥﴾ [4]

ترجمہ: اور بادلوں سے لگا تار بارش برسائی تا کہ اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور گھنے باغ اگائیں۔

هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ [5]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے۔

اور اگر ہم چاہیں تو پانی کی سطح اتنی نیچی کر دیں کہ چشموں اور کنوؤں سے پانی کا حصول تمہارے لئے ممکن نہ رہے، جیسے فرمایا:

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍ ﴿٣٠﴾ [6]

[1] الواقعۃ ۶۸تا۷۰
[2] طٰہٰ ۵۳
[3] الرعد ۱۷
[4] النبا ۱۴،۱۵
[5] النحل ۱۰
[6] الملک ۳۰

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر دے گا۔

اس دولت کے خزانہ دار تم نہیں ہو، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے اور اسے دوبارہ زندہ کر دینے کے بارے میں اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا یہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو تمام خلائق کو عدم سے وجود میں لاتا ہے حالانکہ اس سے قبل کچھ بھی نہ تھے اور پھر اللہ اپنی حکمت ومشیت کے تحت جس کو چاہتا ہے مختصر عمر دے کر اور جس کو چاہتا ہے بڑھاپے کی انتہا تک پہنچا کر موت سے ہمکنار کر دیتا ہے، اور بالآخر تم ہماری عطا کی ہوئی ہر چیز کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے اور اللہ ہی سب چیزوں کے وارث ہونے والا ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا وَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۰﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔

تم میں سے جو قومیں پہلے گزر چکی ہیں ان کو بھی ہم نے دیکھ رکھا ہے اور بعد کی آنے والی قومیں بھی ہماری نگاہ میں ہیں، یقیناً ایک وقت مقررہ پر تمہارا رب اعمال کی جوابدہی کے لئے سب اگلے پچھلے انسانوں کو اکٹھا کرے گا اور نیکوکاروں کو جزا اور گناہ گاروں کو سزا دے گا، اللہ تعالیٰ حکمت والا اور علیم بھی ہے۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾ وَ الۡجَآنَّ خَلَقۡنٰهُ

یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے، اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے

مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ

لو والی آگ سے پیدا کیا، اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی

مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَ نَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا

مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لیے

لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ

سجدے میں گر پڑنا، چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کر لیا مگر ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں

مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۳۲﴾

شمولیت کرنے سے (صاف) انکار کر دیا، (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟

[1] مریم ۴۰

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ [1]

وہ بولا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تونے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ہم نے انسان کو خمیر اٹھی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا جیسے فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ [2]

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے گارے سے بنایا۔

اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ [3]

ترجمہ: اور جن کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ} [4] قَالَ: السَّمُومُ: الْحَارَّةُ الَّتِي تَقْتُلُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ کے بارے میں کہتے ہیں سموم ایسی آگ کو کہتے ہیں جو قتل کر دے۔ [5]

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْأَصَمِّ أَعُودُهُ ، فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ؟ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ، يَقُولُ:هَذِهِ السَّمُومُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ السَّمُومِ الَّتِي خَرَجَ مِنْهَا الْجَانُّ، قَالَ: وَتَلَا: {وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں عمرو بن اصم کی بیمار پرسی کے لیے ان کے پاس گیا انہوں نے کہا کیا میں آپ سے وہ بات نہ بیان کروں جو میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سنی ہے؟ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری یہ آگ اس آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے جس سے جنوں کو پیدا کیا گیا تھا، پھر انہوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔" [6]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ

---

[1] الحجر ۲۶ تا ۳۳

[2] الرحمٰن ۱۴

[3] الرحمٰن ۱۵

[4] الحجر : ۲۷

[5] تفسیر طبری ۹۹/۱۷

[6] تفسیر طبری ۱۰۰/۱۷، مستدرک حاکم ۳۷۷۰

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کو نور سے اور جنوں کو آگ کی لپٹ سے اور آدم اس سے جو قرآن میں بیان ہوا یعنی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (۱)

پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں اپنے ہاتھوں سے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں، جب میں اس کے جسد کی تکمیل کر چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے تعظیم وتکریم کے لئے سجدے میں گر جانا، چونکہ یہ اللہ کا حکم تھا اس لئے اس کے وجوب میں کوئی شک نہیں (تاہم شریعت محمدیہ میں بطور تعظیم بھی کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں) چنانچہ تمام فرشتوں نے تعمیل حکم میں آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے حسد، کفر، عناد، تکبر اور باطل پر فخر کے باعث سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، رب نے پوچھا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے فرشتوں کی طرح آدم کو سجدہ نہیں کیا؟ ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام کو اس کی بشریت کی بنا پر حقیر و کمتر اور خود کو ارفع سمجھ کر تکبر سے جواب دیا میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو اس حکم پر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا، پوچھا تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۔۔۔ ﴿۶۲﴾ (۳)

ترجمہ: اور یاد کرو جبکہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟ پھر وہ بولا دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

فرمایا اب تو بہشت سے نکل جا کیونکہ تو راندہ درگاہ ہے اور تجھ پر میری پھٹکار ہے قیامت کے دن تک،

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابٌ فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ ۷۴۹۵، مسند احمد ۲۵۱۹۴، معجم ابن عساکر ۳۶۸، صحیح ابن حبان ۶۱۵۵، شعب الایمان ۱۴۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۰۹

(۲) الاعراف ۱۱، ۱۲

(۳) بنی اسرائیل ۶۱، ۶۲

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ

کہنے لگا اے میرے رب! مجھے اس دن تک کی ڈھیل دے کہ لوگ دوبارہ اٹھا کھڑے کیے جائیں، فرمایا کہ اچھا تو ان میں

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ۙ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ

سے ہے جنہیں مہلت ملی ہے روز مقرر کے وقت تک، (شیطان نے) کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے

لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۳۹ۙ اِلَّا عِبَادَكَ

مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝۴۱ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں، ارشاد ہوا کہ ہاں یہی مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے، میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ

سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۴۲ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۴۳ۙ

(الحجر ۳۶تا۴۳)

نہیں لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں، یقیناً سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔

دائمی لعنت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کے کفرو استکبار پر سخت گرفت کرتے ہوئے حکم فرمایا تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو دھتکارا ہوا اور ہر بھلائی سے دور کر دیا گیا ہے اور روز جزا تک تجھ پر لعنت برسا کرے گی،

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا لَعَنَ اللَّهُ إِبْلِيسَ تَغَيَّرَتْ صُورَتُهُ عَنْ صُورَةِ الْمَلَائِكَةِ،ورن رنةً ، فَكُلُّ رَنَّةٍ فِي الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْهَا

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس پر لعنت فرمائی تو اس کی فرشتوں والی صورت تبدیل ہوگئی اور اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور قیامت تک دنیا میں ہر چیخ کا تعلق اسی سے ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی بغاوت وسرکشی کا ذکر فرمایا اس نے عرض کیا میرے رب! یہ بات ہے تو پھر مجھے اس روز تک کے لئے مہلت دے جبکہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا یوم البعث تک تجھے مہلت ہے جس کا وقت ہمیں معلوم ہے، ابلیس نے اولاد آدم کو کھلا چیلنج دیتے ہوئے کہا میرے رب! جس طرح تو نے اس حقیر اور کم تر مخلوق کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر مجھے مجبور کر دیا کہ تیرا حکم نہ مانوں اسی طرح زمین کی زندگی اور اس کی لذتوں اور اس کے عارضی فوائد ومنافع کو انسان کے لئے خوشنما بنا دوں گا کہ وہ خلافت اور اس کی ذمہ داریوں کو اور آخرت کی باز پرس کو بھول جائیں گے سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو، جیسے فرمایا

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۲۶۵/۷

قَالَ فَبِمَآ اَغۡوَيۡتَنِيۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝١٦ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ۝١٧ (۱)

ترجمہ: ابلیس بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

...وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝١١٨ وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ... ؕ ۝١١٩ (۲)

ترجمہ: جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا میں انہیں بہکاؤں گا میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا، میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ، وَدِينَ آبَائِكَ، وَآبَاءِ أَبِيكَ؟ قَالَ:فَعَصَاهُ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَتَذَرُ أَرْضَكَ، وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ قَالَ:فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ قَالَ:ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ، وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقَسَّمُ الْمَالُ قَالَ:فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ

سبرۃ بن فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا شیطان ابن آدم کی تمام راہوں میں (گمراہ کرنے کے لیے) بیٹھتا ہے اور کہتا ہے تو اپنے آپ اور اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑتا ہے، آدمی اس کی باتوں میں نہیں آتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے، وہ اس کو ہجرت کے راستے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اپنے وطن کو کیوں چھوڑتا ہے؟ اور مہاجر کی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑا اپنے لم دوڑ میں، لیکن مسلمان اس کے بہکاوے میں نہیں آتا اور ہجرت کر گزرتا ہے، پھر جہاد کی روک کے لئے آتا ہے اس سے کہتا ہے کہ تو اپنی جان اور مال سے کیوں جہاد میں جاتا ہے؟ وہاں قتل کر دیا جائے گا پھر تیری بیوی دوسرے کے نکاح میں چلی جائے گی اور تیرا مال اوروں کے قبضے میں چلا جائے گا لیکن مسلمان اس کی نہیں مانتا اور جہاد میں قدم رکھ دیتا ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

---

(۱) الاعراف ۱۷،۱۶

(۲) النساء ۱۱۹،۱۱۸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کام کیے پس ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے اگر وہ مار اجائے تو ایسے لوگوں کا اللہ عزوجل پر حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل کرے اور اگر وہ جانور سے گر کر ہی مر جائے تو ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے اور اگر ڈوب کر مر جائے تو بھی ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل کرے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اسے ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا جو میری اور میرے رسولوں کی اتباع اور اعمال صالحہ اختیار کرے گا وہ راستہ سیدھا مجھ تک اور عزت والے گھر تک پہنچتا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ... ؕ ⑨ [2]

ترجمہ: اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں۔

بے شک جو میرے حقیقی اور مخلص بندے ہیں تو انہیں کسی بھی راستے پر الجھا، ان سے کوئی بھی دلفریب وعدہ کر ان پر تیرا کوئی داؤ پیچ نہیں چلے گا، جیسے فرمایا:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ⑥④ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ⑥⑤ [3]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے دلفریب جال میں پھانس، اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا اور توکل کے لئے تیرا رب کافی ہے۔

تیرا بس تو صرف ان گمراہ لوگوں ہی پر چلے گا جو اللہ رحمٰن کی اطاعت کے بجائے تیری سرپرستی قبول کرنے اور تیری پیروی کرنے پر راضی ہوں گے اور ہم تیرے سب پیروکاروں کو جہنم کا ایندھن بنائیں گے، جیسے فرمایا

قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۚ ⑧④ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑧⑤ [4]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

---

[1] مسند احمد ۱۵۹۵۸، سنن نسائی کتاب الجهاد باب مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ ۳۱۳۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۵۵۸، السنن الکبری للنسائی ۴۳۲۷، مصنف ابن ابی شیبة ۱۹۳۲۹

[2] النحل ۹

[3] بنی اسرائیل ۶۵، ۶۴

[4] ص ۸۵، ۸۴

لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ۴۴ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ

جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے، پرہیزگار جنتی لوگ باغوں اور

وَّ عُيُوۡنٍؕ ۴۵ اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ ۴۶ وَ نَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ

چشموں میں ہوں گے، (ان سے کہا جائے گا) سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ، ان کے دلوں میں جو کچھ

مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۴۷

رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے،

لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ ۴۸ نَبِّئۡ عِبَادِىۡۤ اَنِّىۡۤ

نہ تو وہاں انہیں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے، میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی

اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۴۹ وَ اَنَّ عَذَابِىۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ ۵۰ (الحجر ۴۴ تا ۵۰)

بخشنے والا اور بڑا مہربان ہوں اور ساتھ ہی میرے عذاب بھی نہایت دردناک ہیں۔

یہ جہنم جس کی وعید پیروان ابلیس کے لئے کی گئی ہے اس کے سات دروازے ہیں، ابلیس کے پیروکاروں مشرکوں، دہریوں، زندیقوں، زانیوں، سود خوروں، چوروں اور ڈاکوؤں کے لئے ایک ایک دروازہ مخصوص کر دیا گیا ہے جس کے راستے وہ اس میں داخل ہوں گے،

قَالَ عِكْرِمة: سَبْعَةُ أَبْوَابٍ سَبْعَةُ أَطْبَاقٍ

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سات دروازوں سے مراد اوپر نیچے سات طبق اور درجے ہیں،

جیسے فرمایا:

فَكُبۡكِبُوۡا فِيۡهَا هُمۡ وَالۡغَاوٗنَۙ ۹۴ وَجُنُوۡدُ اِبۡلِيۡسَ اَجۡمَعُوۡنَؕ ۹۵ [1]

ترجمہ: پھر وہ معبود اور یہ بھکے ہوئے لوگ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب اس میں اوپر تلے دھکیل دیے جائیں گے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ: {لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍ} [2] قَالَ: أَوَّلُهَا جَهَنَّمُ، ثُمَّ لَظَى، ثُمَّ الْحُطَمَةُ، ثُمَّ السَّعِيرُ، ثُمَّ سَقَرُ، ثُمَّ الْجَحِيمُ، ثُمَّ الْهَاوِيَةُ وَالْجَحِيمُ فِيهَا أَبُو جَهْلٍ

ابن جریج اللہ تعالیٰ کے فرمان ''جس کے سات دروازے ہیں۔'' کے بارے میں کہتے ہیں پہلا طبق یا درجہ جہنم ہے، پھر الظی، پھر حطمہ، پھر سعیر، پھر سقر، پھر جحیم، پھر ہاویہ اور یہ وہ جہنم ہے جس میں فرعون امت ابو جہل ہے۔ [3]

[1] الشعراء ۹۴،۹۵

[2] الحجر: ۴۴

[3] تفسیر طبری ۱۷/۱۰۷، فتح القدیر ۳/۱۵۹

فَأَعْلَاهَا لِلْمُوَحِّدِينَ، وَالثَّانِيَةُ لِلْيَهُودِ، وَالثَّالِثَةُ لِلنَّصَارَى، وَالرَّابِعَةُ لِلصَّابِئِينَ، وَالْخَامِسَةُ لِلْمَجُوسِ، وَالسَّادِسَةُ لِلْمُشْرِكِينَ، وَالسَّابِعَةُ لِلْمُنَافِقِينَ، فَجَهَنَّمُ أَعْلَى الطِّبَاقِ، ثُمَّ مَا بَعْدَهَا تَحْتَهَا، ثُمَّ كَذَلِكَ، كَذَا قِيلَ

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں سب سے اوپر والا درجہ موحدین کے لئے ہوگا، دوسرے میں یہودی، تیسرے میں عیسائی، چوتھے میں صابی، پانچویں میں مجوسی، چھٹے میں مشرکین اور ساتویں میں منافقین ہوں گے، سب سے اوپر والے درجے کا نام ہے اس کے بعد اسی ترتیب سے نام ہیں۔ [1]

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے بعض کو ٹخنوں تک آگ پکڑ لے گی، اور بعض کو گھٹنوں تک، اور بعض کو ازار باندھنے کی جگہ تک اور کچھ لوگ ہنسلی کی ہڈی تک اس کی لپیٹ میں ہوں گے (غرض گناہوں کی مقدار کے حساب سے ہوگی)۔ [2]

بخلاف اس کے متقی و پرہیز گار لوگ جنہوں نے اللہ سے ڈرتے ہوئے عبدیت کی زندگی گزاری ہوگی، کلمہ حق بلند کرنے کی پاداش میں تکالیف اٹھائی ہوں گی، ملامت گروں کی ملامت پر صبر کیا ہوگا وہ جنت کے سرسبز، گھنے سایوں اور لازوال انواع واقسام کے پھلوں والے باغوں اور طرح طرح کے چشموں سے مستفیذ ہوں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ موت، نیند، تھکن، وہاں حاصل نعمتوں میں سے کسی نعمت کے منقطع ہونے، یا ان میں کمی واقع ہونے سے، بیماری، حزن وغم اور دیگر تمام قسم کی آفات سے بے خوف ہو کر اور سلامتی کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ، دنیا میں ان کے دلوں میں جو تھوڑا بہت حسد، بغض اور عداوت ہوگی اسے ہم نکال دیں گے اور ان کے دل آئینے کی طرح صاف شفاف ہو جائیں گے،

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَخْلُصُ المُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ، فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا اور پھر جو ناچاقیاں اور ظلم آپس میں تھے ان کا ادلہ بدلہ ہو جائے گا اور پاک دل صاف سینہ ہو کر جنت میں جائیں گے، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔ [3]

[1] فتح القدیر ۳/۱۵۹

[2] مسند احمد ۲۰۱۰۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۸۸۹، مستدرک حاکم ۸۷۴۰، شعب الایمان ۳۱۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۴۱۷۴، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا باب جہنم اعاذنا اللہ منھا ۷/۱۶۹

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القِصَاصِ يَوْمَ القِيَامَةِ ۶۵۳۵

وہ ان باغوں میں بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے سامنے سجے تختوں پر تکیے لگا کر، موتی اور مختلف قسم کے جواہرات جڑے بچھونوں پر بیٹھیں گے، تا کہ کسی کی طرف پیٹھ نہ رہے، جنت میں انہیں کسی قسم کی مشقت سے پالا نہیں پڑے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں داخل کیے جائیں گے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعِيشُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا , وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت تم کو نہ آئے گی اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا تم پر نہ آئے گا اور اب تم ہمیشہ مقیم رہو گے کبھی کوچ کرنے کی تمہیں ضرورت نہ ہو گی۔ (۱)

جیسے فرمایا:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ (۲)

ترجمہ: جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ، أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيهِ، وَلاَ نَصَبَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی! جبریل علیہ السلام اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی خوشخبری دے دیجئے گا، جہاں نہ شور و ہنگامہ ہو گا اور نہ تکلیف و تھکن ہو گی۔ (۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دیدو کہ جو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ہمارے حضور جھک جاتا ہے ان کے لئے میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے، جیسے فرمایا:

---

(۱) المعجم الصغیر للطبرانی ۲۱۳، معجم ابن عساکر ۵

(۲) الکہف ۱۰۸

(۳) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۸۲۰، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ۶۲۷۳، مسند احمد ۷۱۵۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰، مستدرک حاکم ۴۸۵۱، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۲۸۷، شرح السنة للبغوی ۳۹۵۳

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ [۱]

ترجمہ: پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔

وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

یں ابراہیم کے مہمانوں کا (بھی) حال سنادو کہ جب انہوں نے ان کے پاس آکر سلام کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو تو ڈر لگتا ہے،

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

انہا نہوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم تجھے ایک صاحب علم فرزند کی بشارت دیتے ہیں، کہا، کیا اس بڑھاپے کے آجانے کے بعد تم

فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

مجھے خوشخبری دیتے ہو! یہ خوشخبری تم کیسے دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کو بالکل سچی خوشخبری سناتے ہیں آپ مایوس

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

لوگوں میں شامل نہ ہوں، کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں،

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

پوچھا کہ اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو) تمہارا ایسا کیا اہم کام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ

مگر خاندان لوط کہ ہم ان سب کو ضرور بچالیں گے، سوائے اس (لوط) کی بیوی کے کہ ہم نے اسے رکنے

اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (الحجر ۵۱ تا ۶۰)

اور باقی رہ جانے والوں میں مقرر کر دیا ہے۔

انسانوں کی شکل میں فرشتے:

کفار و مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ سے بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ اگر تم اپنی رسالت میں سچے ہو تو اپنی صداقت میں فرشتوں کو ہمارے روبرو لے آؤ، شروع سورۃ میں اس کا مختصر جواب یہ دیا گیا تھا:

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ... ﴿۸﴾ [۲]

ترجمہ: فرشتوں کو ہم حق (عذاب) کے ساتھ ہی بھیجتے ہیں۔

[۱] الفجر ۲۶،۲۵

[۲] الحجر ۸

اب یہاں اس کا مفصل جواب دیا گیا کہ اے نبی ﷺ! انہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سناؤ جب وہ اس کے ہاں آئے اور کہا سلام ہو تم پر، مگر اپنا تعارف نہیں کرایا ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام غیب داں نہیں تھے کہ جان جاتے کہ یہ مہمان انسانی شکلوں میں مکرم فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے، چونکہ ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے اس لئے مہمانوں کو عزت و تکریم سے بٹھایا اور جلدی سے ان کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے مگر جب انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو ابراہیم علیہ السلام ان سے مشتبہ ہو گئے اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگے، فرشتوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا ہم سے ڈرو نہیں ہم تو تمہیں ایک بڑے علم و فہم والے لڑکے اسحاق اور اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت دینے آئے ہیں، جیسے فرمایا:

...فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ (۱)

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی ایک نبی صالحین میں سے۔

ابراہیم علیہ السلام نے حیرت سے کہا کیا تم اس شدید بڑھاپے میں مجھے اولاد کی بشارت دیتے ہو ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کیسی عظیم بشارت تم مجھے دے رہے ہو؟ فرشتوں نے جواب دیا اے ابراہیم علیہ السلام! تم اللہ کی بے کراں رحمت سے مایوس نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے، اس کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں تو صرف اپنے بڑھاپے اور بوڑھی بیوی کے بانجھ ہونے کی وجہ سے اولاد کے ہونے پر تعجب اور حیرت کا اظہار کر رہا ہوں مگر میں اپنے رب کی بے کراں رحمت سے ناامید نہیں ہوں اللہ کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور میرا رب تو اس سے بھی بڑی باتوں پر قدرت کاملہ رکھتا ہے، جب ابراہیم علیہ السلام کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور اولاد کی بشارت سے دل خوش ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اندازہ لگالیا کہ یہ فرشتے صرف اولاد کی خوشخبری دینے ہی نہیں آئے ہیں بلکہ ان کی آمد کا اصل مقصد کوئی اور ہے، چنانچہ انہوں نے پوچھا اے فرستادگان! آپ حضرات کو کیا مہم درپیش ہے؟ فرشتوں نے قوم لوط کا نام لینے کے بجائے جواب دیا ہمیں ایک مجرم قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تاکہ ان پر نشان زدہ پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسادیں، جیسے فرمایا:

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ (۳)

ترجمہ: ابراہیم نے پوچھا اے فرستادگانِ الٰہی! کیا مہم آپ کو درپیش ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسادیں جو آپ کے رب کے ہاں حد سے گزر جانے والوں کے لئے نشان زدہ ہیں۔

(۱) ہود ۷۱

(۲) الصافات ۱۱۲

(۳) الذاریات ۳۱ تا ۳۴

البتہ لوط علیہ السلام کے گھر والے اس عذاب سے مستثنیٰ ہیں اور اللہ کے حکم سے ہم ان سب کو بچالیں گے، مگر اس کی بیوی کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہے گی، جیسے فرمایا

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ (۱)

ترجمہ: آخر کار ہم نے بچالیا اس کو اور اس کے گھر والوں کو بجز اس کی بیوی کے جس کا پیچھے رہ جانا ہم نے طے کر دیا تھا۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل وعیال کو بچالیا بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

جب بھیجے ہوئے فرشتے آل لوط کے پاس پہنچے تو انہوں (لوط (علیہ السلام)) نے کہا تم لوگ تو کچھ انجان سے معلوم ہو رہے ہو،

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک شبہ کر رہے تھے، ہم تیرے پاس (صریح) حق

وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ

لائے ہیں اور ہیں بھی بالکل سچے، اب تو اپنے خاندان سمیت اس رات کے کسی حصہ میں چل دے اور آپ ان کے پیچھے

وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ قَضَيْنَآ

رہنا اور (خبردار) تم میں سے (پیچھے) مڑ کر بھی نہ دیکھے اور جہاں کا تمہیں حکم کیا جا رہا ہے وہاں چلے جانا، اور ہم نے اس کی

اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ (الحجر ۶۱ تا ۶۶)

طرف اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی۔

حسین لڑکے:

پھر جب یہ فرستادے (جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام) حسین نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے تو لوط علیہ السلام مہمانوں کی آمد سے دل میں گھبرائے اور کہا آپ لوگ یہاں اجنبی معلوم ہوتے ہیں، آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے، انہوں نے راز کھولتے ہوئے جواب دیا نہیں بلکہ ہم وہی عذاب لے کر آئے ہیں جس کے آنے میں یہ لوگ شک وشبہ کر رہے تھے، اور تاکید کے طور پر کہا ہم حق بات

(۱) النمل ۵۷

(۲) الشعراء ۱۷۱،۱۷۰

اور قطعی حکم لے کر آئے ہیں اور فرشتے حقانیت کے ساتھ ہی نازل ہوا کرتے ہیں اور ہم ہیں بھی سچے، پھر لوط علیہ السلام کو ہدایت کی کہ اب اس فسق وفجور میں ڈوبی قوم کی تباہی کا وقت بالکل قریب آپہنچا ہے لہذا اب تم رات کے پچھلے پہر اپنے گھر والوں کو لے کر اس بستی سے باہر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو تا کہ کوئی کمزور اہل ایمان پیچھے نہ رہے اور جب عذاب کا شور وغل سنائی دے تو تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے، بس سیدھے اس طرف ہجرت کر جاؤ جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اور اسے ہم نے اپنا یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے اس معذب قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی، جیسے فرمایا

...نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ [1]

ترجمہ: ان کو ہم نے اپنے فضل سے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾ [2]

ترجمہ: پھر ہم نے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا (اور وہ گھر لوط علیہ السلام کا تھا)

وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾

اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے، (لوط (علیہ السلام) نے) کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم مجھے رسوا نہ کرو،

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو، وہ بولے کیا ہم نے تجھے دنیا بھر (کی ٹھیکیداری) سے منع نہیں کر رکھا؟

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

(لوط (علیہ السلام) نے) کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری بچیاں موجود ہیں، تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں

يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

سرگرداں تھے، پس سورج نکلتے نکلتے انھیں ایک بڑے زور کی آواز نے پکڑ لیا، بالآخر ہم نے اس شہر کو اوپر تلے کر دیا

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾

اور ان لوگوں پر کنکر والے پتھر برسائے، بلاشبہ بصیرت والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، یہ بستی راہ پر ہے جو برابر

وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ (الحجر ۶۷ تا ۷۷)

چلتی رہتی (عام گزر گاہ) ہے، اور اس میں ایمان داروں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

---

[1] القمر ۳۴

[2] الذاریات ۳۵،۳۶

قوم لوط کی خرمستیاں:

قوم لوط کا کردار یہ تھا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے خواہش نفس پوری کرتے، مسافروں کی راہ مارتے اور اپنی مجلسوں میں کھلم کھلا بدکاری کرتے تھے، جیسے فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۖ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ... ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا ہے کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو۔

چنانچہ اسی اثنا میں شہر کے لوگوں کو پتہ چل گیا کہ لوط علیہ السلام کے گھر پر چند حسین نوجوان آئے ہوئے ہیں، تو ان کی باچھیں کھل گئیں اور اوباشوں کا ایک ہجوم خوشی کے مارے بیتاب ہو کر لوط علیہ السلام کے گھر چڑھ آیا اور علانیہ مطالبہ کیا کہ ان نوجوانوں کو بے حیائی کے ارتکاب کے لئے ان کے سپرد کر دیا جائے، اس وقت تک لوط علیہ السلام کو معلوم نہیں تھا کہ یہ نوجوان دراصل فرشتے ہیں اس لئے اپنے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لئے لوگوں کو سمجھایا، بھائیو! میں اپنے گھر آئے ہوئے مہمانوں کو تمہارے سپرد کیسے کر سکتا ہوں، اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل و رسوا نہ کرو اور یہاں سے چلے جاؤ، مگر وہ ڈھٹائی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولے اے لوط! پھر تم نے ان نوجوانوں کو اپنا مہمان کیوں بنایا؟ کیا ہم بارہا تمہیں جتلا نہیں چکے ہیں کہ دنیا بھر کے ٹھیکے دار نہ بنو؟ اب ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ اور ان نوجوانوں کو ہمارے حوالے کر دو، لوط علیہ السلام نے عاجز ہو کر کہا بھائیو! اگر تمہیں اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنی ہے تو بے حیائی کا کام کرنے کے بجائے میری قوم کی عورتوں سے نکاح کر کے پاکیزہ زندگی گزارو اور اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دو، مگر وہ لوط علیہ السلام کی ساری فریاد و فغاں سے بے پرواہ ہو کر کہنے لگے اے لوط! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمیں عورتوں سے کوئی رغبت نہیں، ہم دوڑتے ہوئے تیرے گھر پر کیوں آئے ہیں تم اس سے لاعلم نہیں اس لئے ان نوجوانوں کو ہمارے حوالے کر دو، اے نبی تیری جان کی قسم!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَمَا ذَرَأَ وَمَا بَرَأَ نَفْسًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا سَمِعْتُ اللّٰهَ أَقْسَمَ بِحَيَاةِ أَحَدٍ غَيْرِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے نفس کو پیدا نہیں فرمایا اور وجود نہیں بخشا جو اس کی نگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم ہو اور آپ کے سوا کوئی نہیں جس کی زندگی کی اس نے قسم کھائی ہو۔ [2]

اس وقت ان پر ضلالت و گمراہی کا ایک نشہ سا چڑھا ہوا تھا جس میں وہ آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے، آخر کار پو پھٹتے ہی زلزلے کی ہولناک آواز نے انہیں آدبوچا، یہ عظیم زلزلہ زمین کے ۱۹۰ میٹر کے فاصلے تک پھٹنے سے پیش آیا جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا، اس دھماکہ کے ساتھ، بجلی، قدرتی گیس، آتش زدگی، اور پکے ہوئے کنکر پتھر بھی اس تباہی میں شامل تھے جس نے پوری

[1] العنکبوت۲۹،۲۸

[2] تفسیرطبری۱۸،۱۱؍۱۷،تفسیرابن ابی حاتم۲۲۶۹، ۲۲۷۰؍۷

ہی بستی کو الٹ پلٹ کر زیر وزبر کر دیا، اس دوران خوابیدہ آتش فشاں سے بے شمار مواد بہہ نکلا، خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بحیرہ روم سے ۴۰۰ میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر ابھر آیا اور ایک جھیل بن گئی جس کی گہرائی ۴۰۰ میٹر ہے، اسے بحر میت، مردار یا بحر لوط کہتے ہیں، پھر ان پر نامزد کئے ہوئے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ (۱)

ترجمہ: تا کہ اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسادیں، جو آپ کے رب کے ہاں حد سے گزر جانے والوں کے لیے نشان زدہ ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ... ﴿۸۳﴾ (۲)

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا۔

اور پوری قوم کو لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت ہلاک کر کے رہتی دنیا تک نشان عبرت بنادیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رب کی طرف سے تنبیہ نہ ماننے والوں اور اللہ کے بنیادی قانون عدل وانصاف کو توڑنے کا انجام کیا ہوتا ہے، ان بستیوں سَدُومُ ، صَعْبَۃُ ، صُعْوَۃُ، عِثْرَۃُ اور دُوما کے تباہ شدہ آثار جو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کے بندو! ابلیس کے دھوکے، دلفریب جھوٹے وعدوں میں رہ کر اس فانی دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مت گم ہو جاؤ ورنہ تمہارا حشر ہم سے مختلف نہیں ہوگا، اور وہ علاقہ جہاں یہ عبرت ناک واقعہ پیش آیا تھا گزر گاہ عام پر واقع ہے، یعنی حجاز سے شام اور عراق سے مصر جاتے ہوئے یہ تباہ شدہ علاقہ راستہ میں پڑتا ہے، اور عموماً قافلوں کے لوگ تباہی کے ان آثار کو دیکھتے ہیں جو اس پورے علاقے میں آج تک نمایاں ہیں، جیسے فرمایا

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ (۳)

ترجمہ: آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی؟۔

اس واقعہ میں گہری نظر سے جائزہ لینے اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

ایکہ بستی کے رہنے والے بھی بڑے ظالم تھے جن سے (آخر) ہم نے انتقام لے ہی لیا، یہ دونوں شہر کھلے (عام) راستے پر ہیں،

وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾

اور حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے اپنی نشانیاں بھی عطا فرمائیں (لیکن) تاہم وہ ان سے روگردانی ہی کرتے رہے،

(۱) الذاریات ۳۴،۳۳

(۲) ہود ۸۳،۸۲

(۳) الصافات ۱۳۸،۱۳۷

وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝۸۲ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝۸۳

یہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے بے خوف ہو کر، آخر انہیں بھی صبح ہوتے ہوتے چنگھاڑ نے آدبوچا،

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۴ (الحجر ۸۷ تا ۸۴)

پس ان کی کسی تدبیر وعمل نے انھیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

قوم لوط اور قوم صالح:

اور حجاز اور شام کے درمیان قوم لوط کی بستیوں کے قریب گھنے درختوں میں رہنے والی قوم شعیب علیہ السلام بھی اللہ کے ساتھ شرک کرتی تھی، رہزنی ان کا شیوہ تھا اور کم تولنا اور کم ناپنا ان کا وطیرہ تھا تو دیکھ لو اتمام حجت کے بعد ہم نے ان پر تیز آندھی بھیجی جس سے ان کی حرکتیں بند ہو گئیں، ایک بادل بھیج دیا اور وہ چھتری کی طرح ان پر چھا کر اس وقت تک آگ برساتا رہا جب تک ان کو بالکل تباہ نہ کر دیا اور ساتھ ہی ایک زمینی بھونچال کے ساتھ زور دار چنگھاڑ نے ان کو آ لیا جس کی ہولناکی سے ان کے دل کلیجے پھٹ گئے اور ان کی آوازیں بند ہو گئیں، جیسے فرمایا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۱ (۱)

ترجمہ: ایک دہلا دینے والی آفت نے ان کو آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

اور قوم لوط اور قوم شعیب کے اجڑے ہوئے علاقے کھلے راستے پر واقع ہیں، اور حجر میں قیام پذیر قوم صالح بھی رسولوں کی تکذیب کر چکی ہے، ہم نے ان کے پاس اپنی آیات بھیجیں اور ان کو اپنی عظمت کی کھلی کھلی نشانیاں دکھائیں، جیسے فرمایا

...وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹ (۲)

ترجمہ: ثمود کو ہم نے علانیہ اونٹنی لا کر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا، ہم نشانیاں اسی لئے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

مگر وہ تکبر اور سرکشی کی بنا پر ان نشانیوں کو نظر انداز ہی کرتے رہے، وہ بے خوف وخطر پہاڑوں کو خوبصورت طرز پر تراش کر مکان بناتے تھے جس کی اللہ نے انہیں خاص صلاحیت وقوت عطا فرمائی تھی اور وہ اپنی جگہ ہر آفت سے بالکل بے خوف اور مطمئن تھے، مگر انہوں نے اللہ کے عطا کردہ رزق اور ہدایت کے لئے پیغمبر مبعوث کرنے کا شکر کرنے کے بجائے تکذیب اور نافرمانی کی روش اختیار کی۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى... ۝۱۷ (۳)

ترجمہ: رہے ثمود، تو ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی مگر انہیں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنا رہنا پسند کیا۔

اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اگر تم واقعی ہی اللہ کے رسول ہو تو جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو تو وہ لے آؤ، جیسے فرمایا

(۱) الاعراف ۹۱

(۲) بنی اسرائیل ۵۹

(۳) حم السجدة ۱۷

...وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧٧﴾ [1]

ترجمہ:اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آوہ عذاب جس کی توہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے صالح علیہ السلام نے فرمایا تین دن مزید اپنے گھروں میں رہے لو پھر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا۔

...فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ [2]

ترجمہ: اس پر صالح نے ان کو خبر دار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہو گی۔

چنانچہ ان کے مطالبے کے چوتھے دن صبح ہوتے ہی ایک زبردست دھماکے نے ان کو آلیا اور جن سنگی مکانات جن میں وہ بے خوف وخطر مطمئن زندگی گزار رہے تھے میں باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے، جیسے فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے ان پر بس ایک ہی دھما کا چھوڑا اور وہ باڑے والی کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ [4]

ترجمہ:آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ [5]

ترجمہ:ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کیے گئے۔

اور ان کی کمائی یا تدبیر عمل ان کے کچھ کام نہ آئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے تو پھر اس کو لشکروں کی کثرت،انصار واعوان کی قوت اور مال ودولت کی بہتات واپس نہیں لوٹا سکتی۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے،اور قیامت ضرور ضرور آنے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

والی ہے،پس تو حسن وخوبی (اور اچھائی) سے درگزر کر لے،یقیناً تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے،یقیناً ہم

[1] الاعراف ۷۷

[2] ھود ۶۵

[3] القمر ۳۱

[4] الاعراف ۷۸

[5] الحاقۃ ۵

سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَ الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا

نے سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ وہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے، آپ ہر گز اپنی نظریں اس چیز کی

بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ

طرف نہ دوڑائیں جس سے ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو بہرہ مند کر رکھا ہے، نہ ان پر آپ افسوس کریں

وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَنَا النَّذِیۡرُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا

اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں، اور کہہ دیجئے کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں جیسے کہ ہم نے ان تقسیم کرنے

عَلَی الۡمُقۡتَسِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَوَ رَبِّكَ

والوں پر اتارا جنہوں نے اس کتاب الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، قسم ہے تیرے پالنے والے کی!

لَنَسۡـَٔلَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ (الحجر ۸۵ تا ۹۳)

ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کو تسکین وتسلی:

اے نبی ﷺ! اس وقت بظاہر باطل کا غلبہ ہے، دعوت حق کے مقابلے میں تمہیں جن مشکلات اور مصائب سے سابقہ پیش آرہا ہے اس سے گھبراؤ نہیں یہ ایک عارضی کیفیت ہے اس لئے کہ ہم نے زمین اور آسمان اور سب موجودات کے نظام کو عبث اور باطل پیدا نہیں کیا۔

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَهُمَا بَاطِلًا ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ کے دشمن سمجھتے ہیں بلکہ ہم نے انہیں حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے تا کہ بروں کو ان کی برائیوں کا اور نیکوں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیں، جیسے فرمایا:

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۙ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَ یَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ﴿۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا

(۱) المومنون ۱۱۵

(۲) ص ۲۷

(۳) النجم ۳۱

سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

اور یقیناً ایک وقت معین پر فیصلے کی گھڑی آنے والی ہے، پس اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تم ان جاہلوں کی بے ہودگیوں پر شریفانہ درگزر سے کام لو یعنی برائی کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اس کی تقصیر پر عفو و درگزر سے کام لو، یقیناً تمہارا رب ہی ان کا اور کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے، تم دعوت حق پہنچانے کے لئے جو تگ و دو کر رہے ہو اور جن ہتھکنڈوں سے یہ دعوت حق کا راستہ روکنے اور اسے دبانے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے، دعوت شروع ہوئے دس سال ہو چکے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سرمایہ خرچ ہو چکا تھا، نوجوان اہل ایمان کو ان کے بڑوں نے گھروں سے نکال دیا تھا، کفار کی طرف سے معاشی مقاطعہ کی بنا پر صنعت اور تجارت پیشہ لوگوں کا کاروبار ٹھپ ہو چکا تھا، غلاموں اور موالی کی تو کوئی معاشی حیثیت ہی نہ تھی اس طرح مسلمان انتہائی مظلومی اور تنگ دستی کی زندگی گزار رہے تھے اور وہ ہر جگہ تذلیل وتحقیر اور تضحیک کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور شکستہ دل ہوتے تھے، دوسری طرف کفار قریش دنیا کی نعمتوں سے مالامال تھے اور ان سے استفادہ حاصل کر رہے تھے، ان حالات میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تم شکستہ خاطر کیوں ہوتے ہو ہم نے تو تمہیں سات ایسی آیتیں یعنی سورہ فاتحہ سے نوازا ہے جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جانے کے لائق ہیں اور تمہیں قرآن عظیم عطا کیا ہے، اور اس عظیم الشان دولت کے مقابلے میں دنیا کی ساری نعمتیں ہیچ ہیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ المُعَلَّى، قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي، فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ، فَقَالَ:مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟ فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ:أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ}[۱] ثُمَّ قَالَ:أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي القُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ، فَقَالَ:الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العَالَمِينَ. هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي، وَالقُرْآنُ العَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ

ابوسعید معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے بلایا (لیکن میں (نماز کی وجہ سے) آپ کے پاس نہ آیا) نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں حاضر خدمت ہوا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا کہ اسی وقت کیوں نہ آئے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا ہے ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیوں نہ آج میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتلاؤں؟ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آپ کا وعدہ یاد دلایا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ سورۃ فاتحہ ہے، سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔[۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُمُّ القُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي وَالقُرْآنُ

[۱] الأنفال: ۲۴

[۲] صحیح بخاری تفسیر سورة الحجر بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ المَثَانِي وَالقُرْآنَ العَظِيمَ ۴۷۰۳

العَظِيمُ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) ہی سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے۔ [1]

اس لئے اس عارضی دنیا کے مال ومتاع اور ٹھاٹھ باٹھ کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھو جو ہم نے چند روز کے لئے ان کی آزمائش کے لئے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے اور جو دعوت حق اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ}قَالَ:نُهِيَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَمَنَّى مَالَ صَاحِبِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ کے بارے میں روایت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ اس مال کی تمنا کرنے لگ جائے جو اس کے ساتھی کے پاس ہے۔ [2]

ان لوگوں کے حال پر غم نہ کھائیں جو اپنی گمراہیوں اور اخلاقی خرابیوں کو اپنی خوبیاں سمجھتے ہیں، اس لئے ان سے کسی بھلائی کی امید اور کسی فائدہ کی توقع نہ رکھیں بلکہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر ایمان لانے والوں کے ساتھ نرمی، خوش خلقی، تواضع اور انکساری کا رویہ اپنائیں، جیسے فرمایا

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ [3]

ترجمہ: اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ [4]

ترجمہ: دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لئے شفیق اور رحیم ہے۔

اور دعوت حق کی تکذیب کرنے والوں سے کہہ دو کہ میں تو لوگوں کو عذاب الٰہی سے کھلم کھلا ڈرا دینے والا ہوں،

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ، إِنِّي رَأَيْتُ الجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ العُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَدْلَجُوا، فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الحَقِّ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور جس دعوت کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم! میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں دیکھا ہے، اور میں ننگ دھڑنگ (کھلم کھلا) تم کو ڈرانے والا ہوں، پس اپنے بچنے کا سامان کرلو تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے اس لئے نجات پا گئے، لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور بے فکری سے وہیں موجود رہے، پھر صبح سویرے

---

[1] صحیح بخاری تفسیرسورۃ الحجر بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ المَثَانِي وَالقُرْآنَ العَظِيمَ ۴۷۰۴

[2] تفسیر طبری ۱۷/۱۴۱

[3] الشعراء۲۱۵

[4] التوبۃ۱۲۸

ہی دشمن کے لشکر نے انہیں آلیا اور راور گھیر گھار کر قتل کر دیا، یہ تو مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں اور جو دعوت میں لایا ہوں اس کی پیروی کریں اور اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کریں اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلائیں۔ [1]

یہ اسی طرح کی تنبیہ ہے جیسی ہم نے اہل کتاب کی طرف بھیجی تھی جنہوں نے تورات وانجیل کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے اور اپنی خواہشات نفس کے مطابق اس میں تصرف کرتے ہیں، اس کے بعض حصے کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے، جیسے فرمایا:

... اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ... ﴿۸۵﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم کتاب اللہ کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے کفر کرتے ہو۔

اے محمد ﷺ! تیرے رب کی قسم! جن لوگوں نے ان کتابوں میں جرح وقدع کی، اس میں عیب چینی اور اس میں تحریف کر کے اس کو بدل ڈالا ہے روز قیامت ہم ان سب سے تنہا تنہا ان کے اعمالوں کے بارے میں ضرور پوچھیں گے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

پس آپ اس حکم کو جو آپ کو کیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے، آپ سے جو لوگ مسخراپن کرتے ہیں

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ

ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں، جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود مقرر کرتے ہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا، ہمیں خوب علم ہے

اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾

کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے، آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں

وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (الحجر ۹۴تا۹۹)

شامل ہو جائیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آ جائے۔

پس اے نبی ﷺ! جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے بے جھجک ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو، ہم ان کے شر سے تمہیں بچانے اور ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ... ﴿۶۷﴾ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بَابُ الاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ شَفَقَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ وَمُبَالَغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَضُرُّهُمْ ۵۹۵۴، شرح السنة للبغوی ۹۵

[2] البقرة ۸۵

[3] المائدة ۶۷

ترجمہ:اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:خَمْسَةَ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِمْ، وَكَانُوا ذَوِي أَسْنَانٍ وَشَرَفٍ فِي قَومِهِمْ، مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ: الْأَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدِ أَبُو زَمَعَةَ،وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنِي قَدْ دَعَا عَلَيْهِ لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُ مِنْ أَذَاهُ وَاسْتِهْزَائِهِ بِهِ فَقَالَ: اللَّهمّ أَعْمِ بَصَرَهُ وأثكله وَلَده ،

محمد بن اسحاق نے کہا ہے استہزا کرنے والوں کے سردار پانچ لوگ تھے اور وہ اپنی اپنی قوم کے سربراہ تھے، بنو اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے اسود بن مطلب ابوزمعہ تھا، جیسا کہ مجھے روایت پہنچی ہے اس کے ایذا اور استہزا کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا کرتے ہوئے فرمایا تھا اے اللہ! اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کے بیٹے کو گم کر دے،

وَمِنْ بَنِي زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ: الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوثَ بْنِ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ ابْن زهرَة،وَمِنْ بَنِي مَخْزُومِ بْنِ يَقَظَةَ بْنِ مُرَّةَ: الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ابْن مَخْزُوم،وَمِنْ بَنِي سَهْمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هُصَيْصِ بْنِ كَعْبٍ: الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ بْنِ هِشَامٍ،قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: الْعَاصُ بْنُ وَائِل بن هَاشم بْنِ سُعَيْدِ بن سهم،وَمِنْ بَنِي خُزَاعَةَ: الْحَارِثُ بْنُ الطُّلَاطِلَةِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ عَمْرِو بْنِ (لُؤَيّ بْنِ) مَلْكَانَ

بنو زہرہ میں سے اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھا، بنو مخزوم میں سے ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا، بنو سہم میں عمرو بن ہصیص بن کعب سے عاص بن وائل بن ہشام تھا، ابن ہشام کہتے ہیں عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم تھا، اور بنو خزاعہ سے حارث بن طلاطلہ بن عمرو بن حارث بن عبد عمرو بن (لوئی بن) ملکان تھا،

فَلَمَّا تَمَادَوْا فِي الشَّرِّ، وَأَكْثَرُوا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الِاسْتِهْزَاءَ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ۔إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

جب یہ لوگ سرکشی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہوں نے بہت زیادہ استہزا کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادیں " پس اے نبی! جس چیز کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو، تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں، جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی الٰہ قرار دیتے ہیں۔"[1]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ ، فَقَامَ وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ،فَمَرَّ بِهْ الْأَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ، فَرَمَى فِي وَجْهِهِ بِوَرَقَةٍ خَضْرَاءَ فَعَمِيَ، وَمَرَّ بِهْ الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوثَ فَأَشَارَ إِلَى بَطْنِهِ فَاسْتَسْقَى (بَطْنُهُ) فَمَاتَ مِنْهُ حَبَنًا

ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل آئے اور کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ بھی ان کے پاس کھڑے ہو گئے، جبریل علیہ السلام نے اسود بن عبد المطلب کے چہرے پر ایک سبز پتا مارا جس سے وہ اندھا ہو گیا، اسود بن عبد یغوث

[1] ابن ہشام ۱/۴۰۹

کاوہاں سے گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو اسے استسقا کی بیماری لگ گئی اور وہ اسی بیماری سے مر گیا

وَمَرَّ بِهِ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ فَأَشَارَ إِلَى أَثَرِ جُرْحٍ بِأَسْفَلِ كَعْبِ رِجْلِهِ، كَانَ أَصَابَهُ قَبْلَ ذَلِكَ بِسِنِينَ وَهُوَ يَجُرُّ سَبَلَهُ وَذَلِكَ أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ وَهُوَ يَرِيشُ نَبْلًا لَهُ فَتَعَلَّقَ سَهْمٌ مِنْ نَبْلِهِ بِإِزَارِهِ، فَخَدَشَ فِي رِجْلِهِ ذَلِكَ الْخَدْشَ، وَلَيْسَ بِشَيْءٍ،فَانْتَقَضَ بِهِ فَقَتَلَهُ، وَمَرَّ بِهِ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ فَأَشَارَ إِلَى أَخْمَصِ رِجْلِهِ وَخَرَجَ عَلَى حِمَارٍ لَهُ يُرِيدُ الطَّائِفَ فَرَبَضَ بِهِ عَلَى شُبَارِقَةٍ فَدَخَلَتْ فِي أَخْمَصِ رِجْلِهِ شَوْكَةٌ فَقَتَلَتْهُ،وَمَرَّ بِهِ الْحَارِثُ بْنُ الطُّلَاطِلَةِ فَأَشَارَ إِلَى رَأْسِهِ فَامْتَخَضَ قَيْحًا فَقَتَلَهُ

ولید بن مغیرہ گزرا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے ایک زخم کی طرف اشارہ کیا یہ زخم کئی سال سے اس کے پاؤں میں تھا اور ایک معمولی زخم تھا اس زخم کے پہنچنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ولید بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا تھا جو اپنے تیروں میں پر لگا رہا تھا اس کا ایک تیر اس کے لباس میں الجھ گیا اور اس کی ایڑی میں چبھ گیا اشارے سے وہ زخم پھوٹ پڑا یہاں تک کہ ولید کی روح کو اس نے جہنم میں پہنچا دیا، عاص بن وائل گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر طائف جانے لگا تو کانٹوں کے ایک ڈھیر پر گر گیا تو اس کے پاؤں کے تلوے میں ایک ایسا کانٹا چبھ گیا جس سے وہ جہنم روانہ ہوا، حارث بن طلاطلہ کا گزر ہوا تو اس کے سر کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کا تمام بھیجا گل کر پیپ بن گیا اور وہ جہنم رسید ہو گیا۔[1]

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: أَخَذَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ بِعُنُقِ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، فَحَنَا ظَهْرَهُ حَتَّى احْقَوْقَفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَالِي، خَالِي، فَقَالَ جِبْرِيلُ:يَا مُحَمَّدُ دَعْهُ

اور عکرمہ سے مروی ہے جبریل علیہ السلام نے اسود بن عبد یغوث کی کمر کو اتنا مروڑا کہ اس کے سینے کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو گئیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار اٹھے میرا ماموں، میرا ماموں، جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اسے چھوڑ دیجئے اپنے سے علیحدہ کر لیجئے آپ کو اس کی طرف سے بے فکر کر دیا گیا ہے۔[2]

جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی الٰہ قرار دیتے ہیں، اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارتے اور ان سے امیدیں وابستہ رکھتے ہیں، ان کی خوشنودی کے لئے چڑھاوے چڑھاتے اور نذریں پیش کرتے ہیں روز محشر جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو انہیں اپنے کرتوتوں کا انجام معلوم ہو جائے گا، ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ تمہاری تکذیب کرتے اور تمہیں ساحر، مجنون اور کاہن وغیرہ کے القاب دیتے ہیں جس سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید کرو، اس کی بارگاہ میں نماز پڑھو، اور زندگی کی آخری گھڑی تک جس کا آنا یقینی ہے (یعنی موت) اپنے رب کی بندگی کرتے رہو تا کہ اس کے ذریعہ آپ کو روحانی و قلبی تسکین و قوت حاصل ہو سکے، جیسے جہنمی اپنی تقصیر بیان کریں گے۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

[1] ابن ہشام ۴۱۰؍۱، تفسیر طبری ۱۵۴؍۱۷

[2] سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۸۹؍۱۱، أنساب الأشراف للبلاذری ۱۳۲؍۱

بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُ ﴿۴۷﴾ ①

ترجمہ: وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے اور روز جزاء کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز (موت) سے سابقہ پیش آ گیا۔

اور نماز جو اظہار بندگی میں ممتاز ترین عبادت ہے انسان پر اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ اس میں عقل باقی ہو،

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاَةِ، فَقَالَ:صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے بواسیر کی تکلیف تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لو۔ ②

یثرب میں اسلام کی ابتدا

ذی الحجہ گیارہ بعثت نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال حج پر آئے ہوئے قبائل کو دعوت اسلام پیش کرنے کے لئے ان کے پاس تشریف لے جاتے اور ایک ایک قبیلے کے پاس، ایک ایک شخص کے پاس، ایک ایک ڈیرے، خیمے میں جا جا کر پیغام رسالت ادا فرماتے، ان مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اس طرح خطاب فرماتے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ فَيَقُولُ:هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو موقف (وقوف عرفات کی جگہ) میں لوگوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اپنی قوم کے علاقے میں لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے اپنے رب کریم کا پیغام لوگوں تک پہنچانے سے روک رکھا ہے۔ ③

رَبِيعَةَ بْنَ عَبَّادٍ، يُحَدِّثُهُ أَبِي، قَالَ: إِنِّي لَغُلَامٌ شَابٌّ مَعَ أَبِي بِمِنًى، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقِفُ عَلَى مَنَازِلِ الْقَبَائِلِ مِنْ الْعَرَبِ، فَيَقُولُ: يَا بَنِي فُلَانٍ، إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ هَذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوا بِي، وَتُصَدِّقُوا بِي، وَتَمْنَعُونِي، حَتَّى أُبَيِّنَ عَنْ اللَّهِ مَا بَعَثَنِي بِهِ، أَنَّهُ أَتَى كِنْدَةَ فِي مَنَازِلِهِمْ، وَفِيهِمْ سَيِّدٌ لَهُمْ يُقَالُ لَهُ: مُلَيْحٌ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ، فَأَبَوْا

① المدثر ۴۳تا۴۷

② صحیح بخاری أَبْوَابُ تَقْصِيرِ الصَّلاَةِ بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ ۱۱۱۷

③ مسنداحمد۱۵۱۹۲،سنن ابوداودکِتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقُرْآنِ ۴۷۳۴،سنن ابن ماجه كتاب افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۲۰۱

عَلَيْهِ،

ربیعہ بن عباد کہتے ہیں میں نوجوان شخص تھا اور اپنے باپ کے ساتھ حج میں شریک تھا میں نے دیکھا کہ مقام منی میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور قبائل عرب کے پاس کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی فلاں میں تمہارے طرف اللہ کا رسول ہوں، اور تمہیں اس بات کا حکم کرتا ہوں کہ تم اللہ کے سوا کسی چیز کی پرستش نہ کرو اور بت پرستی چھوڑ دو اور مجھ پر ایمان لا کر میری تصدیق کرو اور اللہ کے احکام جاری کرنے میں میری مدد کرو، پھر آپ ﷺ قبیلہ کندہ کے پاس اس کے مقام پر آئے اور وہاں ان کا سردار بھی موجود تھا آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی مگر انہوں نے اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا،

أَنَّهُ أَتَى كَلْبًا فِي مَنَازِلِهِمْ، إِلَى بَطْنٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو عَبْدِ اللَّهِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ لَهُمْ: يَا بَنِي عَبْدِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحْسَنَ اسْمَ أَبِيكُمْ، فَلَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ مَا عَرَضَ عَلَيْهِمْ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بَنِي حَنِيفَةَ فِي مَنَازِلِهِمْ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ أَقْبَحَ عَلَيْهِ رَدًّا مِنْهُمْ

پھر آپ ﷺ بنی کلب کے پاس آئے جن کو بنی عبد اللہ بھی کہتے تھے اور ان سے فرمایا اے بنی عبد اللہ! تمہارے باپ کا نام اللہ تعالیٰ نے کیسا اچھا رکھا ہے تم میری رسالت کا اقرار کرو مگر انہوں نے بھی اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ بنی حنیفہ کے پاس آئے اور انہیں بھی دعوت اسلام پیش کی مگر ان بدبختوں نے آپ ﷺ سے ایسا برا برتاؤ کیا جو کسی قبیلہ نے بھی نہیں کیا تھا۔ [1]

اس دوران آپ کا چچا ابولہب جس کا اصل نام عبد العزیٰ تھا آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتا تھا

فَإِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَقَالَتِهِ، قَالَ الْآخَرُ: مِنْ خَلْفِهِ يَا بَنِي فُلَانٍ، إِنَّ هَذَا يُرِيدُ مِنْكُمْ أَنْ تَسْلُخُوا اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَحُلَفَاءَكُمْ مِنَ الْحَيِّ بَنِي مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ، فَلَا تَسْمَعُوا لَهُ، وَلَا تَتَّبِعُوهُ ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَنْ هَذَا؟قَالَ: عَمُّهُ أَبُو لَهَبٍ

جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات کر کے فارغ ہوتے تو وہ کہتا یہ شخص تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنے آبائی واجداد کا دین چھوڑ دو، لات وعزیٰ اور اپنے حلیفوں کو جو بنی مالک بن اقیش سے ہیں چھوڑ کر اس کی لائی ہوئی بدعت (نیا دین) اور گمراہی قبول کر لو، اس کی بات نہ سنو اور نہ اس کی اطاعت اختیار کرو، میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔ [2]

أَنَّهُ أَتَى بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: بَيْحَرَةُ ابْن فِرَاسٍ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: فِرَاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِنِ سَلَمَةَ (الْخَيْرِ) بْنِ قُشَيْرِ ابْن كَعْبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ-: وَاللَّهِ، لَوْ أَنِّي أَخَذْتُ هَذَا الْفَتَى مِنْ قُرَيْشٍ، لَأَكَلْتُ بِهِ الْعَرَبَ،ثُمَّ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ نَحْنُ بَايَعْنَاكَ عَلَى أَمْرِكَ، ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللَّهُ عَلَى مَنْ خَالَفَكَ، أَيَكُونُ لَنَا الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ؟

[1] ابن ہشام ۱/۴۲۲،الروض الانف ۴/۳۳،السیرہ النبوۃ لابن کثیر ۲/۱۵۷،السیرۃ الحلبیۃ ۲/۳

[2] مسند احمد ۱۶۰۲۵

رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ میں تشریف لائے اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش کیا، اس قبیلہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام بَيْحَرَةُ ابْنِ فِرَاسٍ تھا اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں اس قریشی نوجوان کو لے جاؤں تو اس کے ذریعے سے سارے عرب کا کھا جاؤں، اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اچھا آپ بتائیں اگر ہم آپ کے پیروکار بن جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مخالفین پر غالب کر دے تو کیا آپ کے بعد حکومت ہمیں ملے گی؟

قَالَ: الْأَمْرُ إِلَى اللَّهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ،قَالَ: فَقَالَ لَهُ: أَفَتُهْدَفُ نُحُورُنَا لِلْعَرَبِ دُونَكَ، فَإِذَا أَظْهَرَكَ اللَّهُ كَانَ الْأَمْرُ لِغَيْرِنَا! لَا حَاجَةَ لَنَا بِأَمْرِكَ،فَأَبَوْا عَلَيْهِ،فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ رَجَعَتْ بَنُو عَامِرٍ إِلَى شَيْخٍ لَهُمْ، قَدْ كَانَتْ أَدْرَكَتْهُ السِّنُّ، حَتَّى لَا يَقْدِرَ أَنْ يُوَافِيَ مَعَهُمْ الْمَوَاسِمَ، فَكَانُوا إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِ حَدَّثُوهُ بِمَا يَكُونُ فِي ذَلِكَ الْمَوْسِمِ

آپ ﷺ نے فرمایا حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے پسند فرمائے گا عطا کر دے گا، وہ کہنے لگا اس مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی حفاظت کی خاطر عربوں سے اپنے سینے چھلنی کرائیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو حکومت دوسروں کو مل جائے ہمیں ایسے دین کی ضرورت نہیں، اس طرح انہوں نے بھی دعوت اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب وہ حج سے واپس گئے اور اپنے ایک بزرگ سردار سے ملے جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور ان کے ساتھ حج کو نہیں جا سکتا تھا، یہ لوگ جب واپس جاتے تھے تو اس سردار کو وہ تمام باتیں بتاتے تھے جو حج کے دوران میں پیش آتی تھیں،

فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ ذَلِكَ الْعَامَ سَأَلَهُمْ عَمَّا كَانَ فِي مَوْسِمِهِمْ ، فَقَالُوا :جَاءَنَا فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَدْعُونَا إِلَى أَنْ نَمْنَعَهُ وَنَقُومَ مَعَهُ، وَنَخْرُجَ بِهِ إِلَى بِلَادِنَا، قَالَ: فَوَضَعَ الشَّيْخُ يَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا بَنِي عَامِرٍ، هَلْ لَهَا مِنْ تَلَافٍ؟ هَلْ لِذُنَابَاهَا مِنْ مَطْلَبٍ؟ وَالَّذِي نَفْسُ فُلَانٍ بِيَدِهِ، مَا تَقَوَّلَهَا إِسْمَاعِيلِيٌّ قَطُّ، وَإِنَّهَا لَحَقٌّ، فَأَيْنَ رَأْيُكُمْ كَانَ عَنْكُمْ؟

اس مرتبہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے حج کی کارگزاری پوچھی، وہ کہنے لگے ہمارے پاس ایک قریشی جوان آیا تھا اس کا تعلق بنو عبد المطلب سے تھا، وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نبی ہوں، اس نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اس کا ساتھ دیں، اس کی حفاظت کریں اور اسے اپنے علاقے میں لے آئیں لیکن ہم نے انکار کر دیا، بزرگ نے افسوس کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیے اور کہنے لگا او بنو عامر! کیا اب اس کی تلافی ممکن ہے؟ کیا یہ موقع دوبارہ ہاتھ آ سکتا ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی بھی اسماعیلی نے کبھی ایسی بات جھوٹ نہیں کہی، یہ دعویٰ یقیناً سچ ہے، تمہاری عقل کہاں گھاس چرنے چلی گئی تھی؟۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے قبائل محارب بن خصفہ، بنو فزارہ، غسان، بنو مرہ، بنو سلیم، بنو عبس، بنو نضر، بنو بکاء، بنو عذرہ، حضارمہ، بنو ربیعہ، بنو شیبان جن کے سردار مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ اور مثنیٰ ابن حارثہ تھا سب لوگوں نے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشے اور کہا ہم اپنی قوم سے مشورہ کریں گے، اس وقت تک آپ انتظار کریں، مثنیٰ بن حارثہ نے کہا

وَإِنَّا إِنَّمَا نَزَلْنَا عَلَى عَهْدٍ أَخَذَهُ عَلَيْنَا أَنْ لَا نُحْدِثَ حَدَثًا وَلَا نُؤْوِي مُحْدِثًا وَإِنِّي أَرَى أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ الَّذِي تَدْعُونَا إِلَيْهِ

[1] ابن ہشام ۱/۴۲۳

يَا قُرَشِيُّ مِمَّا يَكْرَهُ الْمُلُوكُ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ نُؤْوِيَكَ وَنَنْصُرَكَ مِمَّا يَلِي مِيَاهَ الْعَرَبِ فَعَلْنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآله وَسَلَّمَ: مَا أَسَأْتُمْ فِي الرَّدِّ إِذْ أَفْصَحْتُمْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّ دِينَ اللهِ لَنْ يَنْصُرَهُ إِلَّا مَنْ حَاطَهُ مِنْ جَمِيعِ جَوَانِبِهِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ لَمْ تَلْبَثُوا إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى يُورِثَكُمُ اللهُ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَيُفْرِشَكُمْ نِسَاءَهُمْ أَتُسَبِّحُونَ اللهَ وَتُقَدِّسُونَهُ؟

ہم نے کسریٰ سے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ نہ ہم خود بغاوت کریں گے نہ کسی باغی کو پناہ دیں گے میرا خیال ہے کہ جس بات کی آپ دعوت دے رہے ہیں بادشاہ عموماً ایسی باتوں کو پسند نہیں کیا کرتے پس اگر آپ پسند کریں کہ صرف عرب علاقے کی حد تک ہم آپ کی نصرت وحمایت کریں تو ہم تیار ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے برا جواب نہیں دیا کیونکہ تم نے سچی اور صاف بات کہہ دی ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار وہ شخص بن سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہو یعنی اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہ ہو ذرا بتاؤ اگر تھوڑے ہی عرصے میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی زمینوں، علاقوں اور مال و دولت کا وارث بنا دے اور ان کی عورتیں تمہاری لونڈیاں بنا دی جائیں تو کیا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرو گے؟

فَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ شَرِيكٍ: اللهُمَّ فَلَكَ ذَلِكَ، قَالَ فَتَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ: إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُنِيراً

نعمان بن شریک معاً بولے اللہ کی قسم! ہاں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لوگوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا تو انہوں نے سب سے زیادہ مثبت ردعمل ظاہر کیا،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، لَمَّا قَدِمَ أَبُو الْحَيْسَرِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ مَكَّةَ، وَمَعَهُ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فِيهِمْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ يَلْتَمِسُونَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ، سَمِعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُمْ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ:هَلْ لَكُمْ إِلَى خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ؟قَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟

ابن اسحاق کی روایت ہے بنو عبد الاشہل کا ایک وفد مکہ مکرمہ آیا ان کی قیادت ابو الحیسر انس بن رافع کر رہے تھے ،وفد میں ایاس بن معاذ بھی تھے ،وفد کا مقصد اپنی قوم بنو خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنا تھا، رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کا پتہ چلا تو ان کے پاس تشریف لائے ان سے ملاقات کی اور فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو اس سے بہتر ہے جس کی خاطر تم آئے ہو؟ وہ پوچھنے لگے وہ کیا ہے؟

قَالَ:أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ لَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأُنْزِلَ عَلَيَّ كِتَابٌ ثُمَّ ذَكَرَ الْإِسْلَامَ، وَتَلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ. فَقَالَ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ، وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا: أَيْ قَوْمِ، هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ، فَضَرَبَهُ أَبُو الْحَيْسَرِ وَانْتَهَرَهُ فَسَكَتَ،قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ أَنْ هَلَكَ. قَالَ مَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ حَضَرَهُ مِنْ قَوْمِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ: أَنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا يَسْمَعُونَهُ يُهَلِّلُ اللَّهَ تَعَالَى وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ حَتَّى مَاتَ، فَمَا كَانُوا يَشُكُّونَ أَنْ قَدْ مَاتَ مُسْلِمًا، لَقَدْ كَانَ اسْتَشْعَرَ الْإِسْلَامَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ، حِينَ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] السيرة النبوية وأخبار الخلفاء لابن حبان ۱/۱۰۱،ثبيت دلائل النبوة ۲/۵۰۴، دلائل النبوة للبيهقى ۲/۴۲۲،الروض الانف ۴/۳۷، عيون الآثر ۱/۱۷۹،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۲/۴۵۴

مَا سَمِعَ

آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ میں انہیں دعوت دوں کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتاب بھی نازل فرمائی ہے پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیں اور قرآن مجید کی تلاوت فرمائی، ایاس بن معاذ جو اس وقت بالکل نوجوان تھے کہنے لگے میری قوم کے لوگو! اللہ کی قسم! یہ پیغام اس معاہدے سے بہتر ہے جس کی خاطر تم آئے ہو، ابوالحیسر نے انہیں ڈانٹا تو وہ چپ ہو گئے، بعد میں جب آخری وقت آیا اور ان پر عالم نزع طاری ہوا تو لوگوں نے سنا کہ وہ لاالٰہ الااللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ کے بول رہے ہیں، کسی کو شک نہ رہا کہ وہ اسلام کی حالت میں فوت ہوئے ہیں، ایاس کے دل میں اسی مجلس میں اسلام سما گیا تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایمان افروز باتیں سنی تھیں۔ [1]

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَوْسِمِ الَّذِي لَقِيَهُ فِيهِ النَّفَرُ مِنْ الْأَنْصَارِ، فَعَرَضَ نَفْسَهُ عَلَى قَبَائِلِ الْعَرَبِ، كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فِي كُلِّ مَوْسِمٍ. فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ الْعَقَبَةِ لَقِيَ رَهْطًا مِنْ الْخَزْرَجِ أَرَادَ اللَّهُ بِهِمْ خَيْرًا، قَالُوا: لَمَّا لَقِيَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُمْ: مَنْ أَنْتُمْ؟قَالُوا: نَفَرٌ مِنْ الْخَزْرَجِ، قَالَ: أَمِنْ مَوَالِي يَهُودَ؟؟ قَالُوا: نَعَمْ

گیارہ بعثت نبوی میں رسول اللہ ﷺ حسب دستور موسم حج میں قبائل عرب پر دعوت اسلام پیش کر رہے تھے اسی اثنا میں مقام عقبہ (تنگ پہاڑی راستے کو عقبہ کہتے ہیں) کے پاس خزرج کے چند لوگوں سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم قبیلہ خزرج سے ہیں، فرمایا یہودیوں کے ہمسایہ؟ انہوں نے جواب دیا ہاں،

قَالَ: أَفَلَا تَجْلِسُونَ أُكَلِّمُكُمْ؟قَالُوا: بَلَى. فَجَلَسُوا مَعَهُ، قال :أنا رَسُولُ اللَّهِ، بعثني إلى العباد أدعوهم إلى أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا وأنزل عليّ الكتاب، ثم ذكر لهم الْإِسْلَامَ وَتَلَا عَلَيْهِمْ الْقُرْآنَ،ا أَنَّ يَهُودَ كَانُوا مَعَهُمْ فِي بِلَادِهِمْ، وَكَانُوا أَهْلَ كِتَابٍ وَعِلْمٍ، وَكَانُوا هُمْ أَهْلَ شِرْكٍ وَأَصْحَابَ أَوْثَانٍ، وَكَانُوا قَدْ غَزَوْهُمْ بِبِلَادِهِمْ،فَكَانُوا إذَا كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ قَالُوا لَهُمْ: إنَّ نَبِيًّا مَبْعُوثٌ الْآنَ، قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ، نَتَّبِعُهُ فَنَقْتُلُكُمْ مَعَهُ قَتْلَ عَادٍ وَإِرَمَ

آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کیا آپ لوگ میرے ساتھ بیٹھیں گے کہ کچھ باتیں کریں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ضرور اور وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں مجھے لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے تا کہ میں انہیں اللہ کی طرف دعوت دوں اور انہوں کہوں کہ صرف اللہ، اپنے مالک، خالق اور رازق کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، مجھ پر کتاب نازل کی گئی ہے پھر آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا، رسول اللہ ﷺ کی دلنشین باتیں اور قرآن مجید کی آیات سن کر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے، کلام اللہ سن کر ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہو، یہود ان کی سرزمین پر ان کے ساتھ رہتے تھے، اور یہود اہل کتاب اور اہل علم تھے مگر اقلیت میں تھے اور یہ لوگ مشرک اور بتوں کے بجاری تھے، اس قبیلہ خزرج کی ہمیشہ یہودیوں

[1] ابن ہشام ۴۲۸/۱، الروض الانف ۱۸۱/۴، عیون الاثر ۱۸۰/2

سے جنگ رہتی تھی کیونکہ بنوخزرج کو شہر میں غلبہ حاصل تھا اس لئے جب کبھی کسی قبیلے سے یہودیوں کا جھگڑا ہوتا تو وہ اس قبیلے کو دھمکی دیتے ہوئے کہتے تھے کہ اس وقت تم جو چاہو کر لو مگر عنقریب ایک نبی آخر الزماں مبعوث ہونے والا ہے، ہم اہل کتاب اس نبی پر ایمان لا کر اس کا اتباع کریں گے اور ہم اس نبی کے ساتھ ہو کر تم کو قوم عاد اور ارم کی طرح قتل کریں گے. فَلَمَّا كَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ النَّفَرَ، وَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ، قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: يَا قَوْمِ، تَعْلَمُوا وَاللَّهِ إِنَّهُ لَلنَّبِيُّ الَّذِي تَوَعَّدَكُمْ بِهِ يَهُودُ، فَلَا تَسْبِقُنَّكُمْ إِلَيْهِ،فَأَجَابُوهُ فِيمَا دَعَاهُمْ إِلَيْهِ، بِأَنْ صَدَّقُوهُ وَقَبِلُوا مِنْهُ مَا عَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَقَالُوا: إِنَّا قَدْ تَرَكْنَا قَوْمَنَا، وَلَا قَوْمَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَالشَّرِّ مَا بَيْنَهُمْ، فَعَسَى أَنْ يَجْمَعَهُمُ اللَّهُ بِكَ

جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا تو ایک دوسرے کو کہنے لگے واللہ! یہ تو وہی نبی ہیں جن کا تذکرہ یہود کرتے رہتے ہیں، اس لئے اس فضیلت اور سعادت میں یہود کے سبقت کرنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لو، چنانچہ اس مجلس میں ہی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر قبول اسلام کی بیعت کر کے انہوں نے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لیں اور انہوں نے عرض کیا ہم نے اسلام اختیار کر کے اپنی قوم کے دین کو ترک کر دیا ہے اور اور ہمارے درمیان جیسی دشمنی اور برائیاں کسی اور قوم میں نہیں ہو سکتی ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو بھی آپ کے طفیل ہدایت نصیب کر کے متفق کر دے گا۔

فَسَنَقْدَمُ عَلَيْهِمْ، فَنَدْعُوهُمْ إِلَى أَمْرِكَ، وَتَعْرِضُ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَجَبْنَاكَ إِلَيْهِ مِنْ هَذَا الدِّينِ فَإِنْ يَجْمَعْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَلَا رَجُلَ أَعَزُّ مِنْكَ،ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعِينَ إِلَى بِلَادِهِمْ، وَقَدْ آمَنُوا وَصَدَّقُوا

پھر بولے اے اللہ کے رسول ﷺ! حج کے بعد ہم مدینہ منورہ میں اپنے قبائل کی طرف جائیں گے اور انہیں بھی دعوت اسلام پیش کریں گے اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے ان بھی کہیں گے کہ وہ یہ دین قبول کر لیں، اگر انہوں نے اس دین کو قبول کر لیا تو پھر آپ سے زیادہ ذی عزت شخص کوئی نہ ہو گا، پھر یہ لوگ اسلام قبول اور اس کی صداقت کو تسلیم کر کے دوسرے سال حج پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا وعدہ کر کے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

یہودی اکثر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبریں دے کر لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے،

قَالَ سَلَمَةُ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مِنْ أَحْدَثِ مَنْ فِيهِ سِنًّا، عَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي، مُضْطَجِعٌ فِيهَا بِفِنَاءِ أَهْلِي فَذَكَرَ الْقِيَامَةَ وَالْبَعْثَ وَالْحِسَابَ وَالْمِيزَانَ وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ،قَالَ: فَقَالَ ذَلِكَ لِقَوْمٍ أَهْلِ شِرْكٍ أَصْحَابِ أَوْثَانٍ، لَا يَرَوْنَ أَنَّ بَعْثًا كَائِنٌ بَعْدَ الْمَوْتِ،فَقَالُوا لَهُ: وَيْحَكَ يَا فُلَانُ أَوَتَرَى هَذَا كَائِنًا، أَنَّ النَّاسَ يُبْعَثُونَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ إِلَى دَارٍ فِيهَا جَنَّةٌ وَنَارٌ يُجْزَوْنَ فِيهَا بِأَعْمَالِهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ

جس طرح سلمہ رضی اللہ عنہ بن سلامہ انصاری اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں ہمارے یعنی بنی عبد الاشہل کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا اور میں ان ایام میں اپنی قوم کے اندر سب سے زیادہ نو عمر تھا ایک چادر اوڑھے ہوئے اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، اس یہودی نے ہمارے سامنے قیامت، حساب و میزان اور جنت و جہنم کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگا کہ مشرک اور بت پرست جہنم میں پھینکے جائیں گے وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گے، میرے قبیلے کے لوگ اس

یہودی سے کہنے لگے تجھ کو خرابی ہو کیا واقعی تم اس پر یقین رکھتے ہو کہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور اپنے اچھے برے اعمال کا بدلہ پائیں گے؟ یہودی عالم نے کہا ہاں میرا یہی عقیدہ ہے،

فَقَالُوا لَهُ: وَيْحَكَ يَا فُلَانُ! فَمَا آيَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَبِيٌّ مَبْعُوثٌ مِنْ نَحْوِ هَذِهِ الْبِلَادِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى مَكَّةَ وَالْيَمَنِ، فَقَالُوا: وَمَتَى تَرَاهُ؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيَّ وَأَنَا مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا، فَقَالَ: إِنْ يَسْتَنْفِدْ هَذَا الْغُلَامُ عُمْرَهُ يُدْرِكْهُ.قَالَ سَلمَة :فو الله مَا ذَهَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ حَيٌّ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَآمَنَّا بِهِ، وَكَفَرَ بِهِ بَغْيًا وَحَسَدًا، قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: وَيْحَكَ يَا فُلَانُ أَلَسْتَ الَّذِي قُلْتَ لَنَا فِيهِ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَيْسَ بِهِ

لوگوں نے پوچھا تجھ کو خرابی ہو اس کی کیا نشانیاں ہیں؟ اس نے مکہ مکرمہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا ان شہروں کی طرف نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے، اس سے پوچھا گیا ان کا ظہور کب ہوگا؟ یہودی عالم نے میری طرف اشارہ کر کے کہا اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یہ اس نبی کو دیکھے گا، سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھ پر عالم محویت طاری ہو گیا اور اس واقعہ کو ابھی چند سال ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جونہی ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سنی فوراً ایمان لے آئے، وہ یہودی عالم ابھی زندہ تھا لیکن حسد اور بغض کی وجہ سے شرف اسلام سے محروم رہا، ہم نے اس سے کہا تم ہی تو ہمیں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبریں سنایا کرتے تھے اور اب تم ہی ان کو ماننے سے انکار کرتے ہو، وہ بولا یہ وہ نبی نہیں جن کا میں ذکر کیا کرتا تھا آخر وہ بدبخت حالت کفر ہی میں دنیا سے کوچ کر گیا۔[1]

قبیلہ خزرج میں سے یہ چھ شخص تھے، ان میں دو حضرات قبیلہ بنو نجار سے تھے اور رشتہ میں عبد المطلب کے ماموں تھے۔

أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ بْنِ عُدَسٍ		عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رِفَاعَةَ	
اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ	بنو نجار	عوف بن الحارث رضی اللہ عنہ معروف بابن عفراء	بنو نجار
رَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الْعَجْلَانِ		جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رِئَابٍ	
رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بن عجلان	بنو زریق	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رئاب	بنو عبیدہ
قُطْبَةُ بْنُ عَامِرِ بن حَدِيدَة		عُقْبَةُ بْنُ عَامِرِ بْنِ نَابِي	
قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن حدیدہ	بنو سلمہ	عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن نابی	بنو غنم

ذَكَرَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ فِي ما رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَوَّلَ اجْتِمَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهِمْ كَانُوا ثَمَانِيَةً، وَهُمْ: مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ، وَأَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وَرَافِعُ بْنُ مَالِكٍ، وَذَكْوَانُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ قَيْسٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَزِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ، وَأَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، وَعُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ

موسیٰ بن عقبہ نے جو روایت زہری اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ہے اس میں وہ کہتے ہیں کہ انصار میں جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے بیعت کی تھی ان کی تعداد آٹھ تھی، اور وہ یہ لوگ تھے معاذ بن عفراء اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، ذکوان یعنی ابن عبد قیس، عبد اللہ بن صامت، ابو عبد الرحمٰن یزید بن ثعلبہ، ابو ہیثم بن تیہان اور عویم

[1] ابن ہشام ۲۱۲/۱

بن ساعدہ رضی اللہ عنہ۔ ①

بعض روایات میں ہے کہ اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ جن کی کنیت ابوامامہ تھی اس سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے اس کی تقریب یوں ہوئی

خَرَجَا إِلَى مَكَّةَ يَتَنَافَرَانِ إِلَى عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَ لَهُمَا: قَدْ شَغَلَنَا هَذَا الْمُصَلِّي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ. يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ، قَالَ: وَكَانَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَأَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ يَتَكَلَّمَانِ بِالتَّوْحِيدِ بِيَثْرِبَ، فَقَالَ ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ لأَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ حِينَ سَمِعَ كَلامَ عُتْبَةَ: دُونَكَ هَذَا دِينُكَ. فَقَامَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَ عَلَيْهِمَا الإِسْلامَ فَأَسْلَمَا ثُمَّ رَجَعَا إِلَى الْمَدِينَةِ

ایک دفعہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس قومی مفاخرت کا مقابلہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے اور رئیس قریش عتبہ بن ربیعہ کے ہاں قیام کیا، اثنائے گفتگو میں عتبہ نے اپنے مہمانوں کو بتایا کہ بنوہاشم کے ایک نوجوان محمد بن عبد اللہ نے رسالت کا دعویٰ کیا ہے، وہ ہمارے بتوں کی مذمت کرتا ہے ،ہمارے آباؤاجداد کو گمراہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیں ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہیے، ذکوان رضی اللہ عنہ کئی بار اسعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سن چکے تھے کہ کاش مرنے سے پہلے انہیں دین حق نصیب ہوجائے، جب انہوں نے عتبہ بن ربیعہ سے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنے تو ذکوان بن عبد قیس نے سعد بن زرارہ سے کہا تمہیں جس دین کی تلاش تھی وہ یہی دین ہے، اسعد رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام پیش کی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ ②

قال :خرج أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ القَيْسِ إِلَى مَكَّةَ يَتَنَافَرَانِ إِلَى عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، فسمعا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فأتياه، فَعَرَضَ عَلَيْهِمَا الإِسْلامَ، وتلا عليهما القرآن، فَأَسْلَمَا ولم يقربا عتبة، و رَجَعَا إِلَى الْمَدِينَةِ، فكانا أول من قدم بالإسلام الْمَدِينَةِ

ایک روایت یوں ہے ایک دفعہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس قومی مفاخرت کا مقابلہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے اور رئیس قریش عتبہ بن ربیعہ کے ہاں قیام کیا، اثنائے گفتگو انہوں نے عتبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی دعوت کے بارے میں سنا، اسعد رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام پیش کی اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور پھر لوٹ کر عتبہ کی طرف نہیں گئے بلکہ مدینہ منورہ واپس آ گئے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کی حالت میں مدینہ منورہ میں قدم رکھا۔ ③

اس کے علاوہ ایک اور سبب بھی تھا جس نے مدینہ منورہ والوں کے لیے اسلام کا راستہ ہموار کیا وہ سبب جنگ بعاث تھا

وَيُقَالُ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ بِالْمُعْجَمَةِ أَيْضًا وَهُوَ مَكَانٌ وَيُقَالُ حِصْنٌ وَقِيلَ مَزْرَعَةٌ عِنْدَ بَنِي قُرَيْظَةَ عَلَى مِيلَيْنِ مِنَ

① البداية والنهاية۱۸۲،۳

② ابن سعد۱۶۹،۱

③ الإصابة في تمييز الصحابة۲۰۸،۱

الْمَدِينَةِ كَانَتْ بِهِ وَقْعَةٌ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ فَقُتِلَ فِيهَا كَثِيرٌ مِنْهُمْ-- وَذَلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِخَمْسِ سِنِينَ وَقِيلَ بِأَرْبَعٍ وَقِيلَ بِأَكْثَرَ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ --- فَوَقَعَتْ عَلَيْهِمُ الْحَرْبُ لِأَجْلِ ذَلِكَ فَقُتِلَ فِيهَا مِنْ أَكَابِرِهِمْ مَنْ كَانَ لايؤمن أَيْ يَتَكَبَّرُ وَيَأْنَفُ أَنْ يَدْخُلَ فِي الْإِسْلَامِ حَتَّى لَا يَكُونَ تَحْتَ حُكْمِ غَيْرِهِ وَقَدْ كَانَ بَقِيَ مِنْهُمْ مِنْ هَذَا النَّحْوِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُولٍ

بعاث ایک جگہ کا نام تھا بعض نے قلعے کا نام بتایا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر بنو قریظہ کے قریب ایک زرعی زمین تھی، یہاں اوس وخزرج کے درمیان زبردست جنگ ہوئی تھی جس میں فریقین کے کثیر افراد مارے گئے تھے، یہ ہجرت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے، بعض نے کم وبیش بھی بتایا ہے، اس جنگ میں تمام متکبر سردار مارے گئے جو کسی کے ماتحت نہیں رہ سکتے تھے اور ان سے قبول اسلام کی امید بھی نہیں کی جاسکتی تھی، اس قسم کے لوگوں میں سے ایک سردار عبد اللہ بن ابی بچ گیا تھا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ، يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا، فَقَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلاَمِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت سے جنگ بعاث کا وقوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا ذریعہ بن گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کی جمعیت منتشر تھی، ان کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں قتل ہو چکے تھے باقی لوگ زخموں سے چور تھے، اس طرح یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ان کے لیے مشرف بہ اسلام ہونے کا سبب بن گئی۔ (۲)

فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ إِلَى قَوْمِهِمْ ذَكَرُوا لَهُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى فَشَا فِيهِمْ فَلَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَفِيهَا ذِكْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فذكروا لقومهم شأن النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب یہ لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال واپس مدینہ منورہ میں پہنچے اور ان کو اس رسول کی خوشخبری سنائی جس کی آمد کی یہود دھمکیاں دے رہے تھے اور انہیں دعوت اسلام پیش کی، اور اپنی قوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیے، ان حضرات کی کوششوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ منورہ میں کوئی گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بے خبر نہ رہا۔ (۳)

---

(۱) فتح الباری ۷/۱۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ ۳۷۷۷

(۳) ابن ہشام ۱/۴۲۸،الروض الانف ۴/۴۴،عیون الآثر ۱/۱۸۱،السیرۃ الحلبیۃ ۲/۸،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۱۷۶،تاریخ ابن خلدون ۲/۳۴۸، السیرۃ النبویۃ والتاریخ الإسلامي ۱/۷۴

۱۱ بعثتِ نبوی

عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نکاح (شوال بارہ بعثت نبوی)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيتُكِ فِي المَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ خواب میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہیں اور کوئی انہیں گود میں اٹھا کر کہتا ہے کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں جب آپ کپڑا ہٹا کر دیکھتے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو جائے گا۔ (۱)

عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ:أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِي حَلاَلٌ

عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس اشارے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کا بھائی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کے رشتے سے تم میرے دینی بھائی ضرور ہو مگر حقیقی بھائی نہیں ہو اس لئے وہ میرے لئے حلال ہے (کہ میں ان سے نکاح کرلوں)۔ (۲)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کو پسند کرلیا

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ

اور ماہ شوال بارہ بعثت نبوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ (۳)

یعنی ماہ شوال میں عقد اور زفاف مستحب اور مبارک ہے جو اسے منحوس سمجھتے ہیں وہ جاہلیت کے عقیدہ پر قائم ہیں۔

ان کا حق المہر پانچ سو درہم مقرر کیا گیا۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، وَقُدُومِهَا المَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا۳۸۹۵، وکتاب النکاح بَابُ نِكَاحِ الأَبْكَارِ۵۰۷۸،وكِتَابُ التَّعْبِيرِ بَابُ كَشْفِ المَرْأَةِ فِي المَنَامِ ۷۰۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ تَزْوِيجِ الصِّغَارِ مِنَ الكِبَارِ۵۰۸۱

(۳) صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّزَوُّجِ وَالتَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ، وَاسْتِحْبَابِ الدُّخُولِ فِيهِ۳۴۸۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ۱۰۹۳،سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ۱۹۹۰،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّزَوُّجِ وَالتَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ، وَاسْتِحْبَابِ الدُّخُولِ فِيهِ۳۴۸۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ۱۰۹۳،سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ۱۹۹۰

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ:سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا، قَالَتْ:أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا،قَالَتْ:نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَزْوَاجِهِ

ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ازواج کو کتنا کتنا مہر دیا؟انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ازواج (میں سے ہر ایک) کو بارہ اوقیہ اور ایک نش دیا تھا تم جانتے ہو نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، انہوں نے فرمایا نصف اوقیہ ،یہ کل پانچ سو درہم بنتے ہیں اور یہ ہے وہ مہر جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ازواج مطہرات کو دیا تھا۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ،وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نکاح کیا تو اس وقت میری عمر چھ سال تھی (کیونکہ ابھی عمر کم تھی اس لئے رخصتی عمل میں نہیں آئی) اور جب میں نو سال کی ہوئی تو مجھ سے خلوت کی گئی۔ [2]

مضامین سورۂ بنی اسرائیل:

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارہ سال انتھک کوششوں کے نتیجے میں دعوت اسلام کی آواز عرب کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی تھی ، مکہ مکرمہ میں ایک مختصر جماعت کے علاوہ مدینہ کے دو بڑے طاقتور قبائل اوس وخزرج کے متعدد افراد بھی دعوت اسلام قبول کر چکے تھے اور ایک اسلامی مملکت کے لئے حالات سازگار ہو رہے تھے ،ان حالات میں رات کے وقت آپ کو مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور پھر وہاں سے آسمانوں پر لے جایا گیا ،اور آسمان پر ہی پانچ وقت نماز کا تحفہ دیا گیا ،اس سے بیشتر اہل مکہ بھی قحط کی وجہ سے ابتلاء کا شکار ہو چکے تھے ،بنی اسرائیل جو کبھی رب کے محبوب ہوا کرتے تھے ان کے عروج وزوال کی مثالوں کو بیان کر کے تنبیہ کی گئی کہ اب بھی تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا تو بنی اسرائیل کی طرح تمہارا نام ونشان تک مٹا دیا جائے گا اور پھر کسی دوسری قوم کو دین اسلام کی تعلیمات کا امین بنا دیا جائے گا ،اللہ کی نازل کردہ کتاب پر تمہیں ابھی تک شک وشبہ ہے، تمہیں اپنی زبان دانی پر بڑا عبور اور بڑا فخر ہے تو قرآن جیسی کوئی سورت بنا کر دکھاؤ مگر ہم پیشگی بتا دیتے ہیں تم ایسا ہرگز ہرگز نہ کر سکو گے۔ اجتماعی زندگی کے اسلامی آداب واخلاق بیان فرمائے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے ،والدین کے ساتھ احسان کرتے رہو اگر یہ دونوں یا ان میں سے ایک کبر سنی میں ہوں تو ان کو مت جھڑکو بلکہ اف تک نہ کرو اور ان سے نرمی سے بات کرو، قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو ،اللہ کے عطا کردہ مال کو فضول خرچی میں نہ اڑاؤ اور میانہ روی اختیار کرو ،نہ بخل کرو نہ ہاتھ اتنا کشادہ رکھو کہ کل کو پچھتانا پڑے ،سائل سے معذرت کرنی ہو تو نرم لفظوں میں کرو ،اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ، زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بڑی بے حیائی کا کام ہے، کسی نفس کو حق کے بغیر قتل نہ کرو ، یتیم کے مال میں ناجائز تصرف نہ کرو ، وعدہ

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ الصَّدَاقِ، وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ، وَخَاتَمَ حَدِيدٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحِفُ بِهِ ۳۴۸۹

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ ۵۱۳۳

کر و تو اسے پورا کرو، ناپ تول میں کمی نہ کرو بلکہ پورا پورا ناپو اور تولو، جس چیز کے بارے میں تحقیق نہ ہو اس پر کج بحثی مت کرو، اللہ کی زمین پر اکڑ کر نہ چلو اور آخر میں دوبارہ فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ غیر اللہ کو اس کا شریک نہ بناؤ، اس سورہ میں توحید اور آخرت کے برحق ہونے کے دلائل دئے گئے اور ان کے نہ ماننے والوں کو جہنم کے دردناک عذاب سے ڈرایا گیا، ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو کفار کے ظلم وستم اور ان کی کج بحثوں اور ان کے طوفان کذب وافتراء کے باوجود اپنے موقف پر سختی سے جمے رہنے اور مشرکین کی ہٹ دھرمی اور انکار کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کو کہا گیا، دعوت دین پیش کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے اس میں مشکلات ہی مشکلات ہیں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ ایسے وقت میں نماز کے ذریعہ سے جو تزکیہ نفس اور اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ ہے اپنے کردار میں قوت وطاقت حاصل کرو۔

عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ بِبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَالزُّمَرِ

اس سورت کی فضیلت میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ (اس قدر کثرت سے نفلی) روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے کہ آپ کا ارادہ نہیں کہ روزوں کو چھوڑ دیں اور پھر آپ ﷺ (نفل) روزے رکھنا چھوڑ دیتے حتی کہ ہم یہ کہتے کہ اب آپ کا ارادہ نہیں کہ روزے رکھیں، اور آپ ﷺ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورہ زمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو معراج پر لیجانا

رسول اللہ ﷺ کو منصب پیغمبری پر فائز ہوئے ۱۲سال گزر چکے تھے، اور اب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۵۲سال کی ہو چکی تھی،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِي،ا ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں ایک رات آرام کر رہا تھا کہ گھر کی چھت پھٹی اور جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، انہوں نے میرا سینہ چیر پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا، اور اسے اٹھا کر میرے سینہ میں انڈیل دیا گیا اور پھر میرے سینے کو ملا دیا گیا۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ ،يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے سواری کے لئے براق لایا گیا وہ ایک طویل سفید رنگ کا جانور تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا (پھر رسول اللہ ﷺ کو اس پر سوار کیا گیا، اور جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۵

چلے) یہ جانور اتنا تیز رفتار تھا کہ جہاں تک نظر پڑتی تھی وہاں اس کے قدم پڑتے تھے۔ ⁽¹⁾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں نے (راستے میں) ایک سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ⁽²⁾

فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَفَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

پھر میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا اور اس جانور سے اتر کر اس کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی (جو اس زمانے میں منہدم تھا مگر اس کی جگہ موجود تھی اور قیصر جسٹینین نے وہاں ایک گرجا بنا رکھا تھا)۔ ⁽³⁾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي، وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، اور دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، پھر جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمد علیہ السلام! یہ دوزخ کے داروغہ مالک ہیں انہیں سلام کہیں، میں نے اس کی طرف دیکھا اور مالک نے سلام میں پہل کی۔ ⁽⁴⁾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ، وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌفَقِيلَ لِي، خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ،فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَشَرِبْتُهُ،فَقَالَ: هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَّا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کر کے باہر نکلا تو میرے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ میں شراب تھی اور ایک پیالہ میں دودھ تھا مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند کر لو، میں نے دودھ والے پیالے کو اٹھالیا اور پی

⁽¹⁾ صحیح مسلم کتان الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۱ ،مسند احمد ۱۲۵۰۵

⁽²⁾ صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۱۵۷

⁽³⁾ صحیح مسلم کتان الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۱ ،مسندابی یعلی ۳۳۷۵،شرح السنة للبغوی ۳۷۵۳

⁽⁴⁾ صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ، وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ۴۳۰

لیا،اس (فرشتے) نے کہا آپ کو فطرت کی راہ ملی یا تم فطرت کو پہنچ گئے ،اگر تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔ [١]

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور اوپر آسمان کی طرف چلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان دنیا پر:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ: قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا، جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریل علیہ السلام ،پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، اس پر جواب آیا کہ اچھی کشادہ جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں، پھر میں سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا آؤ پیارے بیٹے اور اچھے نبی۔ [٢]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ، يُحَدِّثُ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ: فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، قَالَ: فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، قَالَ: فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، وَالِابْنِ الصَّالِحِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى

انس بن مالک رضی اللہ عنہ،ابوزر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی (روحوں کی) جھنڈ تھی اور بائیں طرف بھی (روحوں کی) جھنڈ تھی، جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو دیتے، انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا مرحبا اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے، فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جو لوگوں کے جھنڈ ان کے دائیں اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے، داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم میں جائیں گے، اس لئے جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو (خوشی کے مارے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے مارے) رو دیتے ہیں۔ [٣]

---

[١] صحیح مسلم کتان الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ٤١١

[٢] صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ٣٢٠٧

[٣] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ٤١٥،صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بابٌ: كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ؟٣٤٩،مسنداحمد ٢١٢٨٨ ، صحیح ابن حبان ٧٤٠٦،مسندابی یعلی ٣٦١٦،شرح السنة للبغوی ٣٧٥٤

رسول اللہ ﷺ دوسرے آسمان پر:

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسَى، وَيَحْيَى فَقَالاَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ،

اس کے بعد دوسرے آسمان پر پہنچے تو یہاں بھی وہی سوال ہوا کون ہیں؟ کہا کہ جبریل، سوال ہوا آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد (ﷺ) ہیں، سوال ہوا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں، اب ادھر سے جواب آیا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں آنے والے کیا ہی مبارک ہیں، اس کے بعد میں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے ملا، ان حضرات نے بھی خوش آمدید کہا اور اپنے بھائی اور نبی کو مرحبا کہا۔ [1]

ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ:ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ ،فَقَالَ:مُوسَى آدَمُ، طُوَالٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَقَالَ:عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے معراج کے واقعہ میں فرمایا موسیٰ علیہ السلام لمبے قد کے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوات کے ایک آدمی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ درمیانہ قد اور گھنگریالے بالوں والے ہیں۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ:وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي حَمَّامًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری ملاقات عیسیٰ بن مریم سے ہوئی تو وہ درمیانہ قد سرخ رنگ والے تھے گویا کہ ابھی ابھی حمام سے نکلے ہوں (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے)۔ [3]

رسول اللہ ﷺ تیسرے آسمان پر:

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے، یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب ملا جبریل، سوال ہوا آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد (ﷺ) ہیں، سوال ہوا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں، اب آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے آنے والے، کیا ہی صالح ہیں، یہاں یوسف علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا اچھی کشادہ جگہ آئے ہو میرے بھائی اور نبی۔ [4]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا هُوَ قَدِ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ

(۱) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۷

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۸

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۲۴

(۴) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق باب ذکر الملائکۃ ۳۲۰۷

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے انہیں حسن و جمال کا آدھا حصہ عطا کیا تھا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے آسمان پر:

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ

یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر پہنچے یہاں بھی یہی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، سوال ہوا آپ کے ساتھ اور کون ہیں؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں

پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے کیا ہی اچھے آنے والے ہیں، یہاں میں ادریس علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا مرحبا بھائی اور نبی۔ (۲)

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا} (۳)

صحیح مسلم میں اتنا اضافہ ہے ”جن کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا تھا اور اسے ہم نے بلند مقام پر اٹھایا تھا۔“ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان پر:

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الخَامِسَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ

یہاں ہم پانچویں آسمان پر پہنچے یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے؟ کہا کہ ہاں، آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں، آنے والے کیا ہی اچھے ہیں، یہاں ہم ہارون علیہ السلام سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا مبارک میرے بھائی اور نبی، تم اچھی کشادہ جگہ آئے۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان پر:

فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى، فَقِيلَ: مَا أَبْكَاكَ: قَالَ: يَا رَبِّ هَذَا الغُلاَمُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ۳۲۰۷

(۳) مریم: ۵۷

(۴) صحیح مسلم کتاب الایمانبَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۱

(۵) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ۳۲۰۷

فرمایا یہاں سے ہم چھٹے آسمان پر پہنچے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کہا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے؟ آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں آنے والے کیا ہی اچھے ہیں، یہاں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا میرے بھائی اور نبی اچھی کشادہ جگہ آئے، جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے، کسی نے پوچھا، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے، میری امت کے جنت میں داخل ہونے والے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔ (۱)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ساتویں آسمان پر:

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَرُفِعَ لِي البَيْتُ المَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: هَذَا البَيْتُ المَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر پہنچے یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہیں، پوچھا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں آنے والے کیا ہی اچھے ہیں، یہاں میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا میرے بیٹے اور نبی، مبارک اچھی کشادہ جگہ آئے ہو، اس پھر مجھے بیت المعمور لے جایا گیا، میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے، اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔ (۲)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلاَمَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالحَمْدُ لِلَّهِ وَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا معراج کی رات کو میری ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو بتلایئے کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ ہے، پانی میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشت کرنے کی ضرورت ہے) اس کی کاشت کاری (یہ کلمات ہیں) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۶

(۲) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۷، صحیح مسلم کتاب الایمانبابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۶، مسنداحمد ۱۲۵۰۵

(۳) جامع ترمذی کتاب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ ۳۴۶۲

أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَنْ مَعَكَ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا مُحَمَّدٌ، فَقَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ، وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ قَالَ: وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنی امت کو تلقین کیجئے کہ وہ کثرت سے جنت کے پودے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی عمدہ اور زمین کشادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جنت کے پودوں سے کیا مراد ہے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا و لاحول و لاقوۃ الاباللہ۔[1]

بعض روایات میں ان پیغمبروں کے مقامات کچھ مختلف بھی بیان کیے گئے ہیں، سنن نسائی اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت چوتھے آسمان پر ہارون علیہ السلام اور پانچویں پر ادریس رضی اللہ عنہ کا مقام بتاتی ہے، تفسیر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت دوسرے آسمان پر یوسف اور تیسرے پر یحییٰ وعیسیٰ علیہ السلام کا مقام ظاہر کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لئے سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا جو کہ چھٹے آسمان میں واقع ہے، زمین سے جو چڑھتا ہے وہ یہیں آن کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی یہیں ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے۔[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے، اس بیری کے پتے اتنے بڑے تھے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گھڑا جس میں دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کسی مخلوق میں اتنی طاقت بیان نہیں کہ اس کے حسن و رعنائی کی منظر کشی کر سکے۔[3]

[1] مسند احمد ۲۳۵۵۲

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۴۳۱، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ فَرْضُ الصَّلَاةِ , وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ ۴۵۲

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱، مسند احمد ۱۲۵۰۵

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَا هَذِهِ الْأَنْهَارُ؟ قَالَ: أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا مجھے اس بیری کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہوئی دکھائی دیں، ان میں سے دو نہریں (دنیا والوں سے) پوشیدہ رکھی گئیں ہیں اور دو نہریں (دنیا والوں پر) ظاہر کر دی گئیں ہیں، میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا دو پوشیدہ نہریں (سَيْحَانُ، وَجَيْحَانُ) تو جنت میں گئی ہیں اور ظاہر نہریں دریائے نیل وفرات ہیں (نہروں کی یہ توجیہہ صرف سمجھانے کے لئے ہے ان کی حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے)۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ: هِيَ الفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا پھر مجھے بیت المعمور لے جایا گیا پھر میرے پاس تین گلاس لائے گئے، ایک گلاس میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا میں نے (اب کی بار بھی) دودھ کا گلاس اٹھالیا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی۔[2]

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبرائیل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔[3]

بعد میں وہ انسانی شکل میں وحی لاتے رہے، پھر یہاں سدرۃ المنتہیٰ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ ان کی اصل شکل میں سبز رنگ کے ریشمی لباس میں دیکھا جیسے فرمایا

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى[4] ﴿۱۸﴾

ترجمہ: اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرہ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے، اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا، نگاہ نہ چندھیائی، نہ حد سے متجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ایک مقام پر فرمایا

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۶

[2] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ المِعْرَاجِ۳۸۸۷، مسند احمد ۱۷۸۳۵،صحیح ابن حبان ۴۸،شرح السنة للبغوی ۳۷۵۲

[3] مسند احمد۳۷۸۰

[4] النجم ۱۳تا۱۸

بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، وہ بااعتماد ہے اور (اے اہل مکہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے، اس نے اس پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا ہے۔

اسی معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمایا اور یہ وہ منظر تھا جب جبریل علیہ السلام پر اللہ کی خشیت طاری تھی، اس خشیت الٰہی نے انہیں ایسے کر دیا تھا جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج کو ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی مجلس) میں جبریل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے تھے جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے:

أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر میں ایک ہموار بلند مقام پر چڑھایا گیا وہاں میں نے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنیں۔ [2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً ،قَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ،قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْسًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر (بطور تحفہ) ایک دن میں پچاس وقت کی نماز فرض کیں، فرمایا (یہ عظیم تحفہ قبول کر کے) میں لوٹ کر آیا جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کی طرف پھر لوٹ جائیں اور نماز میں تخفیف کی درخواست کریں کیونکہ آپ کی امت کو اتنی طاقت نہیں ہوگی، میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور امتحان لیا ہے، میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گیا اور نمازوں میں تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے (درخواست قبول فرمائی اور) پانچ نمازیں گھٹا دیں، میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں معاف فرما دی ہیں،

قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ،قَالَ:فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ

---

[1] التکویر ۱۹ تا ۲۳

[2] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ۳۳۴۲،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ عن انس ۴۱۵

خَمْسُونَ صَلَاةً،قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

انہوں نے کہا آپ کی امت میں یہ طاقت نہ ہوگی آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور مزید تخفیف کرائیں، آپ ﷺ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد ﷺ! ہر دن اور ہر رات میں پانچ نمازیں ہیں، اور ہر نماز میں دس نمازوں کا ثواب ہے، پس اس طرح ثواب کے اعتبار سے پچاس نمازیں ہوگئیں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں اترا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خبر دی، انہوں نے کہا اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیں اور تخفیف کرائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار سے کئی مرتبہ (تخفیف کی) درخواست کر چکا ہوں (اور اس نے ہر بار تخفیف فرما دی ہے مگر) اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے، اب میں ان پانچ نمازوں پر راضی ہوں اور انہیں تسلیم کرتا ہوں۔ [1]

(اکثر روایات میں ہر مرتبہ دس نمازوں کی کمی کا ذکر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں ہر بار کچھ کم کر دینے کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں پانچ پانچ نمازیں کم کرنے کا ذکر ہے)

واپسی اور سدرۃ المنتہیٰ کی سیر:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،فَنُودِيَ إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي، وَأَجْزِي الحَسَنَةَ عَشْرًا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے پانچ نمازوں کو قبول کر لیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا ہے اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔ [2]

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:فَقَالَ الجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: إِنَّهُ لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! میں نے کہا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے یہاں وہ قول بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے اور فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے پس یہ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں لیکن تم پر فرض پانچ ہی ہیں۔ [3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جو آدمی کسی نیک کام کا ارادہ کرے مگر اس پر عمل نہ کر سکے تو میں اسے ایک نیکی کا ثواب عطا کروں گا اور اگر وہ اس پر عمل کر لے تو میں اسے دس نیکیوں کا ثواب عطا کروں گا اور جو آدمی کسی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱

[2] صحیح بخاری کتاب بدءُ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۷

[3] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۷۵۱۷

برائی کا ارادہ کرے لیکن اس کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے نامہ اعمال میں یہ برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر برائی اس سے سرزد ہو جائے تو میں اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھوں گا۔ (۱)

وَأَعْطَيْتُكَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے نیچے سورۃ البقرہ کے خاتمے کی آیات دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا، الْمُقْحِمَاتُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تین چیزیں دی گئیں،ایک تو پانچ نمازیں، دوسری سورہ بقرہ کی اخیر آیتیں، تیسرے اللہ نے آپ کی امت کے اس شخص کو بخش دیا جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے، باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو۔ (۳)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رات کو سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھتا ہے وہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔ (۴)

قِيلَ مَعْنَاهُ كَفَتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَقِيلَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَقِيلَ مِنَ الْآفَاتِ وَيَحْتَمِلُ مِنَ الجميع

کس سے کافی ہو جاتی ہیں؟ اس کی بابت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض کہتے ہیں قیام اللیل (نماز تہجد) سے، یعنی رات کو ان دو آیتوں کا پڑھ لینا نماز تہجد کا قائم مقام ہو جاتا ہے بعض کہتے ہیں شیطان سے کافی ہو جاتی ہیں، یعنی ان کے پڑھ لینے سے شیطان سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں تمام آفات سے بچاؤ کا سبب ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ احتمال ہے کہ یہ تمام ہی باتوں کے لئے کافی ہو جاتی ہوں۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ

ایک اور حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دفعہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب ایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱

(۲) مسندالبزار ۹۵۱۸،تفسیرابن کثیر ۷۳۳/۵

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۴۳۱

(۴) صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ الْفَاتِحَةِ، وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَالْحَثِّ عَلَى قِرَاءَةِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ ۱۸۷۸

(۵) شرح النووی علی مسلم ۹۱،۹۲/۶

اپنے اوپر بڑے زور سے دروازہ کھلنے کی آواز سنی، آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا، اس سے ایک فرشتہ اترا ہے اور کہا یہ وہ فرشتہ ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، پس اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا آپ کو دونوروں کی خوش خبری ہو جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں آپ سے پہلے یہ دونور کسی نبی کو نہیں دیے گئے، ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے اس کا اجر آپ کو دیا جائے گا۔ [1]

حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ المُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے چلے، اس پر ایسے رنگ چھار ہے تھے جن کو میں نہیں سمجھتا، پھر مجھے جنت میں لیجایا گیا، میں نے وہاں دیکھا کہ موتیوں کے قبے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے۔ [2]

جنت میں آپ ﷺ نے کوثر نہر کا مشاہدہ فرمایا،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ:أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں جب نبی ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ نے فرمایا میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ حوض کوثر ہے۔ [3]

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ المُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ، الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِيبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت کی سیر کر رہا تھا کہ میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے، میں نے پوچھا جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی خوشبو یا مٹی تیز مشک جیسی تھی۔ [4]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ المِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہو گا اس کا پانی دودھ سے زیادہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ الْفَاتِحَةِ، وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَالْحَثِّ عَلَى قِرَاءَةِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ۱۸۷۷

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابٌ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ؟۳۴۹، صحیح مسلم کتاب الایمانبَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ عن انس ۴۱۵

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورَةُ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الكَوْثَرَ ۴۹۶۴

[4] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۸۱

سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہو گی، اور اس میں رکھے گئے آبخورے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا وہ پھر کبھی بھی (میدان محشر میں) پیاسا نہیں ہو گا۔ [۱]

الْكَوْثَرِ فِي الْحَوْضِ، أَنَّ الْحَوْضَ بِجَانِبِ الْجَنَّةِ لِيَنْصَبَّ فِيهِ الْمَاءُ مِنَ النَّهر الَّذِي داخلها

اس حوض کو بھی حوض کوثر کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حوض جنت سے متصل جنت کے ایک جانب ہو گا اور اس میں پانی جنت کے اندر جو نہر کوثر ہے اس سے آئے گا۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، فَسَمِعَ فِي جَانِبِهَا وَجْسًا فَقَالَ: يَا جِبْرِيلُ، مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ إِلَى النَّاسِ: قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ، قَدْ رَأَيْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب آپ معراج کی رات جنت میں تشریف لے گئے تو ایک طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں کی آہٹ سنی، میں نے پوچھا جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ بلال مئوذن کے قدموں کی آواز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آنے کے بعد لوگوں کو بتلایا بلال کامیاب ہو گیا میں نے اسے (جنت میں) اس اس طرح دیکھا۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أُسْرِيَ بِي فِيهَا، أَتَتْ عَلَيَّ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَا هَذِهِ الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ رَائِحَةُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَأَوْلَادِهَا . قَالَ: قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهَا؟ قَالَ: بَيْنَا هِيَ تُمَشِّطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ سَقَطَتِ الْمِدْرَى مِنْ يَدَيْهَا، فَقَالَتْ: بِسْمِ اللَّهِ. فَقَالَتْ لَهَا ابْنَةُ فِرْعَوْنَ: أَبِي؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ رَبِّي وَرَبُّ أَبِيكِ اللَّهُ. قَالَتْ: أُخْبِرُهُ بِذَلِكَ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخْبَرَتْهُ فَدَعَاهَا، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ، وَإِنَّ لَكِ رَبًّا غَيْرِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے اسراء کرایا گیا تو میرے قریب سے نہایت اچھی خوشبو کا گزر ہوا، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ اور اس کے بچے ہیں، میں نے پوچھا ان کے ساتھ کیا ہوا؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ایک مرتبہ وہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تو اس نے بے ساختہ بسم اللہ کہا، فرعون کی بیٹی نے کہا میرا باپ نا؟ مشاطہ بولی میرا رب ہی تمہارا اور تمہارے والد کا رب ہے، فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میں اپنے باپ کو اس کی خبر دے دوں؟ مشاطہ نے کہا ہاں خبر دے دو، جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے مشاطہ کو بلا بھیجا اور کہا اے فلاں! کیا تمہارا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ مشاطہ نے کہا ہاں میرا اور تمہارا رب اللہ ہے

فَأَمَرَ بِبَقَرَةٍ مِنْ نُحَاسٍ فَأُحْمِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُلْقَى هِيَ وَأَوْلَادُهَا فِيهَا، قَالَتْ لَهُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً. قَالَ: وَمَا

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۷۹

[۲] فتح الباری ۱۱/۴۶۶

[۳] مسند احمد ۲۳۲۴، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۷

حَاجَتُكِ؟ قَالَتْ: أُحِبُّ أَنْ تَجْمَعَ عِظَامِي وَعِظَامَ وَلَدِي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَتَدْفِنَنَا. قَالَ: ذَلِكَ لَكِ عَلَيْنَا مِنَ الحَقِّ . قَالَ:فَأَمَرَ بِأَوْلادِهَا فَأُلْقُوا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَاحِدًا وَاحِدًا، إِلَى أَنِ انْتَهَى ذَلِكَ إِلَى صَبِيٍّ لَهَا مُرْضَعٍ، كَأَنَّهَا تَقَاعَسَتْ مِنْ أَجْلِهِ، قَالَ: يَا أُمَّهْ، اقْتَحِمِي، فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَاقْتَحَمَتْ

فرعون نے تانبے کی ایک دیگ میں تیل کھولانے کا حکم دیا پھر اس نے حکم دیا کہ مشاطہ اور اس کے بچوں کو اس کھولتے ہوئے تیل میں پھینک دیا جائے، ان سب کو ایک ایک کر کے اس میں پھینک دیا گیا ان کے ایک شیر خوار بچے کی باری آئی تو مشاطہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکی تو وہ بچہ بول اٹھا اے امی جان! کود پڑیں، پیچھے نہ ہٹیں، آخرت کے عذاب کے مقابلے میں دنیا کا عذاب کچھ بھی نہیں ہے، اور وہ کود گئی۔ [1]

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ، إِلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیں۔ [2]

(یہ ایک طریقہ علاج ہے جس سے فاسد خون نکل جاتا ہے اور فاسد خون کے نکل جانے سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے، یہ بہت کامیاب طریقہ علاج تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ طریقہ رائج تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کئی مرتبہ سینگی لگوائی ہے)

اس سلسلہ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ کچھ اور روایات بھی ہیں۔

○ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ، قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کاٹھی ڈالا ہوا اور لگام لگا ہوا براق آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی کی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا آج تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی شوخی کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ بزرگ انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا ہے، انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر براق سے پسینہ ٹپکنے لگا۔ [3]

○ معراج کے اس واقعہ میں جبرئیل علیہ السلام برابر آپ کے ساتھ ساتھ رہے مگر اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے آگے بیٹھے تھے یا پیچھے،

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، أَنَّ جِبْرِيلَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُرَاقِ، فَحَمَلَهُ بَيْنَ يَدَيْه

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے براق پر سوار کر لیا۔ [4]

[1] مسند احمد ۲۸۲۱

[2] سنن ابن ماجه كتاب الطب بَابُ الْحِجَامَةُ ۳۴۷۹

[3] جامع ترمذی كتاب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۱۳۱، مسند احمد ۱۲۶۷۲، مسندالبزار ۷۲۵۵، صحیح ابن حبان ۴۶، مسندابی یعلی ۳۱۸۴، تفسیرابن کثیر ۹/۵، تفسیرطبری ۳۴۸/۱۷

[4] المعجم الاوسط ۳۸۷۹

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ فَرَكِبْتُ خَلْفَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا براق کو لایا گیا اور جبرئیل علیہ السلام آگے بیٹھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے ردیف کے طور پر بٹھالیا۔ (۱)

لِحُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ: قَدْ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَابَّةٍ طَوِيلَةِ الظَّهْرِ، مَمْدُودَةٍ. هَكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ بَصَرِهِ، فَمَا زَايَلاَ ظَهْرَ البُرَاقِ حَتَّى رَأَيَا الجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الآخِرَةِ أَجْمَعَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمبی پیٹھ والا جانور رلایا گیا اس کا قدم وہاں پڑتا جہاں اس کی نظر ہوتی اور پھر وہ دونوں جنت دوزخ اور آخرت کے متعلق ہونے والے وعدوں کی چیزیں دیکھنے تک اس کی پیٹھ سے نہیں اترے پھر واپس ہوئے۔ (۲)

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ ، قَالَ:فَلَمْ يُزَايِلْ ظَهْرَهُ هُوَ وَجِبْرِيلُ حَتَّى أَتَيَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمبی پیٹھ والا جانور رلایا گیا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پڑتی تھی، پھر وہ دونوں جب تک بیت المقدس نہیں پہنچ گئے اس کی پیٹھ سے نہیں اترے۔ (۳)

یہ روایت صرف یہ بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل دونوں براق پر سوار تھے، اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ دونوں میں سے کون آگے تھا اور کون پیچھے۔

○حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِي الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں بیت المقدس میں پہنچا وہاں تمام پیغمبر اکٹھا کیے گئے، جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا میں سب کا امام بنا۔ (۴)

بعض ائمہ کی رائے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز آسمان سے واپسی پر پڑھی، انبیاء بھی آپ کے ساتھ ہی آسمانوں سے اترے اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے، جب کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک آسمانوں پر جانے سے پہلے نماز پڑھائی، اور وہ اس کے یہ دلائل پیش کرتے ہیں

قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ أَنَا وَجِبْرِيلُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصليت ثمَّ أتيت بالمعراج

---

(۱) مستدرک حاکم ۸۷۹۳، مسند ابی یعلی ۵۰۳۶

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۱۴۷

(۳) مسنداحمد ۲۳۳۴۳

(۴) سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب فَرْضُ الصَّلَاةِ , وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ ۴۵۴، تفسیر ابن کثیر ۱۲/۵

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے وہاں ہم نے نماز پڑھی اور پھر معراج پر گئے۔ (۱)

وَفِي رِوَايَة بن إِسْحَاق سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب ہم بیت المقدس میں نماز سے فارغ ہوئے تو معراج پر گئے۔ (۲)

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ نَحْوَهُ وَزَادَثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَعَرَفْتُ النَّبِيِّينَ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَسَاجِدٍ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے میں نے دیکھا کہ انبیاء وہاں جمع ہیں اور قیام، رکوع اور سجود میں مصروف ہیں پھر نماز کے لیے جماعت کھڑی کی گئی اور میں نے امامت کرائی۔ (۳)

حَدَّثَنَا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى اجْتَمَعَ نَاسٌ كَثِيرٌ، ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ. قَالَ:فَقُمْنَا صُفُوفًا نَنْتَظِرُ مَنْ يَؤُمُّنَا، فَأَخَذَ بِيَدِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَدَّمَنِي فَصَلَّيْتُ بِهِمْ. فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَالَ جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَدْرِي مَنْ صَلَّى خَلْفَكَ؟ قَالَ:قُلْتُ: لَا. قَالَ: صَلَّى خَلْفَكَ كُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.قَالَ:ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي جِبْرِيلُ فَصَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ،

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں وہاں پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہو گئے پھر موذن نے اذان دی اور سب لوگ صفیں باندھ کر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور دیکھ رہے تھے کہ کون امامت کرائے گا کہ جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے نماز پڑھائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جبریل علیہ السلام نے پوچھا اے محمد ﷺ! کیا آپ کو معلوم ہے آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟ فرمایا میں نے کہا نہیں میں نہیں جانتا، جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کے پیچھے ان تمام انبیاء نے نماز ادا کی ہے جنہیں اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا تھا، فرمایا پھر جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ (۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَمَّا أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصَى قَامَ يُصَلِّي فَإِذَا النَّبِيُّونَ أَجْمَعُونَ يُصَلُّونَ مَعَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب نبی کریم ﷺ مسجد اقصی میں پہنچے تو نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور تمام انبیاء نے بھی آپ

(۱) تفسیرابن کثیر ۵/۲۲

(۲) فتح الباری باب المعراج ۷/۲۰۴

(۳) فتح الباری ۷/۲۰۸

(۴) تفسیرابن کثیر ۵/۱۳

کے ساتھ نماز پڑھی۔[1]

قَالَ عِيَاضٌ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ صَلَّى بِالْأَنْبِيَاءِ جَمِيعًا فِي بَيْتِ الْمُقَدّس ثمَّ صعد مِنْهُم إِلَى السَّمَاوَاتِ

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ممکن ہے کہ تمام انبیاء نے بیت المقدس میں نماز ادا کی ہو اور پھر آپ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے ہوں۔[2]

وَأَمَّا الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَحْتَمِلُ الْأَرْوَاحَ خَاصَّةً وَيَحْتَمِلُ الْأَجْسَادَ بِأَرْوَاحِهَا وَالْأَظْهَرُ أَنَّ صَلَاتَهُ

انبیاء نے بیت المقدس میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز کس طرح پڑھی ان کی روحوں نے نماز پڑھی یا اللہ تعالیٰ نے ارواح سمیت ان کے اجساد کو وہاں حاضر کیا تھا؟ دونوں باتیں ممکن ہیں، اللہ کے لیے کوئی بات مشکل نہیں۔[3]

رُؤْيَةُ الْأَنْبِيَاءِ فِي السَّمَاوَاتِ مَعَ أَنَّ أَجْسَادَهُمْ مُسْتَقِرَّةٌ فِي قُبُورِهِمْ بِالْأَرْضِ وَأُجِيبَ بِأَنَّ أَرْوَاحَهُمْ تَشَكَّلَتْ بِصُوَرِ أَجْسَادِهِمْ أَوْ أُحْضِرَتْ أَجْسَادُهُمْ لِمُلَاقَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہی دونوں باتیں انبیاء کے ساتھ آسمانی ملاقاتوں میں ممکن ہیں کیونکہ اللہ کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں، تاہم زیادہ واضح بات یہی ہے کہ ملاقاتیں صرف روحوں کے ساتھ نہیں ہوئیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مذکورہ انبیاء کو ان کے جسموں سمیت حاضر کیا تھا، اسی طرح نماز بھی صرف روحوں نے نہیں بلکہ ارواح سمیت ان کے جسموں نے ہی پڑھی ہوگی۔[4]

○ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین پیالے لائے گئے ایک پیالہ میں پانی، دوسرے میں شراب تھی جبکہ تیسرے پیالے میں دودھ تھا۔

وَأُتِيتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ: قَدَحٌ فِيهِ لَبَنٌ, وَقَدَحٌ فِيهِ عَسَلٌ, وَقَدَحٌ فِيهِ خَمْرٌ

میرے پاس تین پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔[5]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں صرف دو برتنوں کا ذکر ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ:ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا فِيهِ لَبَنٌ، والآخرُ فيه خَمْرٌ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا میرے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے ایک میں دودھ جبکہ دوسرے میں پانی تھا۔[6]

---

[1] مسند احمد ۲۳۲۴

[2] فتح الباری ۷/۲۰۸

[3] فتح الباری باب المعراج ۷/۲۰۹

[4] فتح الباری باب المعراج ۷/۲۱۰

[5] المعجم الصغیر للطبرانی ۱۱۳۹

[6] تفسیر طبری ۱۷/۳۴۴

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت، مسند احمد اور صحیح بخاری میں ابوہریرہ کی روایت میں دو برتنوں کا ذکر ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔

أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ، وَلَبَنٍ

معراج کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ (۱)

شداد رضی اللہ عنہ بن اوس کی روایت میں بھی دو برتنوں کی ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد۔

ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ عَسَلٌ

پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد۔ (۲)

اس کے بخلاف مسند احمد اور صحیح بخاری کی روایت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس یا بیت المعمور کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین برتن پیش کیے گئے جن میں سے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔

ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ

پھر میرے پاس تین پیالے لائے گئے ان میں ایک میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ (۳)

لیکن تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ ہی کا انتخاب فرمایا تھا۔

وَلَمْ يَحِنْ وَقْتٌ إِذْ ذَاكَ إِلَّا صَلَاةُ الْفَجْرِ فَتَقَدَّمَهُمْ إِمَامًا بِهِمْ عَنْ أَمْرِ جِبْرِيلَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عزوجل، فَاسْتَفَادَ بَعْضُهُمْ مِنْ هَذَا أَنَّ الْإِمَامَ الْأَعْظَمَ يُقَدَّمُ فِي الْإِمَامَةِ عَلَى رَبِّ الْمَنْزِلِ حَيْثُ كَانَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ مَحَلَّتَهُمْ وَدَارَ إِقَامَتِهِمْ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْهُ فَرَكِبَ الْبُرَاقَ وَعَادَ إِلَى مَكَّةَ فَأَصْبَحَ بِهَا وَهُوَ فِي غَايَةِ الثَّبَاتِ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے بیت المقدس پہنچنے پر انبیاء سے پہلے آپ کا تعارف کرایا گیا اور اس کے بعد انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، البتہ کچھ لوگ جن میں امام اعظم (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ انبیاء نے نماز فجر آپ کی اقتداء میں اس وقت ادا کی ہوگی جب آپ سیر سماوات سے بیت المقدس واپس تشریف لے آئے ہوں گے کیونکہ نماز فجر کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے جب صبح ہو گئی تھی، یہ بات واقعی بڑی مدلل اور زیادہ قرین قیاس ہے۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۴۷۰۹، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۱، مسنداحمد۱۲۵۰۵، السنن الکبری للبیهقی۱۷۳۳۱

(۲) مسندالبزار۳۴۸۴

(۳) مسنداحمد۱۷۸۳۵، صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ الْمِعْرَاجِ ۳۸۸۷

(۴) البداية والنهاية۳/۱۳۹، السيرة النبوية لابن کثیر۲/۱۰۲

جہنم کے چند مشاہدات

غیبت کرنے والوں کا انجام بد:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ، قَالَ : هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔ [1]

لوگوں کا گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا ہے یعنی پیٹھ پیچھے لوگوں کے عیوب بیان کرنا، اس غیبت کو قرآن کریم میں اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

...وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ... [2]

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کریگا؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔

بے عمل خطباء کا عبرت ناک انجام:

عَن انس ان النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لَيْلَة اسري بِي مَرَرْت بناس تقْرض شفاههم بمقاريض من نَار كلما قرضت عَادَتْ فَقلت من هَؤُلَاءِ يَا جبرئيل قَالَ هَؤُلَاءِ خطباء امتك يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور پھر وہ ویسے ہی ہو جاتے ہیں میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطیب لوگ ہیں جو لوگوں کو تو بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود ان پر عمل نہیں کرتے، حالانکہ وہ کتاب بھی پڑھتے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے۔ [3]

---

[1] سنن ابوداودکِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي الْغِيبَةِ ۴۸۷۸،مسنداحمد۱۳۳۴۰، الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني ۲٫۸۷۰

[2] الحجرات ۱۲

[3] الخصائص الکبری ۱٫۲۵۹،السيرة الحلبية۱٫۵۴۶

واقعہ معراج کے بارہ میں مشہور مگر غیر مستند واقعات

ایک بڑھیا اور شیطان کا ملنا اور بعض انبیاء کا سلام کرنا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُرَاقِ فَكَأَنَّهَا أَمَرَّت ذَنَبَهَا، فَقَالَ لَهَا جِبْرِيلُ: مَهْ يَا بُرَاقُ، فَوَاللَّهِ إِنْ رَكِبَكَ مِثْلُهُ. وَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ بِعَجُوزٍ عَلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، فَقَالَ:مَا هَذِهِ يَا جِبْرِيلُ؟قَالَ: سِرْ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَسَارَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسِيرَ، فَإِذَا شَيْءٌ يَدْعُوهُ مُتَنَحِّيًا عَنِ الطَّرِيقِ ، يَقُولُ: هَلُمَّ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: سِرْ يَا مُحَمَّدُ فَسَارَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسِيرَ، قَالَ:فَلَقِيَهُ خَلْقٌ مِنَ الْخَلْقِ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: ارْدُدِ السَّلَامَ يَا مُحَمَّدُ. فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ لَقِيَهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى، ثُمَّ الثَّالِثَةَ كَذَلِكَ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ براق پر جا رہے تھے کہ راستے کے ایک کنارے پر میں نے ایک بڑھیا دیکھی، میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا چلے چلئے، پھر میں نے چلتے چلتے دیکھا کہ کوئی راستے سے یکسو ہے اور مجھے بلا رہی ہے، فرمایا پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا اللہ کی ایک مخلوق ہے اور با آواز بلند کہہ رہی ہے السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر، جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سلام کا جواب دیں، آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا، پھر دوبارہ ایسا ہی ہوا، پھر تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچ گئے،

فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَالْخَمْرَ وَاللَّبَنَ، فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّبَنَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ، وَلَوْ شَرِبْتَ الْمَاءَ لَغَرِقْتَ وَغَرِقَتْ أُمَّتُكَ، وَلَوْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ لَغَوَيْتَ وَلَغَوَتْ أُمَّتُكَ،ثُمَّ بُعِثَ لَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَأَمَّهم رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ جِبْرِيلُ:أَمَّا الْعَجُوزُ الَّتِي رَأَيْتَ عَلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِ تِلْكَ الْعَجُوزِوَأَمَّا الَّذِي أَرَادَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ، فَذَاكَ عَدُوُّ اللَّهِ إِبْلِيسُ أَرَادَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ سَلَّمُوا عَلَيْكَ فَإِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى وَعِيسَى، عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

وہاں مجھے پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا میں نے دودھ لے لیا (اور باقی دو کو چھوڑ دیا) جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا آپ نے راز فطرت پالیا اگر آپ پانی کا برتن لے لیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، اور اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ اور آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، پھر آپ کے لیے آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک تمام انبیاء کو بھیجا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کرائی اور اس رات سب نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا وہ بڑھیا جو راستے کے ایک جانب آپ نے دیکھی تھی تو گویا یہ دکھایا گیا کہ دنیا کی عمر اتنی ہی باقی رہ گئی ہے جتنی اس بڑھیا کی عمر باقی ہے، اور جس کی آواز پر آپ توجہ کرنے والے تھے وہ اللہ کا دشمن (ابلیس) تھا، اور چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں اور جن کے سلام کی آوازیں آپ نے سنیں وہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ تھے۔[1]

---

[1] دلائل النبوة للبیهقی ۳۶۱/۲، تفسیر ابن کثیر ۵/۹،تفسیرطبری ۳۳۶/۱۷

وفي بعض ألفاظه نكارة وَغَرَابَةٌ

یہ روایت لکھ کر حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس کے بعض حصوں میں نکارت اور غرابت ہے۔

علاوہ ازیں اس میں جلیل القدر انبیاء کے منہ سے رسول اللہ ﷺ کو یا اول، یا آخر کہلوایا گیا ہے حالانکہ اول و آخر اللہ کی صفتیں ہیں جو قرآن مجید میں اللہ کے لیے آئی ہیں، یہ حصہ بھی اس کے غیر مستند ہونے کا غماز ہے۔

راستے کی مختلف منزلوں پر اتر کر نماز پڑھنا:

عَن انس رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ، فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ،فَصَلَّيْتُ،فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟صَلَّيْتَ بِطُورِ سَيْنَاءَ، حَيْثُ كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ ، فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ، حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ،ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ برق رفتار جانور پر سوار جا رہا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا اتریں اور نماز پڑھیں! چنانچہ میں نے نماز پڑھی، جبریل علیہ السلام نے پوچھا آپ کو معلوم ہے آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور یہی آپ کی ہجرت گاہ ہے، (وہاں سے ہم چلے، پھر ایک مقام پر) جبریل علیہ السلام نے کہا اتریں اور نماز پڑھیں! چنانچہ میں نے نماز پڑھی، جبریل علیہ السلام نے پوچھا آپ کو معلوم ہے آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی ہے، جہاں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا، (آپ ﷺ پھر چلے اور ایک مقام پر) پھر جبریل علیہ السلام نے کہا اتریں اور نماز پڑھیں! چنانچہ میں نے نماز پڑھی، جبریل علیہ السلام نے پوچھا آپ کو معلوم ہے آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی جو عیسیٰ علیہ السلام کا مولد ہے، پھر میں بیت المقدس میں داخل ہو گیا (اس کے بعد انبیاء کی امامت اور پھر آسمانوں پر چڑھ جانے کا بیان ہے جیسے دیگر روایات میں ہے)۔[1]

اس روایت کے بارے میں بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے

وَفِيهَا غَرَابَةٌ وَنكَارَةٌ جِدًّا

اس میں غرابت اور بہت اچنبھا پن ہے۔

ویزید هو ابن عبد الرحمن بن أبي مالك الدمشقي صدوق ربما وهم يرويه عنه سعيد بن عبد العزيز وهو التنوخي الدمشقي وهو ثقة إمام ولكنه اختلط في آخر عمره

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا اس میں ایک راوی یزید ہے جو ابن عبد الرحمٰن بن ابی مالک دمشقی ہے جو اگرچہ صدوق ہے لیکن کبھی کبھی اس کو وہم

---

[1] دلائل النبوۃللبیہقی ۲/۳۵۵،سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب فرض الصلوٰۃ وذکراختلاف الناقلین ۴۵۴،تفسیرابن کثیر ۵/۱۲

لاحق ہو جاتا ہے، اس سے بیان کرنے والا راوی سعید بن عبدالعزیز ہے وہ بھی اگرچہ ثقہ اور امام ہے لیکن اسے آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا۔ [1]

حور عین کا مشاہدہ، قافلے کا ملنا اور اس کی علامات:

فَلَمَّا بَلَغَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَبَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ:بَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى إِلَى الْحَجَرِ الَّذِي ثَمَّةَ، فَغَمَزَهُ جِبْرِيلُ بِأُصْبُعِهِ فَثَقَبَهُ، ثُمَّ رَبَطَهَا ثُمَّ صَعِدَ فَلَمَّا اسْتَوَيَا فِي صَرْحَةِ الْمَسْجِدِ، قَالَ جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ سَأَلْتَ رَبَّكَ أَنْ يُرِيَكَ الْحُورَ الْعِينَ؟فَقَالَ: نَعَمْ !فَقَالَ:فَانْطَلِقْ إِلَى أُولَئِكَ النِّسْوَةِ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ جُلُوسٌ عَنْ يَسَارِ الصَّخْرَةِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُنَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِنَّ فَرَدَدْنَ عَلَيَّ السَّلَامَ

جب ہم بیت المقدس پہنچ کر اس جگہ پہنچے جسے باب محمد کہا جاتا ہے تو جبریل علیہ السلام وہاں ایک پتھر کے پاس آئے اور اس میں اپنی انگلی مار کر سوراخ کر دیا اور اس میں سواری دابہ کو باندھ دیا پھر مسجد اقصیٰ پر چڑھ گئے، جب دونوں مسجد کے صحن میں پہنچ گئے تو جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنے رب سے حور عین دیکھنے کی بھی التجا کی؟ میں نے کہا ہاں، تو جبریل علیہ السلام نے کہا تو آیئے! آپ کو ان خواتین جنت کی طرف لے چلتا ہوں، پس آپ ان کو سلام کریں وہ صخرہ کی بائیں جانب بیٹھی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے پاس گیا اور ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا،

فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتُنَّ؟فَقُلْنَ:نَحْنُ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ نِسَاءُ قَوْمٍ أَبْرَارٍ نُقُّوا فَلَمْ يَدْرَنُوا،وَأَقَامُوا فَلَمْ يَظْعَنُوا وَخُلِّدُوا فَلَمْ يَمُوتُوا،ثُمَّ انْصَرَفْتُ ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى اجْتَمَعَ نَاسٌ كَثِيرٌ ، ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ،قَالَ:فَقُمْنَا صُفُوفًا نَنْتَظِرُ مَنْ يَؤُمُّنَا فَأَخَذَ بِيَدِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَدَّمَنِي فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَالَ جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَدْرِي مَنْ صَلَّى خَلْفَكَ؟ قَالَ:قُلْتُ: لَا،قَالَ: صَلَّى خَلْفَكَ كُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم خوب سیرت اور خوبصورت ہیں نیک لوگوں کی بیویاں ہیں، وہ پاک صاف کیے ہوئے ہوں گے پھر ناپاک نہیں ہوں گے وہ جنت ہی میں مقیم رہیں گے یہاں سے کوچ نہیں کریں گے، ہمیشہ رہیں گے انہیں موت نہیں آئے گی، پھر میں وہاں سے آ گیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے، پھر مؤذن نے اذان دی اور نماز کی تکبیر کہی گئی، فرمایا پس ہم صفیں بنائے کھڑے منتظر تھے کہ کون ہمیں نماز پڑھائے گا؟ تب جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے کر دیا میں نے ان کو نماز پڑھائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ جانتے ہیں آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کے پیچھے ہر اس نبی نے نماز پڑھی جسے اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا (اس کے بعد آسمانوں پر لے جانے اور وہاں انبیاء سے ملاقاتوں کا ذکر ہے، اس کے بعد ہے)

انْطَلَقَ بِي عَلَى ظَهْرِ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى نَهْرٍ عَلَيْهِ خِيَامُ الْيَاقُوتِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالزَّبَرْجَدِ وَعَلَيْهِ طَيْرٌ خُضْرٌ أَنْعَمُ طَيْرٍ رَأَيْتُ ،فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، إِنَّ هَذَا الطَّيْرَ لَنَاعِمٌ،قَالَ : يَا مُحَمَّدُ، آكِلُهُ أَنْعَمُ مِنْهُ،ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَدْرِي أَيُّ نَهْرٍ هَذَا؟قُلْتُ: لَا،قَالَ: هذا الكوثر الذي أعطاك اللَّهُ إِيَّاهُ، فَإِذَا فِيهِ آنِيَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، يَجْرِي عَلَى رَضْرَاض

[1] الاسراء والمعراج ۱؍۴۴

مِنَ الْيَاقُوتِ وَالزُّمُرُّدِ، مَاؤُهُ، أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ

پھر مجھے ساتویں آسمان سے بھی اوپر لے گئے حتیٰ کہ وہاں ایک نہر پر میں پہنچا جس پر یاقوت، موتیوں اور زبرجد کے خیمے تھے اور اس پر سبز رنگ کا پرندہ منڈلا رہا تھا، اتنا نفیس جو کبھی میں نے نہیں دیکھا، میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام! یہ پرندہ تو بہت نفیس ہے، جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ اسے کھائیں گے وہ اس سے بہتر ہوں گے، پھر جبرئیل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں یہ کون سی نہر ہے؟ میں نے کہا نہیں، جبریل نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے، اس میں آبخورے سونے چاندی کے تھے، اس کا بہاؤ یاقوت اور زمرد کی کنکریوں پر تھا، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا۔

قَالَ:فَأَخَذْتُ مِنْهُ آنِيَةً مِنَ الذَّهَبِ، فَاغْتَرَفْتُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ، فَإِذَا هُوَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَشَدُّ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الشَّجَرَةِ، فَغَشِيَتْنِي سَحَابَةٌ فِيهَا مِنْ كُلِّ لَوْنٍ، فَرَفَضَنِي جِبْرِيلُ، وَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ،فَقَالَ اللَّهُ لِي: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً، فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ،قَالَ:ثُمَّ انْجَلَتْ عَنِّي السَّحَابَةُ وَأَخَذَ بِيَدِي جِبْرِيلُ، فَانْصَرَفْتُ سَرِيعًا

فرمایا میں نے اس کے آبخوروں میں سے ایک سونے کا آبخورہ لیا اور اس میں سے ایک چلو پانی لیا اور پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا پھر مجھے لے جایا گیا یہاں تک کہ میں اس خاص درخت کے پاس آ گیا وہاں مجھے ہر قسم کے رنگوں والی بدلی نے ڈھانپ لیا، پس جبریل علیہ السلام نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا، تو اللہ نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اس دن ہی سے جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں نے آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کر دی تھیں پس آپ اور آپ کی امت اس کا اہتمام کرے، فرمایا پھر وہ بدلی مجھ سے ہٹ گئی اور جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں تیزی سے واپس پلٹا (اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور ان کے مشورے سے تخفیف صلاۃ کا ذکر ہے)

تین داعیان ضلالت:

اس میں براق کی کچھ صفات بیان کرنے کے بعد ہے

فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ عَلَيْهِ، إِذْ دَعَانِي دَاعٍ، عَنْ يَمِينِي: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ، يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ، فَلَمْ أُجِبْهُ وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهِ، فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ عَلَيْهِ، إِذْ دَعَانِي دَاعٍ، عَنْ يَسَارِي: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ، فَلَمْ أُجِبْهُ وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهِ] ، فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ، إِذْ أَنَا بِامْرَأَةٍ حَاسِرَةٍ عَنْ ذِرَاعَيْهَا، وَعَلَيْهَا مِنْ كُلِّ زِينَةٍ خَلَقَهَا اللَّهُ، فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ. فَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَيْهَا وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهَا. حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ

میں اس پر سوار ہو کر چلا ہی تھا کہ میری دائیں جانب کسی نے آواز دی اے محمد! میری طرف دیکھ میں تجھ سے کچھ پوچھوں گا، اے محمد! میری طرف دیکھ میں تجھ سے کچھ پوچھوں گا لیکن میں نے جواب دیا نہ ٹھہرا، پھر کچھ اور آگے چلا تو بائیں جانب سے آواز آئی اے محمد! میری طرف دیکھ میں تجھ سے کچھ پوچھوں گا لیکن میں وہاں بھی نہ ٹھہرا، نہ دیکھا اور نہ جواب دیا، پھر کچھ آگے گیا کہ ایک عورت دنیا بھر کی زینت لیے ہوئے باہیں کھولے ہوئے کھڑی تھی، اس نے مجھے اسی طرح آواز دی کہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتی ہوں لیکن میں نے اس کی طرف التفات

کیا نہ ٹھہرا حتی کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا (پھر سواری کے باندھنے اور دودھ اور شراب کے پیالے پیش کرنے وغیرہ کا ذکر ہے اس کے بعد ہے کہ)

مَا رَأَيْتَ فِي وَجْهِكَ هٰذَا؟ قَالَ:فَقُلْتُ: بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ، إِذْ دَعَانِي دَاعٍ، عَنْ يَمِينِي: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ. فَلَمْ أُجِبْهُ وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهِ،قَالَ: ذَاكَ دَاعِي الْيَهُودِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَجَبْتَهُ أَوْ: وَقَفْتَ عَلَيْهِ لَتَهَوَّدَتْ أُمَّتُكَ،فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ، إِذْ دَعَانِي دَاعٍ عَنْ يَسَارِي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ. فَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَيْهِ وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهِ. قَالَ: ذَاكَ دَاعِي النَّصَارَى، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَجَبْتَهُ لَتَنَصَّرَتْ أُمَّتُكَ، فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ إِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ حَاسِرَةٍ عَنْ ذِرَاعَيْهَا عَلَيْهَا مِنْ كُلِّ زِينَةٍ خَلَقَهَا اللّٰهُ تَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، انْظُرْنِي أَسْأَلْكَ. فَلَمْ أُجِبْهَا وَلَمْ أَقُمْ عَلَيْهَا. قَالَ: تِلْكَ الدُّنْيَا، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَجَبْتَهَا أَوْ أَقَمْتَ عَلَيْهَا، لَاخْتَارَتْ أُمَّتُكَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ، ثُمَّ دَخَلْتُ أَنَا وَجِبْرِيلُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَصَلَّى كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا رَكْعَتَيْنِ

جبریل علیہ السلام نے کہ آپ کے چہرے پر فکر کے آثار کیوں ہیں؟ تو میں نے تینوں گزشتہ واقعات بیان کیے، جبریل علیہ السلام نے کہا دائیں جانب سے بلانے والا یہودیت کا داعی تھا اگر آپ اس کا جواب دیتے یا وہاں ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، بائیں جانب سے پکارنے والا عیسائی تھا اگر آپ اس کا جواب دیتے تو آپ کی امت عیسائی ہو جاتی، باہیں کھولے اور زیب و زینت سے آراستہ عورت دنیا تھی اگر آپ اس کو جواب دیتے یا اس کے پاس ٹھہر جاتے تو آپ کی امت آخرت کے مقابلے میں دنیا کو پسند کر لیتی، پھر میں اور جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی[1] اس کے بعد ہے۔

آدم علیہ السلام کو اصلی حالت میں دیکھنا:

ثُمَّ أُتِيتُ بِالْمِعْرَاجِ الَّذِي تَعْرُجُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ بَنِي آدَمَ ــ فَصَعِدْتُ أَنَا وَجِبْرِيلُ، فَإِذَا أَنَا بِمَلَكٍ يُقَالُ: لَهُ: إِسْمَاعِيلُ. وَهُوَ صَاحِبُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ يَدَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، مَعَ كُلِّ مَلَكٍ جُنْده مِائَةُ أَلْفِ مَلَكٍ ــ فإذا أنا بآدم كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَهُ اللّٰهُ، عَزَّ وَجَلَّ عَلَى صُورَتِهِ ، هُوَ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَقُولُ: رُوحٌ طَيِّبَةٌ، وَنَفْسٌ طَيِّبَةٌ، اجْعَلُوهَا فِي عِلِّيِّينَ،ثُمَّ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ الْفُجَّارِ فَيَقُولُ: رُوحٌ خَبِيثَةٌ، وَنَفْسٌ خَبِيثَةٌ، اجْعَلُوهَا فِي سجين

پھر میرے پاس وہ سیڑھی لائی گئی جس پر انسانوں کی روحیں چڑھتی ہیں ہم دونوں اوپر چڑھ گئے، میں نے اسمٰعیل نامی فرشتے سے ملاقات کی جو آسمان دنیا کا سردار ہے جس کے ہاتھ تلے ستر ہزار فرشتے ہیں جن میں ہر فرشتے کے ساتھ اس کے لشکری فرشتوں کی تعداد ایک لاکھ ہے یہاں آسمان کا دروازہ کھلوانے کے بعد میں نے آدم علیہ السلام کو اسی حالت میں دیکھا جو ان کی اس وقت تھی جب اللہ نے ان کو پیدا کیا تھا ان کی اصلی صورت میں ان پر ان کی اولاد میں سے مومنوں کی روحیں پیش کی جاتی تھیں اور وہ کہتے تھے پاک روح، پاک جان، اس کو علیین میں رکھ دو، پھر ان پر ان کی اولاد میں سے اللہ کے نافرمانوں کی روحیں پیش کی جاتیں تو وہ کہتے ناپاک روح، ناپاک جان، اس کو سجین میں رکھ دو۔[2]

[1] دلائل النبوۃ ۳۹۰؍۲،تفسیرابن کثیر ۲۲؍۵، تفسیرطبری ۳۴۴؍۱۷

[2] دلائل النبوۃ۳۹۲؍۲،تفسیرابن کثیر۲۲؍۵،تفسیر طبری ۳۴۵؍۱۷

حرام خوروں کا مشاہدہ:

ثُمَّ مَضَيْتُ هُنَيَّةً ، فَإِذَا أَنَا بِأَخْوِنَةٍ عَلَيْهَا لَحْمٌ مُشَرَّحٌ لَيْسَ يَقْرَبُهَا أَحَدٌ وَإِذَا أَنَا بِأَخْوِنَةٍ أُخْرَى عَلَيْهَا لَحْمٌ قَدْ أَرْوَحَ وَأَنْتَنَ، عِنْدَهَا أُنَاسٌ يَأْكُلُونَ مِنْهَا قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ يَتْرُكُونَ الْحَلَالَ وَيَأْتُونَ الْحَرَامَ

میں وہاں سے کچھ دور چلا تو دیکھا کہ دستر خوان بچھا ہوا ہے، جس کے ایک جانب نفیس چکنا گوشت رکھا تھا لیکن اس کے قریب کوئی نہیں جاتا اور ایک دوسرا دستر خوان ہے جس پر سڑا ہوا سخت بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے، اس کے پاس لوگ ہیں وہ اسے کھا رہے ہیں، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حلال کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی۔ [1]

سود خوروں کے انجام کا مشاہدہ:

ثُمَّ مَضَيْتُ هُنَيَّةً، فَإِذَا أَنَا بِأَقْوَامٍ بُطُونُهُمْ أَمْثَالُ الْبُيُوتِ، كُلَّمَا نَهَضَ أَحَدُهُمْ خَرَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ، لَا تُقِمِ السَّاعَةَ، قَالَ: وَهُمْ عَلَى سَابِلَةِ آلِ فِرْعَوْنَ. قَالَ:فَتَجِيءُ السَّابِلَةُ فَتَطَؤُهُمْ. قَالَ:فَسَمِعْتُهُمْ يَضِجُّونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ:قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ من أمتك الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ

میں پھر کچھ دور اور گیا تو دیکھا کہ کچھ لوگوں کے پیٹ بڑے بڑے گھڑوں جیسے ہیں جب بھی ان میں سے کوئی کھڑا ہو جانا چاہتا ہے تو گر پڑتا اور بار بار کہتا ہے اے اللہ! قیامت قائم نہ کرنا، فرمایا آل فرعون کے خوف ناک جانور انہیں روندتے ہیں اور وہ اللہ کے سامنے آہ وزاری کر رہے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے، سود خوران لوگوں کی طرح ہی کھڑے ہوں گے جنہیں شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔ [2]

یتیموں کا مال کھانے والے:

ثُمَّ مَضَيْتُ هُنَيَّةً ، فَإِذَا أَنَا بِأَقْوَامٍ مَشَافِرُهُمْ كَمَشَافِرِ الْإِبِلِ، قَالَ:فَتُفْتَحُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَيُلْقَمُونَ مِنْ ذَلِكَ الْجَمْرِ، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ أَسَافِلِهِمْ، فَسَمِعْتُهُمْ يَضِجُّونَ إِلَى اللَّهِ،عَزَّ وَجَلَّ، فَقُلْتُ : مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟قَالَ: هَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ {الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا

پھر میں کچھ اور دور چلا تو کچھ اور لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں جیسے ہیں، ان کے مونہوں کو پھاڑ پھاڑ فرشتے انہیں گدھوں کے گوشت کے لقمے دے رہے ہیں جو ان کے نچلے حصوں سے نکل جاتا ہے، وہ چیخ چلا رہے ہیں اور اللہ عزوجل کے سامنے آہ وزاری کر رہے ہیں، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھایا کرتے تھے، جو لوگ یتیموں

---

[1] دلائل النبوة ۳۹۰ر۲،تفسیرابن کثیر ۲۰ر۵

[2] دلائل النبوة ۳۹۰ر۲، تفسیرابن کثیر ۲۳ر۵ ، تفسیر طبری ۳۴۵ر۱۷

کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ ضرور بھڑکتی ہوئی جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے۔ (۱)

بدکار عورت:

ثُمَّ مَضَيْتُ هُنَيَّةً، فَإِذَا أَنَا بِنِسَاءٍ يُعَلَّقْنَ بِثَدْيِهِنَّ فَسَمِعْتُهُنَّ يَضْجِجْنَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَؤُلَاءِ النِّسَاءُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الزُّنَاةُ مِنْ أُمَّتِكَ

پھر میں کچھ دور چلا تو دیکھا کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں، میں نے انہیں بھی اللہ عزوجل کی طرف فریاد کرتے ہوئے سنا، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ عورتیں کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت کی زنا کار عورتیں ہیں۔ (۲)

عیب جو اور لعن طعن کرنے والے:

ثُمَّ مَضَيْتُ هُنَيَّةً فَإِذَا أَنَا بِأَقْوَامٍ يُقْطَعُ مِنْ جُنُوبِهِمُ اللَّحْمُ، فَيُلْقِمُونَهُ فَيُقَالُ لَهُ: كُلْ كَمَا كُنْتَ تَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ أَخِيكَ ،قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟قَالَ: هَؤُلَاءِ الْهَمَّازُونَ مِنْ أُمَّتِكَ اللَّمَّازُونَ

میں کچھ دور اور چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر ان کو زبردستی کھلا رہے ہیں، اور کہتے جاتے ہیں کہ جس طرح تم (دنیا میں) اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب بھی کھاؤ، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو عیب جو اور لعن طعن کرنے والے تھے۔ (۳)

اس کے بعد روایت میں دوسرے آسمان سے ساتویں آسمان تک اور ان میں ملنے والے انبیاء کا پھر سدرۃ المنتہیٰ اور اس کے بعض عجائبات کا ذکر ہے، ان سب میں بھی عجیب وغریب چیزوں کا بیان ہے، اس کے بعد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں لونڈی:

ثُمَّ إِنِّي دُفِعْتُ إِلَيَّ الْجَنَّةِ، فَاسْتَقْبَلَتْنِي جَارِيَةٌ،فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ يَا جَارِيَةُ؟ فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا وہاں میں نے ایک جاریہ (نوجوان بچی یا لونڈی) دیکھی، میں نے اس سے پوچھا اے لونڈی! تو کس کی ہے؟ اس نے کہا میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہوں۔ (۴)

فَرَأَيْت فِيهَا جَارِيَة لعساء فسألتها: لمن أَنْت؟ وَقد أعجبتني حِين رَأَيْتهَا، فَقَالَت لزيد بن حَارِثَة ، فبشر بهَا رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زيد بن حَارِثَة

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں میں نے ایک لونڈی دیکھی میں نے اس سے پوچھا تم کس کے لیے ہو؟ اس نے جواب دیا زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۹۰، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۳
(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۹۰، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۳
(۳) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۹۰، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۳
(۴) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۹۰، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۳

کے لیے، رسول اللہ ﷺ نے زید کو اس کی خوش خبری دی۔ [۱]

جہنم اور اس کی شدت وحدت کا مشاہدہ:

ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ، فَإِذَا فِيهَا غَضَبُ اللَّهِ وَزَجْرُهُ وَنِقْمَتُهُ، لَوْ طُرِحَ فِيهَا الْحِجَارَةُ وَالْحَدِيدُ لَأَكَلَتْهَا، ثُمَّ أُغْلِقَتْ دُونِي

پھر میرے سامنے جہنم پیش کی گئی جو اللہ کے غضب اس کی زجر و توبیخ اور اس کی سزا کا مظہر تھی، اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی پھینکا جائے تو اسے بھی وہ کھا جائے۔ [۲]

ناقۃ اللہ کے قاتل کا انجام:

صالح علیہ السلام کو ان کی قوم کی خواہش پر معجزانہ طور پر اونٹنی دی گئی تھی مگر انہوں نے اسے مار ڈالا، معراج میں جب نبی ﷺ نے جہنم کی ایک جھلک دیکھی تو اس میں آپ نے اس قاتل کا بھی مشاہدہ کیا

وَرَأَى رَجُلًا أَحْمَرَ أَزْرَقَ جِدًّا قَالَ: مَنْ هَذَا يا جبريل؟ قَالَ: هَذَا عَاقِرُ النَّاقَةِ

میں نے ایک سرخ رنگ، نیلگوں آنکھوں والا، گھونگریالے بالوں والا، پراگندہ حال شخص دیکھا، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون شخص ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہی ہے جس نے اونٹنی کو مار ڈالا تھا [۳]

اس کی سند میں قابوس مختلف فیہ راوی ہے۔

روایت میں اس کے بعد پھر سدرۃ المنتہیٰ آنے، وہاں نمازوں کے فرض ہونے اور پھر ان میں تخفیف کا ذکر ہے اور معراج سے واپس آنے کے بعد صبح ابوجہل سے معراج کے ذکر اور ان کے سامنے راستے میں ان کے قافلے کے ملنے اور اس کی علامات کا پھر بیت المقدس کی بابت ان کے سوالات اور آپ ﷺ کے جوابات کا بیان ہے۔

اس روایت کی بیان کردہ تفصیلات میں جو غرابت و نکارت ہے محتاج وضاحت نہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے، اس کا راوی ابوہارون العبدی ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔ [۴]

قال شعبة: لئن أقدم فتضرب عنقي أحب إلى من أن أحدث عن أبي هارون.

شعبہ کہتے ہیں ابو ہارون سے روایت کرنا مجھے اپنی گردن کٹانا زیادہ اچھا لگتا ہے۔

قال أحمد: ليس بشيء

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔

[۱] الروض الانف ۳٫۲۷۸

[۲] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲٫۳۹۰، تفسیر ابن کثیر ۵٫۲۳

[۳] تفسیر ابن کثیر ۵٫۲۷،۲۸

[۴] تفسیر ابن کثیر ۵٫۲۰تا۲۳

قال ابن معين: ضعيف، لا يصدق في حديثه

ابن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اس کی روایتوں کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

قال النسائي: متروك الحديث

امام نسائی کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔

قال الجوزجاني: أبو هارون كذاب مفتر

جوزجانی کہتے ہیں ابو ہارون جھوٹ گھڑنے والا ہے۔ (۱)

بنابریں مذکورہ تمام واقعات غیر مستند ہیں۔

ایک اور روایت کے عجائب وغرائب:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر طبری کے حوالے سے ایک طویل روایت نقل کی ہے اور اس کی بابت بھی کہا ہے

وَفِيهِ غَرَابَةٌ

اس میں انوکھا پن ہے۔

مجاہدین کے اجر و ثواب کی تمثیل:

فَسَارَ وَسَارَ مَعَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَتَى قَوْمًا يَزْرَعُونَ فِي يَوْمٍ وَيَحْصُدُونَ فِي يَوْمٍ، كُلَّمَا حَصَدُوا عَادَ كَمَا كَانَ، فَقَالَ: يَا جِبْرِيلُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟قَالَ: هَؤُلَاءِ الْمُهَاجِرُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

اس روایت میں براق کی جگہ گھوڑے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، گھوڑے پر سوار ہو کر میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا، راستے میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ایک روز کاشت کرتے ہیں اور ایک ہی روز میں کھیتی تیار ہو جاتی ہے جسے وہ کاٹ لیتے ہیں وہ جب بھی فصل کاٹتے ہیں تو وہ پھر اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے وہ پہلے ہوتی تھی، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، ان کی نیکیاں سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہیں، یہ جو بھی خرچ کریں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نعم البدل دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ (۲)

فرض نمازوں کو گراں سمجھنے والے:

ثُمَّ أَتَى عَلَى قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوسُهُمْ بِالصَّخْرِ، كُلَّمَا رُضِخت عَادَتْ كَمَا كَانَتْ، وَلَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ،فَقَالَ:مَا هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ تَتَثَاقَلُ رُءُوسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

پھر میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے لیکن کچلے جانے کے بعد ان کے سر پہلے کی طرح ہو جاتے

(۱) میزان الاعتدال ۱۷۳/۳

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹۷/۲، تفسیر طبری ۳۳۷/۱۷، تفسیر ابن کثیر ۲۰۰/۳

اور ان کے ساتھ یہ عمل مسلسل کیا جار ہا تھا ایک لمحے کے لیے بھی توقف نہ ہوتا، میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر گرانی نماز کے لئے اٹھنے نہ دیتی تھی۔ (۱)

زکوۃ نہ نکالنے والے:

ثُمَّ أَتَى عَلَى قَوْمٍ عَلَى أَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ، وَعَلَى أَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ يَسْرَحُونَ كَمَا تَسْرَحُ الْإِبِلُ وَالنَّعَمُ، وَيَأْكُلُونَ الضَّرِيعَ وَالزَّقُّومَ وَرَضْفَ جَهَنَّمَ وَحِجَارَتَهَا قَالَ: مَا هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَا يُؤَدُّونَ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ، وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ شَيْئًا وَمَا اللَّهُ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ

پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے آگے پیچھے چیتھڑے، دھجیاں لٹک رہی تھیں، وہ اونٹوں اور جانوروں کی طرح کانٹے دار درخت تھوہر (زقوم) اور جہنم کے پتھر اور انگارے چر چگ رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوۃ نہیں نکالتے تھے اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (۲)

ہرجائی مردوں اور عورتوں کا انجام:

ثُمَّ أَتَى عَلَى قَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لحم نضيج في قدر ولحم نيئ في قدر خبيث، فجعلوا يأكلون من النيئ الْخَبِيثِ وَيَدَعُونَ النَّضِيجَ الطَّيِّبَ، فَقَالَ: مَا هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: هَذَا الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِكَ، تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ الْحَلَالُ الطَّيِّبَةُ، فَيَأْتِي امْرَأَةً خَبِيثَةً فَيَبِيتُ عِنْدَهَا حَتَّى يُصْبِحَ، [وَالْمَرْأَةُ تَقُومُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِهَا حَلَالًا طَيِّبًا، فَتَأْتِي رَجُلًا خَبِيثًا فَتَبِيتُ مَعَهُ حَتَّى تُصْبِحَ

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں صاف ستھرا گوشت ہے اور ایک دوسری ہانڈی میں خبیث سڑا بوسیدہ گندہ گوشت ہے، یہ اس اچھے اور عمدہ پکے ہوئے گوشت سے گریز کر رہے ہیں اور اس بدبودار بدمزہ سڑے ہوئے گوشت کو کھا رہے ہیں، میں نے پوچھا یہ کس گناہ کے مرتکب لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ وہ مرد ہیں جو اپنی حلال، پاکیزہ بیویاں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کے پاس رات گزارتے تھے، اور وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال مردوں کو چھوڑ کر دوسرے مردوں کے پاس رات گزارتیں تھیں۔ (۳)

راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرنے والوں کی مثال:

ثُمَّ أَتَى عَلَى خَشَبَةٍ عَلَى الطَّرِيقِ، لَا يَمُرُّ بِهَا ثَوْبٌ إِلَّا شَقَّتْهُ، وَلَا شَيْءٌ إِلَّا خَرَقَتْهُ، قَالَ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا مَثَلُ أَقْوَامٍ مِنْ أُمَّتِكَ، يَقْعُدُونَ عَلَى الطَّرِيقِ يَقْطَعُونَهُ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ تَلَا {وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ [وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ] } (۴)

---

(۱) دلائل النبوة للبيهقي ۲/۳۹۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۳۳، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۷

(۲) دلائل النبوة للبيهقي ۲/۳۹۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۳۳، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۷

(۳) دلائل النبوة للبيهقي ۲/۳۹۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۳۳، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۷

(۴) الْأَعْرَافِ: ۸۶ .

پھر میں نے دیکھا کہ راستے میں پڑی ہوئی ایک لکڑی ہے اس کے پاس سے جو بھی کپڑا گزرتا ہے یہ اس کپڑے کو پھاڑ دیتی اور جو چیز بھی گزرتی اسے زخمی کر دیتی، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستے پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے راستے کاٹتے (یعنی انہیں تنگ کرتے) ہیں، پھر اس سورہ الاعراف کی آیت نمبر ۸۶ کی تلاوت فرمائی۔ [۱]

حریص خائن کی مثال:

ثُمَّ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَةً عَظِيمَةً لَا يَسْتَطِيعُ حَمْلَهَا، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهَا قَالَ: يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ عَلَيْهِ أَمَانَةٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَدَاءَهَا، وَهُوَ يَزِيدُ عَلَيْهَا

پھر ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا جمع کیا ہوا ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا لیکن وہ اس میں لکڑیوں کا اضافہ کرتا جاتا ہے، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ فرمایا یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے ذمے لوگوں کی اتنی امانتیں ہیں کہ وہ انہیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن اس کی خواہش یہ ہے کہ وہ مزید بوجھ لادے۔ [۲]

فتنہ پرداز خطیب:

ثُمَّ أَتَى عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ أَلْسِنَتُهُمْ وَشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ حَدِيدٍ كُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ،قَالَ:مَا هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟قَالَ: هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی زبانیں اور منہ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے اور کاٹے جانے کے بعد پھر اسی طرح ہو جاتے اور یہ عمل اسی طرح مسلسل جاری رہتا ہے ایک لمحے کے لیے بھی توقف نہیں ہوتا، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ فتنہ پرداز واعظ اور خطیب ہیں۔ [۳]

بے سوچے سمجھے بولنے والے کی مثال:

ثُمَّ أَتَى عَلَى جُحْرٍ صَغِيرٍ يَخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيمٌ، فَجَعَلَ الثَّوْرُ يُرِيدُ أَنْ يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ، فَلَا يَسْتَطِيعُ، فَقَالَ:مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟فَقَالَ: هَذَا الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيمَةِ ثُمَّ يَنْدَمُ عَلَيْهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرُدَّهَا

پھر ایک چھوٹے سے پتھر پر پہنچے دیکھا کہ پتھر کے سوراخ میں سے ایک بڑا بیل نکل رہا ہے، وہ بیل اس پتھر کے اس سوراخ میں واپس جانے کی کوشش کرتا تھا جہاں سے وہ نکلا تھا لیکن وہ ایسا کر نہیں پا رہا تھا، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ آدمی ہے جو بڑا بول بولتا تھا پھر اس پر نادم تو ہوتا تھا لیکن اسے واپس لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ [۴]

---

[۱] دلائل النبوة للبیہقی ۲؍۳۹۷، تفسیرابن کثیر ۵؍۳۳، تفسیر طبری ۱۷؍۳۳۷

[۲] دلائل النبوة للبیہقی ۲؍۳۹۷،تفسیرابن کثیر ۵؍۳۳

[۳] دلائل النبوة للبیہقی ۲؍۳۹۷،تفسیرابن کثیر ۵؍۳۳،تفسیرطبری ۱۷؍۳۳۷

[۴] دلائل النبوة للبیہقی ۲؍۳۹۷، تفسیرابن کثیر ۵؍۳۳، تفسیر طبری ۱۷؍۳۳۷

جنت کی صدا اور پکار:

ثُمَّ أَتَى عَلَى وَادٍ فَوَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً بَارِدَةً، وَرِيحَ مِسْكٍ، وَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ:يَا جِبْرِيلُ، مَا هَذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ الْبَارِدَةُ؟ وَمَا هَذَا الْمِسْكُ؟ وَمَا هَذَا الصَّوْتُ؟قَالَ:هَذَا صَوْتُ الْجَنَّةِ تَقُولُ: يَا رَبِّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي، فَقَدْ كَثُرَتْ غُرَفِي، وَإِسْتَبْرَقِي وَحَرِيرِي وسندسي، وعبقريي ولؤلؤي ومرجاني، وفضتي وَذَهَبِي وَأَكْوَابِي وَصِحَافِي، وَأَبَارِيقِي وَمَرَاكِبِي، وَعَسَلِي وَمَائِي، وَخَمْرِي وَلَبَنِي فَآتِنِي مَا وَعَدْتَنِي

پھر میں ایک وادی میں آیا جہاں میں نے پاکیزہ ٹھنڈی ہوا محسوس کی اور کستوری کی خوشبو بھی اور ایک آواز بھی سنی، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ ٹھنڈی پاکیزہ ہوا، کستوری کی خوشبو اور آواز کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ جنت کی آواز ہے، یہ کہتی ہے اے اللہ! مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر! میرے بالاخانے، ریشم، موتی، مونگے، سونا چاندی، جام، کٹورے، شہد، پانی، دودھ شراب وغیرہ نعمتیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں،

فَقَالَ:لَكِ كُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ، وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَمَنْ آمَنَ بِي وَبِرُسُلِي وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَمْ يُشْرِكْ بِي، وَلَمْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِي أَنْدَادًا وَمَنْ خَشِيَنِي فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَمَنْ أَقْرَضَنِي جَزَيْتُهُ،وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيَّ كَفَيْتُهُ، إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، لَا أُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ،قَالَتْ: قَدْ رَضِيتُ

اسے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت، مومن مرد اور مومن عورت اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، نیک عمل کیے، میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا نہ کسی کو میرا ہمسر بنایا، یہ تیرے مہمان ہوں گے، تیرے ہی پاس آئیں گے، سن! جس کے دل میں میرا ڈر ہے وہ ہر خوف سے محفوظ ہے، جو مجھ سے سوال کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا جو مجھے قرض دیتا ہے میں اسے بدلہ دیتا ہوں، جو مجھ پر توکل کرتا ہے میں اسے کفایت کرتا ہوں، میں سچا معبود ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میرے وعدے خلاف نہیں ہوتے، مومن یقیناً فلاح یاب ہوگئے، بہت بابرکت ہے وہ جو بہترین خالق ہے، یہ سن کر جنت نے کہا بس میں راضی ہوگئی۔ [1]

جہنم کی صدا اور پکار:

ثُمَّ أَتَى عَلَى وَادٍ فَسَمِعَ صَوْتًا مُنْكَرًا، وَوَجَدَ رِيحًا مُنْتِنَةً،فَقَالَ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ يَا جِبْرِيلُ؟ وَمَا هَذَا الصَّوْتُ؟فَقَالَ:هَذَا صَوْتُ جَهَنَّمَ تَقُولُ: يَا رَبِّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي، فَقَدْ كَثُرَتْ سَلَاسِلِي وَأَغْلَالِي، وَسَعِيرِي وَحَمِيمِي، وَضَرِيعِي، وَغَسَّاقِي وَعَذَابِي، وَقَدْ بَعُدَ قَعْرِي، وَاشْتَدَّ حَرِّي، فَآتِنِي كُلَّ مَا وَعَدْتَنِي، فَقَالَ:لَكِ كُلُّ مُشْرِكٍ وَمُشْرِكَةٍ، وَكَافِرٍ وَكَافِرَةٍ، وَكُلُّ خَبِيثٍ وَخَبِيثَةٍ، وَكُلُّ جَبَّارٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ،قَالَتْ:قَدْ رَضِيتُ

پھر میں ایک اور وادی میں پہنچا جہاں نہایت بری اور بھیانک مکروہ آوازیں آرہی تھیں اور سخت بدبو تھی، میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیسی بدبو ہے اور یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ جہنم کی آوازیں ہیں، وہ کہہ رہی ہے اے اللہ! مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر جو تو نے مجھ سے کیا ہے، میرے طوق اور زنجیر، میرے شعلے اور میرا کرماؤ، میرا تھور، لہو اور پیپ، میرے عذاب اور سزا کے سامان بہت زیادہ ہوگئے ہیں، میرا گہراؤ بہت زیادہ ہے، میری آگ بہت تیز ہے، پس تو مجھے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے

[1] دلائل النبوة للبیہقی ۲/۳۹۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۳۳، ۳۴، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۷

فرمایا ہر مشرک، مشرکہ اور کافر و کافرہ، خبیث مرد و عورت اور ہر سرکش جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا یہ سب تیرے لیے ہیں، یہ سن کر جہنم نے کہا میں راضی ہوگئی۔ (۱)

انبیاء علیہ السلام کی مجلس مکالمہ اور اللہ سے ہم کلامی:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے حتی کہ بیت المقدس پہنچ گئے یہاں آپ نے گھوڑے کو صخرہ کے ساتھ باندھنے کے بعد فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیاء کی روحوں کے ساتھ ہوئی اور (گویا) ایک استقبالیہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ہر جلیل القدر پیغمبر نے اپنی اپنی امتیازی خصوصیت بیان کی جن سے اللہ نے ان کو نوازا تھا، سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شرف و امتیاز بیان فرمایا، پھر پانی دودھ اور شراب کے تین سر بہ مہر برتنوں کا ذکر ہے، اس کے بعد آسمان پر چڑھ جانے اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتوں کا بیان ہے اس میں بھی بہت سی عجیب و غریب چیزیں ہیں جو مستند روایات میں نہیں ہیں، اسی طرح پھر سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچے اور یہاں آپ کے اللہ سے ہم کلام ہونے کا ذکر ہے اور یہ تفصیل دلچسپ بھی ہے اور مستند روایات سے یکسر مختلف بھی، اور آخر میں پانچ نمازوں کے فرض ہونے اور موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے اس میں تخفیف کا بیان ہے۔ (۲)

یہ ضعیف روایت ہے، اس کا انداز بیاں اور اس میں بیان کردہ تفصیلات بھی اس کے غیر مستند ہونے کی غماز ہیں، اسی لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کے راوی کی بابت لکھتے ہیں

أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ قَالَ فِيهِ الْحَافِظُ أَبُو زُرْعَةَ:الرَّازِيُّ يَهِمُ فِي الْحَدِيثِ كَثِيرًا وَقَدْ ضَعَّفَهُ غَيْرُهُ أَيْضًا، وَوَثَّقَهُ بَعْضُهُمْ، وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ سَيِّئُ الْحِفْظِ فَفِيمَا تَفَرَّدَ بِهِ نَظَرٌ. وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي بَعْضِ أَلْفَاظِهِ غَرَابَةٌ وَنَكَارَةٌ شَدِيدَةٌ

میں کہتا ہوں ابو جعفر الرازی اس کے بارے میں حافظ ابو زرعہ نے کہا وہ حدیث میں بہت وہم کرتا ہے، ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی توثیق کی ہے اور زیادہ واضح بات یہ ہے کہ وہ برے حافظے والا ہے، پس اس کی وہ روایات جس میں وہ متفرد ہے مشکوک ہیں اور اس کی اس حدیث کے بعض الفاظ میں بھی غرابت اور سخت نکارت ہے۔ (۳)

سود خوروں کی ایک اور مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں کچھ لوگوں پر سے گزرا جن کے پیٹ مکانوں کے مانند تھے، ان میں سانپ تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آتے تھے میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۹۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۳۴، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۵/۳۴

(۳) تفسیر ابن کثیر ۵/۳۸

سود خور ہیں۔[1]

صدقے کے مقابلے میں قرض کی فضیلت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ

انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں نے جنت کے دروازوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا، میں نے کہا اے جبرئیل علیہ السلام سے کہا قرض کا اجر صدقے سے بھی بڑھ کر ہے، اس کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ سائل ہوتے ہوئے بھی سوال کر لیتا ہے اور قرض طلب کرنے والا اسی وقت قرض مانگتا ہے جب وہ حاجت مند ہوتا ہے، اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اس لیے قرض دینے کی فضیلت صدقے سے بھی زیادہ ہے۔[2]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابن معین رحمہ اللہ، امام ابو داود رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، ابو زرعہ رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

في إسناده خالد بن يزيد ضعفه

اس کی سند میں خالد بن یزید ضعیف ہے،

حكم الألباني: ضعيف جدا

شیخ البانی کہتے ہیں یہ بہت کمزور روایت ہے۔

انہی مشاہدات کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ایک ایسے فرشتے (مالک) سے ہوئی جو نہایت ترش روئی سے ملا،

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: تَلَقَّتْنِي الْمَلَائِكَةُ حِينَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَلَمْ يَلْقَنِي مَلَكٌ إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا، يَقُولُ خَيْرًا وَيَدْعُو بِهِ، حَتَّى لَقِيَنِي مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا، وَدَعَا بِمِثْلِ مَا دَعَوْا بِهِ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَضْحَكْ، وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَا رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهِ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ: يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا الْمَلَكُ الَّذِي قَالَ لِي كَمَا قَالَتْ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ يَضْحَكْ (إِلَيَّ)، وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آسمان دنیا پر پہنچا جو فرشتہ مجھ سے ملاقات کو آتا تھا وہ خندہ پیشانی اور بشاش چہروں کے ساتھ ملا، اور کلمات دعا وخیر وبرکت زبان پر جاری کرتا تھا یہاں تک کہ ایک ایسا فرشتہ آیا جس نے اور فرشتوں کی طرح ملاقات کی اور دعا بھی دی مگر نہ ہنستا تھا اور نہ اس کی پیشانی سے بشاشت کے آثار پائے جاتے تھے، میں نے جرائیل سے کہا اے جبرئیل! یہ کون فرشتہ ہے جو نہ ہنستا ہے اور نہ اس کے چہرہ سے خوشی کے آثار محسوس ہوتے ہیں،

قَالَ: فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ: أَمَا إِنَّهُ لَوْ ضَحِكَ إِلَى أَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ، أَوْ كَانَ ضَاحِكًا إِلَى أَحَدٍ بَعْدَكَ، لَضَحِكَ إِلَيْكَ،

[1] سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا ۲۲۷۴

[2] سنن ابن ماجه كتاب الصدقات بَابُ الْقَرْضِ ۲۴۳۲

وَلَكِنَّهُ لَا يَضْحَكُ، هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ، وَهُوَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْمَكَانِ الَّذِي وُصِفَ لَكُمْ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ : أَلَا تَأْمُرُهُ أَنْ يُرِيَنِي النَّارَ؟ فَقَالَ:بَلَى، يَا مَالِكُ، أَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ. قَالَ: فَكَشَفَ عَنْهَا غِطَاءَهَا، فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ، حَتَّى ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرَى.

جبرائیل علیہ السلام نے مجھے جواب دیا اگر یہ فرشتہ آپ سے پہلے کسی کے ساتھ ہنستا ہوتا تو آپ کے ساتھ بھی ہنستا، یہ تو کبھی ہنسا ہی نہیں، یہ تو دوزخ کا داروغہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبرائیل سے کہا اور جبرائیل کا اللہ کے ہاں جو مرتبہ ہے اس سے تم واقف ہو کہ ہر ایک فرشتہ اس کی اطاعت کرتا ہے میں نے کہا اے جبرائیل! تم مالک سے کہو کہ مجھے دوزخ کی سیر کرادے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا بہتر ہے، اور داروغہ جہنم سے کہا اے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کی سیر کرادو، فرمایا پس داروغہ جہنم مالک نے جہنم پر سے ڈھکنا اٹھایا جس کے اٹھاتے ہی اس کے شعلے بلند ہوئے اور میں نے خیال کیا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے ہر چیز کو یہ جلادے گی۔[۱]

ثُمَّ انْحَدَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: مَا لِي لَمْ آتِ عَلَى سَمَاءٍ إِلَّا رَحَّبُوا بِي وَضَحِكُوا إِلَيَّ، غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَرَحَّبَ بِي وَلَمْ يَضْحَكْ إِلَيَّ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے کہا جس آسمان پر جو بھی مجھے ملا اس نے ہنس کر میرا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا سوائے ایک آدمی کے، میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا، مجھے خوش آمدید کہا لیکن مسکرا کر استقبال نہیں کیا

قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، ذَاكَ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ لَمْ يَضْحَكْ مُنْذُ خُلِقَ وَلَوْ ضَحِكَ إِلَى أَحَدٍ لَضَحِكَ إِلَيْكَ

جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جہنم کا داروغہ (مالک) ہے یہ جب سے پیدا ہوا ہے ہنسا نہیں ہے اگر یہ کسی کے سامنے ہنسا ہوتا تو یقیناً آپ کے سامنے بھی ہنستا۔[۲]

ان تمام مشاہدات کا ذکر سب روایات میں یکجا نہیں آیا ہے بلکہ مختلف مشاہدات کا ذکر متفرق طور پر مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے، ان سب کے حوالہ جات یکجا کر دیئے گئے ہیں۔

رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَهُوَ جَالِسٌ وَاجِمٌ.فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ خَبَرٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ! فَقَالَ: وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ إِنِّي أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ.قَالَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ لَكَ لِتُخْبِرَهُمْ أَتُخْبِرُهُمْ بِمَا أَخْبَرْتَنِي بِهِ؟قَالَ: نَعَمْ !

دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں چند دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تشریف فرما تھے تو اتفاقاً (امت کے فرعون) ابوجہل سے آمنا سامنا ہو گیا اس نے تمسخرانہ انداز میں کہا کوئی تازہ خبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اس نے پوچھا فرمائے کیا خبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گزشتہ شب مکہ سے بیت المقدس تک ہو آیا ہوں، (تو ابوجہل کا منہ کھلے کا کھلے رہ گیا) کہنے لگا راتوں رات بیت المقدس کی طرف، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (ابوجہل نے فوراً آپ کی تکذیب نہ کی کیونکہ اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگوں کو آپ کی یہ بات بتائے اور آپ

---

[۱] ابن ہشام ۱/۴۰۴

[۲] تفسیر ابن کثیر ۵/۱۴

اس کا انکار کر دیں) اس نے اس لئے اس نے کہا اگر آپ کی قوم کے لوگوں کو یہاں بلاؤں تو کیا آپ ان سے بھی یہ واقعہ بیان کریں گے جو مجھ سے بیان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک،

فقال أبو جهل: هيا معشر قريش وقد اجتمعوا مِنْ أَنْدِيَتِهِمْ فَقَالَ أَخْبِرْ قَوْمَكَ بِمَا أَخْبَرْتَنِي بِهِ، فَقَصَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى وَأَنَّهُ جَاءَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ هَذِهِ اللَّيْلَةَ وَصَلَّى فِيهِ،

چنانچہ ابوجہل نے پکار پکار کر کہا اے گروہ قریش خبر سننے کے لئے جمع ہو جاؤ جب لوگ جمع ہو گئے تو کہنے لگا جو آپ نے مجھے بتلایا ہے اب سب لوگوں کے سامنے دہرائیں، رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی پس و پیش کے تمام واقعہ من وعن سب کے سامنے دہرا دیا کہ آپ راتوں رات بیت المقدس گئے اور وہاں نماز پڑھی۔ [1]

اہل مکہ کو تو آپ کا تمسخر اڑانے کا موقعہ چاہیے تھا

فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِلْكَذِبِ

چنانچہ کوئی تو مذاق میں تالیاں پیٹنے لگا اور کوئی تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارنے لگا اور سخت حیرت کے ساتھ انہوں نے بالاتفاق آپ کو جھوٹا سمجھا۔ [2]

کفار مکہ اچھی طرح جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس جو مکہ سے چالیس دن کے فاصلے پر ہے کبھی تشریف نہیں لے گئے تھے اس لئے کچھ دیر کے بعد کہنے لگے اچھا تم وہاں کی کیفیت اور جو نشانات ہم پوچھیں بتا سکتے ہو؟ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بیت المقدس ہو آئے تھے اور وہاں کے چپے چپے سے واقف تھے آپ ﷺ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم: لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلُونِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، قَالَ: فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حجر یا حطیم میں کھڑا ہو گیا اور قریش مجھ سے معراج کا حال دریافت کرنے لگے، انہوں نے بیت المقدس کے متعلق کئی چیزوں کے بارے میں دریافت کیا (بعض اوصاف یاد نہ رہنے کی وجہ سے) میں بیان نہ کر سکا، مجھے ان سوالات سے اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا صدمہ پہلے کبھی نہیں پہنچا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اسے دیکھتا جاتا تھا اور جو سوال وہ پوچھتے تھے انکا جواب دیتا جاتا تھا۔ [3]

---

[1] البداية والنهاية ۳/۱۱۴

[2] دلائل النبوة للبيهقى ۲/۳۶۳

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ، وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ عن جابر وابی ہریرہؓ ۴۳۰،۴۲۸صحیح بخاری کتاب مناقب الانصاربَابُ حَدِيثِ الإِسْرَاءِ ۳۸۸۶، وکتاب التفسیر سورہ بنی اسرائیل بَابُ قَوْلِهِ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ المَسْجِدِ الحَرَامِ عن جابر ۴۷۱۰

فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَصَابَ

آپ ﷺ کے ان نشانات کے بتلانے کے بعد سب کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے اوصاف تو ٹھیک بتائے ہیں اللہ کی قسم! ایک بات بھی غلط بیان نہیں کی۔ [1]

کیا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا

ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ:سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟قَالَ:نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا۔ [2]

ابو موسیٰ اشعری کی روایت:

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ حِجَابُهُ النُّورُ.وَفِي رِوَايَةٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ .

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا حجاب بھی نور ہے، اور روایت میں ہے اگر وہ اسے کھول دے تو اس کے چہرہ کی شعاعیں جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک کی ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دیں۔ [3]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت :عطاء بن ابی رباح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے **وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى** کا مطلب پوچھا قَالَ:رَأَى جِبْرِيلَ تو انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ [4]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایات:

زِرًّا،عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، {**فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى**}[5] ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ،أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

---

[1] مسند احمد ۲۸۱۹،مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۵۷۲ ، تفسیر ابن کثیر ۵٫۳۰

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ، وَفِي قَوْلِهِ رَأَيْتُ نُورًا ۴۴۳،جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۸۲،تفسیر ابن کثیر ۸٫۵

[3] البدایة والنهایة ۱٫۳۳۰،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ۴۴۵، مسند احمد ۱۹۶۳۲، مسند البزار ۳۰۱۸،تفسیر ابن کثیر ۱٫۶۷۸

[4] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ ۴۳۵

[5] النجم: 10

زر بن جیش کی روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ''یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا، تب اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی۔'' کی تفسیر یہ بیان فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔ (١)

اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اور لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کی بھی یہی تفسیر زر بن جیش نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے، ح ٣٢٧٧۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر زر بن جیش کے علاوہ عبدالرحمٰن بن یزید اور ابو وائل کے واسطہ سے بھی منقول ہوئی ہے۔ (٢)

عَنْ زِرٍّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى} (٣)، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جِبْرِيلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، عَلَيْهِ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

اس کے علاوہ زر بن جیش کی دو روایتیں اور بھی ہیں جن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ''اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا۔'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔ (٤)

شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

اسی مضمون کی روایت شقیق بن سلمہ سے بھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی زبان سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ فرمایا کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اس صورت میں سدرۃ المنتہیٰ پر دیکھا تھا ان کے چھ سو بازو تھے۔ (٥)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} (٦)، قَالَ: رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اس میں جھوٹ نہ ملایا۔'' کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے

(١) صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ٤٨٥٧، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ ٤٣٤، جامع ترمذی ابواب التفسیر بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ٣٢٧٧

(٢) مسند احمد ٣٧٤٨

(٣) النجم: ١٣

(٤) مسند احمد ٣٩١٥

(٥) مسند احمد ٣٨٦٢

(٦) النجم: ١١

کہارسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ اپنے دل سے دیکھا۔ ①

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَتَعْجَبُونَ أَنْ يَكُونَ الْخُلَّةُ لِإِبْرَاهِيمَ، وَالْكَلَامُ لِمُوسَى، وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور محمد ﷺ کو رؤیت کا شرف بخشا؟۔ ②

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت بخاری کی شرط پر صحیح ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔ ③

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَآهُ مَرَّتَيْنِ

دوسری رؤیت میں فرماتے ہیں دو مرتبہ دیکھا تھا۔ ④

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، {مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأَى} قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ.

جبکہ تیسری رؤیت میں کہتے ہیں آپ ﷺ نے اللہ کو دل سے دیکھا تھا۔ ⑤

إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ.قَالَ مَسْرُوقٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟

شعبی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا اللہ نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا تھا، موسیٰ علیہ السلام سے اس نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد ﷺ نے دو مرتبہ اس کو دیکھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سن کر مسروق رحمہ اللہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تھے اور پوچھا تھا کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔ ⑥

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رَأَيْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت یہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک وتعالی کو دیکھا۔ ⑦

---

① مسند احمد ۱۹۵۶

② مستدرک حاکم۲۱۶،السنة لابن ابی عاصم۴۴۲،التوحیدلابن خزیمة۴۹۷/۲،السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۷۵

③ مستدرک حاکم۲۱۷

④ مستدرک حاکم ۲۱۹

⑤ جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۸۱

⑥ جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۸

⑦ مسند احمد۲۵۸۰

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الله عليه وسلم قال :أَتَانِي رَبِّي اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ أَحْسَبُهُ يَعْنِي فِي النَّوْمِ

دوسری روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا رب بہترین صورت میں میرے پاس آیا میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ خواب میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ (۱)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ بَعْضِ، أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَهُ بِعَيْنَيَّ، وَرَأَيْتُهُ بِفُؤَادِي مَرَّتَيْنِ

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے ؟ آپ نے جواب فرمایا میں نے ان کو آنکھ سے نہیں بلکہ دو مرتبہ اپنے دل سے دیکھا۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مُرَّةً بِبَصَرِهِ، وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ

ایک اور روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ آنکھوں سے اور دوسری مرتبہ دل سے۔ (۳)

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّهُ أَطْلَقَ الرُّؤْيَةَ، وَهِيَ مَحْمُولَةٌ عَلَى الْمُقَيَّدَةِ بِالْفُؤَادِ. وَمَنْ رَوَى عَنْهُ بِالْبَصَرِ فَقَدْ أَغْرَبَ، فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ عَنِ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مطلق رؤیت کی جو روایت مروی ہے اسے اس روایت پر محمول کیا جائے گا جس میں دل کے ساتھ دیکھنے کی تخصیص ہے اور جس نے ان سے آنکھ سے دیکھنے کی روایت کی ہے اس نے بڑی عجیب بات کی ہے اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی بابت کوئی چیز صحیح ثابت نہیں۔ (۴)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کی روایات:

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا أُمَّتَاهْ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ، مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ : مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ} (۵)، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} (۶).قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فَأَيْنَ قَوْلُهُ؟ {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

---

(۱) مسند احمد ۳۴۸۴

(۲) تفسیر طبری ۲۲/۵۰۵

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۵۶۴، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۷/۶۴۷، فتح القدیر ۵/۱۳۳، فتحُ البيان في مقاصد القرآن ۱۳/۲۵۱

(۴) تفسیر ابن کثیر ۷/۴۴۹

(۵) الأنعام : ۱۰۳

(۶) الشوری : ۵۱

{أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ}[۱] قَالَتْ:إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هَذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اماں جان! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (معراج کے موقعہ پر) اپنے رب کو دیکھا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا تمہاری اس بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تم یہ کیسے بھول گئے کہ تین باتیں ایسی ہیں جن کا اگر کوئی شخص دعویٰ کرے تو جھوٹا دعویٰ کرے گا، جو شخص تم سے یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹ کہتا ہے، پھر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں ''نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے، وہ نہایت باریک ہیں اور باخبر ہے۔'' ''کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ سے کلام کرے مگر یا تو وحی کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔'' اس کے بعد انہوں نے فرمایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا تھا، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر مسروق رحمہ اللہ نے کہا پھر اس قول کا کیا مطلب ہے ''پھر وہ قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا تب اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی۔'' نے اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اس سے مراد جبرائیل ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمیشہ انسانی صورت میں آیا کرتے تھے مگر اس موقع پر وہ اپنی اصلی شکل میں آپ کے پاس آئے اور سارا افق ان سے بھر گیا۔[۲]

قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ، قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي، وَلَا تُعْجِلِينِي، أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ}[۳] {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ}[۴]؟ فَقَالَتْ: أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو شخص تم سے یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا وہ اللہ پر بہت بڑا افترا کرتا ہے مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا یہ بات سن کر میں اٹھ بیٹھا اور کہا ام المومنین جلدی نہ فرمائیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ''اور اس نے اسے آسمان کے کھلے کناروں پر دیکھا ہے۔'' اور ''اور اس نے اسے دوسری مرتبہ دیکھا۔'' تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے کو دریافت کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جبریل علیہ السلام تھے میں نے ان کو اس

(۱) النجم : ۹

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۳۲۳۵،۳۲۳۴، وكِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سُورَةُ وَالنَّجْمِ ۴۸۵۵،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى

(۳) التکویر : ۲۳،

(۴) النجم : ۱۳

اصلی صورت میں جس پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ان سے دو مواقع کے سوا کبھی نہیں دیکھا ان دو پر میں نے ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا اور ان کی عظیم ہستی زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا پر چھائی ہوئی تھی،

فَقَالَتْ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللهَ يَقُولُ: {لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ} [۱]، أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللهَ يَقُولُ: {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ} [۲]؟،قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللهِ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ، وَاللهُ يَقُولُ: {يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ} [المائدة: 67]،قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ، وَاللهُ يَقُولُ: {قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ} [۳]،

پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے مسروق! کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ نے فرمایا ہے ’’نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔‘‘ علاوہ ازیں کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ سے کلام کرے، مگر یا تو وحی کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔‘‘ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو شخص یہ خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپالیا (یعنی اسے بیان نہیں فرمایا) تو اس نے بھی اللہ پر بڑا بہتان باندھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔‘‘ اور فرمایا جو شخص یہ خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ آنے والے کل کے حالات کی خبر دیتے ہیں تو اس نے بھی اللہ پر بہتان باندھا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ان سے کہو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ (تمہارے معبود تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ کب وہ اٹھائے جائیں گے۔‘‘ [۴]

محمد بن کعب القرظی کی روایت:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ بَعْضِ، أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَهُ بِعَيْنَيَّ، وَرَأَيْتُهُ بِفُؤَادِي مَرَّتَيْنِ

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے

---

[۱] الأنعام: ۱۰۳

[۲] الشورى: ۵۱

[۳] النمل: ۶۵

[۴] صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ ۴۳۹

؟ آپ نے جواب فرمایا میں نے ان کو آنکھ سے نہیں بلکہ دومرتبہ اپنے دل سے دیکھا۔ [۱]

انس رضی اللہ عنہ کی روایت:

حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ: خَمْسِينَ صَلاَةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی ایک روایت شریک بن عبد اللہ کے حوالہ سے ہے جس میں یہ الفاظ ہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور رب اللہ رب العزت سے قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی۔ [۲]

اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبد الحق الجمع بین الصحیین کے مولف نے اعتراض کیے ہیں، اور سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ یہ صریح قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید دو الگ الگ رؤایتوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سے ایک ابتداء افق اعلیٰ پر ہوئی تھی اور پھر اس میں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ،فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کا معاملہ پیش آیا تھا اور دوسری سدرۃ المنتہیٰ کے پاس واقع ہوئی تھی لیکن یہ روایت ان دونوں رؤایتوں کو غلط ملط کر کے ایک بنا دیتی ہے، اس لئے قرآن مجید سے متعارض ہونے کی بنا پر اس کو کسی طرح قبول ہی نہیں کیا جا سکتا۔

ان سب روایات میں سب سے زیادہ وزنی روایتیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہیں کیونکہ ان دونوں نے بالاتفاق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے کہ ان دونوں مواقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور یہ رؤایات قرآن مجید اور ارشادات نبویہ سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں، مزید برآں ان کی تائید ابوذر رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایات ہیں ان میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے کسی میں دونوں رؤایتوں کو عینی کہتے ہیں، کسی میں دونوں کو قلبی قرار دیتے ہیں، کسی میں ایک کو عینی اور دوسری کو قلبی بتاتے ہیں اور کسی میں عینی رویت کی صاف صاف نفی کر دیتے ہیں ،ان میں سے کوئی روایت بھی ایسی نہیں ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کوئی ارشاد نقل کر رہے ہوں اور جہاں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے وہاں اول تو قرآن مجید کی بیان کردہ ان دونوں رویتوں میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں ہے اور مزید برآں ان کی ایک روایت کی تشریح دوسری روایت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت بحالت بیداری نہیں بلکہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا، اس لئے درحقیقت ان آیات کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح محمد بن کعب کی روایت بھی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کرتی ہے لیکن ان میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی کوئی تصریح نہیں ہے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی، نیز ان میں سے ایک میں بتایا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عینی رؤیت کی صاف صاف نفی فرما دی تھی۔

---

[۱] تفسیر طبری ۵۰۵، ۲۲

[۲] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۷۵۱۷

کیا معراج متعدد مرتبہ ہوا

حَصَلَ الْوُقُوفُ عَلَى مَجْمُوعِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ صَحِيحِهَا وَحَسَنِهَا وَضَعِيفِهَا، يَحْصُلُ مَضْمُونُ مَا اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ مِنْ مَسْرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من مَكَّةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَأَنَّهُ مَرَّةٌ وَاحِدَةٌ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ عِبَارَاتُ الرُّوَاةِ فِي أَدَائِهِ، أَوْ زَادَ بَعْضُهُمْ فِيهِ أَوْ نَقَصَ مِنْهُ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان تمام احادیث کی واقفیت کے بعد جن میں صحیح بھی ہیں، حسن بھی ہیں، ضعیف بھی ہیں کم از کم اتنا تو ضرور معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کے جانا ہوا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ صرف ایک ہی مرتبہ ہوا ہے، گو راویوں کی عبارتیں اس باب میں مختلف الفاظ سے ہیں، گو ان میں کمی بیشی بھی ہے (یعنی انہوں نے تعدد معراج کے قول کو بالکل لغو اور بے سند اور خلاف سیاق احادیث ٹھہرایا ہے)۔ (۱)

عند جمهور المحدثين والفقهاء والمتكلمين وتواردت عليه ظواهر الأخبار الصحيحة، ولا ينبغي العدول عنه

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے یہی جمہور محدثین، متکلمین اور فقہا کی رائے ہے اور صحیح روایات کا تواتر بھی بظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے عدول نہیں کرنا چاہیے۔ (۲)

کیا معراج ایک خواب تھا

بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج پر یقین نہیں رکھتے اور اپنے یقین کی بنیاد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ضعیف، منقطع روایات پر رکھتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب جو روایت منسوب ہے اسے ابن ہشام نے زیاد البکالی کے واسطہ سے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عُتْبَةَ بِنِ الْمُغِيرَةِ بِنِ الْأَخْنَسِ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْرَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَتْ رُؤْيَا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى صَادِقَةً.

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھ سے یعقوب بن عتبۃ بن المغیرہ نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کی جانب سے ایک سچا خواب تھا۔ (۳)

چند دلائل:

اس روایت کو محمد بن اسحاق کے سوا اور کوئی روایت نہیں کرتا، کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبد اللہ بن الطفیل البکالی جو اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے،

(۱) تفسیرابن کثیر ۴۲/۵

(۲) شرح الزرقانی علی المواہب ۶۷/۲

(۳) ابن ہشام ۴۰۰/۱، الروض الانف ۲۵۷/۳، سبل الھدی والرشادفی سیرۃ خیر العباد ۶۹/۳

قال ابن معين: لا بأس به في المغازى، وأما في غيرها فلا،قال النسائي: ضعيف وقال مرة: ليس بالقوي،قال أبو حاتم: لا يحتج به، قال ابن المديني: ضعيف،قال ابن سعد: كان عندهم ضعيفاً، وقد رووا عنه، قال صالح جزرة: هو في نفسه ضعيف، لكن هو من أثبتهم في المغازى،قال عبد الله بن إدريس: ما أحد أثبت في ابن إسحاق من زياد البكائي

یحیٰ بن معین کہتے ہیں غزوات کی روایت نقل کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن بقیہ روایات میں ہرگز بھی قابل قبول نہیں امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے قوی نہیں، ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ حجت نہیں، ابن المدینی کہتے ہیں ضعیف ہے، ابن سعد کہتے ہیں کہ اگرچہ محدثین نے اس سے روایات لی ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ حجت نہیں، صالح جزرہ کا کہنا ہے کہ فی الذات تو ضعیف ہے لیکن مغازی کی روایات میں معتبر ہے، عبد اللہ بن ادریس کہتے ہیں محمد بن اسحاق کے اقوال اور روایات نقل کرنے میں اس سے زیادہ قابل اعتبار کوئی نہیں۔[1]

تبع تابعین میں یعقوب بن عتبۃ المغیرۃ ۱۳۸ ھ میں انتقال کر چکے تھے انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا اور انہوں نے یہ روایت کس سے لی ہے بیان نہیں کیا، اس روایت میں ایک راوی غائب ہے اسلئے یہ منقطع روایت ہے جو قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسری روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، عن محمد، قال :وَحَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ: مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ.

ہم سے ابن حمید نے بیان کیا ہے، ان سے سلمہ نے وہ محمد سے نقل کرتے ہیں، محمد کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا ابو بکر کی اولاد میں سے کسی نے بیان کیا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم غائب نہیں ہوا تھا بلکہ معراج آپ کو آپ کی روح کے ذریعہ ہوئی۔[2]

چند دلائل:

اس روایت میں بھی محمد بن اسحاق اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک راوی (یعنی خاندان ابی بکر کے ایک شخص کا نام و نشان مذکور نہیں، راوی مجہول ہے اس طرح یہ روایت غریب مجہول ہے) غائب ہے، اس لئے یہ روایت بھی پایہ صحت سے فروتر ہے۔ (سیرت النبی ۳۴۳؍۳)

مورخ سلمۃ الابرش:

سلمة بن الْفَضْلِ الأبرش الأَنْصارِيّ ، أَبُو عَبْد اللَّهِ الأزرق الرازي قاضي الري، ضعفه ابن راهويه،قال الْبُخَارِيّ: عنده مناكير ،وَقَال النَّسائي : ضعيف، وقال ابن المديني: ما خرجنا من الرى حتى رمينا بحديث سلمة،ابن معين، قال: سلمة الابرش رازى يتشيع،وقال أبو حاتم: لا يحتج به،وقال أبو زرعة: كان أهل الرى لا يرغبون فيه لسوء رأيه وظلم فيه

---

[1] میزان الاعتدال ۹۱؍۲

[2] تفسیر طبری ۳۵۰؍۱۷، تفسیر ابن کثیر ۴۴؍۵، ابن ہشام ۳۹۹؍۱

اس کا پورا نام سلمۃ بن الفضل ہے، ابرش کے لقب سے مشہور تھا، اس کی کنیت ابو عبد اللہ ارزق تھی، رازی کی نسبت سے مشہور ہے، یہ رے کا قاضی تھا، محمد بن اسحاق کی مغازی کا یہ ایک راوی ہے، امام اسحٰق بن راھویہ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی بعض احادیث منکر ہوتی ہیں، امام نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ ضعیف ہے، علی بن المدینی کا بیان ہے کہ ہم جس وقت رے سے واپس ہوئے تھے تو ہم نے ان روایات کو جو اس سے سن کر لکھی تھیں لغو اور جھوٹ سمجھ کر زمین پر پھینک دیا تھا، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ ابرش رازی شیعہ تھا، امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں یہ قابل حجت نہیں، امام ابو زرعہ رازی کا ارشاد ہے کہ رے کے باشندے اسے قطعاً پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اس کے خیالات بہت گندے تھے اگرچہ نمازیں بہت خشوع وخضوع سے پڑھتا، قاضی ہونے سے قبل بچوں کو پڑھاتا تھا، یہ ۱۹۱ ھ میں فوت ہوا[1]

مورخ محمد بن حمید رازی:

عن يعقوب القمى، قال يعقوب بن شيبة: كثير المناكير، وقال البخاري: فيه نظر. وكذبه أبو زرعة. وقال فضلك الرازي: عندي عن ابن حميد خمسون ألف حديث، ولا أحدث عنه بحرف، وقال صالح جزرة: كنا نتهم ابن حميد في كل شئ يحدثنا ما رأيت أجرأ على الله منه، كان يأخذ أحاديث الناس فيقلب بعضه على بعض، وقال النسائي: ليس بثقة. وقال صالح جزرة: ما رأيت أحذق بالكذب من ابن حميد ومن ابن الشاذكونى، فضلك الرازي يقول: دخلت على محمد بن حميد وهو يركب الأسانيد على المتون

اس کا پورا نام محمد بن حمید ہے، رے کا باشندہ تھا، یعقوب قمی (جو شیعہ کتابوں کا مصنف ہے) وغیرہ سے روایات نقل کرتا ہے، حفظ الروایات سمجھا جاتا ہے ضعیف ہے، یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یہ بہت منکر روایات بیان کرتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس پر اعتراض ہے، اس کے ہم وطن امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ کذاب ہے، فضلک الرازی فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس کی پچاس ہزار روایات ہیں جن میں سے ایک بھی بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا، صالح جزرہ کا قول ہے کہ ہم لوگ اس محمد بن حمید کو ہر بات میں جھوٹا سمجھتے ہیں میں نے اس شخص سے زیادہ اللہ سے بے خوف کوئی انسان نہیں دیکھا، یہ لوگوں سے احادیث و روایات سنتا اور ان میں ردوبدل کرتا رہتا تھا، امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے، صالح جزرہ کا قول ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو شخصوں سے زیادہ جھوٹ کا ماہر کوئی نہیں دیکھا ایک محمد بن حمید مورخ اور دوسرا ابن الشاذکونی، امام فضلک الرازی فرماتے ہیں کہ میں اس محمد بن حمید کے پاس گیا تو یہ سنی سنائی کہانیوں کی سندات وضع کر رہا تھا۔[2]

اس لئے یہ باور کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب یا روح کے ذریعہ معراج کرائی گئی تھی کسی طور پر ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان ضعیف روایات کے ذریعہ سے جسمانی معراج کی حیثیت پر کاری ضرب لگانے کی فضول کوشش کی گئی ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال ۲/۱۹۲، تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ۱۱/۳۰۵

[2] ميزان الاعتدال ۳/۵۳۰

کیا معراج ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا

قرآن مجید میں معراج کے متعلق فرمایا گیا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا...[1]

ترجمہ: پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تا کہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔[2]

أَنَّ مَالِكَ بْنَ صَعْصَعَةَ، حَدَّثَهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ: بَيْنَمَا أَنَا فِي الحَطِيمِ

مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کے بارے میں فرمایا میں حطیم میں تھا۔[3]

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی وضاحت کے بعد بھی مشہور دروغ گو کلبی کی ایک روایت ہے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ بَاذَانَ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] فِي مَسْرَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: مَا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ فِي بَيْتِي، نَائِمٌ عِنْدِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ نَامَ وَنِمْنَا، فَلَمَّا كَانَ قُبَيْلَ الْفَجْرِ أَهَبَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ قَالَ:يَا أُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهَذَا الْوَادِي، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيهِ، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میرے ہی مکان سے کرائی گئی ہے،اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا کے بعد میرے ہی مکان پر ہی آرام فرما رہے تھے،آپ بھی سو گئے اور ہم سب بھی سو گئے،صبح سے کچھ ہی پہلے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا پھر آپ کے ساتھ ہی ہم نے نماز فجر ادا کی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے تمہارے ساتھ ہی عشا کی نماز ادا کی اور اب نماز فجر بھی تمہارے ساتھ یہیں

---

[1] بنی اسرائیل ۱

[2] صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۷،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ۴۱۶،سنن نسائی کتاب الصلوۃ فَرْضُ الصَّلَاةِ , وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ۴۴۹، مسند احمد ۱۷۸۳۳،صحیح ابن خزیمة۳۰۱،السنن الکبری للنسائی۳۰۹،السنن الصغیر للبیہقی ۲۵۳

[3] مسنداحمد۱۷۸۳۵، صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ المِعْرَاجِ۳۸۸۷، صحیح ابن حبان۴۸،المعجم الکبیر للطبرانی۵۹۹

ہوں اس درمیان میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المقدس پہنچایا اور میں نے وہاں نماز بھی پڑھی۔ (۱)

الْكَلْبِيُّ: مَتْرُوكٌ بِمَرَّةٍ سَاقِطٌ

اس روایت میں مشہور دروغ گو راوی کلبی ہے جو متروک ہے اور ساقط ہے۔

اس کے بارے میں سید سلمان ندوی کہتے ہیں کہ بعض نیچے درجے کی روائتوں اور تاریخ کی کتابوں میں ام ہانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے گھر سے معراج ہوئی، یہ روایت مشہور دروغ گو کلبی کی ہے اس روایت میں حد درجہ لغو اور غریب ومنکر باتیں مذکور ہیں۔

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: بَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ فِي بَيْتِي فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَامْتَنَعَ مِنِّي النَّوْمُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ عَرَضَ لَهُ بَعْضُ قُرَيْشٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَخْرَجَنِي، فَإِذَا عَلَى الْبَيْتِ دَابَّةٌ دُونَ الْبَغْلِ، وَفَوْقَ الْحِمَارِ، فَحَمَلَنِي عَلَيْهَا، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ،

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت ہے فرماتی ہیں معراج کی رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سوئے تھے میں نے رات کو آپ ﷺ کی ہر چند تلاش کی لیکن نہ پایا مجھے ڈر تھا کہ کہیں قریشیوں نے کو دھوکا نہ کیا ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ تھام کر چلے، دروازے پر ایک جانور تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا، مجھے اس پر سوار کیا ہم یہاں سے چلے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ (۲)

ام ہانی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر ہم لوگوں کے ساتھ میرے مکان میں سوئے شب کو میری آنکھ کھلی تو آپ کو نہ پایا، روسائے قریش کی دشمنی کے باعث دل میں عجیب عجیب بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں، نیند نہ آئی، صبح اٹھ کر رسول اللہ ﷺ نے معراج کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا

قَالَ وَأَنا أُرِيد أَن أخرج إِلَى قُرَيْش فَأَخْبرهُم مَا رَأَيْت فَأخذت بِثَوْبِهِ فَقلت إِنِّي أذكرك الله انك تَأتي قوما يكذبُونَك وَيُنْكِرُونَ مَقَالَتك فَأَخَاف أَن يَسْطُوا بك قَالَت فَضرب ثَوْبه من يَدي ثمَّ خرج إِلَيْهِم فَأَتَاهُم وهم جُلُوس فَأخْبرهُم

میں روسائے قریش سے کہنے جاتا ہوں اور جو کچھ دیکھا ہے وہ ان سے بیان کرتا ہوں، میں نے آپ ﷺ کا دامن تھام لیا اور عرض کیا اللہ آپ اپنی قوم میں اس خواب کو بیان نہ کریں، وہ آپ کی تکذیب کریں گے، آپ کی بات ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر بس چلا تو آپ کی جان پر حملہ کریں گے، فرماتی ہیں لیکن آپ نے نہ مانا اور آپ ﷺ نے جھٹکا مار کر اپنا دامن میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور سیدھے قریش کے مجمع میں پہنچ کر ساری باتیں بیان کر دیں۔ (۳)

(۱) تفسیر طبری ۳۳۱/۱۷، تفسیر ابن کثیر ۴۰/۵، ابن ہشام ۴۰۲/۱، الخصائص الکبری ۲۹۲/۱، البدیۃ والنہایۃ ۱۱۰/۳

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۵۹، تفسیر ابن کثیر ۴۱/۵، الخصائص الکبری ۲۹۲/۱

(۳) الخصائص الکبری ۲۹۲/۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۵۹

عقلی دلائل:

یہ کہانی قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔

○پانچ نمازیں معراج کو فرض کی گئیں تھیں کیا رسول اللہ عشاء کی نماز فرض ہونے سے پہلے ہی پڑھا کرتے تھے؟ سید سلمان ندوی لکھتے ہیں ان روایتوں میں علاوہ اور لغویات کے عشاء اور صبح کی نماز باجماعت کی بات کس قدر غلط ہے کہ یہ نماز پنجگانہ تو عین معراج میں فرض ہوئی ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کی روایتوں کا صحیحین کے مقابلہ میں کیا رتبہ اور اعتبار ہوسکتا ہے، اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ معراج کی شب آپ ﷺ خانہ کعبہ میں تھے۔ [1]

○رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے سے قبل اپنے چچا ابوطالب سے ام ہانی رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب فرمایا تھا مگر ابوطالب نے آپ ﷺ کی پاک دامنی، حق پسندی، امانت ودیانت داری، مہمان نوازی، غریبوں یتیموں اور بے کسوں کا مددگار اور غیرت مندی جیسے اوصاف کو نظر انداز کر کے آپ کو فقیر اور غیر شریف قرار دے کر رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور ام ہانی کا نکاح ہبیرہ سے کر دیا جو اسلام کا بدترین دشمن ثابت ہوا، فتح مکہ کے بعد نجران بھاگ گیا اور عیسائی بن کر روم چلا گیا اور اسی حالت میں اسے موت آئی، قارئین کرام خود فیصلہ کرلیں کیا یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام ہانی کے گھر رات کو جاکر سوجائیں جس میں ام ہانی کا اسلام کا دشمن اور آپ ﷺ کو اپنا رقیب سمجھنے والا شوہر موجود ہو، اور اگر ام ہانی کے شوہر کی غیر موجودگی میں سوئے تو کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بدترین دشمن اور قریش مکہ کو اپنی عفت وعصمت پر حملہ آور ہونے کا موقعہ فراہم کیا تھا۔

○معراج کے وقت رسول اللہ ﷺ کے گھر ان کی دو بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں تو آپ ﷺ نے اپنے گھر میں اپنی کم سن بیٹیوں کے ساتھ سونے کے بجائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کو کیوں ترجیح دی، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ نہیں؟

معراج سے واپسی کی ضعیف روایات

ان روایات کی ابتدا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو ۷ ہجری میں اسلام لائے کی طرف منسوب کرتے ہوئے ام ہانی رضی اللہ عنہا والی کہانی سے شروع کی گئی ہے۔

○فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لَنَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَاللَّهِ قَدْ وَجَدْتُهُمْ أَضَلُّوا بَعِيرًا لَهُمْ فَهُمْ فِي طَلَبِهِ،قَالَ: فَهَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لِبَنِي فُلَانٍ؟ قَالَ:نَعَمْ، وَجَدْتُهُمْ فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، وَقَدِ انْكَسَرَتْ لَهُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ،وَعِنْدَهُمْ قَصْعَةٌ مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا، قَالُوا: فَأَخْبِرْنَا عِدَّتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ [قَالَ:قَدْ كُنْتُ عَنْ عِدَّتِهَا مَشْغُولًا .فَنَامَ فَأُوتِيَ بِالْإِبِلِ فَعَدَّهَا وَعَلِمَ مَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ] ثُمَّ أَتَى قُرَيْشًا فَقَالَ لَهُمْ: سَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَسَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا

ایک روایت ہے ایک شخص نے کہا کیا راستے میں ہمارا فلاں قافلہ بھی ملا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اور ان کا ایک اونٹ کھو گیا تھا جس کی

---

[1] سیرت النبی ۳/۴۱۰

تلاش کر رہے تھے، کسی نے کہا اور فلاں قبیلے والوں کے اونٹ بھی راستے میں ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی ملے تھے اور فلاں جگہ پر تھے، ان میں ایک سرخ رنگ اونٹنی تھی جس کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا، ان کے پاس ایک بڑے پیالے میں پانی تھا جس سے میں نے بھی پیا، انہوں نے کہا اچھا ان کے اونٹوں کی گنتی بتاؤ؟ ان میں چرواہے کون کون تھے یہ بھی بتاؤ؟ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے قافلہ آپ کے سامنے کر دیا، آپ ﷺ نے ساری گنتی بھی بتا دی اور چرواہوں کے نام بھی بتا دیئے،

وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَهِيَ مُصَبِّحَتُكُمْ مِنَ الْغَدَاةِ عَلَى الثَّنِيَّةِ، قَالَ: فَقَعَدُوا عَلَى الثَّنِيَّةِ يَنْظُرُونَ أَصَدَقَهُمْ مَا قَالَ؟ فَاسْتَقْبَلُوا الْإِبِلَ فَسَأَلُوهُمْ: هَلْ ضَلَّ لَكُمْ بَعِيرٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَسَأَلُوا الْآخَرَ: هَلِ انْكَسَرَتْ لَكُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ؟ قَالُوا: نَعَمْ

ان میں ایک چرواہا ابن ابی قحافہ بھی تھا، اور یہ بھی فرمادیا کہ وہ کل صبح ثنیہ پہنچ جائیں گے، چنانچہ اس وقت اکثر لوگ بطور آزمائش ثنیہ جا پہنچے اور دیکھا کہ واقعہ قافلہ وہاں پہنچ چکا ہے، ان سے پوچھا کہ تمہارا اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں درست ہے، ایک اونٹ گم ہو گیا تھا، دوسرے قافلے والوں سے پوچھا تمہاری سرخ رنگ اونٹنی کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، یہ بھی صحیح ہے۔ (۱)

فَلَمَّا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ قَوْلَهُ أَتَوْا أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا: يَا أَبَا بَكْرٍ، هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ؟ هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ؟ يَزْعُمُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أوقال ذٰلِكَ؟قَالُوا: نَعَمْ،قَالَ: فَأَشْهَدُ لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، فَتُصَدِّقُهُ بِأَنْ يَأْتِيَ الشَّامَ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ نَعَمْ، إِنِّي أُصَدِّقُهُ بِأَبْعَدَ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ

ایک روایت ہے جب مشرکین نے یہ خبر سنی تو اس امید پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچ گئے کہ وہ اس عجیب و غریب، ناقابل یقین واقعہ کا ذکر ان کے سامنے کر دیں ہوسکتا ہے وہ اس حیران کن واقعہ کو سن کر اسلام سے تائب ہو جائیں، اس طرح محمد ﷺ نے جو تحریک چلا رکھی ہے اس کی جان ہی نکل جائے گی، اور ان سے کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی، وہ کہتے ہیں وہ ایک رات میں بیت المقدس جا کر واپس آ گئے ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ خبر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمائی ہے، کہنے لگے ہاں ایسا ہی کہا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کی گواہی دیتا ہے اگر آپ ﷺ نے ایسی خبر دی ہے تو آپ ﷺ نے سچ کہا، تو وہ حیرت سے کہنے لگے کیا آپ اس خبر کو سچ تسلیم کر رہے ہیں کہ آپ ایک رات میں بیت المقدس چلے گئے اور صبح ہونے سے پہلے مکہ میں پہنچ گئے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اگر وہ کہتے ہیں تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی اس سے بڑی بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ آسمان سے میرے پاس فرشتے آتے ہیں اور میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ (۲)

ثُمَّ رَكِبَ مُنْصَرِفًا، فَبَيْنَا هُوَ فِي بَعْضِ طَرِيقِهِ مَرَّ بِعِيرٍ لِقُرَيْشٍ تَحْمِلُ طَعَامًامِنْهَا جَمَلٌ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ: غِرَارَةٌ سَوْدَاءُ، وَغِرَارَةٌ بَيْضَاءُ،فَلَمَّا حَاذَى بِالْعِيرِ نَفَرَتْ مِنْهُ وَاسْتَدَارَتْ، وَصُرِعَ ذٰلِكَ الْبَعِيرُ وَانْكَسَرَ ثُمَّ إِنَّهُ مَضَى فَأَصْبَحَ، فَأَخْبَرَ

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۵۹، تفسیر ابن کثیر ۵/۴۲

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۵۹، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۰، تفسیر طبری ۱۷/۳۳۵

عَمَّا كَانَ، فَلَمَّا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ قَوْلَهُ أَتَوْا أَبَا بَكْرٍفَقَالُوا: يَا أَبَا بَكْرٍ، هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ؟ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَتَى فِي لَيْلَتِهِ هَذِهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، ثُمَّ رَجَعَ فِي لَيْلَتِهِ

ایک روایت ہے پھر آپ ﷺ واپس (مکہ معظّمہ) آنے کے لیے براق پر سوار ہوئے، راستے میں آپ قریش کے ایک قافلے کے پاس سے گزرے جو غلہ لادے جا رہا تھا ان میں سے ایک اونٹ تھا جس پر دو بورے لدے ہوئے تھے، ایک بورا سیاہ اور ایک سفید تھا، جب آپ ﷺ اس قافلے کے پاس سے گزرے تو وہ بدک گیا اور چکرا گیا اور اونٹ گر کر زخمی ہو گیا جب آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے اور صبح لوگوں کو رات کی سیر کی بابت بتلایا، پس جب مشرکین نے آپ کی بات سنی تو بھاگے بھاگے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور کہا اے ابو بکر! آپ کو اپنے ساتھی (پیغمبر) کے بارے میں کچھ پتہ ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ آج کی رات ایک مہینے کی مسافت کا سفر کر کے رات کی رات ہی میں واپس آ گیا ہے،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنْ كَانَ قَالَهُ فَقَدْ صَدَقَ، وَإِنَّا لَنُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ هَذَا، نُصَدِّقُهُ عَلَى خَبَرِ السَّمَاءِسیدناابوبکرt نے کہا إِنْ كَانَ قَالَهُ فَقَدْ صَدَقَ، وَإِنَّا لَنُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ هَذَا، نُصَدِّقُهُ عَلَى خَبَرِ السَّمَاءِ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات انہوں نے کہی ہے تو یقیناً سچ کہا اور ہم تو ان کی اس سے بھی بڑھ کر باتوں کی تصدیق کرتے ہیں جو عقل میں نہیں آتیں اور ہم تو ان کو ان کی آسمانی خبروں میں بھی سچا جانتے ہیں (وہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے)۔ [1]

فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا عَلَامَةُ مَا تَقُولُ؟ قَالَ:مَرَرْتُ بِعِيرِ لِقُرَيْشٍ، وَهِيَ فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَنَفَرَتِ الْعِيرُ مِنَّا وَاسْتَدَارَتْ وَفِيهَا بَعِيرٌ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ: غِرَارَةٌ سَوْدَاءُ، وَغِرَارَةٌ بَيْضَاءُ، فَصُرِعَ فَانْكَسَرَفَلَمَّا قَدِمَتِ الْعِيرُ سَأَلُوهُمْ، فَأَخْبَرُوهُمُ الْخَبَرَ عَلَى مِثْلِ مَا حَدَّثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ ذَلِكَ سُمِّيَ أبو بكر الصديق

مشرکین کہنے لگے آپ جو کچھ کہتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں قریش کے ایک قافلے کے پاس سے گزرا اور وہ فلاں فلاں جگہ پر تھا، پس وہ قافلہ ہماری وجہ سے بدکا اور چکرا گیا اور اس میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بورے لدے ہوئے تھے ایک سیاہ بورا اور دوسرا سفید بورا، پس وہ اونٹ گر گیا اور زخمی ہو گیا، جب قافلہ آیا تو انہوں نے قافلہ والوں سے پوچھا انہوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتلایا تھا اور اسی وجہ سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو الصدیق کے نام سے پکارا جانے لگا۔ [2]

هَذَا سِيَاقٌ فِيهِ غَرَائِبُ عَجِيبَةٌ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسے نقل کر کے لکھتے ہیں اس روایت میں بہت عجیب نادر چیزیں ہیں،

وآفته خالد بن يزيد فإنه ضعيف مع كونه فقيها

---

[1] تفسیر ابن کثیر ١٤/٥

[2] تفسیر ابن کثیر ١٢/٥، تفسیر طبری ٣٣٣/١٧

شیخ البانی نے بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی اس رائے کو نقل کر کے لکھا ہے اس میں ایک راوی خالد بن یزید ہے، وہی ساری خرابی کی بنیاد ہے کیونکہ وہ فقیہ ہونے کے باوجود ضعیف ہے۔ [1]

وَإِنَّا لَنُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ هَذَا

تاہم اس روایت میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ہم تو اس سے بھی بڑی باتوں میں ان کی تصدیق کرتے ہیں صحیح ہے کیونکہ یہ بات دوسری صحیح روایات سے ثابت ہے۔

ایک روایت ہے کہ جب رات کو آپ کے اعزاء نے آپ کو بستر پر نہ پایا تو آپ کو ڈھونڈنے کے لئے پہاڑوں اور غاروں میں نکل گئے کیونکہ انہیں خوف تھا کہ کہیں قریش آپ کو گزند نہ پہنچائیں، ان روایات کے آخر میں یہ بھی ہے

ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ فَافْتَتَنَ نَاسٌ كَثِيرٌ كَانُوا قَدْ صَلَّوْا مَعَهُ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس ہوئے اور آپ نے انہیں اس عظیم واقعہ کی خبر دی تو یہ خبر آناً فاناً تمام مکہ معظّمہ میں پھیل گئی اور بہت سے بعض نومسلم یہ سن کر اسلام سے پھر گئے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ [2]

سید سلمان ندوی کا تبصرہ: یہ تمام قصے سر تا پا لغو اور باطل ہیں، اسحاق اور ابن سعد نے تو سرے سے ان واقعات کی اسناد نہیں لکھیں، لیکن ابن جریر طبری، بیہقی، ابن ابی حاتم، ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے ان کی سندیں ذکر کی ہیں، ان کے روات ابو جعفر رازی، ابو ہارون عبدی اور خالد بن یزد انی ابی مالک ہیں، جن میں سے ابو جعفر رازی گو بجائے خود ثقہ ہیں مگر بے سروپا روایتوں کے بیان کرنے میں بے باک ہیں، بقیہ دو مشہور کذاب اور دروغ گو ہیں، ابن جریر طبری نے حسن بصری، قتادہ اور ابن زید سے بھی واقعہ ارتداد نقل کیا ہے لیکن ان کا سلسلہ ان سے آگے نہیں بڑھتا، اس واقعہ کے انکار کی سب سے پرزور دلیل ہمارے پاس یہ ہے کہ اس وقت مکہ میں جو اصحاب اسلام لائے وہ گنے چنے لوگ تھے جو ہم کو نام بنام معلوم ہیں، ان میں سے کسی کی پیشانی پر ارتداد کا داغ نہیں۔ [3]

جہاں تک حسن بصری رحمہ اللہ تابعی، قتادہ رحمہ اللہ تابعی اور ابن زید تبع تابعی کے اقوال کا سوال ہے یہ ان کی آراء ہیں حدیث نہیں اور ان حضرات کو قرآن مجید کی ایک آیت

... وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ... [4] ۶۰

ترجمہ: اور ہم نے جو کچھ آپ کو دکھایا تھا وہ لوگوں کی آزمائش کے لئے دکھایا تھا۔

کے باعث مغالطہ ہوا ہے، یہ واقعہ کفار و مشرکین کے لئے آزمائش تھا مگر انہوں نے اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آزمائش تصور کر لیا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو ابو جعفر رازی نے ربیع بن انس سے نقل کیا ہے، وہ اسے ابو العالیہ کے ذریعہ ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں

---

[1] الاسراء والمعراج ۱/۴۸

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۳۵۹، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۰

[3] سیرت النبی ۳/۴۱۹

[4] بنی اسرائیل ۶۰

،ربیع بن انس اور ابو العالیہ مسلمہ امام ہیں، لیکن ان سے یہ روایت ابو جعفر رازی کے علاوہ کوئی اور نقل نہیں کرتا، ابو جعفر رازی سے یہ روایت نقل کرنے والا ابو ہارون عبدی ہے اور اس سے نقل کرنے والا خالد بن یزید بن ابی مالک ہے، یہ تینوں راوی کس حیثیت کے ہیں ان کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ابو جعفر رازی:

عیسى بن أبي عيسى،ولد بالبصرة واستوطن الرى، روى عنه ابنه عبد الله، وأبو نعيم، قال ابن معين وقال أبو حاتم: ثقة، قال ابن المديني: ثقة كان يخلط.وقال مرة: يكتب حديثه إلا أنه يخطئ، وقال الفلاسى: سيئ / الحفظ،قال ابن حبان: ينفرد بالمناكير عن المشاهير،قال أبو زرعة: يهم كثيرا،وروى حاتم بن إسماعيل، وهاشم أبو النضر، وحجاج بن محمد وغيرهم، عن أبي جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أبي العالية، عن أبي هريرة أوغيره، عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثاً طويلا في المعراج فيه ألفاظ منكرة جدا

اس کا نام عیسیٰ بن ابی عیسیٰ تھا بصرہ میں پیدا ہوا اور رے میں سکونت اختیار کی، اس سے اس کا بیٹا عبد اللہ اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور ابو حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں ثقہ ہے، لیکن علی بن المدینی کہتے ہیں یہ غلطیاں کرتا ہے، روایات میں غلط ملط کرتا ہے، فلاس کہتے ہیں اس کا حافظہ بہت خراب تھا، ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ منکر روایات بیان کرتا اور انہیں مشہور آئمہ کی جانب منسوب کر دیتا ہے (جیسا کہ اس روایت کو ربیع بن انس اور ابو العالیہ کی جانب منسوب کر دیا) ابو زرعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اسے بہت وہم ہوتا تھا، ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس نے ربیع بن انس کے ذریعہ ابو العالیہ سے اور ابو العالیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ذریعہ اس نے معراج کے سلسلہ میں ایک طویل روایت بیان کی ہے جس میں بہت سی باتیں منکر ہیں۔ [1]

یہ ۱۰۵ ھ کو پیدا ہوا اور اسی (۸۰) سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

خالد بن یزید:

یہ دمشق کا باشندہ ہے، اس کا نسب یوں ہے

خالد بن يزيد بن عبد الرحمن بن أبي مالك [ق] الدمشقي،وهاه ابن معين، قال أحمد: ليس بشئ،قال النسائي: غير ثقة،قال الدارقطني: ضعيف،قال ابن أبي الحواري سمعت ابن معين يقول: بالعراق كتاب بنبغى أن يدفن تفسير الكلبي، عن أبي صالح.وبالشام كتاب ينبغي أن يدفن كتاب الديات،قال أحمد بن أبي الحواري: سمعت هذا الكتاب من خالد، ثم أعطيته للعطار، فأعطى للناس فيه حوائج

خالد بن یزید بن عبد الرحمان بن ابی مالک الدمشقی، یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ واہی انسان ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ کچھ نہیں، امام نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے یہ ثقہ نہیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے، احمد بن ابی الحواری کا بیان ہے کہ میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ

---

[1] میزان الاعتدال ۳۲۰/۳

کو یہ فرماتے سنا کہ عراق میں ایک کتاب ایسی ہے جسے دفن کر دینا چاہیے وہ تفسیر کلبی ہے (یعنی تفسیر ابن عباس، جس میں ام ہانی کی پہلی روایت ہے)، یہی احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب خالد سے نقل کی تھی بعد میں میں نے ایک عطار کو دے دی وہ اس میں دوائیں باندھ کر لوگوں کو دیا کرتا تھا۔ [۱]

ابو ہارون العبدی:

عمارة بن جوين،كذبه حماد بن زيد،قال أحمد: ليس بشيء، قال النسائي: متروك الحديث،قال ابن حبان: كان يروي عن أن سعيد ما ليس من حديثه،قال شعبة: لئن أقدم فتضرب عنقي أحب إلى من أن أحدث عن أبي هارون، كنت أتلقى الركبان أسأل عن أبي هارون العبدي، فقدم فرأيت عنده كتاباً فيه أشياء منكرة في علي رضي الله عنه،قال الدارقطني: متلون خارجي وشيعي، فيعتبر بما روى عنه الثوري،قال الجوزجاني: أبو هارون كذاب مفتر،شعبة يقول: أتيت أبا هارون فقلت له: أخرج إلى ما سمعته من أبي سعيد.فأخرج إلى كتابا، فإذا فيه: حدثنا أبو سعيد أن عثمان أدخل حفرته وإنه لكافر بالله، فدفعت الكتاب في يده وقمت،قال ابن معين: كانت عند أبي هارون صحيفة يقول هذه الصحيفة الوصي،سمعت صالح بن محمد أبا على وسئل عن أبي هارون العبدى فقال: أكذب من فرعون،توفى سنة أربع وثلاثين ومائة

اس کا نام عمارۃ بن الجوین ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے، امام حماد بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کذاب ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کچھ نہیں، یحییٰ بن معین کہتے ہیں ضعیف ہے، اس کی روایات کی تصدیق نہیں ہوتی، امام نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے متروک الحدیث ہے، ابن حبان رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی جانب ایسی روایات منسوب کرتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کیں، امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مجھے دو باتوں کا اختیار دے کہ یا قتل ہونا منظور کر لو یا اس ابو ہارون کی روایات لوگوں کے سامنے بیان کرو تو میں قتل ہونا منظور کروں گا لیکن اس کی روایت بیان کرنے کے لئے تیار نہیں، میں پہلے ہر قافلہ سے اس کا حال پوچھتا تھا لیکن پھر اتفاق سے یہ بصرہ آ گیا اس کے پاس ایک کتاب تھی میں نے اسے دیکھا تو اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ متلون المزاج شخص تھا کبھی رافضی بن جاتا تھا اور کبھی خارجی، ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے نام سے جتنی روایات بیان کرتا ہے وہ سب جھوٹ ہیں، انہوں نے یہ روایات کبھی بیان نہیں کیں، جوزقانی کا قول ہے کہ ابو ہارون کذاب ہے، صحابہ پر تہمتیں لگاتا ہے، امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں اس کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا کہ تمہارے پاس ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی جو لکھی ہوئی روایات ہیں وہ مجھے دکھاؤ، اس نے ایک کتاب نکال کر میرے سامنے رکھی، اس میں ایک روایت یہ بھی تھی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اپنے مرنے اور دفن ہونے سے قبل اللہ کا منکر بن چکا تھا، میں نے وہ کتاب اسے واپس کر دی اور اٹھ کر واپس چلا آیا (یعنی ایک کتاب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی اور دوسری کتاب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں) یحییٰ بن معین کہتے ہیں اس کے پاس ایک صحیفہ تھا جسے یہ صحیفہ الوصی کہا کرتا تھا، صالح بن محمد سے جب ابو ہارون العبدی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا

[۱] میزان الاعتدال ۶۴۵ ؍۱

یہ تو فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا ہے، ۱۳۴ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ (۱)

بہر حال معراج کے موقع پر بیت المقدس میں کچھ نشانیاں بیت المقدس کے لاٹ پادری نے بھی محسوس کیں۔

بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَحْيَةَ بْنَ خَلِيفَةَ إِلَى قَيْصَرَفَذَكَرَ وُرُودَهُ عَلَيْهِ وَقُدُومَهُ إِلَيْهِ. وَفِي السِّيَاقِ دَلَالَةٌ عَظِيمَةٌ عَلَى وُفُورِ عَقْلِ هِرَقْلَ ثُمَّ اسْتَدْعَى مَنْ بِالشَّامِ مِنَ التُّجَّارِ، فَجِيءَ بِأَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ وَأَصْحَابِهِ، فَسَأَلَهُمْ عَنْ تِلْكَ الْمَسَائِلِ الْمَشْهُورَةِ الَّتِي رَوَاهَا الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ، كَمَا سَيَأْتِي بَيَانُهُ

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کو اپنے نامہ مبارک کے ساتھ قیصر روم کے پاس بطور قاصد بھیجا، یہ روانہ ہوئے اور ملک شام میں پہنچ گئے، قیصر روم ہرقل نے ملک شام کے تاجروں کو جمع کیا ان میں ابوسفیان صخر بن حرب اور اس کے ساتھ مکہ مکرمہ کے دوسرے مشرک ساتھی بھی تھے، پھر قیصر روم نے ان سے بہت سے سوالات کیے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ (۲)

وَجَعَلَ أَبُو سُفْيَانَ يَجْهَدُ أَنْ يُحَقِّرَ أَمْرَهُ وَيُصَغِّرَهُ عِنْدَهُ. قَالَ فِي هَذَا السِّيَاقِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ: وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ قَوْلًا أُسْقِطُهُ مِنْ عَيْنِهِ إِلَّا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَكْذِبَ عِنْدَهُ كَذْبَةً يَأْخُذُهَا عَلَيَّ، وَلَا يُصَدِّقُنِي بِشَيْءٍ. قَالَ: حَتَّى ذَكَرْتُ قَوْلَهُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ: فَقُلْتُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، أَلَا أُخْبِرُكَ خَبَرًا تَعْرِفُ أَنَّهُ قَدْ كَذَبَ؟ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهُ يَزْعُمُ لَنَا أَنَّهُ خَرَجَ مِنْ أَرْضِنَا أَرْضِ الْحَرَمِ فِي لَيْلَةٍ فَجَاءَ مَسْجِدَكُمْ هَذَامَسْجِدَ إِيلِيَاءَ، وَرَجَعَ إِلَيْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَبْلَ الصَّبَاحِ

ابوسفیان کی اول سے آخر تک یہی کوشش رہی کہ وہ قیصر روم کے سامنے کسی نہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی برائی اور حقارت کرے تا کہ بادشاہ کے دل کا میلان رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ ہو سکے، وہ خود کہتے ہیں کہ میں صرف اس خوف سے غلط باتیں کرنے اور تہمتیں دھرنے سے باز رہا کہ کہیں میرا جھوٹ قیصر روم پر نہ کھل جائے پھر تو یہ میری بات کو جھٹلا دے گا اور میری بڑی ندامت ہو گی، اس وقت میرے دل میں خیال آیا اور میں نے قیصر روم سے کہا بادشاہ سلامت! سنیے، میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ پر یہ بات خوب واضح ہو جائے گی کہ محمد (ﷺ) بڑے جھوٹے آدمی ہیں؟ قیصر روم نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ ابوسفیان نے کہا ایک دن وہ کہنے لگا کہ وہ اس رات مکہ مکرمہ سے چلا اور آپ کی اس مسجد میں یعنی بیت المقدس کی مسجد قدس میں آیا اور پھر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ واپس پہنچ گیا،

قَالَ: وبَطْرِيقُ إِيلِيَاءَ عِنْدَ رَأْسِ قَيْصَرَ، فَقَالَ: بَطْرِيق إِيلِيَاءَ: قَدْ عَلِمْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَنَظَرَ قَيْصَرُ، وَقَالَ: وَمَا عِلْمُكَ بِهَذَا؟ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ لَا أَنَامُ لَيْلَةً حَتَّى أُغْلِقَ أَبْوَابَ الْمَسْجِدِفَلَمَّا كَانَ تِلْكَ اللَّيْلَةُ أَغْلَقْتُ الْأَبْوَابَ كُلَّهَا غَيْرَ بَابٍ وَاحِدٍ غَلَبَنِي، فَاسْتَعَنْتُ عَلَيْهِ بِعُمَّالِي وَمَنْ يَحْضُرُنِي كُلِّهِمْ فَعَالَجْتُهُ فَغَلَبَنِي فَلَمْ نَسْتَطِعْ أَنْ نُحَرِّكَهُ، كَأَنَّمَا نُزَاوِلُ بِهِ جَبَلًا

---

(۱) میزان الاعتدال ۳/۱۷۳

(۲) صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الخلق كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ۴۶۰۷

میری یہ بات سنتے ہی بیت المقدس کالاٹ پادری جو شام روم کی اس مجلس میں اس کے پاس بڑی عزت سے بیٹھا ہوا تھا فوراً ہی بول اٹھا کہ یہ بالکل سچ ہے، مجھے اس رات کا علم ہے، قیصر نے تعجب خیز نظر سے اس کی طرف دیکھا اور ادب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا میں ہر رات سونے سے پہلے مسجد قدس کے تمام دروازے اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا کرتا تھا اس رات میں نے تمام دروازے بند کر دیے لیکن ایک دروازے کا بند ہونا مشکل ہو گیا تو میں نے اپنے تمام کارکنوں اور تمام حاضرین سے مدد لی مگر ہم سب مل کر بھی اس دروازے کو حرکت نہ دے سکے وہ دروازہ اس وقت پہاڑ کی طرح وزنی معلوم ہوتا تھا،

فَدَعَوْتُ إِلَيْهِ النَّجَاجِرَةَ، فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الْبَابَ سَقَطَ عَلَيْهِ النِّجَافُ وَالْبُنْيَانُ وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نُحَرِّكَهُ، حَتَّى نُصْبِحَ فَنَنْظُرَ مِنْ أَيْنَ أَتَى، قَالَ: فَرَجَعْتُ وَتَرَكْتُ الْبَابَيْنِ مَفْتُوحَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَيْهِمَا فَإِذَا الْحَجَرُ الَّذِي فِي زَاوِيَةِ الْبَابِ مَثْقُوبٌ، وَإِذَا فِيهِ أَثَرُ مَرْبَطِ الدَّابَّةِ ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي مَا حُبِسَ هَذَا الْبَابُ اللَّيْلَةَ إِلَّا عَلَى نَبِيٍّ وَقَدْ صَلَّى اللَّيْلَةَ فِي مَسْجِدِنَا

میں نے بڑھئی بلوائے، انہوں نے دیکھا اور بہت ترکیبیں اور کوششیں کیں لیکن وہ بھی ہار گئے اور کہنے لگے اس پر تو چھت گری ہوئی ہے، صبح ہونے سے پہلے ہم اسے ہلا نہیں سکتے، صبح ہوئی تو ہم دیکھیں گے کہ چھت کہاں سے اور کیسے گری ہے، چنانچہ میں واپس آ گیا اور میں نے دونوں کواڑ بالکل کھلے رہنے دیے، صبح ہوئی تو میں ان دروازوں کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ مسجد کے ایک کونے میں پڑے ہوئے پتھر میں ایک سوراخ ہو گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جگہ رات کو کسی نے کوئی جانور باندھا ہے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ کسی نبی کے لیے کھلا رکھا گیا ہے جنہوں نے آج رات ہماری اس مسجد میں نماز ادا کی ہے۔ [1]

اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے کیونکہ محمد بن کعب تابعی، رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں لہذا یہ حدیث مرسل ہے اور دوسری علت یہ ہے کہ اس سند میں محمد بن عمر واقدی متروک ہے، علاوہ ازیں ہرقل اور ابوسفیان کی باہمی گفتگو معروف روایات میں مروی ہے لیکن ان روایات میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

واقعہ معراج

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن کی تعداد ۲۵ تک پہنچتی ہے، ان میں مفصل ترین روایات انس رضی اللہ عنہ بن مالک، مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، ان کے علاوہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور متعدد دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس کے بعض اجزاء بیان کیے ہیں، معراج مکہ مکرمہ میں شب کو ہوئی اس پر سب کو اتفاق ہے البتہ معراج ہجرت سے کتنے سال یا دن پہلے اور کس مہینہ میں ہوئی اس کے بارے میں اختلاف ہے، کچھ لوگ ربیع الاول اور کچھ ربیع الآخر کہتے ہیں، ابن قتیبہ دینوری اور علامہ ابن عبد البر نے رجب کی تعیین کی ہے، محدث عبد الغنی نے بھی ۲۷ رجب کو اختیار کیا ہے،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۵/۴۴، أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ۳/۶، الدر المنثور ۵/۲۲۵

وعليه عمل الناس، قال بعضهم: وهو الأقوى، فإن المسألة إذا كان فيها خلاف للسلف ولم يقم دليل على الترجيح واقترن العمل بأحد القولين أو الاقوال، وتلقى بالقبول فإن ذلك مما يغلب على الظن كونه راجحا

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے لوگوں کا اس پر عمل ہے اور بعض کی رائے ہے کہ یہی قوی ترین روایت ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ جب کسی بات میں اسلاف کا اختلاف ہو اور کسی رائے کی ترجیح پر کوئی دلیل قائم نہ ہو تو جو ظن غالب ہو وہ قول صحیح ہو گا جس پر عمل در آمد ہو اور جو لوگوں میں مقبول ہو۔ [1]

بعض رمضان اور شوال کہتے ہیں، یہ تمام روایات طبقات ابن سعد، تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، صحیح ابن حبان، فتح الباری، شرح الزرقانی، شرح شفائے عیاض، استیعاب ابن عبد البر، اسد الغابۃ، ابن اثیر اور الروض الانف میں درج ہیں، مگر کثرت روایت کا رخ ہجرت سے ایک سال قبل ہی ہے۔

بہر حال متاخرین کے کیا قیاسات ہیں درج ہیں۔

ابن سعد نے واقدی کے حوالے سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن العاص، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عباس اور ام ہانی رضی اللہ عنہا سے دو روایتیں بیان کی ہیں۔

	۱۷ ربیع الاول ہجرت سے ایک سال قبل
	۱۷ رمضان المبارک سنیچر کی شب ہجرت سے ۱۸ ماہ قبل
موسیٰ بن عقبہ بواسطہ امام زہری	ہجرت سے ایک سال قبل
زہری رحمہ اللہ بواسطہ سعید ابن مسیب	ہجرت سے ایک سال قبل
عروہ بن زبیر از ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	ہجرت سے ایک سال قبل
قتادہ رحمہ اللہ (تابعی)	ہجرت سے ایک سال قبل
مقاتل رحمہ اللہ (تابعی)	ہجرت سے ایک سال قبل
ابن جریج رحمہ اللہ	ہجرت سے ایک سال قبل
عمرو بن شعیب از عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص	۷ ربیع الاول ہجرت سے ایک سال قبل
ابراہیم بن اسحاق الحربی	۲۷ ربیع الآخر ہجرت سے ایک سال قبل
مسلم بن قتیبہ (مورخ)	ہجرت سے ۱۸ ماہ قبل
سدی (پایہ اعتبار سے ساقط ہے)	ہجرت سے ۱۶ یا ۱۷ ماہ قبل، اس لحاظ سے آخر رمضان یا آغاز شوال
علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ	رجب، ہجرت سے ۱۸ ماہ قبل

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱/۶۷

محدث عبد الغنی رحمہ اللہ	۲۷ رجب
علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ	ہجرت سے تین سال قبل (اس قول میں کوئی ان کا ہم نوا نہیں)
قاضی عیاض رحمہ اللہ	ہجرت سے پانچ سال قبل

اس لئے ان قیاسات کی روشنی میں معراج کی کوئی یقینی تاریخ متعین نہیں کی جاسکتی۔

شب برات یعنی معراج کی عید

عیدیں اور تہوار مذاہب و ادیان کی خاص نشانیاں ہوتی ہیں اور ان کا ثبوت صرف کتاب و سنت سے ہی لیا جاسکتا ہے لہذا بغیر شرعی دلیل کے کسی دن یا رات کو تہوار والا اجتماع اور نماز یا روزہ کے استحباب کے عقیدہ سے خاص عبادت کرنا جائز نہیں ہے، اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ پسندیدہ دین ہے جو قیامت تک باقی رہے گا اس سے پہلے تمام ادیان و مذاہب کو اس نے منسوخ کر دیا ہے، دین اسلام میں صرف دو عیدوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا ثبوت ہے اس کے علاوہ کسی اور عید کا ثبوت تو دور کی بات ہے تصور تک نہیں ہے، اسلام نے ان دو عیدوں کے سوا باقی تمام تہواروں کو باطل قرار دیا ہے،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ

جیسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ دو مخصوص دنوں میں کھیل کود اور خوشیوں کا مظاہرہ کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ دو دن کیا ہیں؟ انہوں نے کہا ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلتے کودتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے دو بہترین دن دے دیئے ہیں، ایک عید الاضحیٰ اور دوسرا عید الفطر کا دن۔ [1]

شب برات یا معراج کی عید جسے لوگ ستائیس رجب کی رات کو دھوم دھام سے مناتے ہیں، پرسوز تقریروں، تلاوت قرآن اور گڑ گڑا کر دعاؤں میں گزارتے ہیں، بعض لوگ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب من گھڑت قصہ معراج عزت و احترام سے پڑھتے ہیں، ابو ہارون العبدی کذاب و متروک کی طویل من گھڑت حدیث پڑھتے ہیں جس میں واقعہ معراج افسانوی انداز میں بیان کیا گیا ہے حالانکہ صحیح یہ ہے کہ معراج کی رات کا تعین ثابت ہے اور نہ کسی صحیح تاریخ کا ثبوت ہے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ رسول سے یہ رات منانا ثابت نہیں اور نہ ہی وہ اس رات میں کوئی خاص عبادت کرتے تھے، سلف صالحین میں سے بھی کسی نے معراج کی رات کا تعین کیا ہے اور نہ دن یا مہینے کا اور نہ کسی نے اس مخصوص رات میں قیام یا مخصوص دن میں روزہ کی ترغیب دی ہے بلکہ یہ تمام چیزیں بعد والے لوگوں کی ایجاد ہیں،

وَلَمْ يَقُمْ دَلِيلٌ مَعْلُومٌ لَا عَلَى شَهْرِهَا وَلَا عَلَى عَشْرِهَا وَلَا عَلَى عَيْنِهَا، بَلِ النُّقُولُ فِي ذَلِكَ مُنْقَطِعَةٌ مُخْتَلِفَةٌ لَيْسَ

---

[1] سنن ابی داودکتاب الصلوۃ بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۱۱۳۴، مسند احمد ۱۳۶۲۲، مستدرک حاکم ۱۰۹۱

فِيهَا مَا يُقْطَعُ بِهِ، وَلَا شُرِعَ لِلْمُسْلِمِينَ تَخْصِيصُ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُظَنُّ أَنَّهَا لَيْلَةُ الْإِسْرَاءِ بِقِيَامٍ وَلَا غَيْرِهِ، وَلَا كَانَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ يَقْصِدُونَ تَخْصِيصَ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ بِأَمْرٍ مِنَ الْأُمُورِ وَلَا يَذْكُرُونَهَا، وَلِهَذَا لَا يُعْرَفُ أَيَّ لَيْلَةٍ كَانَتْ؟ وَإِنْ كَانَ الْإِسْرَاءُ مِنْ أَعْظَمِ فَضَائِلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ هَذَا فَلَمْ يُشْرَعْ تَخْصِيصُ ذَلِكَ الزَّمَانِ وَلَا ذَلِكَ الْمَكَانِ بِعِبَادَةٍ شَرْعِيَّةٍ، بَلْ غَارُ حِرَاءٍ الَّذِي ابْتُدِئَ فِيهِ بِنُزُولِ الْوَحْيِ وَكَانَ يَتَحَرَّاهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ لَمْ يَقْصِدْهُ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ مُدَّةَ مُقَامِهِ بِمَكَّةَ، وَلَا خُصَّ الْيَوْمُ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْوَحْيُ بِعِبَادَةٍ وَلَا غَيْرِهَا وَلَا خُصَّ الْمَكَانُ الَّذِي ابْتُدِئَ فِيهِ بِالْوَحْيِ وَلَا الزَّمَانُ بِشَيْءٍ ، وَمَنْ خَصَّ الْأَمْكِنَةَ وَالْأَزْمِنَةَ مِنْ عِنْدِهِ بِعِبَادَاتٍ لِأَجْلِ هَذَا وَأَمْثَالِهِ،كَانَ مِنْ جِنْسِ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ جَعَلُوا زَمَانَ أَحْوَالِ الْمَسِيحِ مَوَاسِمَ وَعِبَادَاتٍ، كَيَوْمِ الْمِيلَادِ، وَيَوْمِ التَّعْمِيدِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَحْوَالِهِ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس رات کے تعین، تاریخ یا مہینہ پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ مختلف اقوال ہیں (جن کی روایات بے سند اور من گھڑت ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں) اس کے علاوہ شرعی طور پر شب معراج کی عبادت مسلمانوں کے لئے خاص نہیں کی گئی ہے ،مزید فرمایا صحابہ کرام اور تابعین عظام معراج کی رات میں عبادت کے خاص کام نہیں کرتے تھے بلکہ وہ تو (اس انداز سے) اس کا تذکرہ ہی نہیں کرتے تھے اور یہ بات بھی معلوم نہیں کہ وہ رات (متعین طور پر) کونسی تھی؟اگرچہ یہ مسلم ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص اور عظیم الشان فضائل اور معجزوں میں سے ہے لیکن اس کے باوجود شرعاً اس رات یا اس جگہ (جہاں سے معراج ہوئی تھی) کوئی عبادت ضروری قرار نہیں دی گئی بلکہ غار حرا جس میں ابتدا وحی نازل ہوئی اور بعثت سے پہلے جہاں آپ تشریف لے جایا کرتے تھے،بعثت کے بعد مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس (غار) میں عبادت مخصوصہ کا قصد نہیں کیا اور نہ نزول وحی کے دن نزول وحی کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی عبادت کی تخصیص کی اور نہ جس جگہ اور جس وقت وحی کی ابتدا ہوئی کوئی عبادت مخصوص کی گئی،اور جن لوگوں نے مقامات اور اوقات مخصوصہ کو ایسے واقعات کی بنا پر عبادات کے لئے مخصوص کیا ہے وہ اہل کتاب ہیں،جنہوں نے مسیح علیہ السلام کے حالات (پڑھ کر) مواسم عبادات مقرر کر لئے جیسے یوم میلاد اور یوم تعمید وغیرہ۔[1]

بعض لوگ اس رات کی فضیلت میں اس روایت سے استدلال کرتے ہیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور آئندہ دن روزہ رکھو اس لئے کہ اس میں غروب شمس سے فجر طلوع ہونے تک آسمان دنیا پر اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں اور یہ کہتے ہیں ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ میں اس کی مغفرت کروں، کوئی روزی کا طلبگار کہ میں اس کو روزی دوں، ہے کوئی بیمار کہ میں اس کو بیماری سے عافیت دوں ہے کوئی

[1] زاد المعاد ۱/۵۷

ایسا ہے کوئی ایسا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ [1]

إسناده ضعيف لضعف ابن يسرة واسمه أبو بكر بن عبد الله بن محمد بن أبي يسرة

اس روایت کی اسناد ابن یسرہ کی وجہ سے ضعیف ہے جس کا نام ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی یسرہ تھا۔

قال فيه أحمد بن حنبل وابن معين يضع الحديث

اس سلسلہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا،

حكم الألباني ضعيف جدا أو موضوع

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف اور من گھڑت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے

بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① (بنی اسرائیل ۱)

برکت دے رکھی ہے، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے اس سلسلہ میں یہ آیات نازل فرمائیں، آیت کے شروع میں ہی سبحان کا ذکر کیا گیا، عام طور پر اس کا استعمال ایسے موقع پر ہوتا ہے جب کسی عظیم الشان واقعے کا ذکر ہو اور چونکہ یہ ایک بہت بڑا غیر معمولی واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا، اور سبحان کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک ظاہری اسباب کے اعتبار سے یہ واقعہ عظیم کتنا بھی محال ہو اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں اس لئے کہ وہ اسباب کا پابند نہیں، وہ تو اپنی قدرت کا لفظ کن سے پلک جھپکنے میں جو چاہے کر سکتا ہے، اسباب تو انسانوں کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پابندیوں اور کوتاہیوں سے پاک ہے، اور بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ابتدائی حصہ میں روحانی طور پر نہیں بلکہ حالت بیداری میں جسم مبارک اور روح کے ساتھ علی الاطلاق تمام مساجد میں سے جلیل ترین مسجد مسجد حرام سے ایلیاء میں مسجد اقصیٰ تک جو فضیلت والی مسجدوں میں شمار ہوتی ہے لے جایا گیا، اور مکہ معظّمہ سے القدس تک چالیس راتوں کا دور دراز کا سفر پوری رات میں نہیں بلکہ رات کے ایک قلیل حصے میں طے ہوا پھر اسی رات واپس لایا گیا، اسے اسراء کہتے ہیں اور پھر مسجد اقصیٰ سے اپنے عجائبات اور آیات کبریٰ دکھانے کے لئے اپنے بندے اور رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹے براق پر سوار کر کے عالم بالا لے جایا گیا، حقیقت میں وہی

[1] سنن ابن ماجه كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ۱۳۸۸

ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس کا تذکرہ ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے وقت فرمایا

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ (۱)

ترجمہ: اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے دنیا والوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے بعد اس کا ذکر پانچ سو سال کے وقفے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (۲) ۝۲۱

ترجمہ: اے برادرانِ قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے، پیچھے نہ ہٹو ورنہ ناکام و نامراد پلٹو گے۔

مگر بنی اسرائیل نے اس ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا، مصر میں فرعون کے ظلم وستم سے نجات حاصل کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو ایک بار پھر اس بابرکت زمین کی ملکیت ملی۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (۳) ۝۱۳۷

ترجمہ: اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدۂ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

پانچ سو سال گزرنے کے بعد قرآن مجید ایک مرتبہ اور ارض مقدس کا ذکر کرتا ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۴) ۝۸۱

ترجمہ: اور سلیمان کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں ، ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔

پھر ارض مقدس کا ذکر معراج کے واقعہ میں ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۵) ۝۱

---

(۱) الانبیاء ۷۱

(۲) المائدہ ۲۱

(۳) الاعراف ۱۳۷

(۴) الانبیاء ۸۱

(۵) بنی اسرائیل ۱

ترجمہ: پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تا کہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

یعنی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارض مقدس میں کوئی خاص واقعہ رونما ہوگا،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام پر رحم فرما اور ہمارے یمن پر رحم فرما، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد پر؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے اللہ! ہمارے شام پر رحم فرما اور ہمارے یمن پر رحم فرما، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد پر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں زلزلے آئیں گے اور تباہیاں رونما ہوں گی اور وہیں سے شیطان اپنا سر نکالے گا۔ [۱]

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ،

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ مروی ہے (لوگ بڑی گھبراہٹ میں ہوں گے تو) اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق (شہر) کے مشرقی جانب سفید مینار کے قریب اتریں گے انہوں نے گیرو رنگ کی چادریں زیب تن کی ہوں گی اور دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے، سر نیچے کرتے وقت ان کے سر سے (پانی کے) قطرات گریں گے اور سر بلند کرتے وقت موتیوں کی مانند قطرات لڑھکتے ہوئے دکھائی دیں گے، یہ ناممکن ہوگا کہ کوئی کافر عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا کو محسوس کرے اور وہ مر نہ جائے، مسلمانوں کے امیر کہیں گے کہ آپ آئیں اور ہمیں نماز کی امامت کرائیں، عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں امامت نہیں کروں گا بیشک تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت عطا فرمائی ہے، وہ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے لد شہر کے دروازے پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔ [۲]

وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جزیہ کا خاتمہ کر دیں گے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم تمہارے

---

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ الجُمُعَةِ بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلاَزِلِ وَالآيَاتِ ۱۰۳۷

[۲] صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ ۷۳۷۳

درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتیٰ کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر سمجھا جائے گا۔ (۱)

ان کو مسترد کرنے والا ہر یہودی اور انہیں خدائی کا درجہ دینے والا ہر عیسائی انہیں اللہ کا بندہ اور رسول مامور من اللہ مان لے گا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ‏ ﴿۱۵۹﴾ (۲)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔

دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی موت کا ذائقہ چکھیں گے۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآٮِٕقَةُ الۡمَوۡتِ‌ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَـنَّةَ فَقَدۡ فَازَ‌ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ‏ ﴿۱۸۵﴾ (۳)

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۖ ﴿۲۶﴾ وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ‌ۚ ﴿۲۷﴾ (۴)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے، اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى‏ ﴿۵۵﴾ (۵)

ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

اور ان کی تدفین رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں ہوگی۔

جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو یوں نماز پڑھائی

رسول اللہ ﷺ معراج سے پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر تشریف لائے، صلوٰۃ ہر وہ عبادت ہے جو اللہ کی عظمت اور اس کی خشیت کے پیش نظر کی جائے، کائنات کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے جس پر لفظ صلوٰۃ ہی بولا گیا ہے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ‌ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۴۸

(۲) النساء ۱۵۹

(۳) آل عمران ۱۸۵

(۴) الرحمٰن ۲۶،۲۷

(۵) طٰہٰ ۵۵

تَسْبِيْحَهُمْ...﴿۴۴﴾ [۱]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ...﴿۴۱﴾ [۲]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...﴿۲۴﴾ [۳]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے، اس کے لیے بہترین نام ہیں، ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ...﴿۱﴾ [۴]

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے۔

اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي أَصْلِ الصَّلَاةِ فَقِيلَ هِيَ الدُّعَاءُ لِاشْتِمَالِهَا عَلَيْهِ وَهَذَا قَوْلُ جَمَاهِيرِ أَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علماء نے صلوٰۃ کی اصل میں اختلاف کیا ہے کہا گیا ہے کہ صلوٰۃ کی اصل حقیقت دعا ہے، جمہور اہل عرب اور فقہاء وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ [۵]

واشتقاقها من الصلي وهو عرض خشبة معوجّة على نار لتقويمها وبالطبع عوج، فالمصلّي من وهج السطوة بتقويم اعوجاجه ثم يتحقق معراجه، ومن اصطلى بنار الصلاة وزال عوجه لا يدخل النار وهي صلة بين العبد وربّه تعالى، وجامعة لأنواع العبادات النفسانية والبدنية من الطهارة وستر العورة وصرف المال فيهما والتوجّه إلى الكعبة والعكوف على العبادة وإظهار الخشوع بالجوارح وإخلاص النيّة بالقلب ومجاهدة الشيطان ومناجاة الحق وقراءة القرآن والنطق بالشهادتين وكفّ النفس عن الأطيبين

اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں واشتقاقها من الصلي یعنی یہ لفظ صلی سے مشتق ہے، صلی کسی ٹیڑھی لکڑی کو آگ پر تپا کر سیدھا کرنا ہے، پس نمازی بھی اسی طرح نماز پڑھنے سے سیدھا ہو جاتا ہے اور جو شخص نماز کی آگ میں تپ کر سیدھا ہو گیا وہ اب دوزخ کی آگ میں داخل نہ

---

[۱] بنی اسرائیل ۴۴

[۲] النور ۴۱

[۳] الحشر ۲۴

[۴] الجمعۃ ۱

[۵] شرح النووی علی مسلم ۴/۷۵، نیل الاوطار ۱/۲۵۳

کیاجائے گا، یہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ملنے کا ایک ذریعہ ہے، جو عبادت نفسانی اور بدنی طہارت اور ستر عورت اور مال خرچ کرنے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے اور عبادت کے لیے بیٹھنے اور جوارح سے اظہار خشوع کرنے اور دل سے نیت کو خالص کرنے اور شیطان کے ساتھ جہاد کرنے اور اللہ عزوجل سے مناجات کرنے اور قرآن شریف پڑھنے اور کلمہ شہادتین کو زبان پر لانے اور نفس کو جملہ پاک حلال چیزوں سے ہٹا کر ایک یاد الٰہی پر لگادینے وغیرہ وغیرہ کا نام ہے۔ (۱)

نماز کی مشروعیت کے یہ چند دلائل ہیں۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ... ۵ (۲)

ترجمہ: اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔

... وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۳۱ (۳)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور ان مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو محض زبانی القاء کرنے کے بجائے نماز کی عملی تربیت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس دو مرتبہ بھیجا چنانچہ رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے بتائے ہوئے وقتوں، طریقوں، قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور رسول اللہ ﷺ نے امت کو تاکید فرمائی،

وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

تم اس طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے یعنی میری سنت کے مطابق نماز پڑھنا۔ (۴)

کیونکہ نماز کا ہر ہر رکن فرض واجب مستحب سب رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ادا کرنا ضروری ہے ورنہ وہ نماز نہ ہو گی۔ (۵)

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ

امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے

---

(۱) إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۱/۳۸۱

(۲) البينة ۵

(۳) الروم ۳۱

(۴) صحيح بخارى كِتَابُ الأَذَانِ بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ ۶۳۱

(۵) صحيح بخارى كتاب الاذان بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ المُؤَذِّنِ: الصَّلاَةُ فِي الرِّحَالِ، فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ أَوِ المَطِيرَةِ ۶۳۱، وكتاب آداب واخلاق بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ ۶۰۰۸، وكتاب اخبارالاحاد بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الأَذَانِ وَالصَّلاَةِ وَالصَّوْمِ وَالفَرَائِضِ وَالأَحْكَامِ ۷۲۴۶

پکڑے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور نبی کریم ﷺ کی سنت۔ (۱)

اوقات نماز:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا

...إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ (۲)

ترجمہ: نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دو مرتبہ امامت کرائی ہے، (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ شفق (سرخی) افق میں غائب ہو گئی، اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ، هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفید کی، پھر (جبریل علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات تھے اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔ (۳)

اس سے نماز کے اول وقت اور آخری وقت کی تحدید و تعیین ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں اوقات اور درمیان میں ادا کی گئی نماز صحیح

---

(۱) موطاامام مالک کتاب القدرباب النَّهْيُ عَنِ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ

(۲) النساء۱۰۳

(۳) سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابٌ فِي الْمَوَاقِيتِ ۳۹۳، جامع ترمذی ابواب الصلاۃبَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۴۹،صحیح ابن خزیمۃ۳۲۵،مصنف ابن ابی شیبۃ۳۲۲۰، مستدرک حاکم ۷۰۶،السنن الصغیرللبیھقی ۲۶۴،شرح السنۃ للبغوی ۳۴۸،مسند احمد ۳۳۲۲

ہے،لیکن ان میں افضل وقت کونسا ہے؟ وہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اول وقت ہے سوائے نمازعشاء کے کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے اور نبی کریم ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْآخِرِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا نماز کے لیے افضل وقت کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اول وقت میں نماز پڑھنا (افضل عمل ہے)۔ (۲)

عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا

ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز اول وقت میں ادا کرنا۔ (۳)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ: صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ - يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ - فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَمَرَهُ، فَأَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ، فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ،

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کیے آپ ﷺ نے فرمایا تم دو روز ہمارے ساتھ نماز پڑھو، پھر جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا انہوں نے اذان دی، پھر اقامت کا حکم فرمایا تو انہوں نے نماز ظہر کی اقامت کہی، پھر نماز عصر کا حکم فرمایا جب سورج سفید صاف بلند تھا، جب آفتاب ڈوب گیا تو نماز مغرب کا حکم فرمایا، جب شفق ڈوب گئی تو پھر نماز عشاء کی نماز کا حکم فرمایا جب فجر طلوع ہوئی تو نماز فجر کا حکم فرمایا (یعنی پانچوں نمازوں کو ان کے اول وقتوں میں پڑھایا)

ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ، فَأَبْرَدَ بِهَا، فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، يَا

---

(۱) السنن الکبری للبیهقی۲۰۴۶،مستدرک حاکم۶۸۲ ،سنن الدارقطنی۹۸۱

(۲) السنن الکبری للبیهقی۲۰۴۳،صحیح ابن حبان۱۴۷۵،صحیح ابن خزیمة۳۲۷، مستدرک حاکم ۶۷۵،السنن الصغیر للبیهقی۳۰۵

(۳) سنن ابوداود كِتَاب الصَّلَاةِ بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ۴۲۶،جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ۱۷۰

رَسُولَ اللهِ، قَالَ: وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ

دوسرے دن بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ نماز ظہر اچھی طرح ٹھنڈی کر واور نماز عصر پڑھی جبکہ سورج بلند تھا مگر اس (اول) وقت سے تاخیر فرمائی جو اس کے لیے (پہلے دن) تھا، نماز مغرب شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی، اور نماز عشاء ایک تہائی رات گزرنے پر پڑھی، نماز فجر صبح روشن کر کے پڑھی (یعنی نمازوں کو ان کے آخری اوقات میں پڑھایا) پھر پوچھا نماز کے اوقات دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری نمازوں کے اوقات ان دو وقتوں کے درمیان ہیں جنہیں تم نے دیکھا۔ [۱]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے (عصر کے وقت تک) اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے، نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے، نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔ [۲]

نماز فجر کا وقت:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الغَلَسِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے اور پھر مسلمان عورتیں (مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر) چادریں لپیٹ کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ [۳]

---

[۱] صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ۱۳۹۱، جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب منه ۱۵۲،سنن ابن ماجه كتاب الصلوٰۃ أَبْوَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ ۶۶۷،معرفة السنن والآثار۲۳۷۲،السنن الکبری للبیهقی۱۷۳۲،سنن الدارقطنی۱۰۳۳،صحیح ابن خزیمة۳۲۳،صحیح ابن حبان ۱۴۹۲، مسند احمد ۲۲۹۵۵

[۲] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ۱۳۸۶، سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي الْمَوَاقِيتِ ۳۹۶،السنن الکبری للنسائی ۱۵۱۲،السنن الکبری للبیهقی۱۷۱۵،مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۲۸،صحیح ابن حبان ۱۴۷۳، مسنداحمد۶۹۶۶

[۳] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ ۸۶۷،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَهُوَ التَّغْلِيسُ، وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا ۱۴۵۹،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي وَقْتِ الصُّبْحِ ۴۲۳،السنن الکبری للنسائی ۱۵۴۰،السنن الکبری للبیهقی۲۱۳۶،صحیح ابن حبان ۱۴۹۸،مصنف ابن ابی شیبة۳۲۳۴، مسند احمد ۲۵۴۵۴، معرفة السنن والآثار۲۷۵۹

اس حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر صبح صادق کے طلوع ہونے کے فوراًبعد شروع کر دیا کرتے تھے اور ابھی کافی اندھیرا رہ جاتا تھا کہ آپ ﷺ کی نماز ختم ہوجایا کرتی تھی لفظ غَلَسِ کا یہی مطلب ہے کہ فجر کی نماز آپ اندھیرے ہی میں اول وقت ادا فرمایا کرتے تھے، ہاں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اوقات صلوٰۃ کی تعلیم کے لیے فجر کی نماز دیر سے بھی ادا فرمائی ہے تا کہ اس نماز کا بھی اول وقت غَلَسِ اور آخر وقت إِسْفَارِ معلوم ہوجائے اس کے بعد ہمیشہ آپ ﷺ نے نماز اندھیرے ہی میں ادا فرمائی ہے۔جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے

أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ:وَصلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور فجر کی نماز آپ ﷺ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک مرتبہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتی کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور کبھی روشن نہ کی۔[1]

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْمُبَادَرَةِ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ. وَقَدْ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَلِكَ، فَذَهَبَتْ الْعِتْرَةُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَبُو ثَوْرٍ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَدَاوُد بْنُ عَلِيٍّ وَأَبُو جَعْفَرٍ الطَّبَرِيُّ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي هُرَيْرَةَ إلَى أَنَّ التَّغْلِيسَ أَفْضَلُ وَأَنَّ الْإِسْفَارَ غَيْرُ مَنْدُوبٍ. وَحَكَى هَذَا الْقَوْلَ الْحَازِمِيُّ عَنْ بَقِيَّةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَأَهْلِ الْحِجَازِوَاحْتَجُّوا بِالْأَحَادِيثِ الْمَذْكُورَةِ فِي هَذَا الْبَابِ وَغَيْرِهَا وَلِتَصْرِيحِ أَبِي مَسْعُودٍ فِي الْحَدِيثِ الْآتِي بِأَنَّهَا كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إلَى الْإِسْفَارِ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث اور دیگر احادیث سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ نماز فجر غلس یعنی اندھیرے ہی میں افضل ہے، اور خلفائے اربعہ اور اکثر ائمہ دین امام مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ، اسحق واہل بیت نبوی اور دیگر مذکورہ علمائے اعلام کا یہی فتوی ہے اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ صراحتاً موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آخر وقت تک غلس (اندھیرے) ہی میں یہ نماز پڑھائی، چنانچہ مدینہ منورہ اور حرم محترم اور سارے حجاز میں الحمد للہ اہل اسلام کا یہی عمل آج تک موجود ہے، نبی کریم ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل رہا اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز آپ ﷺ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک مرتبہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتی کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور کبھی روشن نہ کی۔[2]

مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ على بن عُمَرَ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي الْمَوَاقِيتِ۳۹۴ ،صحيح ابن خزيمة۳۵۲،صحيح ابن حبان ۱۴۴۹،سنن الدارقطنی۹۸۶،السنن الكبرى للبيهقى۱۷۰۱

[2] نيل الاطار۲۳؍۲

الصَّلَاةُ قَالَ هَذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ

جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے مغیث بن سمی نامی ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر میں غلس یعنی اندھیرے میں پڑھی، سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے ان سے میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری نماز اسی وقت ہوا کرتی تھی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں بھی یہ نماز غلس ہی میں ادا کی جاتی رہی مگر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر نماز فجر میں حملہ کیا گیا تو احتیاطا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اجالے میں پڑھا۔ [۱]

اس سے بھی ظاہر ہوا کہ نماز فجر کا بہترین وقت یعنی اندھیرے ہی میں پڑھنا ہے ،حنفیہ کے ہاں اس کے لئے اسفار یعنی اجالے میں پڑھنا بہتر مانا گیا ہے مگر دلائل واضحہ کی بنا پر یہ خیال درست نہیں۔حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ

رافع بن خدیج سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح کی نماز اجالے میں پڑھو اس کا ثواب زیادہ ہے۔ [۲]

وقَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: مَعْنَى الإِسْفَارِ: أَنْ يَضِحَ الفَجْرُ فَلاَ يُشَكَّ فِيهِ وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الإِسْفَارِ: تَأْخِيرُ الصَّلاَةِ

چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ واحمد رحمہ اللہ واسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسفار کا مطلب یہ ہے کہ فجر خوب واضح ہو جائے کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے ،اور یہ معنی نہیں کہ نماز کو تاخیر کر کے پڑھا جائے (جیسا کہ حنفیہ کا عام معمول ہے)

بہت سے ائمہ دین نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ نماز فجر کو اندھیرے میں (غلس) میں شروع کیا جائے اور قرات اس قدر طویل پڑھی جائے کہ سلام پھیرنے کے وقت خوب اجالا ہو جائے ،امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں بھی یہی تفصیل بیان کی ہے۔

بہر حال دلائل قویہ سے ثابت ہے کہ نماز فجر غلس یعنی اندھیرے میں افضل ہے اور اسفار میں جائز ہے،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عالموں کو لکھا تھا کہ فجر کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے آسمان پر صاف نظر آتے ہوں یعنی اول وقت پر پڑھا کرو۔

نماز ظہر کا وقت:

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سردی زیادہ پڑتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز (ظہر) سویرے پڑھ لیتے تھے۔ [۳]

---

[۱] تحفة الاحوذی ۱/۴۰۵

[۲] جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالفَجْرِ ۱۵۴،سنن الدارمی ۱۲۵۳،مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۴۲، مسند احمد ۱۷۲۸۶

[۳] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۹۰۶، السنن الكبرى للنسائی ۱۴۹۸،صحیح ابن خزیمة ۱۸۴۲

ایک روایت میں ہے سفر میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھو،

أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ الظُّهْرَ فَقَالَ:أَبْرِدْ. ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ:أَبْرِدْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ موذن (بلال رضی اللہ عنہ) نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈک ہونے دو، اس نے پھر اذان کہنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈک ہونے دو، دو دفعہ یا تین دفعہ یہی ہوا حتی کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی حرارت اور جوش کی وجہ سے ہے۔[2]

یعنی جب گرمی شدت سے ہو تو سورج ڈھلتے ہی فوراً نماز نہ پڑھو بلکہ کچھ دیر کرلو۔

نماز جمعہ کا وقت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔[3]

عَنْ سَهْلٍ، بِهٰذَا، وَقَالَ:مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلاَ نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الجُمُعَةِ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ ۴۰۱،صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃبَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ ۵۳۹،وکتاب الاذان بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ المُؤَذِّنِ: الصَّلاَةُ فِي الرِّحَالِ، فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ أَوِ المَطِيرَةِ ۶۲۹،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَمْضِي إِلَى جَمَاعَةٍ، وَيَنَالُهُ الْحَرُّ فِي طَرِيقِهِ۱۴۰۰،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ ۱۵۸،مسند احمد۲۱۴۴۱

[2] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃبَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ ۵۳۳،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَمْضِي إِلَى جَمَاعَةٍ، وَيَنَالُهُ الْحَرُّ فِي طَرِيقِهِ ۱۳۹۵، مصنف عبدالرزاق۲۰۴۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ ۴۰۲،جامع ترمذی ابواب بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ ۱۵۷،سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃبَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ ۶۷۸،مسند احمد۷۶۱۳

[3] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ وَقْتُ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ۹۰۴،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الجُمُعَةِ۵۰۳،السنن الصغیر للبیہقی۶۱۹،معرفة السنن ولآثار۶۳۷۵،مسند احمد۱۲۵۱۵

سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم دوپہر کا سونا اور دوپہر کا کھانا جمعہ نماز کے بعد رکھتے تھے۔ (۱)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلاَةِ، يَعْنِي الجُمُعَةَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی زیادہ پڑتی تو نماز جلدی پڑھ لیتے تھے اور جب گرمی شدت سے پڑتی تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھتے یعنی جمعہ۔ (۲)

نماز عصر کا وقت:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب آدمی کا سایہ اس کے جسم کے برابر ہو جائے جب تک عصر نہ ہو جائے اور عصر کا وقت تب تک رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو۔ (۳)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھی جبکہ سورج بلند، صاف سفید تھا۔ (۴)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ:كُنَّا نُصَلِّي العَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلَى قُبَاءٍ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) عصر کی نماز پڑھتے اس کے بعد کوئی شخص قبا جاتا اور جب وہاں پہنچ جاتا تو سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔ (۵)

عوالی ان دیہات کو کہا گیا ہے جو مدینہ منورہ کے اطراف میں بلندی پر واقع تھے ان میں بعض چار میل بعض چھ میل بعض آٹھ آٹھ میل کے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ وَقْتُ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ۹۳۹،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ ۱۹۹۱،جامع ترمذی ابواب الجمعةبَابٌ فِي القَائِلَةِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۵۲۵،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ ۱۰۹۹

(۲)صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ۹۰۶،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ۹۰۶

(۳) مسنداحمد۶۹۶۶،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۱۳۸۹

(۴) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ۱۳۹۱،جامع ترمذی ابواب الصلوۃ باب منه ۱۵۲،سنن ابن ماجه کتاب الصلوٰۃ أَبْوَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ ۶۶۷،معرفة السنن والآثار ۲۳۴۷،السنن الکبری للبیہقی۱۷۳۲،سنن الدارقطنی۱۰۳۳، صحیح ابن خزیمة۳۲۳،صحیح ابن حبان ۱۴۹۲، مسند احمد ۲۲۹۵۵

(۵) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ وَقْتِ العَصْرِ ۵۵۱،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ ۱۴۰۸

فاصلے پر تھے،اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ نماز عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہوجاتا ہے،دو مثل سایہ ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آدمی چار چھ میل دور جاسکے اور دھوپ ابھی تک خوب تیز باقی رہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَنْحَرَ جَزُورًا لَنَا، وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَهَاقَالَ:نَعَمْ،فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، فَوَجَدْنَا الْجَزُورَ لَمْ تُنْحَرْ،ثُمَّ قُطِّعَتْ، ثُمَّ طُبِخَ مِنْهَا، ثُمَّ أَكَلْنَا قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر جب فارغ ہو چکے تو بنی سلمہ کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا، پھر اونٹ ذبح ہوا اور کاٹا گیا اور پکایا گیا اور ہم نے اس میں سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے کھایا۔ [١]

رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَصْرَ، فَنَنْحَرُ جَزُورًا، فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے، انہیں دس حصوں میں تقسیم کرتے اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہم اس کا پکایا ہوا گوشت بھی کھا لیتے تھے۔ [٢]

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ایک مثل پر پڑھا کرتے تھے ورنہ دو مثل سایہ پر جو کوئی نماز عصر پڑھے گا تو اتنے وقت میں اس کے لیے یہ کام پورا کرنا مشکل ہے۔

عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلاَمَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي المَكْتُوبَةَ؟ فَقَالَ: وَيُصَلِّي العَصْرَ، ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى المَدِينَةِ ، وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ

سیار بن سلامہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے والد ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے میرے والد نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن وقتوں میں پڑھتے تھے؟۔۔۔اور جب عصر پڑھتے اس کے بعد کوئی شخص مدینہ منورہ کے انتہائی کنارہ پر اپنے گھر واپس جاتا تو سورج ابھی تیز ہوتا تھا۔ [٣]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلاَةَ العَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الفَيْءُ بَعْدُ

---

[١] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ ١٤١٤

[٢] صحیح بخاری کتاب بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنِّهْدِ وَالعُرُوضِ ٢٤٨٥

[٣] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ وَقْتِ العَصْرِ ٥٤٧

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج ابھی میرے حجرے میں جھانکتا رہتا تھا ابھی سایہ نہ پھیلا ہوتا تھا۔ (۱)

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر اکابر علمائے اسلام و آئمہ کرام کا یہی مسلک ہے مگر علمائے احناف عصر کی نماز کے لیے اول وقت کے قائل نہیں ہیں، مذکورہ بالا روایت کا واضح مطلب ہے کہ سورج کافی بلند ہوتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک وشبہ عصر کی نماز اول وقت ہی پڑھ لیا کرتے تھے مگر بعض علمائے احناف نے عجیب بیان فرمایا کہ ازواج مطہرات کے حجروں کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں اس لئے غروب سے پہلے کچھ نہ کچھ دھوپ حجرہ میں باقی رہتی تھی اس لیے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر کے وقت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دھوپ رہتی تھی تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سویرے ہی پڑھ لیتے تھے۔ (۲)

نماز مغرب کا وقت:

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ:كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالحِجَابِ

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کرلیا کرتے تھے۔ (۳)

رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، يَقُولُ:كُنَّا نُصَلِّي المَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم مغرب کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے اور تیر اندازی کرتے (تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ) ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔ (۴)

نماز عشاء کا وقت:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ، أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ، فَقَالَ حِينَ خَرَجَ:إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ، ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَلَّى

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز عشاء کے لیے انتظار کر رہے تھے جب تہائی رات یا اس سے کچھ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وَقْتِ العَصْرِ ۵۴۶

(۲) تفہیم البخاری ۳/۱۸

(۳) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ وَقْتِ العَصْرِ ۵۵۰،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ۱۴۴۰،سنن ابوداود کتاب باب ۴۱۷،جامع ترمذی ابواب باب ۱۶۴،سنن ابن ماجہ کتاب بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ۶۸۸،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۲۴،مسند احمد ۱۶۵۵۰،شرح السنۃ للبغوی ۳۷۲،شرح معانی والآثار ۹۲۹

(۴) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ وَقْتِ المَغْرِبِ ۵۵۹،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ۱۴۴۰، ۱۴۴۱

زیادہ گزر گئی، ہم نہیں جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کچھ کام ہو گیا تھا یا کچھ اور تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا تمہارے سوا کسی مذہب والے انتظار نہیں کر رہے، اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہمیشہ اسی وقت عشاء کی نماز پڑھاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم فرمایا تو اس نے تکبیر کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ (۱)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ،وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا، وَأَحْيَانًا يُعَجِّلُ، كَانَ إِذَا رَآهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ، وَإِذَا رَآهُمْ قَدْ أَبْطَئُوا أَخَّرَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء میں کبھی تاخیر فرماتے اور کبھی اول وقت پر پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو اول وقت میں پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ لوگ دیر سے آئے ہیں تو دیر کرتے۔ (۲)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ العِشَاءِ وَالحَدِيثَ بَعْدَهَا

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد گفتگو کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ (۳)

نماز اول وقت میں پڑھنے کا حکم:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ - أَوْ - يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ:صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ، فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تمہارا کیا حال ہو گا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو آخر وقت ادا کریں گے یا فرمایا نماز کو اس کے وقت سے قضا کریں گے، میں نے عرض کیا آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا پھر اگر تو اس نماز (کی جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو (ان کے ساتھ) دوبارہ نماز پڑھ لے بے شک یہ نماز تیرے لیے نفل ہو گی۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ وَتَأْخِيرِهَا ۱۴۴۶،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ ۴۲۰،صحیح ابن حبان ۱۵۳۶ ، صحیح ابن خزیمۃ۳۴۴،شرح معانی الآثار۹۴۴،السنن الکبری للبیہقی۲۱۱۶

(۲) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَهُوَ التَّغْلِيسُ، وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا ۱۴۶۰،مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۲۲۴، مسنداحمد۱۴۹۶۹

(۳)صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ العِشَاءِ ۵۶۸،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَهُوَ التَّغْلِيسُ، وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا۱۴۶۳،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا ۳۹۸، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ العِشَاءِ وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا۱۶۸،سنن ابن ماجہ کتاب الصلاۃبَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا ۷۰۱،سنن الدارمی۱۴۶۹،مصنف عبدالرزاق۲۱۳۱،مسنداحمد۱۹۸۰۰

(۴) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ كَرَاهِيَةِ تَأْخِيرِ الصَّلَاةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ، وَمَا يَفْعَلُهُ الْمَأْمُومُ إِذَا أَخَّرَهَا الْإِمَامُ۱۴۶۵،سنن

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ:نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، وَقَالَ سُفْيَانُ: إِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ أُصَلِّي مَعَهُمْ؟قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میرے بعد ایک وقت آئے گا کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جنہیں ان کے دیگر امور نماز سے مشغول رکھیں گے اور وہ انہیں بے وقت کر کے پڑھیں گے لہذا تم نماز کو بروقت ادا کرنا (اگرچہ تنہا پڑھنی پڑے) ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا میں ان کی معیت میں نماز پڑھوں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں اگر تو چاہے، اور سفیان کے الفاظ ہیں اگر میں وہ نماز ان کے ساتھ پاؤں تو ان کے ساتھ مل کر پڑھوں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔[1]

نماز کے ممنوعہ اوقات:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ العَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيِ الشَّيْطَانِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز فجر کے بعد (فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج ظاہر ہو جائے اور نماز عصر کے بعد بھی (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج غائب ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔[2]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا :حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تین گھڑیوں (وقتوں) میں ہمیں نماز اور مردوں کے دفن سے روکتے تھے ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پورا نہ ڈوب جائے۔[3]

ابوداود کتاب الصلاة بَابٌ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ ۴۳۱،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ إِذَا أَخَّرَهَا الإِمَامُ ۱۷۶،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا أَخَّرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا۱۲۵۶

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابٌ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ ۴۳۳، مسند احمد ۲۲۶۸۶

[2] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۵۸۱،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا۱۹۲۵

[3] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا۱۹۲۵،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا ۳۱۹۲،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ عَلَى الجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے الایہ کہ سورج اونچا ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ العَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ العَصْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پالی اس نے فجر کی نماز کو پالیا اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز کو پالیا (یعنی وہ اپنی نماز مکمل کرے)۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قبل غروب آفتاب عصر کی نماز سے ایک سجدہ پالیا یا قبل طلوع پالیا اس نے وہ نماز پالی اور سجدہ سے مراد رکعت ہے۔ (۳)

جمہور آئمہ اور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز تو جائز ہو جائے گی لیکن فجر کی نماز جائز نہ ہو گی۔

صفوں میں مل کر کھڑا ہونا:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ:لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے جاتے (اس اثناء میں) ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے تھے آگے پیچھے مت ہوں ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آجائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وَعِنْدَ غُرُوبِهَا ۱۰۳۰،سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ ۱۵۱۹،السنن الكبرى للنسائي ۱۵۵۵،السنن الكبرى للبيهقي ۴۳۸۲،سنن الدارمي ۱۴۷۲،شرح مشكل الآثار ۳۹۷۲،شرح معانی الآثار ۹۱۷،صحیح ابن حبان ۱۵۴۶،مسند احمد ۱۰۷۳

(۱) سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً ۱۲۷۴،صحیح ابن خزیمة ۱۲۸۵، ۱۲۸۴،صحیح ابن حبان ۱۵۴۷

(۲) صحيح بخارى كتاب مواقيت الصلاةبَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الفَجْرِ رَكْعَةً ۵۷۹،صحیح مسلم كتاب المساجد بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلَاةِ ۱۳۷۴،سنن ابن ماجه کتاب الصلوة بَابُ وَقْتِ الصَّلَاةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ ۶۹۹،جامع ترمذی ابواب بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ العَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ ۱۸۶، صحیح ابن حبان ۱۵۸۳،شرح معانی الآثار ۹۱۳،مصنف عبدالرزاق ۲۲۲۴،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۵،شرح السنة للبغوی ۳۹۹، مسند احمد ۹۹۵۴

(۳) صحیح مسلم كتاب المساجد بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلَاةِ ۱۳۷۵،سنن ابن ماجه كتاب الصلوٰةبَابُ وَقْتِ الصَّلَاةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ ۷۰۰،صحیح ابن حبان ۱۵۸۴،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۴

فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لئے (رحمت) کی دعا کرتے ہیں۔ (١)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلاَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔ (٢)

جو لوگ صفوں میں جڑ کر کھڑے نہیں ہوتے، درمیان میں خلا رکھتے ہیں یا صف ٹیڑھی رکھتے ہیں ان کی نماز کامل نہیں ہوتی، ناقص رہتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَأَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلاَةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلاَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے۔ (٣)

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ،ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ، حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ:عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو (اس طرح) برابر کرتے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں، یہاں تک کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صفوں کا سیدھا کرنا سیکھ لیا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جماعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا پس فرمایا اے اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف ڈال دے گا۔ (٤)

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثَلَاثًا، وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ ،قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ

---

(١) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ٦٦٤، السنن الكبرى للنسائى ٨٨٧،السنن الكبرى للبيهقى ٥١٩٦، شرح السنة للبغوى٨١٨،مستدرک حاکم٢١١٢، صحيح ابن حبان٢١٥٧، صحيح ابن خزيمة١٥٥١،مصنف عبدالرزاق٢٤٣١،مسنداحمد١٨٦٢١

(٢) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ٧٢٣ ،صحيح مسلم كتاب الصلوة صلاة المسافرين بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ٩٧٥،سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ٦٦٨،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوةبَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ ٩٩٣،سنن الدارمى١٢٩٨،السنن الكبرى للبيهقى٥١٧٦،صحيح ابن حبان ٢١٧٤، مسنداحمد ١٢٨١٣

(٣) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ ٧٢٢،صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ٩٧٧ ،مصنف عبدالرزاق٢٤٢٤،صحيح ابن حبان ٢١٧٧،مصنف ابن ابى شيبة٣٥٢٨،السنن الكبرى للبيهقى٥١٧٥،مسنداحمد١٢٨٤١

(٤) صحيح مسلم كتاب الصلاةبَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ٩٧٩،سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ٦٦٣،صحيح ابن حبان ٢١٧٥، مسند احمد١٨٤٠٠

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، سنو! اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا، پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا کیا کرو کیونکہ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔ (۲)

صفوں کو سیدھا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صف میں ہر نمازی اپنے قریب والے نمازی کے کندھے سے کندھا، قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہو جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل ہوا کہ ہم اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہوا کرتے تھے، انس رضی اللہ عنہ کا بیان بھی موجود ہے۔ مگر عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ختم ہوتے ہوتے مسلمان اس درجہ غافل ہونے لگے تھے کہ ہدایت نبوی کے مطابق صفوں کو سیدھا کرنے اور قدموں سے قدم ملانے کا عمل ایک اجنبی عمل بننے لگ گیا تھا، اس لیے انس رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ کہنے پڑے، لَوْ فَعَلْتُ ذَلِكَ بِأَحِدِهِمُ الْيَوْمَ لَنَفَرَ كَأَنَّهُ بغل شموس

اگر میں آج کے نمازیوں کے ساتھ قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اس سے سرکش خچر کی طرح دور بھاگتے ہیں۔ (۳)

اس بارے میں اور بھی کئی ایک احادیث وارد ہوئی ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، فَإِنَّمَا تَصُفُّونَ بِصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا، وَصَلَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اپنی صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی طرح بناؤ اپنے کندھوں کو برابر رکھو یعنی کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاؤ اور جو سوراخ دو نمازیوں کے درمیان نظر آئے اسے بند کر دو اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو اور شیطان کے گھسنے کے لیے سوراخ کی جگہ نہ چھوڑو یاد رکھو جس نے صف کو ملایا اللہ اس کو بھی ملا دے گا اور جس نے صف کو قطع کیا اللہ عزوجل اس کو قطع کر دے گا۔ (۴)

---

(۱) سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ۶۶۲، السنن الکبری للبیہقی ۵۱۸۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذن بَابُ إِلْزَاقِ المَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ ۷۲۵

(۳) فتح الباری ۲،۲۱۱

(۴) مسنداحمد ۵۷۲۴، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ۶۶۶

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَن أَبِيهِ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قَالَ: مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ غُفِرَ لَهُ

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صف کی دراڑ کو بند کیا اللہ اس کو بخش دے۔ ①

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں وہی بہتر ہے جو نماز میں کندھوں کو نرمی سے ملائے رکھے۔ ②

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، وَسَوُّوا مَنَاكِبَكُمْ، تَرَاصُّوا أَوْ لَيَتَخَلَّلَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَأَوْلَادِ الْحَذَفِ، إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مُقِيمِي الصُّفُوفِ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ الصَّفُّ، وَفِيهِ الْخَلَلُ حَتَّى يُسَوُّوا. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صفیں اور شانہ برابر کرو اور گچ کرو ایسا نہ ہو کہ شیطان بکری کے بچہ کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جائے، امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی کو لیتے ہیں کہ صف میں خلل چھوڑ دینا لائق نہیں جب تک ان کو درست نہ کر لیا جائے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ③

ينبغى للمامومين أَنْ يَتَرَاصُّوا وَيَسُدُّوا الْخَلَلَ وَيُسَوُّوا بَيْنَ مَنَاكِبِهِمْ فِي الصُّفُوفِ وَيَنْبَغِي للإمام أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِذَلِكَ وان يقف وسطهم

نیز بحر الرائق عالمگیری اور درمختار میں بھی ہے مقتدیوں کو چاہیے کہ صفوں کو چونا گچ کریں، صفوں میں درازوں کو بند کر دیں اور شانوں کو ہموار رکھیں بلکہ امام کے لائق ہے کہ مقتدیوں کو اس کا حکم کرے پھر بیچ میں کھڑا ہو۔ ④

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ جب صفوں میں کھڑے ہوں تو گچ کریں اور کندھے ہموار کر لیں (شامی) یہ تفصیل اس لئے پیش کی گئی ہے کہ صفوں کو سیدھا کرنا، پیر سے پیر ملا کر کھڑا ہونا ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، اس کے باوجود آج کل مساجد میں صفوں کا منظر یہ ہوتا ہے کہ ہر نمازی دوسرے نمازی سے دور بالکل ایسے کھڑا ہوتا ہے جیسے کچھ لوگ اچھوتوں سے اپنا جسم دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر قدم سے قدم ملانے کی کوشش کی جائے تو ایسے سرک کر الگ ہو جاتے ہیں جیسے کہ کسی بچھو نے ڈنک مار دی ہو اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ملت کے باہمی طور پر دل نہیں مل رہے ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آج بھی پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے

عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

اے اللہ کے بندو! صفیں برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں باہمی اختلاف ڈال دے گا۔ ⑤

① مسند البزار ۴۲۳۲

② سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ۶۷۲، السنن الكبرى للبيهقي ۵۱۸۸، مسند البزار ۵۱۹۵

③ الآثار لمحمد بن الحسن ۸۹

④ (بحر الرائق ۳۷۵/۱، الدر المختار ۵۶۸/۱)

⑤ صحيح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا، وَفَضْلِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ مِنْهَا، وَالِازْدِحَامِ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ،

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثَلَاثًا،وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفوں کو درست کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، اللہ کی قسم! تم اپنی صفوں کو درست کرو گے وگرنہ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دیا جائے گا، راوی کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے اور اپنے گھٹنے کو اس کے گھٹنے اور اپنے ٹخنے کو اس کے ٹخنے کے ساتھ ملاتا۔ (۱)

صفوں کی ترتیب:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پہلے) پہلی صف کو پورا کرو پھر جو صف اس کے بعد ہو اور جو کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہو۔ (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ:تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پچھلی صف میں دیکھ کر فرمایا میرے قریب آؤ اور پہلی صف پوری کرو، پھر دوسری صف والے تمہاری پیروی کریں اور جو لوگ پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بھی ان کو پیچھے رکھے گا۔ (۳)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟قَالُوا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ:يُتِمُّونَ الصَّفَّ الْأَوَّلَ، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ ملائکہ اپنے رب کے حضور بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا ملائکہ اپنے رب کی بارگاہ میں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا وہ سب سے پہلے پہلی صف کو پورا کرتے ہیں اور آپس میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (۴)

وَالْمُسَابَقَةِ إِلَيْهَا، وَتَقْدِيمِ أُولِي الْفَضْلِ، وَتَقْرِيبِهِمْ مِنَ الْإِمَامِ٩٧٩

(۱) سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الصُّفُوفِ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ٦٦٢

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ٦٧١،شرح السنة للبغوی ٨٢٠،السنن الکبری للبیہقی ٥١٩١،مسنداحمد ١٢٣٥٢

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا ٩٨٢،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ صَفِّ النِّسَاءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ٦٨٠،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃبَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ ٩٧٨،السنن الکبری للنسائی ٨٧٢،السنن الکبری للبیہقی ٥١٩٧،شرح السنة للبغوی ٨١٤

(۴) صحیح مسلم کتاب الصلوۃبَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ ٩٦٨،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ٦٦١،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃبَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ ٩٩٢،السنن الکبری للنسائی ٨٩٢، مسنداحمد ٢٠٩٦٤

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ تَعْلَمُونَ - أَوْ يَعْلَمُونَ - مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً

صف اول کی عظمت وفضیلت کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ پہلی صف کی فضیلت جانتے تو اس میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی کرتے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو اذان اور صف اول (کی شان وعظمت اور اجر وثواب) کا علم ہوجائے تو پھر وہ انہیں قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ کرسکیں تو وہ ان کے حصول کی خاطر آپس میں قرعہ اندازی ہی کریں الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ

مبراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بے شک اللہ جل جلالہ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے صف اول کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعَلَى الثَّانِي؟ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعَلَى الثَّانِي؟ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتِهِ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعَلَى الثَّانِي؟ قَالَ: وَعَلَى الثَّانِي.

صف ثانی پر فرشتوں کے درود کے بارے میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود پڑھتے ہیں، انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوسری صف پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود پڑھتے ہیں، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوسری صف پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود پڑھتے ہیں، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوسری صف پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری صف پر (بھی)۔ (۳)

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَلِلثَّانِي مَرَّةً

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لیے تین بار استغفار کرتے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا ۹۸۴، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ۹۹۸

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ۹۹۷، مستدرک حاکم ۲۱۲۸، مصنف عبدالرزاق ۲۴۴۹، مسند احمد ۱۸۵۱۸، صحیح ابن حبان ۲۱۵۷

(۳) مسند احمد ۲۲۲۶۳

(۴) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ۹۹۶، صحیح ابن خزیمۃ ۱۵۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۳۸

اور سنن نسائی کی روایت میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں الفاظ یوں ہیں

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْمُقَدَّمَةِ

بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔ ①

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں جانب پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ ②

عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ مِسْعَرٌ - مِمَّا نُحِبُّ أَوْ مِمَّا أُحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ،يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کا رخ ہماری طرف فرمائیں۔ ③

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم اور سنن ابو داود میں ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بری آخری صف ہے اور خواتین کے لیے سب سے بری پہلی صف ہے (جبکہ مردوں کی صفیں ان کے قریب ہوں) اور اچھی صف پچھلی صف ہے (جو کہ مردوں سے دور ہو)۔ ④

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ:لاَ تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا

سہل بن سعد سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور وہ بچوں کی طرح اپنے ازاریں (چھوٹے ہونے

،مستدرک حاکم ۷۷۲،السنن الکبری للبیہقی ۵۱۹۵،مسند احمد ۱۸۱۴۱

① السنن الکبری للنسائی ۸۸۷

② سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ ۱۰۰۵،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ ۶۷۶

③ سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃبَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ ۱۰۰۶،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ ۱۶۴۲،سنن ابوداودكِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۶۱۵،السنن الکبری للنسائی ۸۹۸

④ صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا ۹۸۵، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ صَفِّ النِّسَاءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ۶۷۸،سنن الدارمی ۱۳۰۴

کے سبب) اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے،چنانچہ عورتوں کوحکم تھا کہ جب تک مرد سیدھے ہوکر نہ بیٹھ جائیں اس وقت تک تم اپنے سر سجدے سے نہ اٹھانا(اس زمانے میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوتی تھی اور مردوں کالباس بھی اسی قسم کاتھااس لیےعورتوں کو پہلے سراٹھانے سے منع فرمایا کہ مردوں کے بیٹھ جانے سے پہلے سراٹھانے میں کہیں عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑجائے)۔ (۱)

اللہ اکبر کہہ کرنماز شروع کرنا:

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کوبرابر کرتے ،جب صفیں برابر ہوجاتیں تو(پھر)آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کرنماز شروع کرتے۔ (۲)

نماز تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھوں کواٹھانا:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلاَةِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر تحریمہ سے شروع فرماتےاور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ (۳)

ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیوں کارخ قبلہ کی طرف رکھنا:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا اسْتَفْتَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ وَلْيَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِهِمَا الْقِبْلَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑاہواور تکبیر کے لیے اپنے ہاتھ اٹھائے توہتھیلیوں کارخ قبلہ کی طرف رکھے۔ (۴)

وَفِيهِ عُمَيْرُ بْنُ عِمْرَانَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

اس کی سند میں عمیر بن عمران کی وجہ سے ضعیف ہے۔

لیکن اجماع امت اس کے لیے بہت بڑی دلیل ہے،اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا ۳۶۲،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ أَمْرِ النِّسَاءِ الْمُصَلِّيَاتِ، وَرَاءَ الرِّجَالِ أَنْ لَا يَرْفَعْنَ رُءُوسَهُنَّ مِنَ السُّجُودِ، حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ ۹۸۷،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الرَّجُلِ يَعْقِدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي ۶۳۰،مصنف ابن ابی شیبۃ۴۶۵۰،صحیح ابن خزیمۃ۷۶۳،السنن الکبری للبیہقی ۳۳۰۱،مسنداحمد۱۵۵۶۲

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلاۃبَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ۶۶۵،السنن الکبری للبیہقی۲۲۹۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ إِلَى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟۷۳۸

(۴) مجمع الزائد۲۵۸۹،السنن الکبری للبیہقی۲۳۲۰

تکبیر اولی کہتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے انگلیاں کشادہ اور کھلی رکھنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی تکبیر اولیٰ کہتے تو اپنی انگلیاں خوب کشادہ رکھتے۔ (۱)

اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کانوں تک اٹھانا:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (۲)

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے۔ (۳)

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

مالک بن حویرث سے ایک روایت میں ہے میں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کانوں کی لوتک لے گئے۔ (۴)

المرأة ترفع يديها كما يرفع الرجل في رواية الحسن عن أبي حنيفة

عورت بھی مردوں کی طرح دونوں ہاتھ اٹھائے گی جیسا کہ حسن نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ (۵)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، ان کا چھونا بدعت ہے یا وسوسہ، مسنون طریقہ ہتھیلیاں کندھوں یا کانوں تک اٹھانا ہے، ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفریق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھنا:

اخبرنا ابوطاہر قال حدثنا ابوبکر نا أَبُو مُوسَى، نا مُؤَمَّلٌ، نا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ

---

(۱) جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابٌ فِي نَشْرِ الأَصَابِعِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ ۲۳۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ رَفْعُ اليَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ ۷۳۵، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ ۸۶۱، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۷۲۱، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ ۲۵۵، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۵۸، بلوغ المرام ۲۱۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ ۸۶۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۲۵، معرفۃ السنن و الآثار ۳۲۴۳، صحیح ابن حبان ۱۸۶۳

(۴) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ ۸۶۶

(۵) المحيط البرهاني في الفقه النعماني ۱/۲۹۱، الشرح الممتع على زاد المستقنع ۳/۲۷

رضي الله عنه قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔ (۱)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی شرائط کے متعلق کتاب کے آغاز میں فرمایا ہے یہ مختصر و صحیح احادیث کا مجموعہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح اور متصل سند کے ساتھ پہنچتی ہے اور بیچ میں کوئی راوی ساقط یا سند میں انقطاع نہیں ہے اور نہ کوئی راوی مجروح یا ضعیف ہے۔

عَنْ وَائِلٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ، ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں سینے پر باندھ لیا۔ (۲)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْ حِينَ نَهَضَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ الْمِحْرَابَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ بِالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى يُسْرَاهُ عَلَى صَدْرِهِ

عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ مسجد کا رخ فرما چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند امامت پر پہنچ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر تحریمہ کہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں سینے پر رکھ لیا۔ (۳)

عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں سینے پر باندھا کرتے تھے۔ (۴)

طاؤس صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّي لَأَظُنُّ طَاوُسًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے یقین ہے کہ طاؤس اہل جنت میں سے ہیں۔ (۵)

وعن الزهري قال: لو رأيت طاوسا علمت أنه لا يكذب

(۱) بلوغ المرام۲۱۷،صحیح ابن خزیمة۴۷۹

(۲) السنن الكبرى للبيهقي۲۳۳۶

(۳) السنن الكبرى للبيهقي۲۳۳۵

(۴) سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ ۷۵۹

(۵) تاريخ الإسلام وَوفيات المشاهير وَالأعلام ۳/۶۵،تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال۴/۳۸۶

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر آپ طاؤس کو دیکھ لیں تو یقینا آپ اس کی راست بازی کے معترف ہوں گے۔ ①

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَرَأَيْتُهُ، قَالَ، يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ وَصَفَّ يَحْيَى: الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمِفْصَلِ

مھلب طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں ہر دو اطراف سے پھرتے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہاتھ کو اس ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر رکھ لیا، یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں اپنے سینے پر رکھ لیا۔ ②

وَرُوَاةُ هَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَإِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ

علامہ محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے فرمایا اس حدیث کی سند کے سب راوی ثقہ اور معتبر ہیں اور اس کی سند متصل ہے۔ ③

قال العجلي: ثقة. وذكره ابن حبان في الثقات مع تصحيح حديثه

امام عجلی رحمہ اللہ اور امام حبان رحمہ اللہ نے قبیصہ بن ھلب کو ثقہ قرار دیا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ④

امام ترمذی نے بھی اس روایت کو اسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اس کے کم از کم ایک نسخہ میں بھی وہی متن ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے مسند احمد میں بیان کیا ہے، جیسا کہ محدث عبدالحق فرماتے ہیں

وهمچنیں روایت کردترمذی ازقبصه بن هلب ازپدرش که گفت دیدم رسول خدا ﷺ که می نهاددست خودرادابرسینه خود

امام ترمذی رحمہ اللہ قبیصہ بن ھلب کے توسط سے ھلب طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے ہوئے تھے۔ ⑤

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ اليَدَ اليُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ اليُسْرَى فِي الصَّلاَةِ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔ ⑥

یعنی ہاتھ کھلے چھوڑنا مسنون نہیں ہے۔

اسی طرح زیر ناف والی حدیث بھی ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہیں۔

---

① إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۷/۵۳

② مسند احمد ۲۱۹۶۷

③ تحفة الأحوذي ۲/۸۱

④ میزان الاعتدال ۳/۳۸۴

⑤ شرح سفرالسعادت ۴۴

⑥ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وَضْعِ اليُمْنَى عَلَى اليُسْرَى فِي الصَّلاَةِ ۷۴۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔ (۱)

یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے،

وَفِي إِسْنَادِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے لکھاہے اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن اسحاق کوفی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُد: سَمِعْت أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُهُ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سنا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسے ضعیف کہتے ہیں۔

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: فِيهِ نَظَرٌ

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس میں نظر ہے (یعنی کمزور راوی ہے)

وَقَالَ النَّوَوِيُّ: هُوَ ضَعِيفٌ بِالِاتِّفَاقِ

امام نووی رحمہ اللہ نے لکھاہے یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔ (۲)

مُتَّفَقٌ عَلَى تَضْعِيفِهِ

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھاہے اس روایت کے (مرفوع اور موقوف دونوں صورتوں میں) ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (۳)

مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ أَنَّهُ وَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث میں کہ ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اس کی اسناد ضعیف ہے۔ (۴)

وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثٌ يُوجِبُ تَعْيِينَ الْمَحَلِّ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ الْوَضْعُ مِنْ الْبَدَنِ إلَّا حَدِيثَ وَائِلٍ الْمَذْكُورَ

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ متعین کرنے والی کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں سوائے ابن خزیمہ کی روایت کے۔ (۵)

اس حدیث میں کے الفاظ تَحْتَ السُّرَّةِ قاسم بن قطوبغا حنفی نے جو حدیثیں گھڑتا تھا اپنی طرف سے بڑھائے ہیں، آٹھویں صدی سے پہلے پہلے اس روایت میں تَحْتَ السُّرَّةِ زیر ناف کے الفاظ موجود نہیں تھے اور اس سے پہلے کسی نے ان الفاظ کی زیادتی کا ذکر کیا ہے۔

اور اس کے بعد والی روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے ناف سے اوپر ہاتھ رکھے،

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۷۵۶

(۲) نیل الاوطار۲،۲۱۹

(۳) شرح النووی علی مسلم۴،۱۱۵

(۴) فتح الباری ۲،۲۲۴

(۵) البحر الرائق شرح كنز الدقائق۱،۳۲۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ يَعْنِي ابْنَ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي بَدْرٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ،عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ

ابن جریر الضبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پہنچے (کلائی) کے پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس سے) پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔ ①

وَفِي إِسْنَادِهِ أَبُو طَالُوتَ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ. قَالَ أَبُو دَاوُد: يُكْتَبُ حَدِيثُهُ

اس روایت کی سند میں ابوطالوت عبد السلام بن ابی حازم ہے، امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ ②

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَوْقَ السُّرَّةِ قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: تَحْتَ السُّرَّةِ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے ناف سے اوپر مروی ہے اور ابو مجلز نے ناف سے نیچے کہا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ناف سے نیچے ہی روایت کی گئی ہے مگر قوی نہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں مروی روایت کے ضعیف ہونے پر تمام ناقدین محدثین کا اتفاق ہے۔

عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ نماز میں اپنے بائیں پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔ ③

وَهُوَ مُرْسَلٌ،

گو یہ حدیث مرسل ہے لیکن دوسری مستند احادیث سے مل کر قوی ہوگئی ہے۔

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ

قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ ④

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ:ثُمَّ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ عَلَى صَدْرِهِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا۔ ⑤

نماز کی نیت (ارادہ) کرنا:

دل کے ارادے کو نیت کہتے ہیں، زبان سے نہیں، زبان سے کہے الفاظ کو قول کہتے ہیں۔

عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

① سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۷۵۷

② نیل الاوطار۲۱۹٫۲

③ المراسیل لابی داود کتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِفْتَاحِ ۳۳

④ مسنداحمد۲۱۹۶۷،فتح الباری۲۲۴٫۲، جامع المسانیدوالسنن۱۰۵۶۸

⑤ المعجم الكبيرللطبرانی۱۱۸،بلوغ المرام ۲۱۷،صحیح ابن خزیمة ۴۷۹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔[1]
چنانچہ جو شخص جس نیت سے اعمال کرے گا اسی کے مطابق ہی وہ پھل پائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت میں پہلے جس کا فیصلہ ہوگا وہ ایک شخص ہوگا جو شہید ہوا، جب اس کو اللہ کی بارگاہ میں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں بتلائے گا اور وہ پہچانے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے لیے کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو تو اس لیے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور دنیا میں تجھے بہادر کہا گیا، پھر ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ اسے جہنم میں پھینک دیں اور وہ اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیں گے،

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ،

اور ایک شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا، سکھلایا اور قرآن پڑھا ہوگا جب اس کو اللہ کی بارگاہ میں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں بتلائے گا اور وہ پہچانے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے لیے کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے اس لیے علم حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں ،چنانچہ دنیا میں تجھے عالم اور قاری کہہ دیا گیا پھر ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ اسے جہنم میں پھینک دیں اور وہ اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیں گے،

وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

ایک اور شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تھا اور سب طرح کے مال دیئے تھے، جب ملائکہ اس کو اللہ کی بارگاہ میں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں بتلائے گا اور وہ پہچانے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے لیے کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیرے لیے مال خرچ

[1] صحیح بخاری کتاب بدئ الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۱،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَأَنَّهُ يَدْخُلُ فِيهِ الْغَزْوُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَعْمَالِ ۴۹۲۷،سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ النِّيَّةِ۴۲۲۷،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِيمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ ۲۲۰۱، صحیح ابن حبان۳۸۸،شرح السنة للبغوی۲۰۶

کرنے کی کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے مال اس لیے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تو دنیا میں تجھے سخی کہا گیا، پھر ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ اسے جہنم میں پھینک دیں اور وہ اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیں گے۔ (۱)

کیونکہ یہ سب اعمال خالص اللہ کی رضامندی کے بجائے ریاکاری اور نمائش کے لیے کیے گئے تھے اس لیے سب محنت اور مشقت اکارت گئی، اس لیے فرمایا صدقہ وہی عمدہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی خبر نہ ہو۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں:

أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ القِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً - قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالبَرَدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (اولی) اور قرات کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تکبیر اور قرات کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالبَرَدِ اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے معاف فرما دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے اے اللہ! میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے (یعنی خوب صفائی کر دے)۔ (۲)

عَنْ عَبْدَةَ،أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَانَ يَجْهَرُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، يَقُولُ:سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

عبدہ نے بیان کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب دعائے ثنا بلند آواز سے پڑھتے تھے، کہتے تھے "اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی بلند تر ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔" (۳)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ،

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ ۴۹۲۳ ،السنن الکبری للنسائی ۴۳۳۰، مستدرک حاکم ۳۶۴،شعب الایمان ۶۳۷۸، مسند احمد ۸۲۷۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ ۷۴۴،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ ۱۳۵۴،سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ الِافْتِتَاحِ ۷۸۱،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۸۰۵، مسند احمد ۱۰۴۰۸

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلوة بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ ۸۹۲

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو کہتے تھے " اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے، اور تیری بزرگی بلند تر ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔"(۱)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ، قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو کہتے تھے "اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے، اور تیری بزرگی بلند تر ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔"(۲)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُولُ: وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ دعا مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے "میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، میں اسی کی طرف یکسو ہوں، اسی کا مطیع فرمان ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اولین اطاعت گزاروں میں سے ہوں،

اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ، اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلا أَنْتَ، اصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں، تو میرا پالنہار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے، مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے، پس میرے سب گناہ معاف فرما دے تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کر سکتا، میری عمدہ اخلاق وعادات کی طرف رہنمائی فرما، اچھے اخلاق وعادات کی توفیق تجھی سے مل سکتی ہے، برے اخلاق وعادات مجھ سے دور فرما دے، بری عادتوں کو تو ہی پھیر سکتا ہے، میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، پھر حاضر ہوں، تیرا مطیع فرمان ہوں پھر تیرا مطیع فرمان ہوں، خیر اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اور کسی شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے، میں تیرا ہوں اور میرا اٹھکانا تیری ہی طرف ہے، تو بڑی برکتوں

(۱) سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۸۰۴، مسند احمد ۱۱۶۵۷

(۲) سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۷۷۶، سنن الدارقطنی ۱۱۴۱، مستدرک حاکم ۸۵۹

والااور رفعتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری جانب توبہ کر رہا ہوں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں کہتے ”اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے، تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں ،زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے، تو حق ہے، تیرا فرمان حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات برحق ہے، جنت برحق ہے، دوزخ برحق ہے، قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں، میرا اعتماد تجھی پر ہے، میں تیری طرف رجوع کرنے والا ہوں (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی کو اپنا فیصل بناتا ہوں تو میرے سب گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے بعد میں کیے چھپ کے کیے اور ظاہراً کیے، تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“ (۲)

اس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز سے اظہار عبودیت کیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مقام ہے، ان میں ایمان، اسلام اور احسان کا خلاصہ آ گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ رَجُلٌ فِي الْقَوْمِ: اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ نمازیوں میں سے ایک شخص نے کہا ”اللہ بڑا ہے ،بہت بڑا، ساری تعریف اس کے واسطے ہے اور وہ (ہر عیب سے) پاک ہے، ہم صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں“ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کلمے کس نے کہے ہیں؟ قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ کلمے کہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ جب اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب

(۱) مسند احمد ۳۵۰۳، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۱۲، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۶۰، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ ۳۴۲۱، سنن نسائی کتاب الافتتاح نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ ۸۹۸، سنن الدارمی ۱۲۷۴

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۷۱

سے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے ان کلمات کو پڑھنا کبھی نہیں چھوڑا۔ [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرَكَ، ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ:اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا،أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر کہتے ہیں " پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ ، تیرا نام بڑی برکت والا ہے ، تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تین بار کہتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تین بار کہتے اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے میں اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے یا غلط شعر و شاعری کی طرف لے آئے۔ [2]

تعوذ کا کہنا (سنت ہے):

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دعائے استفتاح پڑھتے پھر کہتے

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

میں اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں۔ [3]

تعوذ کے لیے دوسرے الفاظ بھی ثابت ہیں مثلا

وَفِي التَّعَوُّذ صِيغ: مِنْهَا أعوذ بِاللَّه من الشَّيْطَان الرَّجِيم وَمِنْهَا استعيذ بِاللَّه من الشَّيْطَان الرَّجِيم ۔ [4]

دعاؤں کے بعد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا:

تعوذ کے بعد آہستہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

---

[1] صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ ١٣٥٨ ، مسند احمد ٤٦٢٧،جامع ترمذى ابواب الدعوات بَابُ دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ ٣٥٩٢،السنن الكبرى للنسائى ٩٦٢،السنن الكبرى للبيهقى ٢٢٦٧، مصنف عبدالرزاق ٢٥٥٩

[2] سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ٧٧٥،جامع ترمذى ابواب الصلوٰة بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ٢٤٢،سنن الدارمى١٢٧٥،صحيح ابن خزيمة٤٦٧،سنن الدارقطنى١١٤٠،السنن الكبرى للبيهقى٢٣٤٩

[3] سنن ابوداودكتاب الصلاةبَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ٧٧٥

[4] حجة البالغة ١٤/٢،الروضة الندية ١٠٠/١

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بھی بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں سنا۔ ①

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ فَكَانُوا لَا يَجْهَرُونَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔ ②

وَأَنَّهُمْ كَانُوا يُسِرُّونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي الصَّلَاةِ

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ایک روایت میں یہ لفظ بھی نقل فرمائے ہیں وہ لوگ نماز میں مخفی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔ ③

وَقَدْ اتَّفَقَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْجَهْرِ بِهَا حَدِيثٌ صَرِيحٌ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث کی معرفت رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ (امام کے لیے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زور سے پڑھنے کی کوئی صریح روایت نہیں ہے۔ ④

اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۧ﴿۷﴾

سورۃ الفاتحہ کے مسائل

سفیان بن عینیہ سے روایت ہے کہ سورت فاتحہ نماز کو پورا کرنے والی ہے، اس لئے سورت فاتحہ کا نماز میں پڑھنا بہت ضروری ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص (ہر نمازی، چاہے وہ سری نماز پڑھ رہا ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل

---

① صحيح مسلم كتاب الصلاة باب حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ ۸۹۰

② مسند احمد ۱۲۸۴۵ ، سنن الدارقطنی ۱۲۰۳، شرح معانی الآثار ۱۱۹۵

③ صحيح ابن خزيمة ۱/۲۴۹

④ الفتاوى الكبرى لابن تيمية ۲/۱۶۸

اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا امام کے پیچھے مقتدی ہو) کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی (تین مرتبہ فرمایا) وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔[۱]

اور اسی روایت میں سورہ فاتحہ کو نماز کہا گیا ہے جیسا کہ اس میں ہے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ: فَنِصْفُهَا لِي، وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا يَقُولُ الْعَبْدُ {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2] يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1]، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} [الفاتحة: 5]، يَقُولُ اللَّهُ: هَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُولُ الْعَبْدُ {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7]، يَقُولُ اللَّهُ: فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو نصف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اس کا ایک نصف میرے لئے ہے اور دوسرا میرے بندے کے لئے اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو، بندہ کہتا ہے تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی، بندہ کہتا ہے نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی، بندہ کہتا ہے روز جزا کا مالک ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، بندہ کہتا ہے ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے اور بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا، بندہ کہتا ہے ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔[۲]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب صفة الصلوٰة بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ عن عبادہ بن صامت ۷۵۶ ، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا عن ابی ہریرہؓ ۸۷۸، سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۸۲۱، جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۲۹۵۳، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ ۸۳۸، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب تَرْكُ قِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۹۱۰، موطاامام مالک کتاب الصلوٰۃ باب القراء ۃ خلف الامام ۔۔۳۹، صحیح ابن حبان ۷۷۶

[۲] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۸۲۱ ، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا عن ابی ہریرہؓ ۸۷۸، جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۲۹۵۳ ، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب تَرْكُ قِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۹۱۰، مسنداحمد ۷۲۹۱، صحیح ابن خزیمة ۵۰۲

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

وَهَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ

جمہور صحابہ و تابعین، امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سب اسی کے قائل ہیں۔

أَنَّ مَذْهَبَ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ لَيْسَتْ بِفَرْضٍ بَلْ هِيَ وَاجِبَةٌ قَالُوا الْفَرْضُ عِنْدَنَا مُطْلَقُ الْقِرَاءَةِ لِقَوْلِهِ تعالى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

احناف کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت فرض نہیں بلکہ واجب ہے (یعنی فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے) اس آیت میں مطلق قراءت کا ذکر ہے اور وہ ایک آیت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔"[1]

واضح رہے کہ احناف کا موقف کمزور روایات و استدلال پر مبنی ہے، اس کی کچھ تفصیل یوں ہے

... فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ...[2]

اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔

فاتحہ کی فرضیت کے موقف کو رد کرنے کے لئے احناف یہ آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ عام ہے اس کی تخصیص حدیث

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رِوَايَةً يَبْلُغُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

عبادہ بن صامت سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ نماز نہیں جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ نے کر دی ہے۔[3]

احناف کا کہنا ہے کہ حدیث میں مذکور فَهِيَ خِدَاجٌ کا معنی ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ نماز باطل نہیں ہوتی، حالانکہ خِدَاجٌ سے یہاں ایسا نقص مراد ہے جو فساد و بطلان کو لازم ہے کیونکہ یہ لفظ عرب میں اس وقت استعمال ہوتا تھا جب اونٹنی حمل ساقط کر دیتی اور گرا ہوا بچہ مردار ہوتا ہے جو کہ کسی فائدے کا نہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی بات ثابت کی ہے، علاوہ ازیں اس کی موید یہ حدیث بھی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔[4]

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے:

مسی الصلاۃ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا

---

[1] تحفۃ الاحوذی ۲/۵۶

[2] المزمل ۲۰

[3] مسند احمد ۲۲۶۷۷، سنن دارقطنی ۱۲۲۵، صحیح ابن خزیمۃ ۴۸۸، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتاب ۸۲۳

[4] صحیح ابن حبان ۱۷۸۹، صحیح ابن خزیمۃ ۴۹۰

وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا

پھر تم اپنی بقیہ پوری نماز میں اسی طرح کرو۔ ⑴

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور دوسری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ⑵

اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا

وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھو۔ ⑶

قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ فَرْضًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ

چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں سورۂ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں فرض ہے۔ ⑷

وَالصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وُجُوبُ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اور صوابدید موقف یہی ہے جو سلف و خلف جمہور کے نزدیک ہے کہ ہر رکعت میں دورہ فاتحہ فرض ہے۔ ⑸

امام شوکانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ⑹

وَأَنَّ الْفَاتِحَةَ مُتَعَيِّنَةٌ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ لِكُلِّ أَحَدٍ عَلَى الْعُمُومِ

امام قرطبی رحمہ اللہ کا موقف ہے فاتحہ ہر رکعت میں عموما (امام ہو یا ماموم، سری ہو یا جہری) متعین ہے۔ ⑺

اکثر علماء نے سورہ فاتحہ کو نماز کا رکن قرار دیا ہے،

⑴ صحیح بخاری کتاب صفۃ الصلوٰۃ بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ ٧٥٧

⑵ مسند احمد ٢٢٦٢٧، صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ القِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ ٧٥٩، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ عن قتادہؓ ١٠١٣

⑶ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ المُؤَذِّنِ: الصَّلاَةُ فِي الرِّحَالِ، فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ أَوِ المَطِيرَةِ ٦٣١، وکتاب الادب بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ ٦٠٠٨

⑷ المحلی بالاثار ٢٦٨/٢

⑸ فتح الباری ٢٤٢/٢، شرح النووی علی مسلم ١٠٣/٤

⑹ نیل الاوطار ٢٤٦/٢، السبل الجرار ١٣١/١

⑺ تفسیر القرطبی ١١٩/١

وَلِأَنَّ الْقِرَاءَةَ رُكْنٌ فِي الصَّلَاةِ

امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ (۱)

هَذِهِ الرِّوَايَةُ نَصٌّ صَرِيحٌ فِي رُكْنِيَّةِ الْفَاتِحَةِ

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت سورہ فاتحہ نماز کی رکنیت پر دلالت کناں ہے۔ (۲)

وَرُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِهَا

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں سورہ فاتحہ نماز کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔ (۳)

فَالْحَاصِلُ أَنَّ اسْتِدْلَالَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَجُمْهُورِهِمْ بِأَحَادِيثِ الْبَابِ عَلَى رُكْنِيَّةِ الْفَاتِحَةِ فِي الصَّلَاةِ صَحِيحٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ

عبد الرحمٰن مبارکپوری نے طرفین کے دلائل کو زیر بحث لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ اہل علم کی اکثریت اور جمہور علماء سورۂ فاتحہ کو نماز کی رکنیت کے قول ہی کو راجح قرار دیتے ہے کیونکہ ان ادلہ قاطعہ میں اشکال نہیں۔ (۴)

خواہ کوئی مقتدی ہو:

گزشتہ بیان کردہ فاتحہ کی رکنیت کے تمام دلائل اس کا ثبوت ہیں، مثلاً حدیث

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔ (۵)

میں عموم ہے کہ کوئی بھی نماز ہو اور کوئی بھی شخص ہو خواہ مقتدی ہو یا امام ہو یا منفرد ہو، کسی کی کوئی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی،

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے،

بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ

امام اور مقتدی کے لئے حضر وسفر ہر حال میں سری اور جہری سب نمازوں میں قراءت کے وجوب کا بیان۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ» قُلْنَا: نَعَمْ هَذًّا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا

---

(۱) المغنی ۱٫۳۴۴

(۲) تحفۃ الاحوذی ۲٫۵۴

(۳) المغنی ۱٫۳۴۳

(۴) تحفۃ الاحوذی ۲٫۵۵

(۵) مسند احمد ۲۲۶۷۷

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نماز فجر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے رہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قراءت بوجھل ہوگئی، نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شاید تم لوگ امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسا مت کیا کرو (یعنی ساتھ ساتھ مت پڑھا کرو) البتہ سورۂ فاتحہ ضرور پڑھ لیا کرو کیونکہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ [۱]

أي في كل ركعة منفردًا أو إمامًا أو مأمومًا، سواء أسرّ الإمام أو جهر

مشہور شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر رکعت میں (ہر نمازی کو) خواہ اکیلا یا امام، یا مقتدی، خواہ امام آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ [۲]

وَفِي الحَدِيث دَلِيل على أَن قِرَاءَة الْفَاتِحَة وَاجِبَة على الإِمَام وَالْمُنْفَرد وَالْمَأْمُوم فِي الصَّلَوَات كلهَا

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (عبادہ رضی اللہ عنہ) کہ حدیث اس امر پر صاف دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا امام اور اکیلے اور مقتدی سب کے لیے تمام نمازوں میں واجب ہے۔ [۳]

اسْتدلَّ بِهَذَا الحَدِيث عبد الله بن الْمُبَارك وَالْأَوْزَاعِيّ وَمَالك وَالشَّافِعِي وَأحمد وَإِسْحَاق وَأَبُو ثَوْر وَدَاوُد على وجوب قِرَاءَة الْفَاتِحَة خلف الإِمَام فِي جَمِيع الصَّلَوَات

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس حدیث (عبادہ رضی اللہ عنہ) سے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحٰق رحمہ اللہ، امام ابوثور رحمہ اللہ، امام داؤد رحمہ اللہ نے (مقتدی کے لیے) امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل پکڑی ہے۔ [۴]

وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهَا فَرْضٌ مِنْ فُرُوضِ الصَّلَاةِ وَرُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِهَا وَمُتَعَيِّنَةٌ لَا يَقُومُ مَقَامَهَا تَرْجَمَتُهَا بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ وَلَا قِرَاءَةُ غَيْرِهَا مِنْ الْقُرْآنِ وَيَسْتَوِي فِي تَعَيُّنِهَا جَمِيعُ الصَّلَوَاتِ فَرْضُهَا وَنَفْلُهَا جَهْرُهَا وَسِرُّهَا وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَالْمُسَافِرُ وَالصَّبِيُّ وَالْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ وَفِي حَالِ شِدَّةِ الْخَوْفِ وَغَيْرِهَا سَوَاءٌ فِي تَعَيُّنِهَا الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ وَالْمُنْفَرِدُ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص سورۂ فاتحہ پڑھ سکتا ہے (یعنی اس کو یہ سورۂ یاد ہے) اس کے لیے اس کا پڑھنا نماز کے فرائض میں سے ایک فرض اور نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور یہ سورۂ فاتحہ نماز میں ایسی معین ہے کہ نہ تو اس کی بجائے غیر عربی میں اس کا ترجمہ قائم

---

[۱] سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۸۲۳، جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ ۳۱۱، مسند احمد ۲۲۶۹۴

[۲] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۲/۸۵

[۳] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۶/۱۰

[۴] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۶/۱۰

مقام ہوسکتا ہے اور نہ ہی قرآن مجید کی کوئی دیگر آیت، اور اس تعین فاتحہ میں نمازیں برابر ہیں، فرض ہوں یا نفل، جہری ہو یا سری، اور مرد، عورت، مسافر، لڑکا (نابالغ) اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا اور بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے اور حالت خوف و امن میں نماز پڑھنے والا سب اس حکم میں برابر ہیں اور اس تعین فاتحہ میں امام، مقتدی اور اکیلا نماز پڑھنے والا (بھی) برابر ہیں۔ (۱)

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ فِي القِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: يَرَوْنَ القِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ

امام ترمذی رحمہ اللہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنے کے بارے میں اکثر اہل علم، صحابہ کرام اور تابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ، امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ، (شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحٰق (بھی) امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ (۲)

قال الخطابي في المعالم : هذا الحديث نص بأن قراءة فاتحة الكتاب واجبة على من صلى خلف الإمام، سواء جهر الإمام بالقراءة أو خافت بها .و إسناده جيد لا طعن فيه

امام خطابی رحمہ اللہ معالم السنن شرح ابو داود میں لکھتے ہیں یہ حدیث نص صریح ہے کہ مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے خواہ امام قرات بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص مقتدیوں کو خطاب کر کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر کسی کی نماز ہی نہیں ہوتی، اس حدیث کی سند بہت ہی پختہ ہے جس میں طعن کی کوئی گنجائش نہیں۔ (۳)

قال الإمام البخاري في جزء القراءة : تواتر الخبر عن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا صلاة إلا بقراءة أم القرآن

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بارے میں کہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے نماز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر (یعنی جم غفیر روایت کرتے ہیں) کے ساتھ احادیث مروی ہیں۔ (۴)

من قال بتعين الفاتحة وانه لايجزى قراءۃ غيرها قد دارمع ظاہرالاحاديث التى كادت تبلغ حدالتواترمع تاييد ذلک بعمل السلف والخلف

امام عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن علماء نے سورۂ فاتحہ کو نماز میں متعین کیا ہے اور کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ اور پڑھنا کفایت نہیں کر سکتا اولاً تو ان کے پاس احادیث نبویہ اس کثرت سے ہیں کہ تواتر کو پہنچنے والی ہیں، ثانیاً سلف و خلف (صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمہ عظام) کا عمل بھی تعین فاتحہ در نماز کی تائید کرتا ہے (۵)

---

(۱) المجموع شرح المهذب۳۲۶/۳

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ ۳۱۱

(۳) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح۱۶۲/۳

(۴) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح۱۰۶/۳

(۵) ۔میزان کبرے۱۶۶/۱

مسک الختام شرح بلوغ المرام میں ہے

واین حدیث راشواهد بساراست

یعنی قرات فاتحہ خلف الامام کی حدیث کے شواھد بہت زیادہ ہیں۔ (۱)

وَالْأَحَادِيثُ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ

تفسیر ابن کثیر میں ہے قرات فاتحہ کی احادیث بکثرت ہیں۔ (۲)

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا یہ قول کہ مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنا چاہیے ان کا پرانا قول ہے، امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے اس پرانے قول سے رجوع کر لیا ہے اور مقتدی کے لیے الحمد پڑھنے کو سری نماز میں مستحسن اور مستحب بتایا ہے چنانچہ علامہ موصوف لکھتے ہیں

لابی حنیفة ومحمد قولان احدهماعدم وجوبهاعلے الماموم بل ولاتسن وهٰذاقولهماالقديم وادخله محمدفی تصانیفه القديمة وانتشرت النسخ الى الاطراف وثانيهما استحسانهاعلے سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عند المخا فقة لحديث المرفوع لاتفعلوا الا بامرالقرآن وفی رواية لاتقرئ وابشئى اذاجهرت الابامرالقرآن وقال عطائ كانوايرون على الماموم القرائ ة فيما يجهر فيه الامام وفى مايسرفرجامن قولهماالاول الى الثانى احتياطًا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ مقتدی کو الحمد پڑھنا نہ واجب ہے اور نہ سنت اور ان دونوں اماموں کا یہ قول پرانا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی قدیم تصنیفات میں اسی قول کو درج کیا ہے اور ان کے نسخے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے ، اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقتدی کو نماز سری میں الحمد پڑھنا مستحسن ہے علی سبیل الاحتیاط ، اس واسطے کہ حدیث مرفوع میں وارد ہوا ہے کہ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ ، اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں بہ آواز بلند قرات کروں تو تم لوگ کچھ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ ، اور عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ) کہتے تھے کہ نماز سری و جہری دونوں میں مقتدی کو پڑھنا چاہیے پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ نے احتیاطاً اپنے پہلے قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع کیا۔

اب بقول علامہ شعرانی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہوا بلکہ مستحسن و مستحب۔ چنانچہ اسی حدیث اور اس کے مثل اور حدیث صحیحہ کو دیکھ کر خود مذہب حنفی کے بڑے بڑے فقہاء و علماء امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول قدیم کو چھوڑ کر امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کے قائل و فاعل ہو گے ، بعض تو نماز سری اور جہری دونوں میں اور بعض فقط نماز سری میں۔ (تفصیل کیلئے ''توضیح الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام از ارشاد الحق اثری ملاحظہ فرمائیں)

بعض أَصْحَابنَا استحسنوا ذَلِك على سَبِيل الِاحْتِيَاط فِي جَمِيع الصَّلَوَات وبعضهم فى السرية فقط وعليه فقهائ

(۱) مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۱۹

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۱۰۸

الحجاز والشام

علامہ عینی رحمہ اللہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں ہمارے بعض فقہاء حنفیہ ہر نماز میں خواہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو احتیاطاً مستحسن بتاتے ہیں اور بعض فقہاء فقط نماز سری میں اور مدینہ اور ملک شام کے فقہاء کا اسی پر عمل ہے۔ ①

وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ اسْتَحْسَنَ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ لِلْمُؤْتَمِّ فِي السِّرِّيَّةِ وَرُوِيَ مِثْلُهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ صَرَّحَ بِهِ فِي الْهِدَايَةِ الْمُجْتَبَى شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْقُدُورِيِّ وَغَيْرِهِمَا وَهَذَا هُوَ مُخْتَارُ كَثِيرٍ مِنْ مَشَايِخِنَا

مولوی عبد الحی رحمہ اللہ لکھتے ہیں امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو نماز سری میں مستحسن بتایا ہے اور اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور اسی کو ہمارے بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔ ②

اور شیخ الاسلام نظام الملۃ والدین مولانا عبد الرحیم جو شیخ التسلیم کے لقب سے مشہور ہیں اور رئیس اہل تحقیق کے نام سے بھی آپ یاد کیے گئے ہیں اور باتفاق علماء ماوراالنہر و خراسان مذہب حنفی کے ایک مجتہد ہیں آپ باوجود حنفی المذہب ہونے کے امام اعظم رحمہ اللہ صاحب کے مسلک قدیم کو چھوڑ کر امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں اور خود بھی پڑھتے اور فرماتے تھے

لوكان فی فمی یوم القیمۃ جمرۃ احب الی من ان یقال لاصلوۃ لک

اگر قیامت کے روز میرے منہ میں انگارا ہو تو میرے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ کہا جائے کہ تیری تو نماز ہی نہیں ہوئی۔ ③

وهو أنه لم يَرِد في حديث مرفوع صحيح النهي عن قراءة الفاتحة خلف الإمام، وكل ما ذكروه مرفوعاً فيه إما لا أصل له، وإما لا يصح

علمائے احناف کے چوٹی کے عالم مولانا عبد الحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں کسی مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی نہی (منع) وارد نہیں ہوئی ہے اور اس بارے میں علمائے حنفیہ جس قدر دلائل ذکر کرتے ہیں یا تو وہ بالکل بے اصل اور من گھڑت ہیں یا وہ صحیح نہیں ہیں۔ ④

فظهر أنه لا يوجد معارض لأحاديث تجويز القراءة خلف الإمام مرفوعاً

امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنے کی احادیث کے معارض و مخالف کوئی مرفوع حدیث نہیں پائی جاتی۔ ⑤

حنفیہ کے دلائل کے جواب ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں گفتگو کا خلاصہ یہ ہے

وبالجملة لا يظهر لأحاديث تجويز القراءة خلف الإمام معارض يساويها في الدرجة، ويدل على المنع

امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنے کی احادیث کے درجہ کی کوئی معارض و مخالف حدیث نہیں ہے اور نہ ہی (امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے

---

① عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۶/۱۴

② تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذی ۲/۱۹۵

③ امام الکلام ۲۰

④ التعليق الممجد على موطأ محمد ۱/۴۲۷

⑤ التعليق الممجد على موطأ محمد ۱/۴۲۸

کے) منع پر کوئی حدیث دلالت کرتی ہے۔ [1]

جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی

مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ

جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے، تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ [2]

اس حدیث میں سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نماز کے لیے لفظ خِدَاجٌ کا استعمال کیا گیا ہے،

قَوْلُهُ: فَهِيَ خِدَاجٌ، مَعْنَاهُ: نَاقِصَةٌ نَقْصَ فَسَادٍ وَبُطْلَانٍ، تَقُولُ الْعَرَبُ: أَخْدَجَتِ النَّاقَةُ: إِذَا أَلْقَتْ وَلَدَهَا وَهُوَ دَمٌ لم يستبن خلقه فهي مُخْدَجٌ، وَالْخِدَاجُ: اسْمٌ مَبْنِيٌّ منه

چنانچہ امام خطابی رحمہ اللہ معالم السنن شرح ابوداود پر فَهِيَ خِدَاجٌ کا معنی لکھتے ہیں جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ فاسد اور باطل ہے ،اہل عرب اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی اپنے بچے کو اس وقت گرا دے کہ وہ خون ہو اور اس کی خلقت و پیدائش ظاہر نہ ہوئی ہو، اور اسی سے لفظ خداج لیا گیا ہے، ثابت ہوا کہ خداج وہ نقصان ہے جس سے نماز نہیں ہوتی اور اس کی مثال اونٹنی کے مردہ بچہ جیسی ہے۔ [3]

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ ؟وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ

راوی ابوسائب نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں اس وقت کیا کریں؟ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فارسی !اسے اپنے نفس میں (یعنی بغیر آواز نکالے) پڑھ لیا کرو۔ [4]

اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ

کا معنی دل میں تدبر و تفکر اور غور کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان کے ساتھ آہستہ آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھا کر۔

---

[1] التعليق الممجد على موطأ محمد ۱/۴۲۸

[2] صحيح بخارى كتاب صفة الصلوٰة بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ عن عباده بن صامت ۷۵۶ ،صحيح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا عن ابى هريره ۸۷۸،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۸۲۱،جامع ترمذى كتاب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ ۲۹۵۳،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ ۸۳۸،موطاامام مالك كتاب الصلوٰة باب القراء ة خلف الامام ۳۹،صحيح ابن حبان ۷۷۶،مسنداحمد ۱۰۱۹۸

[3] مرعاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح ۳/۱۱۲

[4] صحيح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا عن ابى هريرةؓ ۸۷۸،جامع ترمذى كتاب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ ۲۹۵۳،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ ۸۳۸،موطاامام مالك كتاب النداء للصلاة باب القراء ة خلف الامام فيهالايجهرفيه بالقراء ة ۳۹، مسند احمد ۹۹۳۲،سنن الدارقطنى ۱۱۸۹،صحيح ابن حبان ۱۷۸۴، صحيح ابن خزيمه ۵۰۲

وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ:اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ أَنْ يَتَلفَظَّ بِهَا سِرًّا دُونَ الْجَهْرِ بِهَا وَلَا يَجُوزُ حَمْلُهُ عَلَى ذِكْرِهَا بِقَلْبِهِ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لِإِجْمَاعِ أَهْلِ اللِّسَانِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَا يُسَمَّى قِرَاءَةً وَلِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ ذِكْرَهَا بِقَلْبِهِ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لَيْسَ بِشَرْطٍ وَلَا مَسْنُونٍ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُ الْخَبَرِ عَلَى مَا لَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ وَلَا يُسَاعِدُهُ لِسَانُ الْعَرَبِ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس قول اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ سے مراد یہ ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ پڑھ اور اس کو ذکر قلب یعنی تدبر و تفکر و غور پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ اہل لغت کا اس پر اجماع ہے کہ اس کو قرات نہیں کہتے اور اہل علم کا اس پر بھی اجماع ہے کہ زبان سے تلفظ کئے بغیر صرف دل سے ذکر کرنا نماز کی صحت کے لئے نہ شرط ہے اور نہ ہی سنت لہذا حدیث کو ایسے معنی پر حمل کرنا جس کا کوئی قائل نہیں اور نہ ہی لغت عرب اس کی تائید کرے جائز نہیں۔[1]

{وَاذْكُرْ رَبّك فِي نَفْسك} أَيْ سِرًّا

تفسیر جلالین میں ''وَاذْكُرْ رَبّك فِي نَفْسك '' کا معنی لکھا ہے اللہ تعالیٰ کو زبان سے آہستہ یاد کر۔[2]

اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ کا معنی لکھتے ہیں مَعْنَاهُ اقْرَأْهَا سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ وَأَمَّا مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ أَنَّ الْمُرَادَ تَدَبُّرُ ذَلِكَ وَتَذَكُّرُهُ فَلَا يُقْبَلُ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا تُطْلَقُ إِلَّا عَلَى حَرَكَةِ اللِّسَانِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ نَفْسَهُ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ (امام کے پیچھے) سورۃ آہستہ پڑھا کر اس طرح کہ تو خود سے اور بعض مالکیہ نے اس کو سوچنے اور تدبر و فکر پر محمول کیا ہے وہ بالکل غلط ہے اور نا مقبول ہے کیونکہ قرات کا اطلاق حرکت لسان (زبان) پر ہی ہوتا ہے یعنی جب تک زبان نہ ہلے اور فاتحہ کے الفاظ زبان سے ادا نہ کیے جائیں اس کو قرات (پڑھنا) نہیں کہتے۔[3]

اور حدیث میں قرات (پڑھنے) کا حکم ہے لہذا جب تک مقتدی فاتحہ کو زبان سے نہیں پڑھے گا اس وقت تک حدیث پر عمل نہیں ہو گا۔

لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ فِعْلُ اللِّسَانِ

ہدایہ میں ہے کیونکہ قرات (پڑھنا) زبان کا کام ہے۔[4]

إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ الْخَطِيبُ قَوْله تَعَالَى {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ}[5] الْآيَةَ، فَيُصَلِّي السَّامِعُ فِي نَفْسِهِ.

کفایہ میں ہے جب خطیب آیت ''يَا أَيُّهَا الَّذِين آمَنُوا صلوا عَلَيْهِ وسلموا تَسْلِيمًا''[6] پڑھے تو سامعین کو چاہیے کہ اپنی زبان سے آہستہ درود پڑھ لیں۔[7]

---

[1] القراءۃ خلف الامام للبیہقی ۱؍۳۱

[2] تفسیر الجلالین ۱؍۲۲۶

[3] عون المبعود ۳؍۲۸،مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۳؍۱۱۳

[4] الهدایة فی شرح بدایة المبتدی ۱؍۵۵،العنایة شرح الهدایة ۲؍۳۰۱

[5] الأحزاب : ۵۶

[6] الاحزاب ۵۶

[7] العنایة شرح الهدایة ۱؍۳۴۴

یعنی فِي نَفْسِهٖ کا معنی زبان سے آہستہ اور پوشیدہ پڑھنا ہے۔

ان حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ فی نفسک کا معنی دل میں تدبر اور غور وفکر کرنا، لغت اور اہل علم اور خود فقہا کی تصریحات کے خلاف ہے اور صحیح معنی یہ ہے کہ زبان سے آہستہ پڑھا کر اور یہی حدیث کا مقصود ہے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔ [۱]

اس کی سند کو مولانا انور شاہ کشمیری نے صحیح قرار دیا ہے۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:اقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو۔ [۳]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے جیسا کہ کنز میں ہے۔

وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُ إِلَى وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ عَلَى الْمُؤْتَمِّ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْجَهْرِيَّةِ وَالسِّرِّيَّةِ ، وَذَهَبَ أَحْمَدُ وَمَالِكٌ أَنَّ الْمُؤْتَمَّ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ ، لكِنَّ الْحَنَفِيَّةَ قَالُوا: لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ لَا فِي سِرِّيَّةٍ وَلَا فِي جَهْرِيَّةٍ

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر رکعت میں امام، مقتدی اور منفرد سب کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو فرض ہو یا نفل ہو، امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ جہری نمازوں میں نہیں بلکہ صرف سری نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی، جبکہ احناف کا موقف ہے کہ مقتدی قراءت نہیں کرے گا خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو۔ [۴]

اس سلسلہ میں احناف کے دلائل یہ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ... [۵]

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش ہو جاؤ۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام جب قرات کرے تو خاموش رہو۔ [۶]

[۱] السنن الصغیر للبیہقی ۵۳۵

[۲] فص الختام ۱۴۷

[۳] شرح معانی الآثار ۱۲۱۹، السنن الکبری للبیہقی ۲۹۳۹

[۴] نیل الاوطار ۲٫۲۵۰

[۵] الاعراف ۲۰۴

[۶] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلَاةِ ۹۰۵، سنن ابوداودکتاب الصلوۃ پارہ ۲ بَابُ التَّشَهُّدِ ۹۷۳، وبَابُ الْإِمَامِ يُصَلِّي

عَنْ جَابِرٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے آگے امام ہو تو امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے۔ (۱)

یاد رہے کہ یہ تینوں دلائل عام ہیں کہ جن کی تخصیص متعدد دیگر احادیث سے ہو جاتی ہے مثلاً

لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو

اور

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ۔ (۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ:هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہری نماز سے فراغت کے بعد پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک آدمی نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قرآن کے ساتھ جھگڑ رہا ہوں، راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں قراءۃ سے باز آ گئے۔ (۳)

اس حدیث کی وضاحت راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود فرمادی ہے کہ جب کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے جواب دیا

اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ

مِنْ قُعُودٍ۶۰۴،سنن نسائی کتاب الافتتاح باب تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۹۲۳،مسند احمد۱۹۷۲۳،سنن الدارقطنی ۱۲۴۳

(۱) سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا۸۵۰،شرح معانی الاثار۱۲۹۴،سنن دارقطنی۱۲۳۳

(۲) تفسیر القرطبی۱۱۹/۱

(۳) سنن ابوداودكتاب الصلوة بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرِ الْإِمَامُ بِقِرَاءَتِهِ۸۲۶،موطاامام مالک کتاب الصلاة باب من كره القراء ة بفاتحة الكتاب اذاجهر الامام۴۳،جامع ترمذی کتاب الصلوٰه بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ۳۱۱،سنن نسائی كتاب الافتتاح تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ۹۲۰ ،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا ۸۴۹، مسنداحمد۲۸۴/۲،صحیح ابن حبان ۱۸۴۹،السنن الکبری للنسائی ۹۹۳،السنن الکبری للبیهقی ۲۸۹۲،عبدالرزاق۲۷۹۵

اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھ لیا کرو۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے جہری نمازوں میں صحابہ آواز نکال کر پڑھنے سے باز آ گئے تھے جبکہ ہلکی آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے، اس وقت امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف راجح ہے،

هذا الحديث نص بأن قراءة فاتحة الكتاب واجبة على من صلى خلف الإمام سواء جهر الإمام بالقراءة أو خافت بها

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام کے پیچھے فاتحہ کی قرآءت واجب ہے خواہ امام جہری قرآءت کر رہا ہو یا سری۔ (۲)

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ : لَا تُجْزِئُ أَحَدًا صَلَاةٌ حَتَّى يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، إِمَامًا كَانَ أَوْ مَأْمُومًا، جَهَرَ إِمَامُهُ أَوْ أَسَرَّ.

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں امام، مقتدی اور منفرد سب کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو فرض ہو یا نفل ہو۔ (۳)

قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ وَهُوَ الْحَقُّ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حق یہی ہے کہ امام کے پیچھے بھی قراءت (فاتحہ) واجب ہے۔ (۴)

فَرْضٌ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْ كُلِّ صَلَاةٍ إِمَامًا كَانَ أَوْ مَأْمُومًا

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں امام اور مقتدی دونوں پر فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ (۵)

لم يَرِد في حديث مرفوع صحيح النهي عن قراءة الفاتحة خلف الإمام، وكل ما ذكروه مرفوعاً فيه إما لا أصل له، وإما لا يصح

عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت مروی نہیں ہے اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو یا اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں ہے۔ (۶)

والأرجح وجوبهافإذا لم يسكت الإمام في الصلاة الجهرية قرأها المأموم ولو في حالة قراءة إمامه

---

(۱) صحیح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا٨٧٨

(۲) معالم السنن١/٢٠٥

(۳) تفسيرقرطبی١/١١٩

(۴) نيل الاوطار٢/٢٥٣

(۵) المحلی بالاثار٢/٢٦٥

(۶) التعليق المجد١/٤٢٧

ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے جہری نماز میں بھی اگر امام تلاوت کر رہا ہو تو بھی مقتدی پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے[۱]

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ قراءت قرآن:

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ قراءت قرآن جائز نہیں ہے البتہ سری نمازوں میں جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز کے متعلق فرمایا

لَا تفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ، فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ:أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا، فَقَالَ:قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا

اور سری نماز کے متعلق عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی تو ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سورۃ الاعلی کی قراءت کرنے لگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کون پڑھ رہا تھا؟ اس آدمی نے کہا میں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے قرات میں الجھایا ہے۔[۲]

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى إِثْبَاتِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ السِّرِّيَّةِ

محل شاہد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو قراءت سے منع نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ لینا ثابت ہے۔[۳]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مقتدی کو جہری نمازوں میں امام کے سکتوں کے وقفوں میں فاتحہ کی قراءت کرنی چاہیے جیسا کہ بعض آثار صحابہ اس پر دلالت کرتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ عمل ضروری نہیں ہے مقصود سورہ فاتحہ پڑھنا ہے اسے کسی طرح بھی پڑھ لیا جائے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب امام کے پیچھے فاتحہ کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا

اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ

اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھ لو۔[۴]

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ لفظ نقل کیے ہیں

[۱] ۔الفتاوی الاسلامیة ۱/۲۶۰

[۲] صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ۸۸۷،سنن ابوداود ابواب صلوٰۃ السفرپارہ ۸بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرِ الْإِمَامُ بِقِرَاءَتِهِ۸۲۸،سنن نسائی کتاب الافتتاح تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ۵۲۰، ۵۲۱، مسند احمد ۱۹۸۱۵،صحیح ابن حبان ۱۸۴۵

[۳] نیل الاوطار ۲/۲۶۲،شرح النووی علی مسلم ۴/۱۰۹

[۴] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃبَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ،وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَاعن ابی ہریرہؓ۸۷۸

قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ , فَكَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ؟قَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ

سائل نے پوچھا اے ابوہریرہ جب امام جہری قراءت کرے تو میں کیا کروں؟ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے اپنے نفس میں پڑھ لو۔ ①

معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے خواہ امام کے ساتھ پڑھے یا بعد میں پڑھے۔ ②

اور خود حنفیوں کی مشہور کتاب میں امام محمد رحمہ اللہ کا یہ فتوی موجود ہے

وَيُسْتَحْسَنُ عَلَى سَبِيلِ الِاحْتِيَاطِ فيما يروى عن محمد رحمه الله

امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھ لینا ہی احتیاطاً مستحسن ہے۔ ③

فَإِن جهر الإِمَام لم يقْرَأ إِلَّا عِنْد الإسكاته، وَإِن خَافت فَلهُ الْخيرَه

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں اگر امام بلند آواز سے قرات پڑھتا ہو تو مقتدی امام کے سکتہ کے وقت پیچھے پیچھے الحمد شریف پڑھتا جائے اور اگر وہ آہستہ سے پڑھتا ہے تو مقتدی کو اختیار ہے (جس طرح چاہے پڑھ لے)۔ ④

فان قراءتها فريضة وهى ركن تبطل الصلوٰة بتركها

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور (یہ سورۂ) نماز کا رکن ہے اس کے نہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ⑤

وَالْأَحَادِيثُ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مسئلہ پر بہت احادیث موجود ہیں۔ ⑥

بَعْضُ أَصْحَابِنَا يَسْتَحْسِنُونَ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الِاحْتِيَاطِ فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ وَبَعْضُهُمْ فِي السِّرِّيَّةِ فَقَطْ وَعَلَيْهِ فُقَهَاءُ الْحِجَازِ وَالشَّامِ

تحفۃ الاحوذی میں ہے بعض فقہائے حنفیہ ہر نماز میں خواہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو احتیاطاً مستحسن بتاتے ہیں اور بعض فقہا فقط سری میں اور مکہ اور مدینہ اور ملک شام کے فقہا کا اسی پر عمل ہے۔ ⑦

بعض لوگ عمومی دلائل سے لوگوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، بعض لوگ یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

① القراء ة خلف الامام للبيهقى ۱/۵۸،۳۴
② تحفۃ الاحوذی ۲/۲۴۸)
③ الهداية فى شرح بداية المبتدى ۱/۵۶
④ حجة الله البالغة ۲/۱۴
⑤ غنية الطالبين ۵۳
⑥ تفسیر ابن کثیر ۱/۱۰۸
⑦ تحفة الاحوذى ۲/۱۹۵

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ [1]

ترجمہ: جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔

حالانکہ یہ آیت مشرکین مکہ جو قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچاتے تھے تاکہ سننے والا اس کو نہ سن سکے اس کے جواب میں نازل ہوئی تھی

خِطَابٌ مَعَ الْكُفَّارِ فِي ابْتِدَاءِ التَّبْلِيغِ وَلَيْسَ خِطَابًا مَعَ الْمُسْلِمِينَ

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ابتدائے تبلیغ میں کفار کو مخاطب ہو کر کہی گئی تھی، یہ مسلمانوں کو نہیں کہی گئی۔ [2]

كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَأْتُونَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا صَلَّى، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ بِمَكَّةَ: لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ . فَأَنْزَلَ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ جَوَابًا لَهُمْ وَإِذا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو مشرکین شور مچاتے تھے، بعض لوگوں نے مکہ میں ایک دوسرے سے کہا یہ قرآن مت سنو اور شور مچاؤ، اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو شاید تم ہدایت پاؤ۔ [3]

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَجَابِرٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالزُّهْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: إِنَّهَا فِي الْمُشْرِكِينَ كَانُوا إِذَا صَلَّى الرسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ: لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ فَنَزَلَتْ جَوَابًا لَهُمْ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عطاء، ابن المسیب، زہری اور عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں یہ آیت مشرکین کے لیے نازل ہوئی تھے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو وہ کہتے تھے اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ، اس کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ [4]

چنانچہ ثابت ہوا کہ اس آیت

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [5]

کا نماز کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنی ایسی ہی واجب ہے جیسا کہ دوسری نمازوں میں کیونکہ حدیث

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ [6]

---

[1] الاعراف ۲۰۴

[2] تفسیر الرازی ۱۵/۴۴۰

[3] تفسیر القرطبی ۷/۳۵۳

[4] تفسیر البحر المحیط ۵/۲۶۱

[5] الاعراف ۲۰۴

[6] تفسیر القرطبی ۱/۱۱۹

ہر نماز کو شامل ہے۔

مسئلہ آمین:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ {وَلَا الضَّالِّينَ} قَالَ: آمِينَ، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ فاتحہ کے آخر میں ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ، فَقَالَ: آمِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام القرآن (سورہ فاتحہ) کی قرات سے فارغ ہوتے تو آپ اونچی آواز سے آمین کہتے۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہو گی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ، وَقَالَتِ المَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتوں نے بھی اسی وقت آسمان پر آمین کہی اس طرح ایک کی آمین دوسرے کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ [4]

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا، مَا بَانَ وَثَبَتَ أَنَّ الْإِمَامَ يَجْهَرُ بِآمِينَ، إِذْ مَعْلُومٌ عِنْدَ مَنْ يَفْهَمُ الْعِلْمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْمُرُ الْمَأْمُومَ أَنْ يَقُولَ: آمِينَ، عِنْدَ تَأْمِينِ الْإِمَامِ، هَذَا عَيْنُ الْمُحَالِ، وَمَا لَا يَتَوَهَّمُهُ عَالِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ الْمَأْمُومَ أَنْ يَقُولَ آمِينَ إِذَا قَالَهُ إِمَامُهُ وَهُوَ لَا يَسْمَعُ تَأْمِينَ إِمَامِهِ

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ ۹۳۲،جامع ترمذی ابواب الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ ۲۴۸،سنن الدارقطنی۱۲۶۷،السنن الکبری للبیہقی۲۴۴۵،المعجم الکبیرللطبرانی ۳۲،صحیح ابن خزیمۃ ۵۷۱، التلخیص الحبیر۵۸۱/۱

[2] صحیح ابن خزیمۃ۵۷۱،السنن الکبری للبیہقی ۲۴۵۲،صحیح ابن حبان۱۸۰۶

[3] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ ۷۸۰،صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ التَّسْمِيعِ، وَالتَّحْمِيدِ، وَالتَّأْمِينِ ۹۱۵ ،سنن ابوداود کتاب الصلاۃبَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ ۹۳۶،جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّأْمِينِ ۲۵۰،السنن الکبری للنسائی۱۰۰۲،صحیح ابن خزیمۃ ۵۷۰

[4] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ ۷۸۱،السنن الکبری للنسائی ۱۰۰۴، شرح السنۃ للبغوی۵۹۰

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اونچی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اس صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے، کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جب کہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔ [۱]

عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَرَأَ:{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [۲] ، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى بَلَغَ {وَلَا الضَّآلِّينَ} [۳] فَقَالَ: آمِينَ، وَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ،

نعیم مجمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقتدا میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی، جب آپ رضی اللہ عنہ ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے بھی آمین کہی۔ [۴]

عِكْرِمَةَ، يَقُولُ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَلَهُمْ رَجَّةٌ فِي مَسَاجِدِهِمْ بِآمِينَ، إِذَا قَالَ الْإِمَامُ:غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے دیکھا کہ امام جب " غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ " کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی تھی۔ [۵]

عَنْ عَائِشَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے پس تم کثرت سے آمین کہو۔ [۶]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ، فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہودی (اونچی آواز میں) آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے پس تم بہت آمین کہنا۔ [۷]

مُعَاذٍ،فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ سَئِمُوا دِينَهُمْ، وَهُمْ قَوْمٌ حُسَّدٌ، وَلَمْ يَحْسُدُوا الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَفْضَلَ مِنْ ثَلَاثٍ: رَدِّ السَّلَامِ، وَإِقَامَةِ الصُّفُوفِ، وَقَوْلِهِمْ خَلْفَ إِمَامِهِمْ فِي الْمَكْتُوبَةِ: آمِينَ

[۱] صحیح ابن خزیمة ۵۷۰

[۲] الفاتحة : ۱

[۳] الفاتحة : ۷

[۴] صحیح ابن خزیمة۶۸۸،۴۹۹،شرح معانی الآثار۱۱۸۵،صحیح ابن حبان۱۷۹۷،سنن الدارقطنی۱۱۶۸،مستدرک حاکم۸۴۹

[۵] مصنف ابن ابی شیبة۷۹۶۳

[۶] سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصوات بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ ۸۵۶

[۷] سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصوات بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ ۸۵۷

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی اپنے دین سے اکتا چکے ہیں وہ حاسد قوم ہیں وہ جن اعمال پر مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں ان میں سے افضل ترین یہ ہیں سلام کا جواب لوٹانا، صفوں کو قائم کرنا ان کا فرض نمازوں میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔ (١)

عَنِ ابْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ: أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَفٍّ مِنَ النِّسَاءِ، فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} بَلَغَ: {وَلَا الضَّالِّينَ} (٢)، قَالَ: آمِينَ حَتَّى سَمِعْتُهُ وَأَنَا فِي صَفِّ النِّسَاءِ،

ام حصین رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی جسے ام حصین رضی اللہ عنہا نے سنا حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔ (٣)

وَقَالَ عَطَاءٌ: آمِينَ دُعَاءٌ أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: وَمَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً

عطاء رحمہ اللہ (تابعی) کہتے ہیں آمین دعا ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ (٤)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُؤَمِّنُ عَلَى إِثْرِ أُمِّ الْقُرْآنِ؟ قَالَ:نَعَمْ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً، ثُمَّ قَالَ:إِنَّمَا آمِينَ دُعَاءٌ

امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتے ہیں؟ تو آپ رحمہ اللہ نے کہا ہاں، پھر آپ نے کہا آمین دعا ہے۔ (٥)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: آمِينَ؟ قَالَ: لَا أَدَعُهَا أَبَدًا قَالَ: إِثْرَ أُمِّ الْقُرْآنِ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ؟ قَالَ: وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْأَئِمَّةَ يَقُولُونَ عَلَى إِثْرِ أُمِّ الْقُرْآنِ آمِينَ، هُمْ أَنْفُسُهُمْ وَمَنْ وَرَاءَهُمْ حَتَّى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے آمین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں یہ کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا اور کہا میں اماموں کو سنتا ہوں وہ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتے ہیں وہ ائمہ مساجد اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھتی ہے۔ (٦)

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ إِمَامًا كَانَ أَوْ مَأْمُومًا

---

(١) المعجم الاوسط ٤٩١٠

(٢) الفاتحة: ٧

(٣) نصب الراية ١/٣٧١، المعجم الكبير للطبرانی ٣٨٣

(٤) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ ٧٨٠، شرح السنة للبغوی ٥٨٦

(٥) مصنف عبدالرزاق ٢٦٤٠

(٦) مصنف عبدالرزاق ٢٦٤٣

امام عطاء کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلند آواز سے آمین کہتے تھے چاہے وہ امامت کرا رہے ہوتے یا مقتدی ہوتے۔ (۱)

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَدْرَكْتُ مِائَتَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ : غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ، سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً بِآمِينَ

عطاء رحمہ اللہ بن ابی رباح (تابعی) فرماتے ہیں میں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا کہ وہ مسجد حرام یعنی بیت اللہ میں جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ (۲)

والإنصاف أنَّ الجهر قويّ من حيث الدليل

مولانا عبد الحی رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنے کا ثبوت بہت قوی ہے۔ (۳)

گویا آمین بالجہر کی مشروعیت پر اجماع ہے مگر احناف کی مساجد آمین کہنے پر خاموش ہیں۔

نماز کی مسنون قرات:

سورۂ فاتحہ کے بعد امام یا منفرد نمازی جہاں سے چاہے اور جتنا چاہے قرآن کریم پڑھ سکتا ہے لیکن یہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف نمازوں میں قرات بیان کرتے ہیں۔

نماز فجر کی قرات:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَكَانَ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں سورۂ ق پڑھتے تھے اور باقی نمازیں ہلکی پڑھتے تھے۔ (۴)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔ (۵)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى، وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أَوِ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ أَخَذَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقى ۲۴۵۴

(۲) السنن الكبرى للبيهقى ۲۴۵۵

(۳) التعليق المجد ۱٫۴۴۶

(۴) صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ ۱۰۲۷

(۵) صحيح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ ۱۰۳۱، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ۸۱۸، السنن الكبرى للبيهقى ۴۰۱۴، صحيح ابن خزيمة ۵۳۰، مسند احمد ۱۹۷۶۴

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز پڑھائی اور سورۂ مومنون شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا یا عیسیٰ کا، محمد بن عباد کو شک ہے یا راویوں کا اختلاف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی لگی تو رکوع کر دیا۔ [1]

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر میں سورہ التکویر پڑھتے ہوئے سنا۔ [2]

عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا، مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا

معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جہنی سے مروی ہے بنو جہینہ کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں دونوں رکعات میں سورہ الزلزال پڑھ رہے تھے، مجھے نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے یا عمداً اس کی قرات کی تھی۔ [3]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لِي: يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ فَعَلَّمَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قَالَ: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑے چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین پڑھی گئی سورتیں نہ سکھادوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورہ الفلق اور سورہ الناس سکھائیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ میں ان پر کوئی بہت زیادہ خوش نہیں ہوا ہوں، کہا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو نماز میں یہی دو سورتیں تلاوت کیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عقبہ رضی اللہ عنہ! کیسا پایا (ان سورتوں کو)۔ [4]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الكِتَابِ؟

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی (فرض) نماز سے پہلے کی دو (سنت) رکعتوں کو بہت مختصر رکھتے تھے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰہ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ١٠٢٢،سنن ابوداودکتاب الصلوٰۃ بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ ٦٤٩ ،مسنداحمد١٥٣٩٥

[2] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ١٠٢٣

[3] سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابُ الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ ٨١٦،السنن الکبری للبیہقی٤٠٢١

[4] سنن ابوداودکتاب الوتربَابٌ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ ١٤٦٢،السنن الکبری للنسائی ٧٧٩٩،صحیح ابن خزیمۃ٥٣٥،السنن الکبری للطبرانی٩٢٦،السنن الکبری للبیہقی٤٠٤٨

آپ ﷺ نے ان میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ (۱)

نماز ظہر اور عصر میں قرات:

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قُلْتُ لِخَبَّابٍ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ

ابو معمر رحمہ اللہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نماز ظہر وعصر میں قرات فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، ہم نے پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوتا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک ملنے سے۔ (۲)

یعنی آپ ﷺ سری (بغیر آواز بلند کیے) قرات فرماتے تھے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً أَوْ قَالَ نِصْفَ ذَلِكَ - وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذَلِكَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قرات کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا اس کا آدھا اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا۔ (۳)

یعنی ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرات مسنون ہے، اور کبھی آپ ﷺ آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ کی قرات فرماتے تھے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الكِتَابِ، وَسُورَتَيْنِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور بعض اوقات ہمیں کوئی آیت (بلند آواز سے پڑھ کر) سنا دیتے تھے۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التہجدبَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الفَجْرِ ۱۱۷۱،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ ۱۶۸۴،سنن ابوداودکتاب التطوع بَابٌ فِي تَخْفِيفِهِمَا ۱۲۵۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَنْ خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ ۷۷۷

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلاۃباب یطول فی الرکعتین الأولیین ۴۵۲

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ يَقْرَأُ فِي الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ ۷۷۶، صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ۱۰۱۲ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ ۷۹۸،سنن الدارمی ۱۳۳۰، مسند احمد ۲۲۵۶۳

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِـ {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} ⑴

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورہ الاعلی پڑھتے تھے۔ ⑵

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ، وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّوَرِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اور عصر میں سورۂ الطارق اور سورہ البروج ،ان کی مثل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ ⑶

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر میں سورہ اللیل پڑھتے تھے۔ ⑷

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم طویل قرات فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:لَقَدْ كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ. ثُمَّ يَتَوَضَّأُ. ثُمَّ يَأْتِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِمَّا يُطَوِّلُهَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعض اوقات ظہر کی نماز کھڑی ہوجاتی پھر جانے والا البقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر گھر سے وضو کر کے آتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں ہوتے اس قدر اس کو لمبا کرتے۔ ⑸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى

ابو قتادہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو اس لیے لمبا فرماتے تھے تا کہ لوگ پہلی رکعت میں شریک ہوسکیں۔ ⑹

نماز مغرب میں قرات:

جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ ⑺

⑴ الأعلى : ١

⑵ صحيح مسلم كتاب الصلاةبَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ١٠٣٠

⑶ سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ٨٠٥، جامع ترمذى ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ ٣٠٧،السنن الكبرى للنسائى ١٠٥٣،سنن الدارمى١٣٢٧،شرح معانى الآثار١٢٢٩،شرح السنة للبغوى ٥٩٤،السنن الكبرى للبيهقى٤٠٢٨، صحيح ابن حبان١٨٢٧،مسند احمد٢١٠١٨

⑷ صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ١٠٢٩

⑸ صحيح مسلم كتاب الصلاةباب يطول في الركعتين الأوليين ١٠٢٠،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوةبَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ٨٢٥،السنن الكبرى للنسائى١٠٤٧

⑹ سنن ابوداودكتاب الصلوٰةبَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ٨٠٠

⑺ صحيح بخارى كتاب الاذان بَابُ الجَهْرِ فِي المَغْرِبِ ٧٦٥،صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي المَغْرِب١٠٣٥،سنن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ: {وَالمُرْسَلاَتِ عُرْفًا} ①

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ام فضل کی بیٹی حارثہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا۔ ②

وَرُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي صَلاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الأَعْرَافِ، فَرَّقَهَا فِي رَكْعَتَيْنِ.

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز سورۂ الاعراف کے ساتھ نماز پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔ ③

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِحم الدُّخَانِ

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورہ الدخان پڑھی۔ ④

نماز عشاء میں قرات:

البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ: وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فِي العِشَاءِ، وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء میں سورہ التین پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔ ⑤

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ، فَوَافَقَ مُعَاذًا يُصَلِّي، فَتَرَكَ نَاضِحَهُ وَأَقْبَلَ إِلَى مُعَاذٍ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ البَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا إِلَيْهِ مُعَاذًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مُعَاذُ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ - أَوْ أَفَاتِنٌ - ثَلاَثَ مِرَارٍ:فَلَوْلاَ صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الحَاجَةِ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لیے ہوئے آیا رات تاریک ہو چکی تھی اس نے معاذ رضی اللہ عنہ

ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ ٨١١،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰہ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ٨٣٢،سنن الدارمی ١٣٣٢،مسند احمد١٦٧٣٥

① المرسلات : ١

② صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ القِرَاءَةِ فِي المَغْرِبِ ٧٦٣،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃبَابُ القِرَاءَةِ فِي المَغْرِبِ ١٠٣٣، مسند احمد ٢٦٨٨٤

③ السنن الکبری للنسائی١٠٦٥،شرح السنة للبغوی ٥٩٧

④ السنن الکبری للنسائی ١٠٦٢

⑤ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ ٧٦٩،صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ ١٠٣٩،مسند احمد ١٨٦٣٩

کونماز پڑھاتے ہوئے پایا اس لیے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے لیے) معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء شروع کی، چنانچہ وہ شخص نیت توڑ کر چل دیا پھر اسے معلوم ہوا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو (مجھے) برا بھلا کہا ہے اس لیے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فتان یا فاتن کہا، تم نے سورتیں الاعلی، الشمس، اور اللیل کیوں نہ پڑھیں کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند نماز پڑھتے ہیں۔[1]

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ، يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ: أَنَافَقْتَ؟ يَا فُلَانُ، قَالَ: لَا. وَاللهِ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهُ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ:يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِعَمْرٍو، إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالضُّحَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَقَالَ عَمْرٌو نَحْوَ هَذَا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس آ کر ہمارے امامت کراتے تھے، ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے نماز پڑھائی اور ایک بار روایت کیا کہ عشاء کی نماز آپ نے تاخیر سے پڑھائی اور معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کی تو قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ ہو گیا اور اس نے الگ ہی اپنی نماز پڑھی تو اسے کہا گیا کیا تو منافق ہو گیا ہے اے فلاں؟ اس نے کہا میں منافق نہیں ہوا ہوں، چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر ہماری امامت کراتے ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور ہم آب پاشی کی اونٹنیوں والے ہیں اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں (گزشتہ رات) وہ آئے اور ہماری امامت کرائی اور سورۂ بقرہ پڑھنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ وہ پڑھو اور وہ پڑھو، ابو زبیر نے نام لے کر کہا کہ سورہ الاعلی اور سورہ اللیل پڑھو۔[2]

یعنی امام کو اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ ۷۰۵

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ ۱۰۴۰، سنن ابوداود کتاب الصلوۃ بَابٌ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ ۶۰۰، مسند احمد ۱۴۳۰۷

مسئلہ رفع الیدین:

تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانا رفع الیدین کہلاتا ہے، تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین پر ساری امت کا اجماع ہے مگر بعد کے مقامات پر ہاتھ اٹھانے میں اختلاف ہے، ائمہ کرام وعلماء اسلام کی اکثریت سب ان مقامات پر رفع الیدین کے قائل ہیں مگر حنفیہ کے ہاں مقامات مذکورہ میں رفع الیدین نہیں ہے کچھ علمائے احناف اسے منسوخ قرار دیتے ہیں کچھ ترک رفع کو اولیٰ جانتے ہیں کچھ دل سے قائل ہیں مگر ظاہر میں عمل نہیں ہے۔

○ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ :صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (اسی طرح) رفع الیدین کرتے تھے۔[1]

رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ ،

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔[2]

وَقَالَ الْحَاكِمُ إِنَّهُ مَحْفُوظٌ

امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث محفوظ ہے۔[3]

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ

امام سبکی رحمہ اللہ اور امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔

○ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَزَعَمَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد صاحب کو نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر کر کے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے نیز رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔[4]

[1] السنن الکبری للبیہقی ۲۵۱۹

[2] السنن الکبری للبیہقی ۲۵۱۹

[3] تلحیص الحبیر ۵۴۱/۱

[4] مسند احمد ۵۰۵۴

○ وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ.

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بچشم خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہمیشہ رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔[۱]

○ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، يَذْكُرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے سنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی رفع الیدین کرتے تھے۔[۲]

○ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب اپنی قرات پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔[۳]

○ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ , رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ , وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ , وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے اور جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔[۴]

اس حدیث میں کَانَ يَرْفَعُ موجود ہے جو ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ:أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز کے لیے تکبیر کہتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں کندھوں کے برابر لے جاتے اور

[۱] قرة العينين برفع اليدين في الصلاة۲٦

[۲] مصنف عبدالرزاق۲۵۲۸

[۳] سنن ابوداودكتاب الصلاةبَابُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ ۷۴۴،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸٦۴،جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مِنْهُ ۳۴۲۳، صحيح ابن خزيمة۵۸۴،السنن الكبرى للبيهقى۲۵۲۲

[۴] قرة العينين برفع اليدين فى الصلاة۱

جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے،اور جب (رکوع سے) سجدے کے لیے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اسی طرح کرتے (یعنی رفع الیدین کرتے)۔ (۱)

سَعِيدُ بْنُ سَمْعَانَ قَالَ: جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقَالَ: ثَلَاثٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ: كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ مَدًّا، وَيَسْكُتُ هُنَيْهَةً، وَيُكَبِّرُ إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ

سعید بن سمعان کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق میں تشریف لائے تو فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے لیکن لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اچھی طرح ہاتھ اٹھا کر رفع الیدین کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے یا سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے تھے (۲)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعَنْ أَبِي مُوسَىالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (۳)

اعبد اللہ ن عباس اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے '' كَانَ يَرْفَعُ '' فرمایا جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (۴)

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

انس رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (۵)

عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ , وَرَفَعَ يَدَيْهِ , وَيَرْفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

عاصم الاحول کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (۶)

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۷۳۸، صحيح ابن خزيمة ۶۹۴

(۲) سنن نسائی کتاب الافتتاح باب رَفْعُ الْيَدَيْنِ مَدًّا ۸۸۳

(۳) قرة العينين برفع اليدين فى الصلاة ۲۶

(۴) سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوات بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۶۶، سنن الدارقطنى ۱۱۱۹

(۵) مصنف ابن ابى شيبة ۲۴۳۳

(۶) قرة العينين برفع اليدين فى الصلاة ۱۹

○وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ الْأَعْرَابِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَيَرْفَعُ

حمید بن ہلال کہتے ہیں ایک اعرابی نے کہا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نماز رفع الیدین کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۱)

○عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ الْأَعْرَابِيَّ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ، قَالَ:فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَرَفَعَ كَفَّيْهِ حَتَّى حَاذَتَا، أَوْ بَلَغَتَا، فُرُوعَ أُذُنَيْهِ، كَأَنَّهُمَا مِرْوَحَتَانِ

حمید بن ہلال سے روایت ہے ایک اعرابی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو رکوع سے اٹھتے وقت ہتھیلیوں کو کانوں تک اٹھاتے ہوئے دیکھا جیسا کہ دو پنکھے ہوں۔ (۲)

○ الْفَلَتَانَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ:أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُمْ يُصَلُّونَ فِي الْبَرَانِسَةِ وَالْأَكْسِيَةِ وَيَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهَا

فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور سردی کی وجہ سے ان پر چادریں اور برانڈیاں تھیں اور ان میں ہی سے (ہاتھ نکال کر) رفع الیدین کر رہے تھے۔ (۳)

○عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ، وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہتے، سجدہ میں جاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ (۴)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نماز پر گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت:

○ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ،قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں میں نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے اصحاب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا اور ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ باخبر ہوں۔

---

(۱) التلخیص الحبیر ۵۴۲/۱

(۲) مسند احمد ۲۰۰۵۶

(۳) اخبار اصبہان ۱۳۱/۲

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ رَفْعُ اليَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولَى مَعَ الِافْتِتَاحِ سَوَاءً ۷۳۵،صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ ۸۶۲

عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ:اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

عباس بن سہل ساعدی کہتے ہیں ابوحمید ساعدی،ابو اسید ساعدی، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔[1]

قَالُوا: فَلِمَ؟ فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ: بَلَى، قَالُوا: فَاعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَيَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ،

انہوں نے کہا کیسے؟ قسم اللہ کی!تم کوئی ہم سے زیادہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو یا ہماری نسبت زیادہ قدیم الصحبت تو نہیں ہو؟انہوں نے کہا کیوں نہیں،صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم نے کہا اچھا بیان کرو،(ابوحمید نے کہا)رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے،پھر اللہ اکبر کہتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے ٹک جاتی،پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قرات فرماتے،پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے،پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال وسکون سے رکوع کرتے،نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھائے ہوتے،پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ کندھوں کے برابر آجاتے اور خوب اعتدال وسکون سے کھڑے ہوتے،پھر اللہ اکبر کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے،

ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ ، قَالُوا: صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے،پھر (دوسرا) سجدہ کرتے،پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی،پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے،پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اٹھائے تھے (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتی کہ جب اس سجدے میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنی بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے،ان سب صحابہ

[1] صحیح ابن خزیمہ ۶۴۰

کرام رضی اللہ عنہم نے کہا آپ نے سچ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: مَنْ سَمِعَ هَذَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ - يَعْنِي إِذَا رَكَعَ - وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَصَلَاتُهُ نَاقِصَةٌ

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں میں نے محمد بن یحییٰ (الذیلی رحمہ اللہ) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص ابوحمید رضی اللہ عنہ کی حدیث سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہے۔ (۲)

○ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْهِمْ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: أَقْبِلُوا عَلَيَّ بوجهكم، أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي وَيَأْمُرُ بِهَا، فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى حَاذَى بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ، ثُمَّ رَكَعَ، وَكَذَلِكَ حِينَ رَفَعَ، فَقَالَ لِلْقَوْمِ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا،

عبدالمالک بن قاسم فرماتے ہیں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں سیدنا عمر آئے اور فرمایا میری طرف توجہ کرو میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور جس طرح پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے، پھر سب صحابہ نے کہا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے۔ (۳)

○ عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ,عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ,قَالَ: هَلْ أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ , ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوعِ , ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ , ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ , ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا فَاصْنَعُوا وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حطان بن عبداللہ کہتے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں؟ یہ کہہ کر انہوں نے نماز پڑھی جب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع الیدین کیا پھر جب رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی، پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ کر دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھائے پھر فرمایا اسی طرح کیا کرو اور سجدوں میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ (۴)

وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۷۳۰،جامع ترمذی ابواب الصلوۃ باب مِنْهُ۳۰۴ ،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃبَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ۱۰۶۱ ،سنن الدارمی۱۳۹۶،السنن الکبری للبیہقی۲۵۱۷،صحیح ابن خزیمة۵۸۹

(۲) صحیح ابن خزیمة۵۸۹

(۳) نصب الرایة۴۱۶/۱

(۴) سنن الدارقطنی ۱۱۲۴

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ (۱)

○عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

ابوزبیر فرماتے ہیں جابر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (۲)

○عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنْ الرُّكُوعِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے۔ (۳)

○ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هَكَذَا

ابوقلابہ کہتے ہیں میں نے دیکھا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے، پھر رکوع کرتے تو رفع الدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (۴)

○مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلِينَا وَاشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّا تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ:ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا وَأَشْيَاءَ لَا أَحْفَظُهَا، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ، هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ بُنْدَارٍ

اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم، ہم عمر نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (غالباً عام الوفود نو ہجری میں جب سب علاقوں سے وفود آ رہے تھے تو یہ بھی آئے) پھر ہم بیس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی پیار کرنے والے اور نرم طبیعت کے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھروں کو واپس جانے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں تو ہم نے عرض کیا آپ کچھ ارشاد فرمائیں تا کہ ہم پچھلے لوگوں کو جا کر بتلائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے گھروں کو واپس

---

(۱) التلخیص الجبیر ۱/۵۴۲

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوات بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۶۸

(۳) السنن الکبری للبیہقی ۲۵۳۰

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ ۷۳۷، صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ، وَالرُّكُوعِ، وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ ۸۶۴

جاؤ تو انہیں درست رکھنے کی کوشش کرو اور انہیں مسائل سکھلاؤ اور انہیں حکم دو اور کئی باتیں ارشاد فرمائیں جن میں سے کئی میں نے یاد رکھیں اور کئی یاد نہ رکھ سکا (جو چیزیں مجھے یاد ہیں وہ یہ تھیں کہ) نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، پھر جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں معمر ہو وہ جماعت کرائے یہ لفظ بندار راوی کے ہیں۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَالشَّبَبَةَ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ أَنْ يُصَلُّوا كَمَا رَأَوَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، وَقَدْ أَعْلَمَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

اور ابوبکر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مالک بن حویرث اور دوسرے نوجوانوں جو جوان کے ساتھ تھے حکم دیا کہ جس طرح انہوں نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھائیں اور مالک بن حویرث لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز سکھاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔ [1]

فَفِي هَذَا مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا أَرَادَ الْمُصَلِّي الرُّكُوعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

امام بن خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے وقت رفع الیدین کا حکم فرمایا ہے۔ [2]

○عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ , قَالَ:أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَى أُذُنَيْهِ , فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى جَعَلَهُمَا بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ , فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى جَعَلَهُمَا بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ رَأْسِهِ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں صرف نبی کریم ﷺ کی نماز دیکھنے کے لیے (مدینہ منورہ) آیا تو آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہی اور کانوں کے برابر رفع الیدین کیا پھر رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اتنا ہی پھر رکوع سے سر اٹھایا تو رفع الیدین کیا اتنا ہی کیا اور پھر سجدہ کیا تو زمین پر بھی سر کو اتنے فاصلے پر ہی ہاتھوں سے رکھا۔ [3]

○وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، فَكَبَّرَ فَرَكَعَ، فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوئے تو تکبیر کہی، ہمام کہتا ہے کانوں تک رفع الیدین کی، پھر (سردی کی

[1] صحیح ابن خزیمة ۵۸۶

[2] صحیح ابن خزیمة ۵۸۶

[3] سنن الدارقطنی ۱۱۳۴

وجہ سے) کپڑا لپیٹا، پھر دایاں ہاتھ بائیں پر باندھا پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی اور رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمیدہ جب کہا تو رفع الیدین کیا اور جب سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (۱)

○وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ قَالَ: فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ

ایک اور روایت میں وائل بن حجر سے مروی ہے جب میں سردیوں میں آیا تو دیکھا تمام صحابی کپڑوں میں سے (ہاتھ نکال کر) رفع الیدین کرتے تھے۔ (۲)

یعنی سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو رفع الیدین نہ کرتا ہو۔

○عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ ، قَالَ:فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ وَجْهِهِ، بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ ، فَلَمَّا قَعَدَ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثِينَ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ

ایک اور روایت میں وائل بن حجر سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی نماز دیکھوں کہ کیسے پڑھتے ہیں، آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہی پھر کندھوں تک رفع الیدین کیا، پھر بایاں ہاتھ دائیں سے پکڑا، پھر جب رکوع کیا تو کندھوں تک رفع الیدین کیا اور رکوع میں اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے پھر رکوع سے سر اٹھایا تو کندھوں تک رفع یدین کیا، پھر سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر اس مقام پر (یعنی کندھوں کے برابر) رکھا، پھر جب بیٹھے تا بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنہ پر رکھا اور دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھا اور تیس کی گرہ لگائی اور ایک انگلی سے حلقہ بنا کر انگلی سے اشارہ کیا۔ (۳)

○أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ، أَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى، وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، ثُمَّ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ، فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا ، ثُمَّ جِئْتُ

(۱) مسند احمد ۱۸۸۶۶، صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ، وَوَضْعِهِمَا فِي السُّجُودِ عَلَى الْأَرْضِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ۸۹۶

(۲) مسند احمد ۱۸۸۴۷

(۳) مسند احمد ۱۸۸۵۰

بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ تُحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ مِنَ الْبَرْدِ

ایک اور روایت میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضرور دیکھوں گا کہ کیسے پڑھتے ہیں، پس میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کے ساتھ کانوں تک رفع الیدین کرتے پھر بایاں ہاتھ کہنی اور بازو پر دایاں ہاتھ رکھتے، پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اسی طرح رفع الیدین کر کے ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر سجدہ کیا تو زمین پر دونوں ہتھیلیاں کانوں کے برابر رکھیں، پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھے اور بایاں ہاتھ بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا اور دائیں کہنی دائیں ران پر رکھی، پھر مٹھی بند کر کے دو انگلیوں کا حلقہ بنا کر انگلی اٹھائی میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو حرکت دے رہے تھے، اس کے بعد دوبارہ سردی کے موسم میں آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کپڑوں میں سے (ہاتھ نکال کر) رفع الیدین کر رہے تھے۔ (۱)

○قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَلَمْ يَسْتَثْنِ وَائِلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا إِذَا صَلُّوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا جو نماز میں رفع الیدین نہ کرتا ہو یعنی اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ (۲)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حضر موت کے شاہی گھرانوں میں سے تھے اور عام الوفود نو ہجری میں آ کر مسلمان ہوئے، اس کے بعد دوسری مرتبہ سال ڈیڑھ سال بعد سردی کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین ماہ پہلے مدینہ منورہ تشریف لائے یعنی آیت تکمیل دین

...اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا... (۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

کے نزول سے کچھ ہی دن پہلے سردیوں کے موسم میں تشریف لائے، اس لیے ان کی حدیث میں سردی سے چادروں کے اندر سے رفع الیدین کرنے کی حدیثیں ہیں، اس کے چند دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کو تشریف لے گئے، وائل رضی اللہ عنہ بھی ساتھ روانہ ہوئے اور حجۃ الوداع میں صرف آیت تکمیل دین کا نزول ہوا

...اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا... (۴)

نازل ہوئی گویا اسی نماز پر دین کی تکمیل ہوئی اس کے بعد کوئی نیا حکم جاری نہیں ہوا کیونکہ اس کے صرف اسی (۸۰) دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو گویا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نمازوں کا واقعہ ہے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے۔

○حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ: وَقَدْ رُوِّينَا، عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(۱) مسند احمد ۱۸۸۷۰، صحیح ابن حبان ۱۸۶۰، قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۳۰

(۲) قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۳۰

(۳) المائدة ۳

(۴) المائدة ۳

وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ عِنْدَالرُّكُوعِ، فَمِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ الْبَدْرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْبَدْرِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ،قَالَ الشَّيْخُ: وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ هَؤُلَاءِ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ الْبَيَاضِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے سترہ اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا جو رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ انصاری، ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ بدری، محمد بن مسلمہ بدری رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد ساعدی، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب ہاشمی، رسول اللہ ﷺ کا خادم انس رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ القریشی، وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، ابو حمید ساعدی انصاری شامل ہیں، شیخ رحمہ اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سلسلہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب، جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ معبد اللہ بن جابر بیاضی سے بھی روایت ہیں۔ [1]

○قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَوَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

ایک اور مقام پر امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے بچشم خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ ہمیشہ رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ [2]

○قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ:وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ النَّظَرِ مِمَّنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ , وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ , وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ , وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ , وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ , هَؤُلَاءِ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهِمْ فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمُنَا فِي تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهَا

---

[1] السنن الکبری للبیہقی ۲۵۲۳

[2] قرة العینین برفع الیدین فی الصلاة ۱٫۲۴

ابوعبداللہ نے فرمایا اہل نظر سے یہ ثابت ہے کہ جن میں اہل حجاز اور اہل عراق شامل ہیں ان میں عبداللہ بن زبیر، اور علی بن عبداللہ بن جعفر، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ اور دوسرے اہل علم ان میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کو نہ کرنا ثابت ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع الیدین نہ کرتے ہوں۔ (۱)

○قَالَ الْبُخَارِيُّ:وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ

امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کسی ایک بھی صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں۔ (۲)

○عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ , وَابْنَ الزُّبَيْرِ , وَأَبَا سَعِيدٍ , وَجَابِرًا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ , وَإِذَا رَكَعُوا

عطاء بن رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ابوسعید رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا یہ شروع نماز اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔ (۳)

○طَاوُسًا يُسْأَلُ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ , وَعَبْدَ اللَّهِ , وَعَبْدَ اللَّهِ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ

طاؤس رحمہ اللہ سے نماز میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا یہ تینوں نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (۴)

○عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ ,عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , أَنَّهُ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ , وَإِذَا رَكَعَ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

عبدالرحمن الاعرج کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (۵)

○سُلَيْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ , وَحِينَ تَرْكَعُ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَتْ يَدَيْهَا

سلیمان رضی اللہ عنہ بن عمیر فرماتے ہیں میں نے ام درداء کو دیکھا وہ شروع نماز میں اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتی تھی اور جب رکوع کرتی اور رکوع سے سر اٹھاتی اور سمع اللہ لمن حمیدہ کہتی تب بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا کرتی تھی۔ (۶)

○وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ , وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ.

---

(۱) قرة العينين برفع اليدين فی صلاة ۱/۳۳

(۲) قرة العينين برفع اليدين فی صلاة ۱/۵۴

(۳) قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۱۷

(۴) قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۲۷

(۵) قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۱۸

(۶) قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۲۴

عبید بن عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیشہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ [1]

اس حدیث میں کَانَ یَرْفَعُ صیغہ استمراری موجود ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے۔

○ عَنْ قَتَادَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

قتادہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیشہ ہی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ [2]

اس حدیث میں بھی کَانَ یَرْفَعُ آیا ہے جو دوام اور ہمیشگی کی دلیل ہے۔

○ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ:كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا رَكَعُوا، وَإِذَا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ، كَأَنَّمَا أَيْدِيهُمْ مَرَاوِحُ

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ رفع الیدین کر کے نماز پڑھتے جب بھی رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے اس طرح ہوتا کہ جیسے ان کے ہاتھ پنکھے ہیں۔ [3]

○ وَعَنِ الذَّيَّالِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ:سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَ الشَّجَرَةِ؟ قَالَ: كُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ

زیال بن حرملہ فرماتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ صلح حدیبیہ کے موقع پر کتنی تعداد میں تھے، انہوں نے فرمایا چودہ سو کی تعداد تھی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر تکبیر پر نمازوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔ [4]

○ وَسَرَدَ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَفِي الْخِلَافِيَّاتِ أَسْمَاءَ مَنْ رَوَى الرَّفْعَ عَنْ نَحْوٍ مِنْ ثَلَاثِينَ صَحَابِيًّا وَقَالَ سَمِعْتُ الْحَاكِمَ يَقُولُ اتَّفَقَ عَلَى رِوَايَةِ هَذِهِ السُّنَّةِ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُودُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بحوالہ بیہقی تلخیص الحبیر میں ارشاد فرمایا ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن اور خلافیات میں قریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام شمار کرائے ہیں جو رفع الیدین کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حاکم سے سنا وہ کہتے تھے یہ ایک ایسی سنت ہے جس کو عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کرتے تھے اور ان کے علاوہ بھی اکابر صحابہ کرتے تھے۔ [5]

○ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بِزِيَادَةٍ: وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ فَقَالَ:سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ،زَادَ الْبَيْهَقِيُّ: فَمَا زَالَتْ

---

[1] قرة العينين برفع اليدين فى الصلاة ۲۶

[2] مصنف عبد الرزاق ۲۵۲۱

[3] السنن الكبرى للبيهقى ۲۵۲۴

[4] مجمع الزوائد ۲۵۸۳

[5] التلخيص الحبير ۱/۵۴۳

تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي إِسْنَادِهِ شَيْءٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ لفظ زائد ہیں کہ جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمیدہ کہتے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملے اور صحیح بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین نہ کرتے، امام بخاری کے استاذ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں زہری کی سالم سے یہ حدیث مسلمانوں پر حجت ہے کہ جو اسے سنے اس پر ضرور عمل کرے۔ [1]

○وَيُزِيلُ هَذَا التَّوَهُّمَ يَعْنِي دَعْوَى النَّسْخِ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ، من جهة بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدَانَ الرَّقِّيِّ ثَنَا عِصْمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى، انْتَهَى.

علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے ان لوگوں کے رد میں جو رفع الیدین کو منسوخ کہتے ہیں فرمایا جو لوگ رفع الیدین کو منسوخ کہتے ہیں ان کے دعوی کے رد کے لیے بیہقی کی حدیث کافی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز شروع کرتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور سجدوں میں نہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملے۔ [2]

اس حدیث کو موجودہ دور کے احناف نے ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا۔

○حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بِزِيَادَةٍ: وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. زَادَ الْبَيْهَقِيُّ: فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ

تلخیص کے الفاظ یہ ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع الیدین کرتے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ لفظ زائد ہیں کہ جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمیدہ کہتے، بیہقی نے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں کہ یہی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملے، اور صحیح بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ سجدہ

---

[1] التلخیص الحبیر ۲۲۷

[2] نصب الرایة ۴۰۹/۱

میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین نہ کرتے۔ [1]

قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي إِسْنَادِهِ شَيْءٌ

علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں زہری عن سالم عن ابیہ کی حدیث تمام مخلوق پر دلیل ہے کہ جو بھی اسے سنے اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے [2]

○ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نافع کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے اور ساتھ ہی رفع یدین کرتے، اس طرح جب رکوع کرتے تب بھی اور جب سمع اللہ لمن حمیدہ کہتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب قعدہ اولیٰ سے اٹھتے تب بھی رفع الیدین کرتے ،آپ نے اس فعل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے)۔ [3]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رَفَعَ يَدَيْهِ فرما کر اور موجب روایت بیہقی آخر میں (حَتَّى لَقِيَ اللهَ) حتی کہ اللہ کو جا ملے لا کر ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے نبوت سے لے کر اپنی عمر شریف کی آخری نماز تک رفع الیدین کرتے رہے۔

○ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کان رَفَعَ يَدَيْهِ کے تحت شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارکپوری فرماتے ہیں

وهذا دليل صريح على أن رفع اليدين في هذه المواضع سنة، وهو الحق والصواب، ونقل البخاري في صحيحه عقب ابن عمر هذا عن شيخه على بن المديني أنه قال: حق على المسلمين أن يرفعوا أيديهم عند الركوع والرفع منه؛ لحديث ابن عمر هذا. وهذا في رواية ابن العساكر وقد ذكره البخاري في جزء رفع اليدين، وزاد :وكان أعلم أهل زمانه-انتهى. قلت: وإليه ذهب عامة أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وغيرهم. قال محمد بن نصر المروزي: أجمع علماء الأمصار على مشروعية ذلك إلا أهل الكوفة.

یہ حدیث اس امر پر صریح دلیل ہے کہ ان مقامات پر رفع الیدین سنت ہے اور یہی حق اور صواب ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد علی بن المدینی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو (کاندھوں تک یا کانوں کی لو تک) اٹھائیں، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عام اہل علم کا یہی مسلک ہے، اور محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں کہ سوائے اہل کوفہ کے تمام علمائے امصار نے اس کی مشروعیت پر اجماع کیا ہے، جملہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، امام حسن بصری رحمہ اللہ نے اصحاب نبوی میں سے اس بارے میں کسی کا استثنا نہیں کیا،

---

[1] تلخیص الحبیر ۱٫۵۳۸

[2] نیل الاوطار ۲٫۲۰۹

[3] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ ۷۳۹

ثم ذكر البخاري عن عدة من علماء أهل مكة، وأهل الحجاز وأهل العراق والشام والبصرة واليمن وعدة من أهل الخرسان، وعامة أصحاب ابن المبارك ومحدثي أهل بخارى، وغيرهم ممن لا يحصى أنهم كانوا يرفعون أيدهم عند الركوع والرفع منه، لا اختلاف بينهم في ذلك

پھر امام بخاری نے بہت سے اہل مکہ واہل حجاز واہل عراق واہل شام اور بصرہ اور یمن اور بہت سے اہل خراسان اور جمیع شاگردان عبداللہ بن مبارک اور محدثین بخارا وغیرہم جن کی تعداد شمار میں بھی نہیں آسکتی، ان سب کا یہی عمل نقل کیا ہے کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں تھا۔ (۱)

قَالَ الْبُخَارِيُّ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ رَفْعَ الْأَيْدِي بِدْعَةٌ فَقَدْ طَعَنَ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَالسَّلَفِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَأَهْلِ مَكَّةَ، وَعِدَّةٍ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَهْلِ الْيَمَنِ، وَعُلَمَاءِ أَهْلِ خُرَاسَانَ مِنْهُمُ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَتَّى شُيُوخِنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى أَبُو أَحْمَدَ , وَكَعْبِ بْنِ سَعِيدٍ , وَالْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرٍ , وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ إِلَّا أَهْلَ الرَّأْيِ مِنْهُمْ وَعَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ , وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ , وَيَحْيَى بْنِ يَحْيَى , وَصَدَقَةَ , وَإِسْحَاقَ , وَعَامَّةِ أَصْحَابِ ابْنِ الْمُبَارَكِ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کہتا ہے کہ رفع الیدین کرنا بدعت ہے اس نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین پر طعنہ زنی کی ہے اور جو ان کے بعد آئے اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ اور بے شمار عراقی شامی اور یمنی اور خراسان کے علماء پر ان میں سے عبداللہ بن مبارک ہیں حتی کہ ہمارے استاد عیسیٰ بن موسیٰ، ابواحمد، کعب بن سعید، حسن بن جعفر، محمد بن سلام، سوائے اہل خراسان کے اہل الرائے کے سب پر طعن ہوگا حتی کہ علی بن حسن، عبداللہ بن عثمان، یحییٰ بن یحییٰ، صدقہ اسحاق اور ابن مبارک کے تمام ساتھیوں پر طعنہ زنی ہوگی۔ (۲)

وَكَذَلِكَ رَوَيْنَاهُ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ عُلَمَاءِ مَكَّةَ , وَأَهْلِ الْحِجَازِ , وَالْعِرَاقِ , وَالشَّامِ , وَالْبَصْرَةِ , وَالْيَمَنِ وَعِدَّةٍ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ , وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ , وَمُجَاهِدٌ , وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ , وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ , وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , وَالنُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ , وَالْحَسَنُ , وَابْنُ سِيرِينَ , وَطَاوُسٌ , وَمَكْحُولٌ , وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ , وَنَافِعٌ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ , وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ , وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ , وَعِدَّةٌ كَثِيرَةٌ ,وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ أَنَّهَا كَانَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا

ایک اور مقام پر امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسی طرح بہت سے علماء اہل حجاز، مکہ و مدینہ، عراق، شام، بصرہ، یمن اور بہت سے اہل خراسان سے ان میں سے سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، حسن، ابن سیرین، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار، نافع، حسن بن مسلم، قیس بن سعد اور اسی طرح ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ بھی رفع الیدین کرتی تھیں۔

(۱) مرعاة المفاتيح ۱۴/۳

(۲) قرة العينين برفع اليدين فى الصلاة ۷۴

وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ , وَكَذَلِكَ عَامَّةُ أَصْحَابِ ابْنِ الْمُبَارَكِ ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ , وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ , وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى , وَمُحَدِّثُو أَهْلِ بُخَارَى مِنْهُمْ عِيسَى بْنُ مُوسَى , وَكَعْبُ بْنُ سَعِيدٍ , وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ , وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ , وَعِدَّةٌ مِمَّنْ لَا يُحْصَى لِاخْتِلَافِ بَيْنَ مَنْ وَصَفْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

اور اسی طرح عبد اللہ بن مبارک اور ان کے شاگرد سب رفع الیدین کیا کرتے تھے، ان میں سے علی بن حسین، عبد اللہ بن عمر، یحییٰ بن یحییٰ اور بخارا کے محدث ان میں سے عیسیٰ بن موسیٰ، کعب بن سعید، محمد بن سلام، عبد اللہ بن محمد اور بہت سے مصنف محدثین اور اتنے زیادہ جن کا شمار ہی نہیں ہو سکتا بلا اختلاف سب رفع الیدین کرتے تھے،

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ , وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ , وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ , وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ , وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ يُثْبِتُونَ عَامَّةَ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَيَرَوْنَهَا حَقًّا , وَهَؤُلَاءِ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهِمْ ,وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اور عبد اللہ بن زبیر، علی بن عبد اللہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم سب رفع الیدین کی احادیث بیان کرتے ہیں اور اس کا درست سمجھتے ہیں یعنی رفع الیدین کو اہل زمانہ اور اہل علم درست سمجھتے ہیں اسی طرح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔[1]

○ علامہ ابن جوزی عدم رفع الیدین کی تمام احادیث کو ضعیف، موضوع و باطل ٹھہراتے ہوئے لکھتے ہیں

وَهَذِه حَسَنَة قَدْ رَوَاهَا عَنْ رَسُولِ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعبد الرَّحْمَنِ بْن عَوْف وحسين بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ومعاذ بْن جبل وعمار بْن يَاسر وَأَبُو مُوسَى وَعِمْرَان بْن حُصَيْن وَابْن عُمَر وَابْن عَمْرو وَابْن عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأنس وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَمَالك بْن الْحَارِث وَسَهل بْن سَعْد وَبُرَيْدَة وَوَائِل بْن حجر وَعقبَة بْن عَامِر وَأَبُو سَعِيد الْخُدْرِيّ وَأَبُو حُمَيْد السَّاعِدِيّ وَأَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيّ وَعُمَر بْن قَتَادَة وَعَائِشَة، واتفق على الْعَمَل بهَا مَالِك وَالشَّافِعِيّ وَأحمد بْن حَنْبَل رحمه الله تعالىٰ اجمعين

اس (رفع الیدین) کی سنت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حسین بن علی رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ، ابو امامہ باہلی، عمیر بن قتادہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے، اس پر عمل کرنے میں امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متفق ہیں۔[2]

○ وَرُوِّينَا هَذَا الْفِعْلَ فِي الصَّلَاةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأُمِّ الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابو سعید رضی اللہ عنہ، ابو درداء رضی اللہ عنہ، ام درداء اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی

---

[1] قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة ۱

[2] الموضوعات لابن الجوزی ۲٫۹۸

ثابت ہے۔ (۱)

○ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ

سلیمان بن یسار فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (۲)

○ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَ تَعْظِيمٌ لِلَّهِ وَاتِّبَاعٌ لِسُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اور سر اٹھانے پر رفع یدین کرنے سے ایک تو اللہ کی تعظیم اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع مراد ہے۔ (۳)

○ عَن بن عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ مِنْ زِينَةِ الصَّلَاةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ (۴)

○ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ , يَقُولُ:يَقُولُ:لِكُلِّ شَيْءٍ زِينَةٌ وَزِينَةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ , وَإِذَا رَكَعْتَ , وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ

نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر چیز کے لیے ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا ہے۔ (۵)

○ وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَقُولُ: هُوَ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز میں رفع یدین کرنا نماز کی تکمیل کا باعث ہے۔ (۶)

○ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:هُوَ شَيْءٌ تُزَيِّنُ بِهِ صَلَاتَكَ

عبدالملک فرماتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نماز میں رفع یدین کرنے کی نسبت پوچھا تو انہوں نے کہا یہ وہ چیز ہے کہ تیری نماز کو مزین کر دیتی ہے۔ (۷)

○ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ:من يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ له بِكُلِّ إِشَارَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز میں ایک دفعہ رفع یدین کرنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (۸)

(۱) المحلی بالآثار ۳٫۵
(۲) موطاامام مالک کتاب الصلوۃ افْتِتَاحُ الصَّلَاةِ
(۳) اسنی المطالب فی شرح روض الطالب ۱٫۱۴۵
(۴) فتح الباری ۲٫۲۱۸، عمدۃ القاری ۵٫۲۷
(۵) قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ ۵۸
(۶) قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ ۳۹، التلخیص الحبیر ۱٫۵۴۳
(۷) قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ ۳۷
(۸) فتاوی الکبری لابن تیمیۃ ۲٫۱۰۴

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ:إِنَّهُ يُكْتَبُ فِي كُلِّ إِشَارَةٍ يُشِيرُهَا الرَّجُلُ بِيَدِهِ فِي الصَّلَاةِ بِكُلِّ أُصْبُعٍ حَسَنَةٌ أَوْ دَرَجَةٌ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز میں آدمی جب رفع الیدین کرتا ہے تو ہر رفع الیدین پر ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے (یعنی ایک بار رفع یدین کرنے پر دس نیکیاں)۔[1]

منکرین رفع یدین کے دلائل اور ان کے جوابات:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں نماز میں کوئی حرکت نہ کیا کرو۔[2]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ:خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُو أَيْدِينَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:مَا بَالُهُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ، اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔[3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ رَافِعُوا أَيْدِيهِمْ - قَالَ زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قَالَ - فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ:مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، زہیر نے کہا میرا خیال ہے کہ شیخ نے کہا تھا کہ نماز میں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو۔[4]

احناف کا خیال ہے کہ یہ حدیث الگ الگ ہیں لیکن کسی ایک محدث نے بھی ان کو دو واقعات پر محمول نہیں کیا بلکہ ایک ہی واقعہ اور عند السلام ہی کا ذکر کیا ہے، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تینوں حدیثیں ایک ہی باب کے تحت درج کی ہیں اور امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی ان کو دو واقعات پر محمول نہیں کیا بلکہ ایک ہی باب کے تحت درج کی ہیں اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی تینوں کو ایک باب یعنی سلام کے باب میں ہی درج فرمایا ہے اس لیے جو لوگ انہیں الگ الگ سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، محدثین کرام رحمہ اللہ نے اسے ایک ہی سمجھا ہے، علامہ سندھی حنفی نے بھی

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۸۱۹

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنہی عن الاشارۃ بالید ورفعهما عند السلام ۹۶۸

[3] سنن نسائی کتاب السھو بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ ۱۱۸۵

[4] سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابٌ فِي السَّلَامِ ۱۰۰۰

ایک ہی واقعہ سمجھا ہے۔

منکرین رفع یدین کی یہ پہلی دلیل ہے جو اس لیے صحیح نہیں کہ

اول تو منکرین کو امام نووی رحمہ اللہ نے باب باندھ کر ہی جواب دے دیا کہ یہ حدیث تشہد کے متعلق ہے جب کہ کچھ لوگ سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا کرتے تھے، ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ بھلا اس کو رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین سے کیا تعلق ہے؟ مزید وضاحت کے لیے یہ حدیث موجود ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلَا يُومِئْ بِيَدِهِ

دوسرا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز کے اختتام پر ہم نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا، یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں، تم میں سے جب کوئی نماز ختم کرے تو اپنے بھائی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔[1]

تیسرا یہ کہ تمام محدثین کا متفقہ بیان ہے کہ یہ دونوں حدیثیں دراصل ایک ہی ہیں اختلاف الفاظ فقط تعدد روایات کی بنا پر ہے کوئی عقل مند اس ساری حدیث کو پڑھ کر اس کو رفع یدین عند الرکوع کے منع پر دلیل نہیں لا سکتا جو لوگ اہل علم ہو کر ایسی دلیل پیش کرتے ہیں ان کے حق میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

مَنْ احْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَلَى مَنْعِ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ فَلَيْسَ لَهُ حَظٌّ مِنْ الْعِلْمِ هَذَا مَشْهُورٌ لَا خِلَافَ فِيهِ إِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ فِي حَالِ التَّشَهُّدِ

جو شخص جابر بن سمرہ کی حدیث سے رَفع یدین عِنْدَ الرُّكُوعِ منع سمجھتا ہے وہ جاہل ہے اور علم حدیث سے ناواقف ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں اشارہ کرتے دیکھ کر فرمایا تھا نہ کہ قیام کی حالت میں۔[2]

اس تفصیل کے بعد ذرا سی بھی عقل رکھنے والا مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ اس حدیث کو رفع یدین کے منع پر پیش کرنا عقل اور انصاف اور دیانت کے کس قدر خلاف ہے۔

منکرین کی دوسری دلیل:

عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ:قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ:أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً

[1] صحيح مسلم كتاب الصلوة بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ ۹۷۱

[2] التلخيص الحبير ۱٫۵۴۴

علقمہ سے مروی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار ہاتھ اٹھائے۔ (۱)

اس اثر کو بھی بہت زیادہ پیش کیا جاتا ہے مگر فن حدیث کے بہت بڑے امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ

یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ (۲)

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ

اور جامع ترمذی میں ہے عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی صحت ہی ثابت نہیں۔ (۳)

امام بخاری رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے لہٰذا یہ قابل حجت نہیں لہٰذا اسے دلیل میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

وَمِنْ ذَلِكَ أَحَادِيثُ الْمَنْعُ مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ كلها باطلة عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يصح منها شيء. كَحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز میں رکوع میں جاتے اور اس سے کھڑے ہوتے وقت عدم رفع الیدین کی سب حدیثیں جھوٹی اور باطل ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ (۴)

منکرین کی تیسری دلیل:

عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ

براء بن عازب کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔ (۵)

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَمْ يَثْبُتَ عِنْدِي، وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ خَطَأٌ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَشَيْخُهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ: هُوَ ضَعِيفٌ نَقَلَهُ الْبُخَارِيُّ عَنْهُمَا وَتَابَعَهُمَا عَلَى ذَلِكَ، وَقَالَ أَبُو دَاوُد: لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ، وَقَالَ

(۱) سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ ۷۴۸، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع إلا في أول مرة ۲۵۷

(۲) سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ ۷۴۸

(۳) جامع ترمذی ابواب الصلوٰة باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع إلا في أول مرة ۲۵۶، مسند احمد ۳۶۸۱

(۴) المنار ۳۰۹

(۵) سنن ابوداؤد كتاب الصلوٰة بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ ۷۴۹

الدَّارَقُطْنِيُّ: لَمْ يَثْبُتْ،وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي الصَّلَاةِ هَذَا أَحْسَنُ خَبَرٍ رُوِيَ لِأَهْلِ الْكُوفَةِ فِي نَفْيِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ أَضْعَفُ شَيْءٍ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ لِأَنَّ لَهُ عِلَلًا تُبْطِلُهُ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ابن المبارک نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا یہ حدیث خطا اور غلط ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اس کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا یہ ضعیف ہے، امام بخاری نے بھی ان ہی کی تائید و متابعت کی ہے، اور امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے، اور دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا یہ ثابت نہیں ہے، ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا اہل کوفہ کے مذہب کے مطابق رکوع کے رفع الیدین کی نفی میں یہ ان کی سب سے عمدہ (احسن) حدیث ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضعیف قرار پاتی ہے۔ (۱)

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ , قَالَ: لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے نزدیک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (۲)

فَذَكَرَهَا ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ (۳)

و قد رواه ابن المدينى و احمد و الدار قطنى و ضعفه البخارى

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ضعیف اور علی بن مدینی، امام احمد رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مردود کہا ہے لہٰذا قابل حجت نہیں۔

منکرین کی چوتھی دلیل:

أَنَّهُ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنْهَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے صرف تکبیر تحریمہ میں ہی ہاتھ اٹھائے۔ (۴)

اس کے متعلق سر تاج علمائے احناف مولانا عبد الحئ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اثر مردود ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن عیاش ہے جو متکلم فیہ ہے۔

نیز یہی حضرت مزید فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ،وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت، رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور سجدے میں جاتے ہوئے نہیں

---

(۱) التلخیص الحبیر ۱/۵۴۶، نیل الاوطار ۲/۲۱۰

(۲) سنن الدارقطنی ۱۱۲۸، السنن الکبری للبیہقی ۲۵۳۳

(۳) التلخیص الحبیر ۱/۵۴۶

(۴) شرح مشکل الاثار ۵۸۳۰

کرتے تھے ابتدائے نبوت سے اپنی عمر کی آخری نماز تک آپ رفع یدین کرتے رہے۔

ولا شك أيضاً في أنه ثبت عن ابن عمر بروايات الثقات فعل الرفع

اور اس میں کوئی شک نہیں عبداللہ بن عمر کا رفع الیدین کرنا صحیح ترین روایات سے ثابت ہے۔ (۱)

انصاف پسند علماء کا یہی شیوہ ہونا چاہیے کہ تعصب سے بلند و بالا ہو کر امر حق کا اعتراف کریں اور اس بارے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

پانچویں دلیل:

نا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ , عَنْ حَمَّادٍ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ , عَنْ عَلْقَمَةَ ,عَنْ عَبْدِ اللَّهِ , قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

عبداللہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی انہوں نے نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھائے۔ (۲)

وفيه محمد بن جابر، متكلَّم فيه

اس روایت میں محمد بن جابر متکلم فیہ ہے

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: لَمْ يَثْبُتْ،قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَمْ يَثْبُتَ عِنْدِي ، فَذَكَرَهَا ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے خود اسے ضعیف اور مردود کہا ہے، ابن المبارک کہتے ہیں میرے نزدیک یہ ثابت نہیں ہے، اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا اس حدیث کو ابن جوزی رحمہ اللہ نے موضوعات میں لکھا ہے لہٰذا قابل حجت نہیں۔ (۳)

ان کے علاوہ انس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جو آثار پیش کئے جاتے ہیں سب کے سب موضوع لغو اور باطل ہیں لا اصل لهم ان کا اصل و ثبوت نہیں۔

بعض لوگ بڑے شد و مد سے یہ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین اپنی آستینوں اور بغلوں میں بت چھپا کر لاتے تھے چنانچہ ان بتوں کو گرانے کے لیے رفع الیدین کیا گیا مگر بعد میں ترک کر دیا گیا۔

حالانکہ یہ صرف جہلاء کا قول ہے کتب احادیث میں اس بات کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا اور یہ دعویٰ کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ نماز مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی تھی اور مکہ مکرمہ میں کوئی بھی منافق نہیں تھا، نماز باجماعت تو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں شروع ہوئی اور منافقین نے رمضان المبارک دو ہجری غزوہ بدر کے بعد اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا، کیا ان دو سالوں میں مہاجرین و انصار مسجد نبوی میں اپنے ہمراہ بت لاتے تھے، اگر یہ دعویٰ تسلیم کر لیا جائے کہ جب منافقین نے اسلام کا اظہار کیا تو تب بغلوں اور استینوں میں بت چھپا کر لاتے تھے

---

(۱) التعليق الممجد ۳۹۸/۱

(۲) سنن الدار قطنی ۱۱۳۳

(۳) التلخیص الحبیر ۵۴۶/۱

توکیاوہ اتنے احمق اور بیوقوف تھے کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت، رفع الیدین کرتے اور رکوع اور سجود میں جاتے وقت بھی بت بغلوں سے گر سکتے ہیں اور ہمارا بھانڈا پھوٹ سکتا ہے، اور کیا وجہ ہے کہ وہ یہ بت اپنی بغلوں میں چھپا کر لاتے تھے قمیص کی جیبوں میں ڈال کر کیوں نہیں لاتے تھے، اپنی قمیصوں کے اندر بھی بت رکھ کر آ سکتے تھے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے عیدین کی نماز میں بھی تکبیر تحرمہ کے بعد پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ رفع الیدین کیا جاتا ہے کیا اس وقت منافقین کی بغلوں سے بت نہیں گر سکتے تھے، کیا یہ رفع الیدین بت گرانے کے لیے کیے جاتے تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر اب عیدین میں رفع الیدین ترک کر دینا چاہیے۔

دین سے لاعلم لوگ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں اگر آپ ﷺ عالم الغیب تھے تو پھر آپ ﷺ کو علم ہو جاتا کہ کون کون اپنی بغلوں میں بت چھپا کر آیا ہے رفع الیدین کا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

○ حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا فیصلہ بھی سن لیجیے آپ فرماتے ہیں

فَإِذا أَرَادَ أَن يرْكَع رفع يَدَيْهِ حَذْو مَنْكِبَيْه أَو أُذُنَيْهِ، وَكَذَلِكَ إِذا رفع رَأسه من الرُّكُوع وَالَّذِي يرفع أحب إِلَيّ مِمَّن لَا يرفع، فَإِن أَحَادِيث الرّفْع أَكثر وَأثبت

جب رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو رفع الیدین کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے اس وقت بھی رفع الیدین کرے میں رفع یدین کرنے والوں کو نہ کرنے والے سے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، کیونکہ رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور بہت صحیح ہیں۔ [۱]

○ حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب درمختار میں ہے

فَلَا تَفْسُدُ بِرَفْعِ يَدَيْهِ فِي تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ عَلَى الْمَذْهَبِ) وَمَا رُوِيَ مِنْ الْفَسَادِ فَشَاذٌّ

جس نے کہا کہ رفع الیدین سے نماز میں نقصان آتا ہے اس کا قول مردود ہے اور رکوع میں جانے سے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ [۲]

○ پیر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

رَفْعُ اليَدَيْنِ عِنْدَ الافْتِتَاحِ، والرُّكُوعُ، والرفْعُ مِنْهُ

نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے۔ [۳]

○ علامہ عبد الحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

والحق انه لاشک فی ثبوت رفع اليدين عندالركوع والرفع منه من رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكثيرمن الصحابة بالطريق القوية والاخبارالصحيحة

[۱] حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۶

[۲] الدرالمختار ۱/۶۲۵

[۳] غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۱ ، الهداية على مذهب الامام احمد ۱/۸۷

یہ ایک حقیقت ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، رفع الیدین کرنا اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی قوی سندوں اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

دوسری جگہ پر فرماتے ہیں

أن ثبوته عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أكثر وأرجح وأما دعوى نسخه فليست بمبرهن عليها بما يشفي العليل ويروي الغليل

رفع یدین کا ثبوت نبی کریم ﷺ سے نہایت قوی اور صحیح سندوں سے ثابت ہے اور جو لوگ منسوخ ہونا کہتے ہیں اس کے پاس کوئی قابل تشفی دلیل نہیں ہے۔ [۱]

ایک مقام پر فرمایا

أنه لا شبهة في أن ابن عمر قد روى عن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حديث الرفع، بل ورد في بعض الروايات عنه أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ،وَإِذَا رَكَعَ،وَإِذَا رَفَعَ،وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ،فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ ، أخرجه البيهقي. ولا شك أيضاً في أنه ثبت عن ابن عمر بروايات الثقات فعل الرفع

اس میں شبہ نہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین کی حدیث بیان کی ہے بلکہ بعض روایات میں آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور سجدوں میں نہ کرتے، پس آخر وقت تک آپ ﷺ کی یہی نماز رہی حتی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جا ملے، اس کو بیہقی نے بیان کیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثقہ راویوں کی روایت سے رفع الیدین ثابت ہے۔ [۲]

○ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قَالَ الْحَسَنُ , وَحُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فى الصلوة، فَلَمْ يَسْتَثْنِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ أَحَدٍ , وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ

حسن اور حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں رفع الیدین کرتے تھے، پھر آگے فرماتے ہیں، حسن نے اصحاب رسول میں سے کسی ایک کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا اور نہ ہی یہ ثابت ہے کسی ایک صحابی سے بھی کہ وہ رفع الیدین نہ کرتا ہو۔ [۳]

○ صاحب البدر الساری فرماتے ہیں

---

[۱] تعلیق المجدعلی موطا محمد ۱/۳۸۸

[۲] التعلیق المجد۱۰۹

[۳] قرۃ العینین برفع الدین فی الصلوۃ۱/۷

إِنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرٌ إِسْنَادًا وَعَمَلاً ، وَلاَ يُشَكُّ فِيهِ ، وَلَمْ يُنْسَخْ وَلاَ حَرْفٌ مِنْهُ وانمابقى الكلام فى الافضلية كماصرح ابوبكر الجصاص فى احكام القرآن وقال ايضا۔دع عنک حديث النسخ اذقدشهدالعمل بالجانبين فانه اقوى دليل على عدم النسخ

رفع الیدین کا ثبوت متواتر ہے سنداً اور عملاً اور منسوخ نہیں ہے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہے باقی رہا افضلیت تو جس طرح ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں افضل کہا ہے نیز فرمایا اس کے منسوخ ہونے کی کوئی حدیث نہیں ہے اور دونوں طرف عمل کرنے والے ہیں بلکہ عدم نسخ کی دلیل بہت قوی ہے۔[1]

○ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور سر تاج احناف امام محمد رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب موطا امام محمد میں باب افتتاح الصلوٰۃ میں رفع الیدین کی حدیث لائے ہیں۔

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بنَ عُمَر قَالَ: كَانَ رسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتح الصلاة رفع يديه حِذاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّر للرُّكوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكوع رَفَعَ يديْه، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قال : ربَّنا ولك الحمد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تو سمع اللہ لمن حمیدہ اور پھر ربنا و لک الحمد کہتے۔[2]

○ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے لکھا ہے

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ ذَلِكَ الْحَدِيثَ (اى حديث ابن مسعودفى ترک الرفع) نَاسِخٌ رَفْعَ غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ فَهُوَ قَوْلٌ بِلَا دَلِيلٍ بَلْ لَوْ فُرِضَ فِي الْبَابِ نَسْخٌ فَيَكُونُ الْأَمْرُ بِعَكْسِ مَا قَالُوا أَوْلَى مِمَّا قَالُوا فَإِنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَوَائِلَ بْنَ حُجْرٍ مِنْ رُوَاةِ الرَّفْعِ مِمَّنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ عُمُرِهِ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعُ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ دَلِيلٌ عَلَى تَأَخُّرِ الرَّفْعِ وَبُطْلَانِ دَعْوَى نَسْخِهِ فَإِنْ كَانَ هُنَاكَ نَسْخٌ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَنْسُوخُ تَرْكَ الرَّفْعِ وَقَال أَيضاً وَبِالْجُمْلَةِ فَالْأَقْرَبُ الْقَوْلُ بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَيْنِ وَالرَّفْعُ أَقْوَى وَأَكْثَرُ.

جنہوں نے لکھا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کی ناسخ ہے تو یہ قول بلا دلیل ہے اور اگر نسخ فرض کر لیا جائے تو پھر اس کا الٹ ہوگا (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہوگی) کیونکہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جو رفع کے راوی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی میں مسلمان ہو کر آئے تھے اس لیے ان کی رفع الیدین کی حدیث اس پر دلیل ہے کہ رفع الیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہے اور اس کے منسوخ ہونے کا دعوی باطل ہے اور اگر ماننا ہی ہے تو پھر ترک رفع منسوخ ہو سکتا ہے، آگے

[1] مرعاة المفاتيح شرح مشكاة الصابيح ۳/۱۶ ، بحواله البدرالسارى ۱/۲۵۵

[2] التعليق المجدعلى موطامحمد۱/۳۷۵

فرماتے ہیں اقرب بات یہ ہے کہ دونوں فعل سنت ہیں اور رفع الیدین کی حدیثیں قوی اور بہت زیادہ ہیں۔ (۱)

رکوع کا بیان:

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں پشت کو سیدھا رکھتے:

وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ نیچے بلکہ (پیٹھ کے) برابر رکھتے تھے۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں بازوؤں کو سیدھا رکھ کر گھٹنوں کو مضبوطی سے تھام لیتے:

عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ

عباس بن سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کمان کے اوپر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔ (۴)

رکوع اور سجدے میں پیٹھ کو درست رکھنا چاہیے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ درست نہ رکھے۔ (۵)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي؟وَذَلِكَ قَبْلَ

---

(۱) حاشية السندى على سنن ابن ماجه ۱/۲۸۲، حاشية السندى على سنن نسائى ۲/۱۲۳

(۲) صحيح بخارى كتاب الاذان بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ ۷۸۹، صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ إِثْبَاتِ التَّكْبِيرِ فِي كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا رَفْعَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُ : فِيهِ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ۸۶۸

(۳) صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ بِهِ ۱۱۱۰، سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۷۸۳

(۴) سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۷۳۴، صحيح ابن خزيمة ۵۸۹، صحيح ابن حبان ۱۸۷۱

(۵) سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۵۵

أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ.فَقَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.قَالَ:هُنَّ فَوَاحِشُ. وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ.وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلاَتَهُ، قَالُوا: وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلاَتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ:لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلاَ سُجُودَهَا

نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟ یعنی ان کا گناہ کتنا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان کی بہت بڑی سزا ہے، اور (کان کھول کر سنو) سب سے بری چوری اس آدمی کی چوری ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز کا رکوع پورا نہ کرے اور نماز کا سجدہ پورا نہ کرے[1]

رکوع کی دعائیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ:ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ:سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پاک ہے میرا پروردگار بڑائی والا۔[2]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ} [3]، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ،

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے رکوع میں کرو یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہا کرو۔[4]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور یہ کم سے کم تعداد ہے اور جب سجدہ کرے تو کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى تین بار اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔[5]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ اللَّهِ،وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ الْكَبِيرِ وَقَالَ: مُرْسَلٌ ، وَقَالَ

---

[1] موطاامام مالک کتاب باب الْعَمَلُ فِي جَامِعِ الصَّلاَةِ

[2] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۸۱۴،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۱

[3] الواقعة: ۷۴

[4] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۶۹،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃبَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۸۷،سنن الدارمی ۱۳۴۴،شرح معانی الآثار ۱۴۱۳،صحیح ابن خزیمۃ ۶۰۰،صحیح ابن حبان ۱۸۹۸،مستدرک حاکم ۸۱۷،السنن الکبری للبیہقی ۲۵۵۵

[5] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۸۶،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۲۶۱،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃبَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۹۰

التِّرمِذيُّ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث مرسل (منقطع) ہے، عون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو تاریخ الکبیر میں لکھا ہے اور کہا ہے یہ منقطع ہے

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اس روایت کی اسناد متصل نہیں ہیں۔ (۱)

قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَلَا دَلِيلَ عَلَى تَقْيِيدِ الْكَمَالِ بِعَدَدٍ مَعْلُومٍ بَلْ يَنْبَغِي الِاسْتِكْثَارُ مِنْ التَّسْبِيحِ عَلَى مِقْدَارِ تَطْوِيلِ الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ تَقَيُّدٍ بِعَدَدٍ

امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں تسبیحات کی تعداد کے تعیّن کے حوالے سے کوئی دلیل نہیں لہذا عدد کی قید کے بغیر جتنی مرتبہ انسان زیادہ سے زیادہ تسبیحات پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ (۲)

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، قَالَ: سَأَلْتُ مَيْمُونًا، عَنْ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَقَالَ:لَا أَرَى أَنْ يَكُونَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ ،قَالَ جَعْفَرٌ: فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ: إِذَا وَقَعَتِ الْعِظَامُ وَاسْتَقَرَّتْ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنَّ مَيْمُونًا يَقُولُ: ثَلَاثُ تَسْبِيحَاتٍ

جعفر بن برقان فرماتے ہیں میں نے میمون سے پوچھا رکوع اور سجود میں کتنی بار تسبیح پڑھنی چاہیے، انہوں نے کہا میرے خیال میں رکوع اور سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چائیں، جعفر کہتے ہیں نے نے زہری سے پوچھا انہوں نے۔ فرمایا جب ہر ہڈی اپنی جگہ قائم ہو جائے، میں نے انہیں کہا کہ میمون کہتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چائیں۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَقُولُ:سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں دعا فرمار ہے تھے سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اے اللہ! تیرے لیے ہی پاکی اور تعریف ہے تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ دعا فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اے ہمارے پروردگار! تو پاک ہے ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، اے میرے پروردگار! مجھے

(۱) نیل الاوطار۲،۲۸۶

(۲) نیل الاوطار۲،۲۸۶

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۵۷۱

(۴) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۸۹

بخش دے۔[1]

جب سورۃ النصر نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ''اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' تو نبی کریم ﷺ نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجود میں اپنا معمول بنالیا، اس دعا میں تسبیح، تحمید اور دعا تینوں چیزیں جمع ہیں۔

أَنَّ عَائِشَةَ نَبَّأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں پڑھا کرتے تھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا پروردگار نہایت پاک ہے۔[2]

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ:يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ:سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ پاک ہے عظیم الشان غلبے اور بڑی بادشاہت والا اور بے انتہا بزرگی (بڑائی) اور عظمت والا رب۔[3]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَإِذَا رَكَعَ، قَالَ:اللهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَمُخِّي، وَعَظْمِي، وَعَصَبِي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے تھے اللهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَمُخِّي، وَعَظْمِي، وَعَصَبِي اے اللہ! میں تیرے آگے جھک گیا تجھ پر ایمان لایا تیرا فرمانبردار ہوا، میرا کان اور میری آنکھ اور میرا مغز اور میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے۔[4]

قومے (رکوع سے اٹھ کر کھڑے ہونے) کا بیان:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلاَئِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ ۷۹۴، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۵،سنن ابوداودکتاب بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۷

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۵،سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۲،سنن نسائی کتاب التطبیق باب نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ ۱۰۴۹،السنن الکبری للبیہقی ۲۵۶۲

[3] سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۳،سنن نسائی کتاب التطبیق نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ ۱۰۵۰،السنن الکبری للبیہقی ۳۶۸۹

[4] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۰۸۵

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمیدہ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (۱)

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ:مَنِ المُتَكَلِّمُ قَالَ: أَنَا، قَالَ: رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلاَثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمیدہ کہتے تو ایک مقتدی نے (ذرا بلند آواز سے) کہا رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ اے ہمارے رب! تیرے لیے سب تعریفیں ہیں، بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت تعریفیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ ایک شخص نے جواب دیا میں نے کہے تھے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءُ السَّمَاوَاتِ، وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے تو (قومے میں) یہ دعا پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس (بندے) کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی، ''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراؤ کے برابر، زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔'' (۳)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ: اللهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے تو یوں فرماتے ''اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے آسمانوں اور زمینوں کے بھرنے کے بقدر اور ہر اس چیز کے بھرنے کے بقدر جو تو ان کے لیے چاہے، اے بزرگی اور ثنا کے لائق! بہترین

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ ۷۹۶،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ التَّسْمِيعِ، وَالتَّحْمِيدِ، وَالتَّأْمِينِ ۹۱۳ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۴۸،مسنداحمد۱۸۹۹۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ ۷۹۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۷۰،سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ مَا يَقُولُ الْمَأْمُومُ ۱۰۶۳،صحیح ابن خزیمۃ ۶۱۴،صحیح ابن حبان ۱۹۱۰،شرح السنۃ للبغوی ۶۳۲،السنن الکبری للبیہقی ۲۶۱۰

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۱۰۶۷ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۴۶،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۸۷۸،مسنداحمد ۱۹۱۰۴

بات جو کسی بندے نے کہی اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں یہی ہے کہ جو تو عنایت فرمادے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی۔''(١)

عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:اللهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ، وَمِلْءُ الْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اللهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ

عبداللہ بن ابو اوفیٰ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو اللهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کہتے، پھر دعا کرتے ''اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراؤ کے برابر اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔''(٢)

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، مَا خَلاَ الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے (اٹھ کر قومے میں) کھڑا ہونا (طوالت میں) برابر ہوتا تھا سوائے قیام کے اور بیٹھنے (تشہد) کے۔(٣)

مگر بعض اوقات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت لمبا قومہ بھی کرتے،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا قَالَ:سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ، حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکوع کے بعد سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ کر کھڑے ہو جاتے (اور اس قدر لمبا قیام کرتے) کہ ہم سمجھتے شاید آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وہم ہو گیا ہے۔(٤)

---

(١) صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ١٠٧١،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ٨٤٧،سنن نسائى كتاب التطبيق ما يقول في قيامه ذلك ١٠٦٧،السنن الكبرى للبيهقى٢٦٠٩،صحيح ابن خزيمة٦١٣،صحيح ابن حبان١٩٠٥

(٢) صحيح مسلم كتاب الصلاةبَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ،مسنداحمد١٩١١٨

(٣) صحيح بخارى كتاب الاذان بَابُ حَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالِاعْتِدَالِ فِيهِ وَالطُّمَأْنِينَةِ ٧٩٢،صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ اعْتِدَالِ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ وَتَخْفِيفِهَا فِي تَمَامٍ ١٠٥٧،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ٨٥٢،سنن نسائى كتاب التطبيق باب قَدْرُ الْقِيَامِ بَيْنَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ١٠٦٦،السنن الكبرى للبيهقى٢٦٢٦،مسنداحمد١٨٤٦٩،شرح السنة للبغوى٦٢٨

(٤) صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ اعْتِدَالِ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ وَتَخْفِيفِهَا فِي تَمَامٍ١٠٦١ ،سنن ابوداودكتاب الصلاةبَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ٨٥٣

قومے کے بعد سجدہ کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے بلکہ چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے۔ (۱)

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سجدہ میں جاتے وقت اپنے ہاتھ پہلے زمین پر رکھتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ،عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنی پیشانی اور ناک زمین پر رکھتے تھے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الجَبْهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ , قَالَتْ: أَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ تُصَلِّي وَلَا تَضَعُ أَنْفَهَا بِالْأَرْضِ , فَقَالَ:مَا هَذِهِ؟ ضَعِي أَنْفَكِ بِالْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَضَعْ أَنْفَهُ بِالْأَرْضِ مَعَ جَبْهَتِهِ فِي السُّجُودِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کی کسی عورت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس کی ناک زمین پر نہیں لگی ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ سجدہ میں ناک زمین پر نہیں ٹکی ہوئی ہے اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک سجدے میں پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنے ہاتھ پہلوؤں سے دور اور کندھوں کے برابر رکھتے تھے:

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ ۸۴۰،سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ أَوَّلِ مَا يَصِلُ إِلَى الْأَرْضِ مِنَ الْإِنْسَانِ فِي سُجُودِهِ۱۰۹۲

(۲) صحیح ابن خزیمة ۶۲۷، مستدرک حاکم۸۲۱

(۳)صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ السُّجُودِ عَلَى الأَنْفِ ۸۱۲، صحیح مسلم کتاب الصلاةبَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ، وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ۱۰۹۸

(۴) سنن الدارقطنی۱۳۱۷

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ:وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

عباس بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے سجدہ کرتے تھے:

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ:فَيَسْجُدَ فَيُمَكِّنَ وَجْهَهُ

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سجدہ کرے تو اپنا چہرہ زمین پر ٹکادے۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اپنے پاؤں کی ایڑیاں ملا کر، قدموں کو کھڑا کر کے اور پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف رکھتے تھے:

فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے تھے۔ ③

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان کے بستر سے) گم پایا تو میں نے انہیں ان کے مصلے پر ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے پر پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ ④

قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعِي عَلَى فِرَاشِي، فَوَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ مُسْتَقْبِلًا بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر سے گم پایا میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اپنے پاؤں کی ایڑیاں ملائی ہوئی تھی اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ تھیں۔ ⑤

مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ

محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ ⑥

---

① سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ٧٣٤، صحیح ابن خزیمۃ ٦٤٠، صحیح ابن حبان ١٨٧١، شرح السنۃ للبغوی ٦٤٧

② سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ٨٥٩، سنن الدارمی ١٣٦٨، سنن الدارقطنی ٣١٩

③ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ ٨٢٨، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ فَتْخِ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ فِي السُّجُودِ ١١٠١، صحیح ابن خزیمۃ ٦٨٩

④ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ١٠٩٠، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ٨٧٩، سنن نسائی کتاب الطہارۃ باب تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ ١٦٩

⑤ السنن الکبری للبیہقی ٢٧١٩، صحیح ابن خزیمۃ ٦٥٤

⑥ سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ٧٣٤، ٧٣٠، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ باب مِنْهُ ٣٠٤، سنن

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ،فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضِهِمَا

محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ [۱]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو اس قدر پھیلا دیتے کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔ [۲]

سات اعضاء پر سجدہ کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أُمِرَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، وَلاَ يَكُفَّ شَعَرًا وَلاَ ثَوْبًا: الجَبْهَةِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کو سات اعضاء پر سجدہ کا حکم کیا گیا تھا اس طرح کہ آپ ﷺ نہ بالوں کو سمیٹتے اور نہ کپڑے کو (وہ سات اعضاء یہ ہیں) پیشانی (مع ناک) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ [۳]

عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں، مگر عام طور پر عورتیں سجدے میں اپنے پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور بازو بچھالیتی ہیں اور اپنے قدموں کو بھی کھڑا نہیں رکھتیں، جو خلاف سنت ہے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلاَ يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الكَلْبِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی مذمت میں فرمایا سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازو کتوں کی طرح نہ پھیلایا کرو۔ [۴]

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ، حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ

الدارمی۱۳۹۶،صحیح ابن خزیمة ۵۸۷،صحیح ابن حبان ۱۸۶۷

[۱] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ ۸۲۸،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۷۳۲،صحیح ابن خزیمة۶۴۳، شرح السنة للبغوی۵۵۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ ۸۰۷

[۳] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ ۸۰۹،صحیح مسلم کتاب الصلاةبَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ، وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ ۱۰۹۵،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ ۸۸۹

[۴] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ لاَ يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ۸۲۲،صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ الِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ، وَوَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ، وَرَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخْذَيْنِ فِي السُّجُودِ ۱۱۰۲،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ ۸۹۷،سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ الِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ ۱۱۱۱

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ اگر بھیڑ بکری کا چھوٹا سا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (۱)

سجدے کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اپنے رب عزوجل کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے لہذا سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی انتہائی سادگی سے تعمیر فرمائی تھی، مسجد کیا تھی بس ایک چاردیواری تھی اور اس کے اوپر کھجور کا تنا اور اس کی چھڑیاں ڈال دی گئی تھیں جبکہ مسجد میں فرش نہیں تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدید گرمی یا سردی یا بارش میں زمین پر سجدہ کرتے تھے اور اگر سخت گرمی کے سبب زمین پر سجدہ نہ کر سکتے تو سجدہ کی جگہ پر کپڑا ڈال دیتے اور پھر سجدہ کرتے ۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ، بَسَطَ ثَوْبَهُ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گرمی کی شدت میں نماز پڑھتے تھے پھر جب کسی سے پیشانی سجدہ میں زمین پر نہ رکھی جاتی تھی تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سجدہ کرتا تھا۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ میں سجدہ فرمایا:

أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيّ فَقُلْتُ: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَرْجِعْ، فَإِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ القَدْرِ، وَإِنِّي نُسِّيتُهَا، وَإِنَّهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، فِي وِتْرٍ، وَإِنِّي رَأَيْتُ كَأَنِّي أَسْجُدُ فِي طِينٍ وَمَاءٍ ،وَكَانَ سَقْفُ المَسْجِدِ جَرِيدَ النَّخْلِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ شَيْئًا، فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ، فَأُمْطِرْنَا، فَصَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ وَالمَاءِ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

(۱) السنن الکبریٰ للبیهقی ۲۷۰۵،صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ بِهِ۱۱۰۷، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ ۱۱۱۰،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ السُّجُودِ ۸۸۰

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۸۳ ،سنن نسائی کتاب التطبیق باب أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۱۱۳۶،السنن الکبری للبیهقی ۲۶۸۶،صحیح ابن حبان ۱۹۲۸،شرح السنة للبغوی۵۵۸،مسنداحمد۹۴۶۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلاَةِ لِلسُّجُودِ ۱۲۰۸،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ ۱۴۰۷،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى ثَوْبِهِ ۶۶۰،سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ ۱۱۱۷،سنن الدارمی۱۳۷۶،صحیح ابن خزیمۃ۶۷۵،صحیح ابن حبان۲۳۵۴،مسنداحمد۱۱۹۷۰

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں رمضان کی صبح کو خطبہ ارشاد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ دوبارہ کرے کیونکہ شب قدر مجھے معلوم ہوگئی ہے لیکن میں بھول گیا اور وہ یہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے خود کو کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی مطلع بالکل صاف تھا کہ اتنے میں ایک پتلا سا بادل کا ٹکڑا آیا اور برسنے لگا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا اثر دیکھا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوسیدہ بوریا پر سجدہ کیا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ:قُومُوا فَلِأُصَلِّ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا، قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفَفْتُ وَاليَتِيمَ وَرَاءَهُ، وَالعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول کے بعد فرمایا کہ آؤ تمہیں نماز پڑھادوں، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے گھر سے ایک بوریا اٹھالایا جو کثرت استعمال سے کالا ہوگیا تھا، میں نے اس پر پانی چھڑ کا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے (اسی بوریے پر) کھڑے ہوئے اور میں اور ایک یتیم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابوضمیرہ کے لڑکے ضمیرہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے اور بوڑھی عورت (انس رضی اللہ عنہ کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس گھر تشریف لے گئے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: يَا وَيْلِي - أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا میری آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اس کا جنت ملے گی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ السُّجُودِ عَلَى الأَنْفِ، وَالسُّجُودِ عَلَى الطِّينِ ۸۱۳،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا، وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا۲۷۶۸ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ ۸۹۴،سنن نسائی کتاب التطبیق السُّجُودُ عَلَى الْيَدَيْنِ ۱۰۹۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الصلاۃبَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الحَصِيرِ ۳۸۰، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ جَوَازِ الْجَمَاعَةِ فِي النَّافِلَةِ، وَالصَّلَاةِ عَلَى حَصِيرٍ وَخُمْرَةٍ وَثَوْبٍ، وَغَيْرِهَا مِنَ الطَّاهِرَاتِ۱۴۹۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً كَيْفَ يَقُومُونَ ۶۱۲،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃبَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ۲۳۴،سنن نسائی کتاب الامامۃ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً وَامْرَأَةٌ ۸۰۲

انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ، فَعَصَيْتُ، فَلِي النَّارُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم کیا گیا میں نے انکار کیا میرے لیے آگ ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام لمبا ہوا کرتا تھا اور اتنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ بھی تقریباً اتنا ہی لمبا فرمایا کرتے تھے مگر کبھی کسی وجہ سے سجدہ زیادہ لمبا بھی کر دیا کرتے تھے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي: فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلَى سُجُودِي،

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے (بعض روایات میں ظہر اور عصر کا ذکر ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھے اور بچے کو نیچے بٹھا دیا، پھر نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی اور نماز شروع کر دی، نماز کے دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سجدہ بہت لمبا کر دیا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا،

فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ، قَالَ: كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلَكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی تو لوگوں نے گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے نماز کے دوران میں ایک سجدہ اس قدر لمبا کیا کہ ہم نے سمجھا کوئی حادثہ ہو گیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آنے لگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تو میں نے پسند نہ کیا کہ اسے جلدی میں ڈالوں (فوراً اتار دوں) حتی کہ وہ اپنا دل خوش کر لے۔ (۳)

مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ، قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ؟ أَوْ قَالَ قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ، فَسَكَتَ. ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ. ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ ۲۴۴ ،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۲، صحیح ابن خزیمة۵۴۹،صحیح ابن حبان ۲۷۵۹،شرح السنة للبغوی۶۵۳،السنن الکبری للبیهقی ۳۷۰۰

(۲) مسند احمد ۹۷۱۳،

(۳) سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ هَلْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ سَجْدَةٌ أَطْوَلَ مِنْ سَجْدَةٍ ۱۱۴۲، مسند احمد ۱۶۰۳۳، السنن الکبری للبیهقی ۳۴۲۳

فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً، إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي: مِثْلَ مَا قَالَ لِي: ثَوْبَانُ

معدان بن ابی طلحہ سے مروی ہے میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا مجھے ایسا کام بتلاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کر دے یا یوں کہا کہ مجھے وہ کام بتلاؤ جو اللہ تعالیٰ کو سب کاموں سے زیادہ پسند ہے، یہ سن کر ثوبان رضی اللہ عنہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ ان سے پوچھا تو بھی خاموش رہے، میں نے پھر تیسری مرتبہ پوچھا تو فرمایا میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو سجدہ بہت کیا کر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سجدہ سے تیرا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تیرا ایک گناہ معاف فرمائے گا، معدان نے کہا پھر میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔[1]

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي :سَلْ فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ:أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ اسلمی سے مروی ہے میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا تھا، ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کچھ اور خواہش بھی ہے، میں نے عرض کیا بس یہی خواہش ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو پھر کثرت سجود سے میری مدد کرو۔[2] یعنی صرف سفارش اور دوسروں کی دعا پر اعتماد کافی نہیں ہے بلکہ خود بھی کچھ مشکلات برداشت کرنی چاہئیں تا کہ سفارش اور دعا کا صحیح محل بن سکے۔

سجدے میں دعائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:فَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ،أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم کو معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ تم رکوع میں تو اپنے رب کی بڑائی، عظمت بیان کرو (یعنی سبحان ربی العظیم کہو) اور سجدہ کے اندر بہت کی دعا مانگنے کی کوشش

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ۱۰۹۳، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ ثَوَابِ مَنْ سَجَدَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سَجْدَةً ۱۱۴۰، السنن الکبری للبیہقی ۴۲۴۱

[2] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ۱۰۹۴، سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۲۰، سنن نسائی کتاب التطبیق باب فَضْلُ السُّجُودِ ۱۱۳۷

کرو (پورا زور لگادو کیونکہ) سجدے میں دعا کی قبولیت کے زیادہ لائق ہے۔ (۱)

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ:سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رکوع کے قریب دیر تک کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور کہا سبحان ربی الاعلی" پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند وبالا ہے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ بھی قیام کے تقریباً قریب تھا (۲)

عَنْ حُذَيْفَةَ , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو تین بار سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہتے۔ (۳)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ:وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ أَهْلُ مِصْرَ بِإِسْنَادِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ، حَدِيثِ الرَّبِيعِ، وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے خیال میں یہ اضافہ محفوظ نہیں ہے اور اہل مصران دونوں احادیث کو (حدیث ربیع اور حدیث احمد بن یونس کو) سنداً بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

وَقَدْ أَنْكَرَ هَذِهِ الزِّيَادَةَ ابْنُ الصَّلَاحِ وَغَيْرُهُ، وَلَكِنَّ هَذِهِ الطُّرُقَ تَتَعَاضَدُ فَيُرَدُّ بِهَا هَذَا الْإِنْكَارُ وَسُئِلَ أَحْمَدُ عَنْهَا فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَقُولُ وَبِحَمْدِهِ انْتَهَى

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں علامہ ابن الصلاح وغیرہ نے وبحمدہ کے اضافے کا انکار کیا ہے مگر متعدد اسانید کی بنا پر اسے تقویت مل جاتی ہے اور یہ انکار قابل توجہ نہیں رہتا، امام احمد رحمہ اللہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں وبحمدہ کے لفظ نہیں کہتا۔ (۴)

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی کہتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اے ہمارے رب! تو ہر قسم کے نقائص وعیوب سے پاک ہے ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں اے

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الصلاة بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۷۴،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۶،سنن نسائی کتاب التطبيق باب تَعْظِيمُ الرَّبِّ فِي الرُّكُوعِ ۱۰۴۶،صحيح ابن حبان۱۸۹۶،معرفة السنن والآثار۳۵۴۷،السنن الكبرى للبيهقى۲۵۶۷

(۲) ۔صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۸۱۴،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۴

(۳) سنن الدارقطنى۱۲۹۲،سنن ابوداودكتاب الصلاةبَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ۸۷۰ ،السنن الكبرى للبيهقى۲۵۵۶

(۴) نيل الاوطار۲،۲۸۴

اللہ! مجھے معاف فرمادے[1]

أَنَّ عَائِشَةَ نَبَّأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا پروردگار نہایت ہی پاک اور برکت والا ہے۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:فِي سُجُودِهِ اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ، وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے،اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ، وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ اے اللہ! میرے سب ہی گناہ معاف فرمادے، چھوٹے بڑے، پہلے پچھلے اور جو ظاہر یا چھپے ہوئے ہیں[3]

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ، يَقُولُ:سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع یا سجدے میں تھے اور پڑھ رہے تھے اے اللہ! تو پاک ہے اور تعریفوں والا ہے ،تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔[4]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:وَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ:اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَاجْعَلْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں فرماتے تھے اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَاجْعَلْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا اے اللہ! میرے دل کو منور فرما، میری زبان میں نور بھر دے، میرے

[1] ۔ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ ۷۹۴،صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۸۵ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۷،سنن نسائی کتاب التطبیق نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ۱۰۴۸

[2] صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۹۱ ،سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۲،مسند احمد ۲۴۰۶۳،شرح معانی الآثار۱۴۰۶،صحیح ابن حبان۱۸۹۹،شرح السنۃ للبغوی۶۲۵، السنن الکبری للبیہقی۲۵۶۳، مصنف ابن ابی شیبۃ۲۵۷۴

[3] صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۴،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۸

[4] صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۴

کان منور فرما، میری آنکھیں روشن کر دے، مجھ پر اوپر نیچے سے نور برسا، میرے دائیں بائیں کو منور فرما، مجھے آگے پیچھے سے پر نور فرما اور مجھے عظیم نور عطا فرما۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:وَهُوَ يَقُولُ:أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں فرمار ہے تھے أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اے میرے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں، میں تجھ سے (ڈر کر) تیری ہی پناہ میں آتا ہوں، میں تیری تعریفات شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔ (۲)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَإِذَا سَجَدَ، قَالَ:اللهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو یوں حمد بیان کرتے "اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا میں تیرا فرمانبردار ہوا میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کی تخلیق کی اور اچھی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھوں کو کھولا، اللہ بہترین تخلیق کرنے والا بڑا ہی بابرکت ہے۔" (۳)

سجدہ تلاوت:

احادیث سے قرآن مجید میں پندرہ مقامات پر سجود تلاوت کا ذکر ملتا ہے لہذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے پندرہ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ، فَقَرَأَ: إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ:سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ

ابو رافع رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی آپ نے سورہ الانشقاق کی تلاوت کی اور سجدہ کیا میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے اس کا جواب دیا کہ میں نے اس میں ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں سجدہ کیا تھا اور ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں

---

(۱) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۷۹۹، صحیح بخاری کتاب ا الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ ۶۳۱۶، سنن ابوداودکتاب التطوع بَابٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۳۵۳، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ ۱۱۲۱، مسند احمد ۲۵۶۷

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۹۰، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۹، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ ۱۱۰۱

(۳) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۱۲

گا تا آنکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے جا ملوں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ، فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہماری موجودگی میں آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ (ہجوم کی وجہ سے) اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔ (۲)

سجدہ تلاوت مستحب ہے لہذا اسے بلاوجہ ترک نہیں کرنا چاہیے البتہ یہ سجدہ واجب نہیں ہے کہ انسان اس کے ترک پر گناہ گار ہو۔

زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے سورۂ نجم کی تلاوت کی اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس پر سجدہ نہیں کیا۔ (۳)

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس وقت سجدہ نہ کرنے کے کئی وجوہ ہیں،

أَوْ تَرَكَ حِينَئِذٍ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَهَذَا أَرْجَحُ الِاحْتِمَالَاتِ وَبِهِ جَزَمَ الشَّافِعِيُّ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سجدہ اس لیے نہیں کیا کہ اس کا ترک بھی جائز ہے، اس تاویل کو ترجیح حاصل ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔ (۴)

حَضَرَ رَبِيعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَرَأَ يَوْمَ الجُمُعَةِ عَلَى المِنْبَرِ بِسُورَةِ النَّحْلِ حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ، فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الجُمُعَةُ القَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا، حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ، قَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ، فَمَنْ سَجَدَ، فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ، فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزَادَ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُودَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ

ربیعہ نے بیان کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی جب سجدہ کی آیت وَلِلهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تک پہنچے تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا دوسرے جمعہ کو بھی یہی سورت پڑھی جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا، اور نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب سجودالقرآن بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلاَةِ فَسَجَدَ بِهَا ۱۰۷۸

(۲) صحیح بخاری کتاب سجود القرآن بَابُ مَنْ سَجَدَ لِسُجُودِ القَارِئِ ۱۰۷۵، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ ۱۲۹۵، سنن ابوداودکتاب سجودالقرآن بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ، وَفِي غَيْرِ الصَّلَاةِ ۱۴۱۲، مسنداحمد۴۶۶۹، صحیح ابن خزیمۃ۵۵۷

(۳) صحیح بخاری کتاب سجود القرآن بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ ۱۰۷۲، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ ۱۲۹۸، سنن ابوداودکتاب سجودالقرآن بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ السُّجُودَ فِي الْمُفَصَّلِ ۱۴۰۴، مسنداحمد۲۱۵۹۱

(۴) فتح الباری ۲؍۵۵۵

تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوشی پر رکھا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے خواہ فجر کے بعد کا وقت ہی کیوں نہ ہو جس میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، سجدہ تلاوت بھی سجدہ نماز کی طرح ہے افضل یہ ہے کہ آدمی سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے کے لیے جھکے، سات اعضاء پر سجدہ کرے، سجدے میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نماز میں ہر دفع نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی اللہ اکبر کہتے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ، وَوَضْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر اٹھنے، جھکنے اور قیام وقعود (کھڑے ہونے اور بیٹھنے) کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ (۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے، سجدہ تلاوت بھی چونکہ سجدہ نماز ہی ہے اور دلائل سے یہی ظاہر ہوتا ہے لہذا اس کے لیے بھی اللہ اکبر کہا جائے لیکن نماز سے باہر سجدہ کی صورت میں صرف سجدہ کے آغاز میں اللہ اکبر کہنا مروی ہے اور یہی طریقہ معروف ہے جیسا کہ امام ابو داود رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ، فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ، وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے جب سجدے کی آیت سے گزرتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ (۳)

نماز کے علاوہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر یا سلام کہنا مروی نہیں، بعض اہل علم کا موقف ہے کہ سجدے کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے اور فارغ ہو کر سلام بھی پھیرے لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں لہذا نماز کے علاوہ سجدے کی صورت میں صرف تکبیر اولیٰ ہی لازم ہے۔

سجدہ تلاوت کی معروف دعا

اللهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

(۱) صحیح بخاری کتاب سجود القرآن بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوجِبِ السُّجُودَ ۱۰۷۷

(۲) سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ ۱۱۵۰

(۳) سنن ابوداودکتاب سجودالقرآن ابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ، وَفِي غَيْرِ الصَّلَاةِ ۱۴۱۳،شرح السنة للبغوی ۷۷۱،مصنف عبدالرزاق ۵۹۱۱،معرفة السنن والآثار ۴۴۹۱

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا میں تیرا فرمانبردار ہوں، میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کی تخلیق کی اور اس کی اچھی صورت بنائی، اس کا کان اور آنکھ کو کھولا، اللہ بہترین تخلیق کرنے والا اور بڑا ہی بابرکت ہے۔''[۱]

کا سجدہ نماز میں پڑھنا تو صحیح ثابت ہے مگر سجدہ قرآن میں اس کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں تاہم ایک دوسری دعا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور وہ یہ ہے

اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ

''اے اللہ! اس سجدے کا ثواب میرے لیے لکھ دے اور اس کے سبب میرے گناہ گھٹا دے اور اس سجدے کو میرے ذخیرہ میں لکھ دے اور اس کو قبول فرما جیسا کہ تو نے اپنے غلام داود علیہ السلام سے قبول فرمایا۔''[۲]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلاً، ثُمَّ هَوَى سَاجِدًا

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنا بایاں پاؤں موڑتے (بچھاتے) اور اس پر (نہایت آرام واطمینان سے) بیٹھ جاتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (پھر درمیانی جلسہ کی دعائیں پڑھ کر دوسرا) سجدہ فرماتے۔[۳]

وَنَصَبَ الْيُمْنَى

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔[۴]

اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوتیں۔

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنَى، وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى

---

[۱] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۱۲

[۲] جامع ترمذی کتاب الجمعة بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ ۵۷۹، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۳، صحیح ابن خزیمة ۵۶۲

[۳] جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ ۳۰۴، مسند احمد ۲۳۵۹۹، صحیح ابن خزیمة ۵۸۷، شرح السنة للبغوی ۵۵

[۴] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ ۸۲۸، صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ بِهِ ۱۱۱۰

الْيُسْرَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نماز میں (بیٹھنے کا) طریقہ یہ ہے کہ تو دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ (۱)

اور کبھی کبھار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں اور ایڑیوں پر بیٹھتے تھے۔

طَاوُسًا يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَالَ:هِيَ السُّنَّةُ، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طاؤس سے مروی ہے ہم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ اقعاء (دونوں سجدوں کے بیچ میں ایڑیوں پر) کی بیٹھک کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سنت (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، ہم نے کہا ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر (یا پاؤں پر) ستم سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا یہ تو تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ بھی سجدے کے برابر ہوتا تھا۔

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:كَانَ سُجُودُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوعُهُ وَقُعُودُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ، رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تقریباً برابر ہوتی تھی۔

اور بعض اوقات جلسے میں کافی دیر تک بیٹھے رہتے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ قَالَ:وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَوْهَمَ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے (اور اس قدر لمبا بیٹھتے) کہ ہم کہتے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہم ہو گیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں۔ (۳)

دو سجدوں کے درمیان دعائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ:اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي

---

(۱) سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ الِاسْتِقْبَالِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ الْقِبْلَةَ عِنْدَ الْقُعُودِ لِلتَّشَهُّدِ۱۱۵۹، صحیح ابن خزیمة ۶۷۹،السنن الکبری للبیہقی۲۷۷۳،صحیح ابن حبان۱۸۷۱

(۲) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ جَوَازِ الْإِقْعَاءِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ ۱۱۹۸،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۸۴۵،جامع ترمذی ابواب الصلوٰةبَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْإِقْعَاءِ ۲۸۳، مسنداحمد۲۸۵۳،صحیح ابن خزیمة۶۸۰،مصنف عبدالرزاق۳۰۳۵،السنن الکبری للبیہقی۲۷۳۲

(۳) مسنداحمد۱۳۵۷۷،صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ المُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۸۲۱،صحیح مسلم کتاب الصلاةبَابُ اعْتِدَالِ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ وَتَخْفِيفِهَا فِي تَمَامٍ۱۰۶۱ ،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۸۵۳،شرح مشکل الآثار۵۱۵۸

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''اے اللہ! مجھے بخش دے! مجھ پر رحم فرما! مجھے عافیت دے اور ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔''[1]

جامع ترمذی میں یہ الفاظ ہیں

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي ۔

اے اللہ! مجھے بخش دے! مجھ پر رحم فرما! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے، مجھے عافیت دے اور ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

اجْبُرْنِي کا مفہوم ہے اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔[2]

اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں،

شیخ شوکانی رحمہ اللہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ الدُّعَاءِ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے اس میں ان کے محدث، فقیہ، مجتہد اور مقلد سبھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔[3]

ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں،

عَنْ حُذَيْفَةَ،وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، وَكَانَ يَقُولُ:رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور سجدوں کے درمیان بیٹھتے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں کہتے رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔[4]

شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا سجدہ کر لینے کے بعد اٹھنے سے پہلے کچھ دیر اطمینان سے بیٹھتے اور پھر کھڑے ہوتے:

قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ:وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر (دوسرا) سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔[5]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۸۵۰، مستدرک حاکم۸۸۰

[2] جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۲۸۴

[3] نیل الاوطار۲/۳۰۵

[4] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۷۴

[5] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۷۳۰،جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ ۳۰۴،سنن

رسول اللہ ﷺ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت میں ایسا کرتے تھے۔

أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ،أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ ﷺ جب طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر درست ہو کر بیٹھ نہ لیتے۔ (۱)

طاق رکعت کے بعد اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے قبل سیدھا بیٹھنا جلسہ استراحت کہلاتا ہے، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت مسنون اور مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب جلسہ استراحت سے اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھتے:

مَالِكُ بْنُ الحُوَيْرِثِ،وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو تھوڑی دیر بیٹھتے اور زمین کا سہارا لے کر پھر اٹھتے۔ (۲)

یعنی اٹھتے وقت گھٹنے پہلے اٹھائے جائیں گے اور ہاتھ بعد میں کیونکہ سہارا بعد میں ہٹایا جاتا ہے اور اسی میں سہولت ہے اور بوڑھے بھی آسانی سے اٹھ سکیں گے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ (۳)

حنفیہ نے جو اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے تھے تو یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ بَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ ۱۰۶۱، صحیح ابن خزیمۃ ۵۸۷، صحیح ابن حبان ۱۸۶۷ ، شرح السنۃ للبغوی ۵۵

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَنِ اسْتَوَى قَاعِدًا فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ ثُمَّ نَهَضَ ۸۲۳، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ النُّهُوضِ فِي الْفَرْدِ ۸۴۴، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابٌ كَيْفَ النُّهُوضُ مِنَ السُّجُودِ ۲۸۷، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ الِاسْتِوَاءِ لِلْجُلُوسِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ ۱۱۵۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ؟ ۸۲۴، سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْأَرْضِ عِنْدَ النُّهُوضِ ۱۱۵۴، صحیح ابن حبان ۱۹۳۵، صحیح ابن خزیمۃ ۶۸۷، معرفۃ السنن والآثار ۳۶۰۰، السنن الکبری للبیہقی ۲۷۶۰

(۳) سنن نسائی کتاب التطبیق بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَنِ الْأَرْضِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ ۱۱۵۵، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ اليَدَيْنِ فِي السُّجُودِ ۲۶۸

دوسری رکعت:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دوسری رکعت میں دعائے استفتاح نہیں پڑھتے تھے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِـ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب دوسری رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرات شروع کرتے اور چپ نہ رہتے (یعنی دعائے استفتاح نہ پڑھتے)۔ (۱)

دوسری رکعت کے بعد سجدہ سے اٹھ کر قعدہ اولیٰ کے لیے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے۔

فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ:فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ الْيُمْنَى

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں (کو بچھا کر) اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔ (۲)

اس حالت میں دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب دعا (تشہد، درود وغیرہ) پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب تشہد میں بیٹھتے بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے۔ (۴)

بعض روایات میں ران پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے اور بعض میں گھٹنے پر، تطبیق یوں ممکن ہے کہ ہتھیلی ران پر ہو اور انگلیاں گھٹنے پر۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ۱۳۵۵،صحیح ابن حبان۱۹۳۶،شرح السنة للبغوی۵۷۴،السنن الکبری للبیہقی ۳۰۸۳

پہلا تشہدقعدہ اولیٰ:

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ۸۲۸،شرح السنة للبغوی ۵۵۷

(۳) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخْذَيْنِ۱۳۰۷

(۴) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخْذَيْنِ۱۳۱۰

اور قعدے میں یہ پڑھتے:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُه

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے سلام ہو جبرئیل اور میکائیل پر، سلام ہو فلاں اور فلاں پر (اللہ پر سلام) ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تو خود سلام ہے (تم اللہ کو کیا سلام کرتے ہو) اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یہ کہے " تمام آداب بند گی، تمام عبادات (قولی عبادات) اور تمام بہترین تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، آپ پر سلام ہوا ے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہم پر سلام اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر سلام، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ "[1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کی فضیلت میں فرمایا

فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ

ان کلمات کے پڑھنے سے ہر نیک بندے کو خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں نماز کا سلام پہنچ جاتا ہے۔[2]

درمیانی تشہد سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے:

حِينَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ يُسَلِّمَ

درمیانی تشہد میں، تشہد سے فارغ ہو کر کوئی شخص دعا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے۔[3]

تاہم پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا بھی مستحب ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَلْيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم میں سے ہر آدمی وہ دعا منتخب کرے جو اسے زیادہ اچھی لگے پھر اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الآخِرَةِ ۸۳۱، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلَاةِ ۸۹۷، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ ۹۶۸، سنن نسائی کتاب التطبیق كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ ۱۱۶۳، مسند احمد ۳۶۲۲، سنن الدارمی ۱۳۷۹

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الآخِرَةِ ۸۳۱، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلَاةِ ۸۹۷، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ التَّشَهُّدِ ۹۶۸، سنن نسائی کتاب التطبیق كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ ۱۱۶۳، مسند احمد ۳۶۲۲، سنن الدارمی ۱۳۷۹

[3] مسنداحمد ۴۳۸۲، صحیح ابن خزیمة ۷۰۸

عزوجل سے وہ دعا کرے۔ (۱)

مگر دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا چاہیے۔

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ:كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، وَيَحْمَدُ اللَّهَ، وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو بَيْنَهُنَّ، وَلَا يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا، ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ وَيَقْعُدُ - وَذَكَرَ كَلِمَةً نَحْوَهَا - وَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَاثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ پسند فرما تارات میں آپ کو اٹھا دیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اٹھ کر) مسواک اور وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی کے آخر میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، اللہ کی حمد کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے مگر سلام نہ فرماتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ (۲)

اس میں پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے، یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے لیکن اسے فرضوں میں بھی پڑھا جا سکتا ہے بلکہ مستحب ہے۔

فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَجِلَ هَذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: - أَوْ لِغَيْرِهِ - إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد و ثنا نہ کی تھی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود پڑھا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جلدی کی، پھر اس کو بلایا اور اسے یا کسی دوسرے سے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود پڑھے اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ (۳)

نماز میں تشہد کی ترتیب بھی یہی ہے اور نماز کے علاوہ دعاؤں کا ادب بھی یہی ہے۔

---

(۱) سنن نسائی کتاب التطبیق كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ ۱۱۶۴،صحیح ابن خزیمۃ ۷۲۰،صحیح ابن حبان ۱۹۵۱،مسنداحمد۴۱۰۱

(۲) سنن نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النهارباب كَيْفَ الْوِتْرُ بِتِسْعٍ ۱۷۲۱

(۳) سنن ابوداودکتاب الوترباَبُ الدُّعَاءِ ۱۴۸۱،صحیح ابن خزیمۃ ۷۱۰،صحیح ابن حبان ۱۹۶۰،مستدرک حاکم ۹۸۹، مسند احمد ۲۳۹۳۷

تشہد میں انگلی اٹھانا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی کو جو انگوٹھے کے نزدیک ہے اٹھاتے اور اس کے ساتھ دعا کرتے۔ [1]

عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز میں) تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھتے۔ [2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ:كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے (مٹھی سی بنا لیتے) اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے۔ [3]

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ:ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً،وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ: هَكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا، اپنی دو انگلیوں (چھنگلی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا، (مسدد کہتے ہیں کہ)

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ۱۳۰۹،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشَارَةِ ۲۹۴،سنن نسائی کتاب السھو بَابُ بَسْطِ الْيُسْرَى عَلَى الرُّكْبَةِ ۱۲۶۸،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ ۹۱۳،مصنف عبدالرزاق ۳۲۳۸،السنن الکبری للبیہقی ۲۷۸۰،مسنداحمد۶۳۴۸

[2] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ۱۳۰۷ ،شرح السنة للبغوی ۶۷۵

[3] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ۱۳۱۱ ،سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ ۹۸۷،سنن نسائی کتاب السھو بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنَى دُونَ السَّبَّابَةِ ۱۲۶۷،صحیح ابن حبان ۱۹۴۲،شرح السنة للبغوی ۶۷۵،السنن الکبری للبیہقی ۲۷۷۹، مسنداحمد۵۳۳۱

میں نے اپنے شیخ بشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔ ①

أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ:ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ كَفَّهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور اپنی دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا پھر ہاتھ کی دو انگلیاں بند کیں اور (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا پھر اپنی (تشہد کی) انگلی کو اٹھایا چنانچہ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حرکت دیتے تھے اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ ②

عَنْ نَافِعٍ قَالَ:كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ، وَأَتْبَعَهَا بَصَرَهُ، ثُمَّ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ

نافع سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے، پھر فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ انگلی شیطان کو لوہے سے زیادہ تکلیف پہنچاتی ہے۔ ③

یعنی دوران تشہد میں سلام تک انگلی کو حرکت دینا مسنون ہے (يُحَرِّكُ) فعل مضارع ہے جو یہاں استمرار کا فائدہ دے رہا ہے کیونکہ (يَدْعُو بِهَا) اس سے حال ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو حرکت دے رہے تھے در آں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے،

وفيه تحريكها دائما إذا الدعاء بعد التشهد

نامور محدث شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے پورے تشہد میں انگلی کو حرکت دینا ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ دعا تشہد کے بعد (سلام تک) ہوتی ہے۔ ④

احناف کے نزدیک لا پر انگلی اوپر اٹھائے اور الا پر نیچے کرے گویا اٹھانا نفی کی علامت ہے اور گرانا اثبات کی، یہی لا پا ور الا کے معنی ہیں۔

شوافع کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ پر انگلی اٹھائے اور پھر نیچے کرے کیونکہ لا الٰہ الا اللہ میں توحید کا اثبات ہے لہذا انگلی کے ساتھ فعلاً بھی ایک اللہ کی توحید بیان کرے۔

تاہم ان میں سے کسی کے پاس اس مقام پر انگلی اٹھانے اور گرانے کی کوئی دلیل نہیں۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ، قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا

① سنن ابوداودکتاب الصلاۃباب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۷۲۶،صحیح ابن حبان۱۸۶۰ ،صحیح ابن خزیمۃ۷۱۳،السنن الکبری للبیهقی۲۷۸۷،شرح السنة للبغوی۵۶۳

② سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ مَوْضِعِ الْيَمِينِ مِنَ الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ ۸۹۰

③ مسند احمد ۶۰۰۰،مسندالبزار۵۹۱۷،الدعاء للطبرانی۶۴۲،بلوغ الغاية من تهذيب بداية الهداية۶۵؍۱

④ عون المعبود کتاب الصلاۃ بَاب الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ ۹۸۹

مالک بن نمیر فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے داہنے دستے کو اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے، شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے اور اسے کچھ ٹیڑھا سا بھی کیے ہوئے تھے۔ [1]

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ:لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ کی نظر آپ ﷺ کے اشارے سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔ [2]

رسول اللہ ﷺ جب تشہد سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے تھے:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ،وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب قعدہ اولیٰ سے (تیسری رکعت) کے لیے (تکبیر کہہ کر) کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ [3]

اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت کو مکمل کر کے تشہد میں بیٹھ جائیں۔

آخری قعدہ (تشہد) کی کیفیت:

قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ:حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حتی کہ جب رسول اللہ ﷺ اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین (کولھے) کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ [4]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا سَاقِطًا يَدَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ:لَا تَجْلِسْ هَكَذَا، إِنَّمَا هَذِهِ جِلْسَةُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو تشہد کی حالت میں اپنے بائیں ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھا آپ ﷺ نے اس سے کہا ایسے مت بیٹھو کیونکہ (نماز میں) اس طرح بیٹھنا ان (یہودیوں) کا طریقہ ہے جنہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ [5]

چنانچہ جس طرح پہلے قعدے میں پہلے التحیات پڑھی تھی اسی طرح آخری قعدے میں بھی پہلے التحیات پڑھیں اور انگشت شہادت سے اشارہ بھی کریں اور پھر درود ابراہیمی پڑھیں۔

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ، فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[1] سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ ۹۹۱،سنن نسائی کتاب السهو بَابُ إِحْنَاءِ السَّبَّابَةِ فِي الْإِشَارَةِ ۱۲۷۵،صحیح ابن خزیمة۷۱۶،صحیح ابن حبان ۱۹۴۶،السنن الکبری للبیهقی۲۷۸۵،معرفة السنن والآثار۳۶۵۳

[2] سنن ابوداودکتاب الصلاةبَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ ۹۹۰

[3] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ رَفْعِ اليَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ ۷۳۹

[4] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۷۳۰، صحیح ابن حبان۱۸۶۷ ،شرح معانی الآثار۱۵۳۸،معرفة السنن والآثار۳۲۴۷،السنن الکبری للبیهقی۲۵۱۷

[5] مسنداحمد۵۹۷۲،سنن ابوداودکتاب الصلاةبَابُ كَرَاهِيَةِ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ ۹۹۴

وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَأَهْدِهَا لِي، فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچادوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمائیے، انہوں نے بیان کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں، اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھادیا ہے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یوں کہا کرو اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ، فَقَالَ: إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیسے بھیجیں یہ تو ہم جان گئے ہیں ہم نماز میں آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے (اور دیر تک خاموش رہے) حتی کہ ہم نے چاہا کہ کاش سائل وہ سوال ہی نہ کرتا، پھر ارشاد فرمایا اگر تم مجھ پر درود بھیجنا چاہو تو یوں کہو "اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی، امی پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما محمد نبی امی پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔" [2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب۱۰ح ۳۳۷۰، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۰۸،۹۱۰، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۷۶، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۰۴، سنن نسائی کتاب باب ۱۲۸۶

[2] مسند احمد ۱۷۰۷۲، صحیح ابن خزیمة ۷۱۱، سنن ابوداودکتاب بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۸۱

یہ درود بھی پڑھا جا سکتا ہے،

أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہا کرو ''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر، بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔''[1]

بعض لوگ درود میں سَیِّدِنَا، مَوْلَانَا کا اضافہ کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو درود سکھلایا اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں، اس لیے ان الفاظ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ يُرَى فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر خوشی کے آثار نظر آ رہے تھے (ہمارے استفسار پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے لیے یہ بات خوش کن نہیں ہے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا میں اس پر دس بار رحمت اتاروں گا اور آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر دس دفعہ سلام نازل کروں گا۔[2]

اس حدیث میں سابقہ حدیث سے زائد فضیلت اور ثواب کا بیان ہے۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

---

[1] (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۰ ح ۳۳۶۹، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۱۱، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۷۹، سنن نسائی کتاب السھو باب نَوْعٌ آخَرُ ۱۲۹۵، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۰۵، مسنداحمد ۲۳۶۰۰، شرح مشکل الآثار ۲۲۳۸، شعب الایمان ۱۴۱۹، شرح السنۃ للبغوی ۶۸۲، السنن الکبری للبیھقی ۲۸۶۳

[2] سنن نسائی کتاب السھوبَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۲۹۲، شرح السنۃ للبغوی ۶۸۵

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس غلطیاں معاف کر دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔ (۱)

درود شریف پڑھنے کے بعد کی دعائیں:

دعامیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور اپنے عجز و نیاز اور اظہار بندگی میں انتہا فرمادی ہے، ہمارے لیے بھی ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور معنوی لحاظ سے ان میں توحید الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات سب ہی کا اثبات و اقرار ہے، یہ دعائیں فرائض و نوفل اور دن اور رات کی سب ہی نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا، وَفِتْنَةِ المَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے " اے اللہ! قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔" (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے کہے " اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔" (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ، يَقُولُ قُولُوا : اللهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

---

(۱) سنن نسائی کتاب السہو بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۲۹۸، مسند احمد۱۱۹۹۸، صحیح ابن حبان۹۰۴، مصنف ابن ابی شیبۃ۳۱۷۸۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ ۸۳۲، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۲۵، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۸۸۰، السنن الکبری للنسائی ۱۲۳۳، صحیح ابن خزیمۃ ۸۵۲، صحیح ابن حبان ۱۹۶۸، شرح السنۃ للبغوی ۶۹۱، السنن الکبری للبیہقی ۲۸۸۱

(۳) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۲۴، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ۹۸۳، سنن نسائی کتاب السہو باب نَوْعٌ آخَرُ ۱۳۱۱، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۰۹، صحیح ابن حبان ۱۹۶۷، شرح السنۃ للبغوی ۶۹۳، السنن الکبری للبیہقی ۲۸۸۴

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کی سورت سکھاتے تھے، کہو ”اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے۔“ (۱)

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي، قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو ”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت ظلم کیا ہے پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں، مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بے شک وشبہ تو ہی ہے۔ (۲)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرماتے تھے ”اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرما دے جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں اور جو میں حد سے بڑھ رہا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے تو ہی (نیکی اور خیر میں) آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ (۳)

عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ، حَدِّثِينِي بِشَيْءٍ، كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ

فروہ بن نوفل کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھے کوئی ایسی چیز بیان کیجئے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۳۳، سنن ابوداود کتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ ۱۵۴۲، جامع ترمذی ابواب باب بَابٌ ۳۴۹۴، سنن نسائی کتاب الجنائز باب التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۲۰۶۵، مسند احمد ۲۱۶۸، صحیح ابن حبان ۹۹۹، شرح السنة للبغوی ۶۹۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ ۸۳۴، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ۶۸۶۹، سنن نسائی کتاب السهو نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ ۱۳۰۳، مسند احمد ۸، صحیح ابن خزیمة ۸۴۶، صحیح ابن حبان ۱۹۷۶، شرح السنة للبغوی ۶۹۴، مصنف ابن ابی شیبة ۲۹۳۵۴، السنن الکبری للبیہقی ۲۸۸۴

(۳) صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۱۲، سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۶۰، جامع ترمذی ابواب الدعوات باب بَاب مِنْهُ ۳۴۲۱، مسند احمد ۷۲۹، صحیح ابن خزیمة ۷۲۳، صحیح ابن حبان ۱۹۶۶، سنن الدارقطنی ۱۱۳۷، شرح السنة للبغوی ۵۷۲

دعا فرمایا کرتے تھے، انہوں نے کہا ضرور، رسول اللہ ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان برے کاموں کے شر سے جو میں نے کیے اور جو ابھی نہیں کیے۔''(۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ: اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟ قَالَ:أَنْ يَنْظُرَ فِي كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ، إِنَّهُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ، وَكُلُّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ، يُكَفِّرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَنْهُ، حَتَّى الشَّوْكَةُ تَشُوكُهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی نماز میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میرا حساب آسان کر دیجیے، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا نامہ اعمال دیکھا جائے اور اس سے درگزر کیا جائے، اے عائشہ! اس دن جس شخص سے حساب کتاب میں مباحثہ ہوا وہ ہلاک ہو جائے گا اور مسلمان کو جو تکلیف حتیٰ کہ کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔(۲)

عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً، فَأَوْجَزَ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَّفْتَ أَوْ أَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ، فَقَالَ: أَمَّا عَلَى ذَلِكَ، فَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ أُبَيٌّ غَيْرَ أَنَّهُ كَنَى عَنْ نَفْسِهِ، فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ، ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ:

عطاء بن سائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو مختصر نماز پڑھائی، بعض نے کہا کہ تم نے نماز ہلکی یا مختصر پڑھی، انہوں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں نے اس میں کئی دعائیں پڑھیں جن کو رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، جس وقت وہ کھڑے ہوئے تو ایک شخص ان کے پیچھے گئے عطاء نے بیان کیا کہ وہ میرے والد تھے لیکن انہوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور وہ دعا ان سے دریافت کی، پھر واپس آئے اور لوگوں کو بتلائی وہ دعا یہ تھی،

اللَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ، وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي، اللَّهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ

''اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں تیرے غیب اور قدرت کے وسیلہ سے جو تجھ کو مخلوقات پر ہے تو مجھ کو زندہ رکھ جس وقت تک میرے واسطے زندگی قائم رکھنا تیرے نزدیک بہتر ہو اور مجھ کو مار ڈال کہ جس وقت میرے واسطے مر جانا بہتر ہو، اے اللہ! میں ظاہری اور پوشیدہ تیرا خوف مانگتا ہوں اور میں مانگتا ہوں تجھ سے حکمت بھری سچی بات خوشی اور غصہ میں اور میں مانگتا ہوں تجھ سے درمیان کا درجہ محتاجی اور مالداری

(۱) السنن الکبری للنسائی ۱۲۳۱

(۲) مسند احمد ۲۴۲۱۵

میں اور میں تجھ سے اس نعمت کو مانگتا ہوں جو کہ تمام نہ ہو اور اس کی آنکھ کی ٹھنڈک کو کہ جو ختم نہ ہو اور میں تجھ سے رضامندی تیرے فیصلہ پر اور میں تجھ سے مانگتا ہوں راحت اور مرنے کے بعد آرام، اور میں مانگتا ہوں تجھ سے تیرے چہرہ کے دیکھنے کی لذت کو اور تجھ سے ملاقات کا شوق اور میں مانگتا ہوں تیری اس مصیبت پر کہ جس پر صبر نے ہو سکے اور جو فساد سے گمراہ کرا دے، اے اللہ! ہم کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دے اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں کا راستہ دکھلا دے۔''[1]

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ أَنْ يُكَلِّمَهُ وَعَائِشَةُ تُصَلِّي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَلَيْكِ بِالْكَوَامِلِ ، أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى، فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ سَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ؟

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کا ارادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کا تھا لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کامل چیزوں کو اختیار کرو، جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطلب پوچھا؟

فَقَالَ لَهَا: قُولِي: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَعِيذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِي مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ رَشَدًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوں کہا کرو ''اے اللہ! میں تجھ سے ہر خیر کا سوال کرتا ہوں خواہ وہ فوری ہو یا تاخیر سے، میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں، اور میں ہر شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں خواہ وہ فوری ہو یا تاخیر سے، میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے جنت اور اس کے رقیب کر دینے والے ہر قول و عمل کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم اور اس کے قریب کر دینے والے ہر قول و عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس سے تیرے بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہو، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے جو فیصلہ بھی کرے، وہ خیر کا فیصلہ فرما۔''[2]

أَنَّ مِحْجَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ، حَدَّثَهُ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ غُفِرَ لَهُ، غُفِرَ لَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

محجن بن اورع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص کو دیکھا جسکی نماز ختم کے قریب تھی اور وہ اس طرح تشہد پڑھ رہا تھا ''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! اکیلے بے نیاز، جس سے نہ جنا نہ جنا گیا اور کوئی اس کے برابر نہیں! یہ کہ میرے گناہ

[1] سنن نسائی كِتَابُ السَّهْوِ نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ۱۳۰۵

[2] مسند احمد ۲۵۱۳۷

معاف فرمادے بے شک تو بہت ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے" محجن بن اورع کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ سن کر فرمایا اسکو بخش دیا گیا اور یہ جملہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین مرتبہ دہرایا۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:كُنْتُ جَالِسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَلْقَةِ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ جَلَسَ وَتَشَهَّدَ، ثُمَّ دَعَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْمَنَّانُ، بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گرد حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے رکوع اور سجدہ کیا اور جلسہ میں بیٹھا اور دعا کی، "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہی ہیں، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، نہایت احسان کرنے والا ہے، آسمان وزمین کو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے اور بڑے جلال اور عزت والا ہے، یا حی یا قیوم میں تجھ سے (جہنم سے پناہ اور جنت کا) سوال کرتا ہوں۔" رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام سے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس شخص نے کس چیز کا واسطہ دے کر دعا کی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا کی ہے جس کا واسطہ دے کر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے تو وہ ضرور عطاء کرتا ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي صَالِحٍ،عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ:كَيْفَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: أَتَشَهَّدُ وَأَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ أَمَا إِنِّي لَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ

ابوصالح سے مروی ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نماز کے قعدہ اخیرہ میں کیا کہتا ہے؟(یعنی کیا دعا کرتا ہے؟) اس نے کہا پہلے میں تشہد پڑھتا ہوں پھر یہ دعا کرتا ہوں "اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔" لیکن میں ٹھیک سے آپ کی آواز نہیں سن پاتا ہوں اور نہ ہی معاذ کی (جو ہماری امامت کرتے ہیں) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہم بھی اس جنت کے گرد گھومتے ہیں (یعنی ہماری دعائیں بھی جنت کی طلب پر مشتمل ہوتی ہیں)۔ (۳)

---

(۱) صحیح ابن خزیمة۷۲۴،سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ۹۸۵، السنن الکبری للنسائی ۱۲۲۵، مسند احمد ۱۸۹۷۴، مستدرک حاکم۹۸۵

(۲) سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ الدُّعَاءِ۱۴۹۵،صحیح ابن حبان ۸۹۳،مسنداحمد۱۲۶۱۱،شرح مشکل الآثار۱۷۴، الزھدوالرقاق لابن المبارک ۱۱۷۱،شرح السنة للبغوی۱۲۵۸

(۳)سنن ابوداودأَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ بَابٌ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ۷۹۲، مسند احمد ۱۵۸۹۸

جمہور علماء کہتے ہیں کوئی بھی شخص دنیا و آخرت کے معاملات کی کوئی بھی دعا جب تک کہ گناہ نہ ہو پڑھ سکتا ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لَا يَدْعُو إِلَّا بِمَا كَانَ مَأْثُورًا وَيَرُدُّ الْقَوْلَيْنِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنْ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ وَفِي لَفْظٍ: مَا أَحَبَّ

صرف قرآن وسنت میں موجود ماثور و مسنون دعائیں ہی پڑھی جا سکتی ہیں، مگر جمہور کا موقف ہی راجح ہے کیونکہ حدیث کے یہ الفاظ پھر چاہیے کہ دعا کرے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور دوسری حدیث میں مَا أَحَبَّ کے الفاظ اسی پر دلالت کرتے ہیں اور احناف کے موقف کو رد کرتے ہیں۔ [1]

دعاؤں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اختتام فرماتے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ :السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی (اور کہتے تھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ [2]

صحیح ابن حبان میں دونوں جانب ''وَبَرَكَاتُهُ'' کا اضافہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی (اور کہتے تھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [3]

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔ [4]

اور بلوغ المرام میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ ثابت ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دونوں طرف

---

[1] سبل السلام ۱/۲۸۵، نیل الاوطار ۲/۳۱۴

[2] سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي السَّلَامِ ۹۹۶، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ التَّسْلِيمِ ۹۱۴، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ ۲۹۵

[3] صحيح ابن حبان ۱۹۹۳

[4] سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي السَّلَامِ ۹۹۷

سلام پھیرتے ہوئے وَبَرَکَاتُهُ کہتا ہے یا کہنا چاہتا ہے تو جائز ہے۔

وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ:السَّلَام عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سلام پھیرتے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے اور جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے۔ [1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلَا يُومِئْ بِيَدِهِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر السلام علیکم،السلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے، یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہو جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، تم میں سے کوئی جب نماز ختم کرے اپنے ساتھی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے السلام علیکم،السلام علیکم کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔ [2]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی مفتاح (چابی) وضو ہے،اس کی تحریم، تکبیر اور تحلیل سلام ہے۔ [3]

یعنی اللہ اکبر کہنے سے عام مشاغل حرام ہو جاتے ہیں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے یہ مشاغل حلال ہو جاتے ہیں، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کی ابتدا لفظ اللہ اکبر سے ہے اور اس سے نکلنے کے لیے السلام علیکم ورحمۃ اللہ مشروع ہے نہ کہ کوئی اور کلمات یا اعمال۔

فِي قَوْلِهِ وَتَحْلِيلُهَا تَقْتَضِي الْحَصْرَ، فَكَأَنَّهُ قَالَ: جَمِيعُ تَحْلِيلِهَا التَّسْلِيمُ: أَيْ انْحَصَرَ تَحْلِيلُهَا فِي التَّسْلِيمِ لَا تَحْلِيلَ لَهَا غَيْرُهُ

امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں لفظ ''تَحْلِيلُهَا''میں اضافت حصر کا تقاضا کرتی ہے گویا اس کا معنی یہ ہے کہ سلام کے علاوہ کسی چیز سے نماز کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ [4]

---

[1] بلوغ المرام۳۱۸

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ، وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ، وَإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ وَالتَّرَاصِّ فِيهَا وَالْأَمْرِ بِالِاجْتِمَاعِ۹۷۱

[3] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الْإِمَامِ يُحْدِثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ الرَّكْعَةِ۶۱۸،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ۲۷۵،مسند احمد۱۰۷۲

[4] نیل الاوطار ۲٫۳۵۱

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسی پر مداومت اختیار فرمائی،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ

جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز کو سلام پر ختم کرتے تھے۔ (۱)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کوئی نماز پڑھتے تو (سلام کے بعد) اپنا چہرہ ہماری طرف کر لیتے تھے۔ (۲)

يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ أَوِ الْفَجْرِ، قَالَ: ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا، وَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حجۃ الوداع کے موقع پر ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ حج کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی پھر بیٹھے ہوئے ہی پھرے اور اپنا چہرہ لوگوں کی طرف متوجہ کر لیا۔ (۳)

فرض نماز کے بعد سنت طریقہ یہی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام دائیں یا بائیں طرف منہ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اکثر اپنے دائیں جانب پھرتے تھے۔

سجدہ سہو:

جب نمازی اپنی نماز میں بھول کر کسی واجب میں کمی یا بیشی کر بیٹھے اور یاد آنے یا کسی کے یاد دلانے پر سلام سے پہلے یا بعد میں زمین (یا اس کے قائم مقام جگہ) پر دو سجدے کرے تو اسے سجود سہو اور عرف عام میں سجدہ سہو کہتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ، أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ، فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ يَخْطُرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے، پھر جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے، جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر بھاگتا ہے، پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے وہ بات یاد کر، یہ بات یاد کر، ان باتوں کو یاد دلاتا ہے جو اس کے ذہن میں نہیں تھیں یہاں تک کہ وہ بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں، اس لیے جب اگر تم میں سے کسی کو یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ بِهِ۱۱۱۰، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۷۸۳، سنن الدارمی ۱۲۷۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ ۸۴۵

(۳) مسند احمد ۱۷۴۷۶

ہیں تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سہو) کر لے۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا، فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ، وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہو سکے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار تو شک کو دور کرے اور جس قدر کا یقین ہو اس کو قائم کرے، پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے، اب اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دو سجدے مل کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر پوری چار پڑھی ہیں تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو گا)۔ (۲)

احناف کے نزدیک اس صورت میں ضروری ہے کہ ہر اس رکعت کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے جس کا چوتھی ہونا ممکن ہو یعنی آخری اور اس سے پہلی دونوں میں بیٹھے اور تشہد پڑھے ورنہ ساری نماز نفل ہو جائے گی۔ محدثین اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ضروری نہیں کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چوتھی کو تیسری سمجھ کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا ہو اور شک بعد میں پڑا، اس صورت میں آخری سے پہلی میں بیٹھنے کا امکان ہی نہیں، اور اکثر ایسے ہی ہوتا ہے، لہٰذا احناف کا قول غیر ضروری تشدد ہے جس کی دلیل سنت سے نہیں ملتی صرف قیاس کے زور سے اتنا سخت فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔

قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ:

عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ سَلَّمَ

عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں تھے سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے، چنانچہ سارے لوگ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جب نماز ختم ہونے والی تھی اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ (۳)

---

(۱) صحیح ابن حبان ۱۲،صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاۃ بَابُ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۱۲۳۱،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ ۱۲۶۷،سنن نسائی کتاب السهو بَابُ التَّحَرِّي ۱۲۵۴،سنن الدارمی ۱۵۳۵،السنن الکبری للبیہقی ۳۷۷۹

(۲) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ ۱۲۷۲،سنن ابوداودکتاب باب ۱۰۲۴،سنن نسائی کتاب السهو بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّي عَلَى مَا ذَكَرَ إِذَا شَكَّ ۱۲۳۹،سنن ابن ماجه کتاب باب ۱۲۱۰،سنن الدارمی ۱۵۳۶،مسنداحمد ۱۱۷۸۲

(۳) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْأَوَّلَ وَاجِبًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ ۸۲۹،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ ۱۲۶۹،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ

تشہد اول اگر فرض ہوتا تو آپ ﷺ اسے ضرور لوٹاتے مگر یہ ایسا ہے کہ اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی نماز میں بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو؟:

اگر آدمی دوران نماز میں بھول جائے اور نماز کے بعد یاد آئے یا دوران نماز یاد تو آجائے لیکن پھر سہو کے سجدے بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اگرچہ وقت زیادہ گزر گیا ہو اور باہم بات چیت بھی ہو چکی ہو،

قَالَ مَالِكٌ، وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ، وَأَبُو ثَوْرٍ. وَكَانَ الْحَسَنُ، وَابْنُ سِيرِينَ يَقُولَانِ: إِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْ الْقِبْلَةِ، لَمْ يَبْنِ، وَلَمْ يَسْجُدْ. وَقَالَ: أَبُو حَنِيفَةَ: إنْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الصَّلَاةِ، سَقَطَ عَنْهُ سُجُودُ السَّهْوِ وَلِأَنَّهُ أَتَى بِمَا يُنَافِيهَا، فَأَشْبَهَ مَا لَوْ أَحْدَثَ.

امام مالک رحمہ اللہ، اوزاعی، شافعی اور ابو ثور رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے، حسن بصری اور ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ قبلے سے منہ پھیر لے گا تو وہ بنا نہیں کرے گا اور نہ سجدے کرے گا (بلکہ نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھے گا) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد کلام کر لیا تو اس سے سجود سہو ساقط ہو جائیں گے، اس لیے کہ اس نے نماز کے منافی عمل کیا ہے چنانچہ یہ اس شخص کی طرح ہے جو بے وضو ہو گیا۔ [1]

جبکہ جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی بھول گیا اور اسے بعد میں یاد آیا تو وہ سلام اور کلام کے بعد بھی دو سجدے کرے گا اگرچہ وقفہ لمبا ہو جائے، جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، مِنَ الْعَصْرِ، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ ، فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟فَخَرَجَ مُغْضَبًا، فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، ثُمَّ سَلَّمَ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر (بھولے سے) سلام پھیر دیا، پھر آپ ﷺ اٹھ کر حجرہ میں چلے گئے، اتنے میں ایک لمبے ہاتھ والا شخص اٹھا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز گھٹ گئی ہے؟ آپ ﷺ یہ سن کر غصہ میں نکلے اور جو رکعت رہ گئی تھی اس کو پڑھا پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ [2]

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّي فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ:إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے زیادہ کیا یا کم کیا ابراہیم نے کہا جو اس

يَتَشَهَّدْ ۱۰۳۴،سنن نسائی كتاب بَابُ تَرْكِ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ ۱۱۷۶،سنن الدارمی ۱۵۴۰

[1] مجموع الفتاویٰ ۳۹ر۲۳،المغنی لابن قدامة۲۶ر۲

[2] صحیح مسلم كتاب المساجد بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ ۱۲۹۴،السنن الكبرى للبيهقى۳۸۹۵

حدیث کے راوی ہیں اللہ کی قسم! یہ بھول مجھ سے ہوئی ہے، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز کے باب میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ہم نے بیان کیا جو آپ ﷺ نے کیا تھا تب آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح آدمی ہوں یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، پھر جو کوئی نماز میں بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہو، پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔ (۱)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ قَالَ:صَلَّيْتُ فِي بَيْتِي فَسَهَوْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ الضَّحَاكَ يَعْنِي ابْنَ مُزَاحِمٍ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي صَلَّيْتُ فِي بَيْتِي فَسَهَوْتُ، فَقَالَ: اسْجُدِ الْآنَ

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور مجھے نماز میں سہو ہو گیا پھر میں ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے کہا میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی ہے اور نماز میں بھول گیا ہوں تو انہوں نے کہا ابھی سجدے کرو۔ (۲)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جسے نماز میں سہو ہو جائے اور اسے آخر میں سجدہ سہو کرنا یاد نہ رہے تو بعد میں یاد آنے پر یا کسی کے بتلانے پر سجدہ سہو کرے گا، اگر رکعت رہ جائے تو اسے ادا کرنے کے بعد دو سجدے کرے گا، پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے پر سجدہ سہو:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ ؟ قَالَ:وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ:إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ وَأَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو پانچ رکعتیں پڑھیں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز بڑھ گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا میں تو تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں، یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، پھر سہو کے دو سجدے کیے۔ (۳)

رکوع یا سجدے میں بھول کر قرات کرنا:

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ:نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ۱۲۸۵

(۲) السنن الکبری للبیہقی۳۸۸۱

(۳) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ۱۲۸۴ ،صحیح بخاری کتاب ا خبارالاحادبَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الأَذَانِ وَالصَّلاَةِ وَالصَّوْمِ وَالفَرَائِضِ وَالأَحْكَامِ ۷۲۴۹،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ إِذَا صَلَّى خَمْسًا۱۰۱۹،السنن الکبری للنسائی ۱۱۷۹،صحیح ابن حبان ۲۶۵۸،شرح السنة للبغوی ۷۵۶،مسنداحمد۳۹۸۹

(۴) صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۷۶،سنن ابوداودکتاب باب ۴۰۴۴،السنن الکبری للنسائی ۷۱۰،صحیح ابن حبان ۱۸۹۵،السنن الکبری للبیہقی ۲۵۶۵

اس لئے اگر کسی نے رکوع یا سجدے میں قرآن مجید کی قرات کر دی تو اس کے لیے سجدہ سہو کرنا لازمی ہو گا۔

نماز کے اختتام پر با آواز بلند تکبیر اور استغفار کہنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَ يُعْلَمُ انْقِضَاءُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (اللہ اکبر کہنے کی آواز) سے جانا جاتا تھا۔ (۱)

یاد رہے کہ نماز کے فوراً بعد اونچی آواز سے لاالٰہ الااللہ کا ورد کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ:اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ:كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے، اور یہ دعا کہتے ''اے اللہ! تو (سراپا) سلامتی ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے تو بڑی برکتوں والا ہے اے جلال واکرام والے!'' ولید کہتے ہیں میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیسے کرتے تھے؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ (میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں)۔ (۲)

سلام کے بعد اللہ اکبر کہنا اور تین مرتبہ استغفر اللہ اور اسی طرح بعض اور کلمات بالخصوص بلند آواز سے ثابت شدہ سنت ہے، اسے بعض اوقات یا محض تعلیم کے لیے محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ مگر لوگوں نے کچھ الفاظ ''وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ'' کی زیادتی بھی کی ہوئی ہے،

أن مَا يُزَادُ من قول: وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ فَلَا أَصْلَ لَهُ بَلْ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ

ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان الفاظ ''وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ'' کے اضافہ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض قصاص سے مختلق ہیں۔ (۳)

بندہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے اس سے مدد مانگتا رہے کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کی طاقت اس کی توفیق کے بغیر ممکن

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ۱۰۰۲،صحیح بخاری كتاب الاذان بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ۸۴۲،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۱۳۱۶ ،صحیح ابن خزیمة۱۷۰۶،صحیح ابن حبان ۲۲۳۲،مسنداحمد۱۹۳۳، شرح السنة للبغوی ۷۱۲

(۲) صحیح مسلم كتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۴،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۱۳،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰةبَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۹۲۸،سنن الدارمی ۱۳۸۸،صحیح ابن خزیمة۷۳۷،صحیح ابن حبان۲۰۰۳، مسند احمد ۲۲۳۶۵،شرح السنة للبغوی ۷۱۴،السنن الکبری للبیھقی ۳۰۰۷

(۳) تحقيق التجريد في شرح كتاب التوحيد۲،۴۷۴،شرح مسندابی حنیفة ۱،۹۴،مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح۲،۷۶۱،تحفة الاحوذی۲،۱۶۶، المصنوع في معرفة الحديث الموضوع۲،۲۶۷

نہیں۔

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ:رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے، فرماتے ہیں میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد کہتے تھے ''اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے اس دن مجھے عذاب سے بچانا۔''[1]

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ:أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ، فَقُلْتُ: وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُولَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحَسَنِ عِبَادَتِكَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو کسی نماز میں یہ دعا کرنا نہ چھوڑنا ''اے میرے رب! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بنا سنوار کے کروں۔''[2]

المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ:لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھوایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جسے تو دے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مال دار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔''[3]

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ،يَقُولُ: فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ

[1] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ ۱۶۴۲ ،مسند احمد ۱۸۷۱۱، صحیح ابن خزیمۃ ۱۵۶۳، السنن الکبری للبیھقی ۳۰۰۰

[2] سنن نسائی کتاب السھو نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ ۱۳۰۴،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ۱۵۲۲،صحیح ابن خزیمۃ ۷۵۱، صحیح ابن حبان ۲۰۲۰،مستدرک حاکم ۱۰۱۰، مسند احمد ۲۲۱۱۹

[3] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ ۸۴۴،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۸،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۰۵،سنن نسائی کتاب السھوعَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۱۳۴۳

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ،وَقَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاة

ابوالزبیر نے کہاابن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر نماز کے سلام پھیرتے وقت یہ پڑھتے تھے ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،وہ یکتا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں،اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے کل حمد ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے، گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی،اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں،ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے،اے نعمت،فضل اور اچھی تعریف والے!اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں چاہے کافر برا ہی سمجھیں‘‘ اور عبداللہ بن زبیر نے کہارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہی پڑھا کرتے تھے۔[1]

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ جامع کلمہ ہے، حَوْلَ سے مراد ہر نقصان اور خرابی سے بچنے کی طاقت اور قُوَّةَ سے مراد ہر اچھی چیز حاصل کرنے کی قوت ہے،ظاہر ہے ہر چیز ان میں آجاتی ہے شاید اسی لیے اس کلمے کو جنت کا خزانہ کہا گیا ہے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ البُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ العُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ القَبْرِ

مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے ’’اے اللہ!میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے،تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے،تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں،تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائشوں سے اور قبر کے عذاب سے۔‘‘[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَتْلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس بار (۳۳) اور الحمد للہ تینتیس بار (۳۳) اور اللہ اکبر تینتیس بار (۳۳) کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سینکڑا یوں کرے کہ ایک بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے یعنی کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ،وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،اسی کے لیے سلطنت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۳،سنن ابوداودکتاب باب ۱۵۰۶،سنن نسائی کتاب السھوعَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۱۳۴۰،السنن الکبری للبیھقی ۳۰۱۵،مسنداحمد ۱۶۱۰۵

[2] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ العُمُرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ ۶۳۷۴

جھاگ برابر (یعنی بے حد وحساب) ہوں۔ ①

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نمازوں کے بعد پڑھے جانے والے کچھ ایسے کلمات ہیں جنہیں پڑھنے والا کبھی نا کام نہیں ہوتا (یعنی ثواب ضرور ملے گا خواہ کچھ غفلت بھی ہو جائے یا جنت میں ضرور داخل ہو گا) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھے۔ ②

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ ③

معوذات کا مطلب ہے کہ یہ کلمات اپنے پڑھنے والے کو ہر شر سے بچاتے ہیں یا ان کے ذریعے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے، یہ سورتیں اسی لیے نازل ہوئیں کہ لوگوں کے حسد، جادو، شر اور شیطان سے ان کے ذریعے بچا جائے یا پناہ طلب کی جائے۔ وہ سورتیں یہ ہیں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④ ④

ترجمہ: کہو! وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں (اللہ سب کے ساتھ ہے) نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد (نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا) اور کوئی اس کا ہمسر (کُفوا) نہیں ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤ ⑤

ترجمہ: کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے، اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے، (آفت سے) اور حاسد کے شر سے (آفت سے) جب کہ وہ حسد کرے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ ① مَلِكِ النَّاسِ ۙ ② اِلٰهِ النَّاسِ ۙ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ

① صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۵۲، مسند احمد ۸۸۳۴، صحیح ابن خزیمة ۷۵۰، صحیح ابن حبان ۲۰۱۳، شرح السنة للبغوی ۷۱۸، السنن الکبری للبیھقی ۳۰۲۵

② صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۹، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ ۳۴۱۲، سنن نسائی کتاب السھو باب نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ ۱۳۵۰

③ سنن ابوداودکتاب الوتربَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ۱۵۲۳، سنن نسائی کتاب السھوبَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ ۱۳۳۷، صحیح ابن خزیمة ۷۵۵، مستدرک حاکم ۹۲۹، صحیح ابن حبان ۲۰۰۴، مسند احمد ۱۷۴۱۷، شعب الایمان ۲۳۳۰

④ الاخلاص ۱تا۴

⑤ الفلق ۱تا۵

الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝۶ (الناس۱تا۶)

ترجمہ: کہو میں پناہ مانگتا ہوں! انسانوں کے رب، (لوگوں کے رب کی! انسانوں کے بادشاہ! انسانوں کے حقیقی معبود کی! اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، (دبک جانے والے کی آفت سے) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا: اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ مِنْ يَوْمِكَ ذَلِكَ كَتَبَ اللَّهُ لَكَ جَوَازًا مِنَ النَّارِوَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتَ الْمَغْرِبَ، فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا: اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ تِلْكَ كَتَبَ اللَّهُ لَكَ جَوَازًا مِنَ النَّارِ

حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو بات کرنے سے پہلے سات بار یہ کلمات اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ اے اللہ مجھے جہنم سے نجات دے دے، کہہ اگر تو اسی دن فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ آگ سے تیری نجات لکھ دے گا اور جب تو مغرب کی نماز پڑھ لے تو بات کرنے سے پہلے سات بار ''اے اللہ مجھے جہنم سے نجات دے دے''اگر تو اسی رات کو فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ آگ سے تیری نجات لکھ دے گا۔[1]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اسے جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔[2]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ، فَإِذَا مَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کے اور جنت میں سوائے موت کے کوئی آڑ نہیں ہے، جب وہ فوت ہو گا تو جنت میں داخل ہو گا۔[3]

عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرَى

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ اگلی نماز تک اللہ کے ذمہ میں ہو گا۔[4]

---

[1] صحیح ابن حبان۲۰۲۲

[2] السنن الکبری للنسائی کتاب عمل الیوم واللیلة باب ثَوَابُ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ۹۸۴۸

[3] شعب الایمان ۵۱/۴

[4] تمام المنة ۲۲۷/۱،المعجم الکبیر للطبرانی ۲۷۳۳

حديث غريب وفي سنده ضعف۔

یہ روایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان تمام اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔

آیۃ الکرسی یہ ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٢٥٥ [1]

ترجمہ: اللہ، وہ زندۂ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ لگتی ہے، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی اِلایہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے، اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے، بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں ہے جب انہوں نے شیطان کو بیت المال سے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا تو شیطان نے کہا

قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا قُلْتُ: مَا هُوَ؟قَالَ:إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ:اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ ، حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ

اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھادوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ شیطان نے کہا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پوری پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگران فرشتہ برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے پاس بھی نہیں آسکے گا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی بات سن کر) فرمایا اگرچہ وہ جھوٹا تھا لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّهُ كَانَ عَلَى تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَوَجَدَ أَثَرَ كَفٍّ كَأَنَّهُ قَدْ أَخَذَ مِنْهُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: تُرِيدُ أَنْ تَأْخُذَهُ؟ قُلْ:سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ:فَإِذَا جِنِّيٌّ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيَّ، فَأَخَذْتُهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے صدقہ کی کھجوروں میں ہاتھ کا نشان دیکھا جیسے اس میں سے کوئی اٹھا گیا ہو، انہوں نے

[1] البقرة۲۵۵

[2] صحيح بخارى كتاب الوكالة بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا، فَتَرَكَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ المُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ ۲۳۱۱

نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس کو پکڑنا چاہتا ہے تو یوں کہو سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہی کہا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہوا ہے میں نے اس کو پکڑ لیا۔ (١)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَرْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ الَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسَى إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ: أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ:اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيهَا مَعَاشِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ: وَحَدَّثَنِي كَعْبٌ، أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ

عطا بن مروان کہتے ہیں کعب نے مجھ سے حلفاً کہا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو پھاڑ کر راستے بنائے! ہم تورات (مراد وہ صحف ہیں جو بہت سے انبیاء پر اترے اور ان میں زبور بھی شامل ہے جو داود علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، آج کل ان تمام صحف کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں) میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی داود علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے (یعنی داود علیہ السلام کی شریعت میں بھی نماز مشروع تھی) تو یوں کہتے تھے اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے (دنیا و آخرت میں رسوائی سے) بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے اور میرے لیے میری دنیا کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے زندگی گزارنے کا سبب بنایا ہے، اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غضب سے بچنے کے لیے تیری (رحمت کی) پناہ چاہتا ہوں، جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو تیرے ہاں مال فائدہ نہیں دیتا (بلکہ عمل فائدہ دیتا ہے) کعب نے کہا مجھے صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ محمد ﷺ بھی نماز سے فراغت کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ: رَبِّ أَعِنِّي وَلاَ تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلاَ تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلاَ تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الهُدَى لِي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ دعا مانگتے تو فرماتے "اے میرے رب! تو میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے) میری نصرت فرما اور میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر اور میرے حق میں تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ کر، اور میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما، اے اللہ! مجھے اپنا شکر گزار، اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے ڈرنے والا، از حد اطاعت گزار اور اپنی طرف عاجزی سے رجوع

(١) السنن الکبری للبیہقی ٧٦٩٣

(٢) صحیح ابن حبان ٢٠٢٦، سنن نسائی کتاب السهو نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الِانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ ١٣٤٧، صحیح ابن خزیمة ٧٤٥

کرنے والا بنادے، اے اللہ! میری توبہ قبول فرما اور میری خطائیں دھو ڈال اور میری دعا قبول فرما اور میری حجت قائم فرمادے اور میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ سیدھی کر اور میرے دل کو ہدایت پر رکھ اور میرے دل سے میل کچیل (بغض، حسد اور کینہ وغیرہ) نکال دے۔''(۱)

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا کے الفاظ ہیں، سنن ابن ماجہ میں لَكَ مُطِيعًا اور سنن ابوداود میں إِلَيْكَ، مُخْبِتًا، أَوْ مُنِيبًا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں تاہم یہ مکمل دعا بعینہ مشكوٰة المصابيح میں موجود ہے

رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجعَلني لكَ شَاكِرًا لَكَ ذَاكِرًا لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي۔(۲)

أَبُو هُرَيْرَةَ،وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے نماز کے بعد اپنی نماز ہی کی جگہ پر بیٹھنے والے پر فرشتے اس وقت تک درود پڑھتے رہتے ہیں جب تک وہ اسی جگہ رہے اور بے وضو نہ ہو (فرشتے کہتے ہیں)''اے اللہ! اس کو معاف فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما۔''(۳)

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ:قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَلَسَ فِي مُصَلاهُ بَعْدَ الصَّلاةِ،صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ، وَصَلاتُهُمْ عَلَيْهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ

ابوعبدالرحمٰن سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً جب بندہ نماز کے بعد اپنی نماز ہی کی جگہ پر بیٹھتا ہے و فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور ان کا اس پر درود یہ ہے ''اے اللہ! اس کو معاف فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما۔''(۴)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، وَقَدْ صَلَّى الْفَجْرَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوْ قُمْتَ إِلَى فِرَاشِكَ كَانَ أَوْطَأَ لَكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلاهُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ، وَصَلاتُهُمْ عَلَيْهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، وَمَنْ يَنْتَظِرُ الصَّلاةَ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ وَصَلاتُهُمْ عَلَيْهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ،وَمَنْ يَنْتَظِرُ الصَّلاةَ صَلَّتْ عَلَيْهِ

(۱) جامع ترمذی ابواب الدعوات باب بَابٌ ۳۵۵۱،سنن ابن ماجہ کتاب الدعائ بَابُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۳۰،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۱۰،مستدرک حاکم۱۹۱۰،صحیح ابن حبان۹۴۸ ، مسند احمد ۱۹۹۷،شرح السنة للبغوی ۱۳۷۵،مصنف ابن ابی شیبة۲۹۳۹۰

(۲) مشكوٰة المصابيح جامع الدعائ الْفَصْل الثَّانِي ۲۴۸۸

(۳) مسند احمد ۸۱۳۱

(۴) مسند احمد ۱۲۱۹

الْمَلائِكَةُ وَصَلاتُهُمْ عَلَيْهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ

عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت ہے میں ابو عبد الرحمٰن سلمی کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ نماز فجر ادا کر کے نماز ہی کی جگہ پر بیٹھے تھے میں نے عرض کی اگر آپ اپنے بستر پر تشریف لے جائیں تو آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو گا، انہوں نے کہا میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص نماز فجر ادا کرے اور نماز کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے تو اس پر فرشتے درود پڑھتے ہیں اور ان کا اس پر درود یہ ہے " اے اللہ! اس کی مغفرت فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما" اور جو شخص نماز کی انتظار میں (بیٹھا) رہے فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں اور ان کا اس پر درود یہ ہے "اے اللہ! اس کی بخشش فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما۔"[1]

عام طور پر فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دس سالہ مدنی زندگی میں نماز کے بعد ایک بار بھی اجتماعی دعا نہیں کی، اس لیے کوئی بھی صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتماعی دعا کا ذکر نہیں کرتا۔ اجتماعی دعا کے سلسلہ میں کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں جو ضعیف ہیں۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَدِيبَوَيْهِ، ثنا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْبَالِسِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَالِسِيُّ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِلَهِي وَإِلَهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقَ، وَيَعْقُوبَ، وَإِلَهَ جَبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي، فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِينِي فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کے بعد اپنے ہاتھ بارگاہ ایزدی کے سامنے پھیلا کر یہ کہے "اے میرے رب! اور ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کے رب، اور جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام کے رب، میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میں بے چین ہوں میری دعا کو شرف قبولیت فرما، اور میں پریشانیوں میں گھرا ہوا ہوں مجھے اپنی امان میں رکھ، اور میں گنہگار ہوں تو مجھے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے اور میں مسکین ہوں مجھ سے تنگ دستی کو دور فرما" اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہ لوٹائے۔[2]

اول تو یہ کہ اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اس روایت کی سند میں اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے،

قَالَ الرَّازِيّ مَجْهُول ،وَقَالَ ابْن عدي روى غير حَدِيث مُنكر

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسحاق بن خالد مجہول ہے، اور ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ منکر احادیث روایت کرتا ہے۔[3]

تیسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے ایک راوی عبد العزیز بن عبد الرحمٰن کی خصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی

---

[1] مسند احمد ۱۲۵۱

[2] عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۱۳۸

[3] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی ۱۰۱/۱

اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

چوتھے یہ کہ خصیف کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

وَقَالَ النَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُ لَيْسَ بِثِقَةٍ

امام نسائی فرماتے ہیں راوی عبد العزیز بن عبد الرحمٰن ثقہ نہیں ہے۔ (۱)

ابو اسامہ، سلیم بن عید الحلالی لکھتے ہیں

إسناده ضعيف جدًا؛ فيه علل ،الأولى: خصيف الجزري؛ ضعيف، ولم يسمع من أنس.الثانية: عبد العزيز بن عبد الرحمن القرشي، متروك، واتهمه أحمد بالكذب،قال ابن عدي في الكامل: روى عن خصيف عن أنس وعن غير خصيف أحاديث بواطيل.الثالثة: إسحاق البالسي منكر الحديث؛ كما ذكر ابن عدي

اس روایت کی سند ضعیف ہے،اس روایت میں یہ علل ہیں۔پہلا یہ کہ اس روایت میں ایک راوی خصیف ہے جس کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔دوسرا یہ کہ اس روایت میں عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی ہے جو متروک ہے،امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے،ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں کہا ہے کہ راوی خصیف کی انس رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔تیسرا یہ کہ اس روایت میں اسحاق البالسی ہے جو منکر احادیث ہے جیسا کہ ابن عدی نے کہا ہے۔ (۲)

عن الأسود العامري، عن أبيه قال: صليت مع رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الفجر فلما سلم انحرف ورفع يديه ودعا

اسود عامری کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی،جب سلام پھیرا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (۳)

اس روایت کے متعلق مولانا عبید اللہ رحمانی مرحوم رحمہ اللہ لکھتے ہیں احادیث کی کتابوں میں یزید رضی اللہ عنہ بن اسود عامری سے مروی حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی سے سے موجود ہی نہیں بلکہ اصل حدیث کو دیکھنے سے دعا نہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے،

يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلاَةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الخَيْفِ، فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ انْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى القَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا، فَقَالاَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، قَالَ: فَلاَ تَفْعَلاَ، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ.

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر فجر کی نماز مسجد خیف (منیٰ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی تو آپ نے لوگوں (نمازیوں) کے آخر میں دو آدمی دیکھے جنھوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی،

(۱) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي١٧١/٢

(۲) عُجالةُ الرّاغِب المُتَمَنّي في تخريج كِتابِ عَمَلِ اليَوم وَالليلة لابن السُّنّي١٩٣/١

(۳) الذكر الجماعي بين الاتباع والابتداع٢٤/١

آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ، انہیں آپ کے پاس لایا گیا تو (رسول اللہ ﷺ میں قدرتی رعب اور ہیبت کی وجہ سے) ان کے کندھوں کا گوشت کانپ رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ایسے مت کرو جب تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم مسجد میں آؤ اور جماعت پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لو، وہ (بعد والی) تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ [1]

(ضعیف)

عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ- وَهُوَ: وَهْبٌ - قَالَ:رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الوجه.

ابونعیم کی روایت میں ہے میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دعا کرنے کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔ [2]

قال الشيخ الألباني : ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

نماز کی سنتوں کا بیان

موکدہ سنتوں کی فضیلت:

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ

ام المومنین ام حبیبہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں (فرض نمازوں کے علاوہ) بارہ رکعات پڑھے تو اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے (ان بارہ رکعات کی تفصیل یوں ہے) چار رکعت نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعت فرض نماز کے بعد، دو رکعت نماز مغرب کے بعد، دو رکعات نماز عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ [3]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے نبی کریم ﷺ سے دس رکعت سنتیں یاد ہیں، دو رکعت سنت نماز ظہر سے پہلے۔ [4]

---

[1] عُجالةُ الرّاغِب المُتَمَنّي في تخريج كِتابِ عَمَلِ اليَومِ والليلة لابن السُّنّي ۱/۱۹۳

[2] ضعيف الأدب المفرد للإمام البخاري ۶۰۹

[3] جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ، مَا لَهُ فِيهِ مِنَ الفَضْلِ ۴۱۵، السنن الكبرى للنسائى ۱۴۷۷، صحيح ابن حبان ۲۴۵۲، شرح السنة للبغوى ۸۶۶، السنن الكبرى للبيهقى ۴۱۶۳

[4] صحيح بخارى كتاب التهجد بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ۱۱۸۰، صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ، وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ ۱۶۹۸، مسنداحمد ۵۴۱۷، مصنف عبدالرزاق ۴۸۱۱، السنن الكبرى للبيهقى ۴۱۵۸

یعنی چار رکعتوں کے بجائے دو رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہیں۔ [۱]

یعنی چار رکعات سنتوں کو دو دو کر کے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سنتوں کو مسجد میں پڑھنے کے بجائے گھر میں پڑھتے تھے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ تَطَوُّعِهِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کا حال دریافت کیا، انہوں نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں نماز ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے پھر گھر سے نکلتے اور لوگوں کے ساتھ فرض نماز پڑھتے پھر گھر واپس آ کر دو رکعت نماز پڑھتے، اور لوگوں کے ساتھ نماز مغرب پڑھتے اور پھر گھر میں آ کر دو رکعت نماز پڑھتے، اور نماز عشاء لوگوں کے ساتھ پڑھ کر گھر تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، اور رات کو (نماز تہجد) نو رکعت پڑھتے کہ اسی میں وتر بھی ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر قرات کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور سجدہ کرتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر قرات کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے اور سجدہ کرتے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعت پڑھتے تھے۔ [۲]

مؤکدہ سنتیں گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہیں، اس سے گھر میں برکت اترتی اور گھر والوں اور بچوں کو نماز اور عبادت کی ترغیب ملتی ہے ،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو گھروں میں سنتیں پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

غیر موکدہ سنتوں کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا

---

[۱] ۔سنن ابوداودکتاب التطوع بَابٌ فِي صَلَاةِ النَّهَارِ ۱۲۹۵،سنن الدارمی۱۴۹۹،صحیح ابن خزیمۃ ۱۲۱۰،صحیح ابن حبان ۲۴۵۳، مسند احمد ۴۷۹۱

[۲] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا ۱۶۹۹ ،سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ ۱۲۵۱

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھے۔ (۱)

نماز مغرب سے پہلے دو رکعت سنتیں:

عَبْدُ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا قَبْلَ صَلاَةِ المَغْرِبِ، قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو اور تیسری بار فرمایا جس کا دل چاہے، یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت مئوکدہ نہ بنالیں۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَيَرْكَعُونَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے مدینہ منورہ میں ہم لوگوں کی عادت تھی کہ جب مئوذن مغرب کی اذان دیتا تھا تو سب لوگ ستونوں کی آڑ میں دوڑ کر دو رکعت (سنتیں) پڑھتے تھے یہاں تک کہ کوئی اجنبی مسجد میں آتا تھا تو کثرت سے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر یہ گمان کرتا تھا کہ نماز مغرب ہو چکی ہے۔ (۳)

مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اليَزَنِيَّ، قَالَ: أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الجُهَنِيَّ، فَقُلْتُ: أَلاَ أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ المَغْرِبِ؟ فَقَالَ عُقْبَةُ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: فَمَا يَمْنَعُكَ الآنَ؟ قَالَ: الشُّغْلُ

یزید بن ابی حبیب نے کہا میں نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے سنا کہ میں عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا کیا آپ کو ابو تمیم عبداللہ بن مالک پر تعجب نہیں آیا کہ وہ مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، اس پر عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے پڑھتے تھے، میں نے کہا پھر اب اس کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ دنیا کی مصروفیت مانع ہے۔ (۴)

بعض لوگوں نے کہا کہ بعد میں ان رکعتوں کو پڑھنے سے روک دیا گیا تھا مگر یہ بات بالکل غلط ہے، اور اگر کوئی روایت ہے تو بیان کریں۔

---

(۱) سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ ۱۲۷۱، جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ العَصْرِ ۴۳۰، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۹۳، صحیح ابن حبان ۲۴۵۳، مسنداحمد ۵۹۸۰، شرح السنة للبغوی ۸۹۳، معرفة السنن والآثار ۵۲۹۰، السنن الکبری للبیہقی ۴۱۶۷

(۲) صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ الصَّلاَةِ قَبْلَ المَغْرِبِ ۱۱۸۳

(۳) صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ۱۹۳۹، سنن الدارقطنی ۱۰۵۱، شرح السنة للبغوی ۸۹۵، السنن الکبری للبیہقی ۴۱۷۶

(۴) صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ الصَّلاَةِ قَبْلَ المَغْرِبِ ۱۱۸۴

نماز جمعہ کے بعد سنتیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز جمعہ پڑھ چکو تو چار رکعت پڑھ لو۔ (۱)

اور اگر کوئی دو رکعت بھی پڑھ لیتا ہے تو جائز ہو گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ:وَكَانَ لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر آتے اور دو رکعات پڑھتے۔ (۲)

عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ

نافع سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب نماز جمعہ پڑھ لیتے تو گھر آ کر دو رکعت ادا کرتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کرتے تھے۔ (۳)

نماز فجر کی سنتوں کی فضیلت:

عَنْ عَائِشَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نوافل پر اتنی پابندی نہ فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی سنتوں کی کرتے تھے۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں فرماتے تھے،اس لیے بعض محدثین مثلاً حسن بصری رحمہ اللہ انہیں واجب کہتے ہیں، ایسے

(۱) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۲۰۳۷،السنن الکبری للنسائی ۵۰۱،سنن الدارمی۱۶۱۶، مسند احمد۱۰۴۸۶،صحیح ابن خزیمة۱۸۷۴،صحیح ابن حبان۲۴۷۷،سنن الدارقطنی۱۶۰۹،شرح السنة للبغوی۸۷۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا ۹۳۷،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۲۰۴۰،سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ ۱۲۵۲،سنن نسائی کتاب باب ۸۷۴

(۳) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۲۰۳۹

(۴) صحیح بخاری کتاب التهجدبَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا ۱۱۶۹،صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ، وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَتَخْفِيفِهِمَا، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا، وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ فِيهِمَا ۱۶۸۶،سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ۱۲۵۴

ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی، اس سے واضح ہوا کہ دوسری سنتوں کے مقابلے میں فجر کی ان دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

فجر کی دو سنتوں کو پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند لمحوں کے لیے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنت رکعتیں پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔ [۱]

فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لیے داہنی کروٹ پر لیٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:وَكَانَ فِي دُعَائِهِ: اللهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَعَظِّمْ لِي نُورًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اللهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَعَظِّمْ لِي نُورًا اے اللہ! میرے دل میں نور، آنکھ میں نور، کان میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور پیچھے نور کر دے اور میرے نور کو بڑھا دے۔ [۲]

فجر کی فرض نماز کے بعد سنتیں پڑھنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں۔ [۳]

یعنی تکبیر شروع ہونے کے بعد کوئی سنت نہ پڑھے بلکہ فرض میں شریک ہو جائے، اگر تکبیر سے پہلے سنت شروع کر چکا ہو تو تکبیر ہوتے ہی سنت توڑ ڈالے اور بعض کہتے ہیں کہ جلدی سے پورا کر لے، اہل حدیث اور امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے یہاں تک کہ جب تکبیر شروع ہو تو فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک رکعت بھی جماعت سے ملنے کی توقع ہو تو فجر کی سنتیں پڑھ لے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول صحیح حدیث کے مخالف ہے، بعض حنفیہ نے کہا السنن الکبری للبیہقی کی روایت میں اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے،

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ ۱۱۶۰، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ، وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ، وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ ۱۷۱۸، مسند احمد ۲۴۲۱۷

[۲] صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۷۸۸

[۳] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ ۱۶۴۶، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ ۱۱۵۱، سنن الدارمی ۱۴۸۸، مسند احمد ۱۰۶۹۸

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ نُصَيْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، إِلَّا رَكْعَتَيِ الصُّبْحِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں، مگر سوائے صبح کی سنتوں کے، سوائے صبح کی سنتوں کے۔ [1]

وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ لَا أَصْلَ لَهَا وَحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ ضَعِيفَانِ

مگر خود امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس زیادتی کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس روایت کی اسناد میں حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر دونوں متروک ہیں۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ؟ قَالَ: وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی سنتیں بھی نہیں۔ [3]

عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَصَلَّى مَعَهُ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَقَالَ له النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ؟ فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُهُمَا قَبْلَ الْفَجْرِ، فَسَكَتَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

یحییٰ کہتے ہیں ایک شخص آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو وہ کھڑا ہوا اور فجر کی دو سنتیں پڑھنے لگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا (صبح کی فرض نماز دو رکعتیں ہیں) تم نے (مزید) دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں، اس شخص نے عرض کیا میں نے (فرض سے پہلے) دو رکعتیں سنت نہیں پڑھی تھیں انہیں اب پڑھا ہے، اس شخص کا یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا۔ [4]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ، قَالَ:دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ؟ أَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ، أَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا؟

سرجس کے بیٹے عبداللہ سے مروی ہے ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے فرض پڑھ رہے تھے، اس شخص نے مسجد کے ایک

[1] السنن الکبری للبیہقی ۴۲۲۶

[2] السنن الکبری للبیہقی ۴۲۲۶

[3] السنن الکبری للبیہقی ۴۲۲۵

[4] السنن الکبری للبیہقی ۴۲۲۹، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۱۶، سنن الدارقطنی ۱۴۳۹، مستدرک حاکم ۱۰۱۷

کنارے پر دو رکعت سنت پڑھی اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا اے فلاں! تیری کون سی نماز معتبر ہے وہ جو تو نے اکیلے پڑھی تھی یا جو ہمارے ساتھ جماعت سے پڑھی تھی۔ (۱)

ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا مکروہ ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اقامت کے بعد نفل یعنی سنت وغیرہ نہ پڑھے اگرچہ اس کو یقین بھی ہو کہ مجھے امام کے ساتھ نماز مل جائے گی اور اس روایت سے اس قول کا بھی رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ سنت پڑھنا روا ہے جب جان لے کہ پہلی رکعت امام کے ساتھ مل جائے گی یا یہ گمان ہو کہ دوسری رکعت ضرور مل جائے گی، اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ مسجد سے باہر بھی اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

نماز کو نہایت اطمینان وسکون سے پڑھنا چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نماز انتہائی اطمینان وسکون سے پڑھتے تھے اور رکوع وسجد کو اچھی طرح کرنے کی تاکید فرماتے تھے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو رکوع اور سجود پورے طور پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے دوبارہ اور سہ بار نماز لوٹانے کا حکم فرمایا، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی باب باندھا ہے۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ

نبی کریم ﷺ کا اس شخص کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دینا جس نے رکوع پوری طرح نہیں کیا تھا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلاَمَ، فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلاَثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، فَمَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے، اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا، نماز کے بعد اس نے آکر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آکر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، تین بار اسی طرح ہوا، آخر اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لیے آپ ﷺ مجھے سکھلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر کہہ، پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ، اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا پھر سر اٹھا اور پوری طرح کھڑا ہو جا، پھر جب

(۱) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ ۱۶۵۱، سنن ابوداودکتاب التطوع بَابٌ إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ، وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ۱۲۶۵، سنن نسائی کتاب فِيمَنْ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ ۸۶۷

توسجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا، پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا، دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر، یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعتوں میں) اختیار کر۔ [1]

اس روایت میں ہے

ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

پھر قرآن مجید سے جو تجھ سے ہو سکے پڑھ۔

چنانچہ اس روایت سے سورۂ فاتحہ کی عدم رکنیت پر دلیل پکڑتے ہیں مگر رفاعہ بن رفع کی روایت میں صاف یوں مذکور ہے کہ پہلے سورۂ فاتحہ پڑھ اور پھر قرآن میں سے پڑھ۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَعِدْ صَلَاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ . قَالَ: فَرَجَعَ فَصَلَّى كَنَحْوٍ مِمَّا صَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ:أَعِدْ صَلَاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ . فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي كَيْفَ أَصْنَعُ،

رفاعہ بن رافع سے مروی ہے اور وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے ایک شخص (خلاد بن رفع رضی اللہ عنہ) مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اس شخص نے قریب ہی نماز پڑھی اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کو لوٹاؤ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، فرمایا وہ شخص گیا اور دوبارہ نماز پڑھی اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کو لوٹاؤ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتلائیں میں نماز کیسے پڑھوں،

قَالَ:إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ،ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ، فَإِذَا رَكَعْتَ، فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِرُكُوعِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا، وَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ، فَاجْلِسْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى، ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ

آپ ﷺ نے فرمایا اپنا منہ قبلہ کی طرف کرو اور تکبیر کہو پھر سورہ فاتحہ پڑھو اور پھر قرآن میں سے جو چاہو پڑھو، اور جب رکعت پوری کر لو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی کمر کو سیدھا رکھو اور اچھی طرح رکوع کرو، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاؤ تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ تمام ہڈیاں اپنے مقام پر سیدھی ہو جائیں، اور جب سجدہ کرو تو خوب اچھی طرح سجدہ کرو اور جب سجدہ سے

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ ۷۹۳، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا ۸۸۵ ، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۵۶، سنن نسائی کتاب الافتتاح فَرْضُ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى ۸۸۵ ، صحیح ابن حبان ۱۸۹۰، مسند احمد ۹۶۳۵

سر اٹھاؤ تو (اقعاء کے بجائے) اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ، یہی طریقہ تمام رکعتوں اور سجدوں میں ملحوظ خاطر رکھو۔ [1]

ایک کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں (کیونکہ اگر کندھوں پر کپڑا نہ ہوگا تو ستر کھلنے کا احتمال ہوگا)۔ [2]

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ،أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کے دونوں کنارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں پر تھے۔ [3]

نماز کے دوران یہ کام کیے جا سکتے ہیں:

نماز میں بچے کو اٹھانے سے نماز میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بعض اوقات) نماز پڑھتے وقت اٹھائے ہوتے تھے، ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔ [4]

دوران نماز امام کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ

[1] مسند احمد ۱۸۹۹۵، صحیح ابن حبان ۱۷۸۷

[2] صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابٌ إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلَى عَاتِقَيْهِ ۳۵۹، صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَصِفَةِ لُبْسِهِ ۱۱۵۱، سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ جُمَّاعِ أَثْوَابِ مَا يُصَلَّى فِيهِ ۶۲۶

[3] صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ ۳۵۵، صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَصِفَةِ لُبْسِهِ ۱۱۵۲، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ۱۰۴۹، السنن الکبری للنسائی ۸۴۲، مصنف ابن ابی شیبة ۳۱۹۱، شرح معانی والآثار ۲۲۴۵، شرح السنة للبغوی ۵۱۲

[4] صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ ۵۱۶، وبَابُ رَحْمَةِ الوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ ۵۹۹۶، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۲، سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ ۹۱۷، سنن نسائی کتاب السهو باب حَمْلُ الصَّبَايَا فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعُهُنَّ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۰۵، شرح مشکل الآثار ۵۹۲۱، شرح السنة للبغوی ۷۴۱، معرفة السنن والآثار ۴۲۰۴، السنن الکبری للبیھقی ۳۴۲۱، صحیح ابن حبان ۱۱۰۹، مسند احمد ۲۲۵۲۴

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ (۱)

سانپ اور بچھو زہریلے حشرات الارض ہیں جو انسان کو شدید ایذا پہنچا سکتے ہیں اس لیے ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے لہذا دوران نماز بھی ان کو مارا جا سکتا ہے خواہ عصا یا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کے پیچھا کرنے میں قبلہ رخ سے منحرف ہونا پڑے، پھر جہاں نماز چھوڑی تھی وہیں سے آ کر شروع کر دے، بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس دوسری صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور دہرانی پڑے گی مگر کچھ دوسرے علماء اسے نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ، وَالْعَقْرَبَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔ (۲)

بہت زیادہ رونا:

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔ (۳)

اور سنن نسائی کی روایت میں ہے

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِي: يَبْكِي

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے۔ (۴)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا نماز کا اصل مقصود ہے، عبادت چشم پرنم کی ہے، اصل نماز ہی یہ ہے کہ دل پر خوف باری تعالیٰ، خشیت الٰہی، ذکر آخرت

(۱) صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاۃ بَابُ التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ ۱۲۰۳، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ تَسْبِيحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيقِ الْمَرْأَةِ إِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ ۹۵۴، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ ۹۳۹، سنن نسائی کتاب السھو بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۰۸، سنن الدارمی ۱۴۰۳، صحیح ابن خزیمۃ ۸۹۴، صحیح ابن حبان ۲۲۶۲، مسند احمد ۷۲۸۵

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ ۹۲۱، جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۳۹۰، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۴۵، سنن الدارمی ۱۵۴۵، السنن الکبری للنسائی ۵۲۵، السنن الکبری للبیہقی ۳۴۳۹، مسند احمد ۱۰۱۱۶، صحیح ابن خزیمۃ ۸۶۹، صحیح ابن حبان ۲۳۵۱، مستدرک حاکم ۹۳۹، شرح السنۃ للبغوی ۷۴۴

(۳) سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۹۰۴، مسند احمد ۱۶۳۲۶، صحیح ابن خزیمۃ ۹۰۰

(۴) سنن نسائی کتاب السھو بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۵

اور جنت وجہنم کی یاد غالب آجائے اور آنکھوں سے آنسو چھلکیں۔

کسی کو ہاتھ لگا کر مطلع کرنا:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلاَيَ، فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ: وَالبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوجاتی اور میرے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ میں ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی، فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔[1]

الأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ:كُنَّا بِالأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الحَرُورِيَّةَ،فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهَرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي، وَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَاقَالَ شُعْبَةُ: هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الأَسْلَمِيُّ، فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الخَوَارِجِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ افْعَلْ بِهَذَا الشَّيْخِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ - أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ - وَثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ، وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ

ازرق بن قیس نے بیان کیا ہم اہواز میں (جو بصرہ اور ایران کے بیچ میں کئی بستیاں ہیں) خارجیوں سے جنگ کر رہے تھے، ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے گھوڑے کی لگام ان کے ہاتھ میں ہے، اچانک گھوڑا ان سے چھوٹ کر بھاگنے لگا تو وہ بھی اس کا پیچھا کرنے لگے شعبہ نے کہا یہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے، یہ دیکھ کر خوارج میں سے ایک شخص کہنے لگا اے اللہ! اس شیخ کا ناس کر، جب وہ شیخ واپس لوٹے تو فرمایا کہ میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں اور (تم کیا چیز ہو؟) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جہادوں میں شرکت کی ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانیوں کو دیکھا ہے اس لیے مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں نہ کہ اس کو چھوڑ دوں وہ جہاں چاہے چل دے اور میں تکلیف اٹھاؤں۔[2]

نماز کو انتہائی انہماک سے پڑھنا چاہیے، اور ادھر ادھر نہیں دیکھنا چاہیے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلاَةِ؟ فَقَالَ:هُوَ اخْتِلاَسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلاَةِ العَبْدِ

---

[1] صحیح بخاری كتاب الصلاة بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الفِرَاشِ ۳۸۲ ،صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الِاعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي ۱۱۴۵،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَنْ قَالَ الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ ۷۱۳

[2] صحیح بخاری كتاب الجمعة بَابُ إِذَا انْفَلَتَتْ الدَّابَّةُ فِي الصَّلاَةِ ۱۲۱۱

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ اچکنا ہے اس طرح شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔ (۱)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز میں کمر (کوکھ) پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ (۲)

اس میں حکمت یہ ہے کہ ابلیس اسی حالت میں آسمان سے اتارا گیا اور اکثر یہود ایسا کیا کرتے تھے، یا دوزخی اس طرح راحت لیں گے، اس لیے اس سے منع کیا گیا، یہ متکبروں کی بھی علامت ہے۔

ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالنا:

أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ،إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر وہ نماز کے لیے چلے تو ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔ (۳)

جب نماز کی طرف جاتے ہوئے انگلیاں ڈالنا ممنوع ہے کیونکہ وہ نماز کے حکم میں ہے تو نماز میں انگلیاں ڈالنا بالاولیٰ ممنوع ہے۔

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے:

أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ:لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا وجہ ہے کچھ لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے حتی کہ فرمایا لوگ اس کام سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ ۷۵۱،سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابُ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ ۹۱۰، السنن الکبری للنسائی ۵۳۱،السنن الکبری للبیہقی۳۵۲۹،مستدرک حاکم ۸۶۴،مصنف ابن ابی شیبۃ۴۵۳۱،صحیح ابن خزیمۃ۴۸۴،صحیح ابن حبان ۲۲۸۷،مسند احمد ۲۴۴۱۲،معرفۃ السنن والآثار۴۲۷۸، شرح السنۃ للبغوی ۷۳۲

(۲)صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاۃ بَابُ الخَصْرِ فِي الصَّلاَةِ ۱۲۲۰، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ كَرَاهَةِ الْاخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ۱۲۱۸

(۳) سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ۵۶۲

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ رَفْعِ البَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ ۷۵۰،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہے:

عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ: {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ}[1] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ

عمرو شیبانی کہتے ہیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نماز پڑھتے ہوئے باتیں کرلیا کرتے تھے، کوئی بھی اپنے قریب کے نمازی سے اپنی ضرورت بیان کر دیتا پھر آیت ''اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو، خصوصاایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو، اللہ کے آگے اس طرح کھڑے ہو جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔'' نازل ہوئی اور ہمیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم ہوا۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ ، فَتَرُدُّ عَلَيْنَا؟ فَقَالَ:إِنَّ فِيَّ - أَوْ فِي الصَّلَاةِ - لَشُغْلًا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سلام کا جواب دیتے، پس جب ہم (ہجرت حبشہ کے بعد) نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔[3]

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں

اذاكنتم فى الصلاة فاقتنواو لاتكلموا

جب تم نماز میں ہوتے ہو تو فرمانبردار رہو اور کلام نہ کرو۔[4]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي،

۹۱۳،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوةبَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ ۱۰۴۴،سنن نسائى كتاب السهوباب النَّهْيُ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۱۱۹۴ ،صحيح ابن خزيمة ۴۷۴،صحيح ابن حبان ۲۲۸۴،مسنداحمد۱۲۰۶۵،شرح السنة للبغوى۷۳۹

[1] البقرة: ۲۳۸

[2] صحيح بخارى كتاب العمل فى الصلاة بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ ۱۲۰۰،صحيح مسلم كتاب المساجدبَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ۱۲۰۳ ،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ ۹۴۹،مسنداحمد۱۹۲۷۸

[3] صحيح بخارى كتاب الجمعة بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ ۱۱۹۹،صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ۱۲۰۱،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ۹۲۳،مسنداحمد۳۸۸۴، مسندابى يعلى۵۱۸۸

[4] مسندابى يعلى

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم نماز میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنی ضرورت کی بات بھی کر لیتے تھے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلے اندیشوں نے آلیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے، اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا۔ [۱]

زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہو گیا تھا مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے۔

نماز میں کنکریاں ہٹانے کی ممانعت ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو کنکریاں نہ چھوئے کیونکہ رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ [۲]

چونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے سرگوشی ہے، کسی سے باتیں کرتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ ہونا اور فضول کام کرنا اس سے بے توجہی ہے، ظاہر ہے جب کوئی شخص نماز میں اللہ تعالیٰ سے خود ہی بے توجہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لے گا اور وہ شخص رحمت الٰہی سے محروم رہے گا، البتہ ضرورت ہو مثلاً سجدے کے لیے جگہ ہموار کرنا مقصود ہو تو صرف ایک دفعہ کنکریاں ہموار کر سکتا ہے ورنہ وہ سارے سجدے میں بے چین رہے گا اور نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا۔

بال باندھنا اور کپڑے سمیٹنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ، لَا أَكُفُّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا

---

[۱] سنن ابوداودکتاب الصلاۃباب رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ ۹۲۴

[۲] صحیح ابن حبان ۲۲۷۳،سنن ابوداود کتاب الصلاۃبَابٌ فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ ۹۴۵،سنن نسائی کتاب السھوباب النَّهْيُ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ۱۱۹۲،جامع ترمذی ابواب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الحَصَى فِي الصَّلَاةِ ۳۷۹، صحیح ابن خزیمۃ۹۱۳،مسند احمد۲۱۳۳۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر اس طرح سجدہ کا حکم ہوا ہے کہ نہ بال سمیٹوں اور نہ کپڑے۔ [1]

دعائیں یا قرات بلند آواز سے کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ وَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلْيَعْلَمْ أَحَدُكُمْ مَا يُنَاجِي رَبَّهُ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے دوران خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تم میں سے جو شخص بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے درحقیقت وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اس لیے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو؟ اور نماز میں قرات کے وقت تم میں سے کوئی شخص دوسرے پر آواز بلند نہ کرے (کہ اسے تکلیف ہو)۔ [2]

حائضہ عورت، گدھا اور کالا کتا نماز باطل کر دیتے ہیں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ، وَالْمَرْأَةُ، وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُا قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ:الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شئے ہو تو وہ آڑ کے لیے کافی ہے، گر اتنی بڑی (یا اس سے اونچی) کوئی شئے اس کے سامنے نہ ہو اور گدھا یا عورت یا سیاہ کتا سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، میں نے کہا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ سیاہ کتا کی کیا خصوصیت ہے اگر لال کتا ہو یا زرد ہو، انہوں نے (جواباً) کہا اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پوچھا تھا جیسے تو نے پوچھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ [3]

فرض نماز کے بعد جگہ تبدیل کر دینا:

عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، ابْنَ أُخْتِ نَمِرٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ، أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الْأَذَانِ بَابُ لاَ يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلاَةِ ۸۱۶

[2] مسند احمد ۴۹۲۸

[3] صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ قَدْرِ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي ۱۱۳۷، سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ ۷۰۲، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لاَ يَقْطَعُ الصَّلاَةَ إِلاَّ الكَلْبُ وَالحِمَارُ وَالمَرْأَةُ ۳۳۸، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ ۹۵۲، السنن الکبریٰ للنسائی ۸۲۸، مسند احمد ۲۱۳۴۲، صحیح ابن خزیمة ۸۳۰

اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ

عمر بن عطاء نے کہا نافع بن جبیر نے ان کو نمر کے بھانجے سائب بن یزید کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نماز میں دیکھی تھی، تو انہوں نے کہا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے معیت میں ان کے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی، سلام کے بعد میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی، جب وہ اپنی منزل میں آئے تو مجھے بلوایا اور کہا جو کچھ تم نے کیا ہے ایسے پھر مت کرنا، جب تم جمعہ پڑھو تو اسے نماز کے ساتھ مت ملاؤ (یعنی فرض اور سنت میں فرق کر دینا چاہیے) حتی کہ بات کر لو یا وہاں سے چلے جاؤ، بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے حتی کہ تم کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔[1]

بھوک کے وقت کھانا کھا کر نماز پڑھنا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَءُوا بِالعَشَاءِ وَلاَ يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ ،وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ:يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ، وَتُقَامُ الصَّلاَةُ، فَلاَ يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الإِمَامِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا تیار ہو چکا ہو اور تکبیر بھی کہی جا چکی ہو تو پہلے کھانا کھالو اور نماز کے لیے جلدی نہ کرو، کھانے سے فراغت کر لو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے کھانا رکھ دیا جاتا، ادھر اقامت بھی ہو جاتی لیکن آپ کھانے سے فارغ ہونے تک نماز میں شریک نہیں ہوتے تھے، آپ امام کی قرات برابر سنتے رہتے تھے۔[2]

نماز میں جمائی کا آنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ العُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ، كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ: فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان پر جو اس کو سنے واجب ہے کہ اس کا جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے) اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے (کیونکہ وہ سستی، ثقل اور امتلاء بدن کی نشانی ہے) اس لیے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنی قوت وطاقت کے مطابق اسے روکے (اور نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھے اور آواز بلند نہ کرے) اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔[3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۲۰۴۲،سنن ابوداودکتاب الصلاةبَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۱۱۲۹

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ۶۷۳،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ الَّذِي يُرِيدُ أَكْلَهُ فِي الْحَالِ وَكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ ۱۲۴۴

[3] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ ۶۲۲۶،صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَكَرَاهَةِ التَّثَاؤُبِ ۷۴۹۰

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے اس لیے کہ شیطان (دل میں وسوسہ ڈالنے اور نماز میں بھلانے کے لیے) اندر گھستا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی شیطان کی طرف سے ہے پس جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب کوئی (جمائی لیتے ہوئے) ہاہا کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (۲)

نماز میں اگر تھوک آجائے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلاَ يَتْفِلَنَّ عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ اليُسْرَى

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے اس لیے اپنی داہنی جانب نہ تھوکنا چاہیے لیکن بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ، فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ:أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا

انس بن مالک سے ایک اور روایت میں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا کنارہ لیا اس پر تھوکا پھر اس کو الٹ پلٹ کیا (یعنی مل دیا) اور فرمایا یا اس طرح کر لیا کرو (تا کہ نماز میں خلل واقع نہ ہو)۔ (۴)

اگر نماز میں اونگھ آجائے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لاَ يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے تو چاہیے کہ وہ سو رہے یہاں تک کہ نیند (کا اثر) اس سے ختم ہو جائے، اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو وہ کچھ نہیں جانے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَكَرَاهَةِ التَّثَاؤُبِ ۷۴۹۳

(۲) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق باب ۳۲۸۹،شرح السنة للبغوی ۳۳۴۰

(۳) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابٌ المُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ۵۳۱

(۴) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابُ حَكِّ البُزَاقِ بِاليَدِ مِنَ المَسْجِدِ ۴۰۵

گا کہ وہ (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بد دعا دے رہا ہے۔ (۱)

یہ ارشاد دن، رات فرض اور نفل تمام نمازوں کے لیے عام ہے مگر مسلمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اپنی نماز کو ضائع کرے۔

نماز میں سلام کا جواب دینا:

حَدَّثَنَا نَافِعٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ: يَقُولُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ، وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ، وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ، وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْقٍ

نافع بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد) قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے (اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) انصار آ گئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا اس طرح اور اپنی ہتھیلی پھیلائی (حسین بن عیسیٰ نے اپنے شیخ جعفر بن عون سے اس کی وضاحت یوں نقل کی ہے کہ) جعفر بن عون نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے اور اس کی پشت کو اوپر کی طرف کیا۔ (۲)

یعنی ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب فرمایا۔

دوران سفر اذان کہہ کر نماز پڑھنا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے تمہارا رب بکریوں کے چرواہے پر تعجب (خوش ہوتا) ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کے لیے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھی سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الوضو بَابُ الوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ، أَوِ الخَفْقَةِ وُضُوءًا ۲۱۲، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین بَابُ أَمْرِ مَنْ نَعَسَ فِي صَلَاتِهِ، أَوِ اسْتَعْجَمَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، أَوِ الذِّكْرُ بِأَنْ يَرْقُدَ، أَوْ يَقْعُدَ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ ذَلِكَ ۱۸۳۵، سنن ابوداودکتاب العطوع بَابُ النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۱۰، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ ۱۳۷۰، مسند احمد ۲۴۲۸۷

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ ۹۲۷، السنن الکبری للبیهقی ۳۴۰۶

(۳) سنن ابوداودکتاب صلاة السفر بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ ۱۲۰۳، سنن الکبری للنسائی ۱۶۴۲، السنن الکبری للبیهقی ۱۹۰۵، صحیح ابن

یعنی اکیلا چرواہا اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے تو مسافر کے لیے بھی اذان واقامت کہنی مستحب ہے۔

بھولی ہوئی نماز کا کفارہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَإِنَّمَا كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا سوجائے تو جب بھی یاد آجائے اس کو پڑھ لے اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوافَصَلَّى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ،فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِفَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ،فَقَالَ:يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟فَقَالَ بِلَالُ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ - بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - بِنَفْسِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ، فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ،قَالَ: فَفَعَلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَيَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ ، أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ،قَامَ فَصَلَّى،قَالَ:مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا

عبداللہ بن ابو قتادہ سے مروی ہے ہم (خیبر سے لوٹ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات میں سفر کر رہے تھے کسی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اب پڑاوَڈال دیتے تو بہتر ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہیں نماز کے وقت بھی سوتے نہ رہ جاؤ، بلال رضی اللہ عنہ بولے کہ میں آپ سب لوگوں کو جگادوں گا چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے، بلال رضی اللہ عنہ جتنی کہ ان کی تو تقدیر میں تھی نماز پڑھتے رہے، پھر جب صبح قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی پیٹھ کجاوہ سے لگالی اور نیند سے مغلوب ہو کر ان کی بھی آنکھ لگ گئی، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو سورج کے اوپر کا حصہ نکل چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ! تو نے کیا کہا تھا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری جان کو بھی اسی نے پکڑ لیا جس نے آپ کی جان کو پکڑا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ کی نکیل پکڑ کر یہاں سے چلو کیونکہ شیطان کی جگہ ہے، پھر ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی اس میدان سے باہر ہو گئے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا، اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھ اور نماز کی اذان دے، بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان کہی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی (باقی

حبان ۱۶۶۰، مسند احمد ۱۷۴۴۲

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلاَةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، وَلاَ يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلاَةَ ۵۹۷،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا ۱۵۶۸،سنن الدارمی ۱۲۶۵، مصنف ابن ابی شیبة ۴۷۳۵، مسند احمد ۱۱۹۷۲

لوگوں نے بھی دو رکعت پڑھیں) پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فجر کی نماز پڑھائی، جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا جو نماز کو بھول جائے تو جب یاد آجائے ادا کرلے۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

جو نمازیں کسی وجہ سے فوت ہو جائیں تو کیسے ادا کریں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَغَلَنَا الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَقَامَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا لِوَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ لِلْعَصْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ احزاب میں مشرکوں نے ہمیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کی مہلت نہ دی جب فرصت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا انہوں نے پہلے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھائی، انہوں نے پھر اقامت کہی تو آپ ﷺ نے نماز عشاء پڑھائی۔ (۲)

نماز کے فضائل

فَقَالَ: عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ سَمِعْتُ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو ان کا (مسنون) وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے (مشروع افضل) اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع وخضوع کامل رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں اگر چاہے تو معاف فرمادے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ الأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ ۵۹۵، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا ۱۵۶۰

(۲) السنن الکبری للنسائی ۱۶۳۷

(۳) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ ۴۲۵، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا ۱۴۰۱، صحیح ابن حبان ۱۷۳۲، السنن الکبری للبیہقی ۳۱۶۶، مسنداحمد ۲۲۷۰۴، شرح السنۃ للبغوی ۹۷۸

نماز دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور نماز ہی اسلام اور کفر میں فرق کرنے والا عمل ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور بندے کے درمیان عہد نماز کا ہے، جس نے نماز کو ترک کر دیا اس نے کفر کیا۔ (۱)

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ

ابوسفیان سے مروی ہے میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے بیشک بندے اور شرک اور کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑ دینا ہے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ، قَالَ:كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے۔ (۳)

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا، فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ:عُمَرُ:نَعَمْ. وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى عُمَرُ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے جس رات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تھے میں ان کے پاس گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کے لیے جگایا گیا پس فرمایا جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور زخم سے ان کے خوں بہتا تھا۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بچہ سات برس کا ہو تو اسے نماز کا حکم دو اگر دس برس کا ہو جائے (اور نماز میں سستی کا مرتکب ہو) تو اسے

(۱) مستدرک حاکم۱۱

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ۲۴۷ ،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي رَدِّ الْإِرْجَاءِ ۴۶۷۸،جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ ۲۶۱۸،السنن الکبری للنسائی۳۲۸ ،سنن الدارمی۱۲۶۹، مسنداحمد ۱۴۹۷۹

(۳) جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ ۲۶۲۲، شرح السنة للبغوی ۳۴۷،مستدرک حاکم۱۲

(۴) موطاامام مالک کتاب الطهارة بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ ۵۱،السنن الکبری للبیهقی۱۶۷۳،السنة لابی بکربن الخلال۱۳۸۱،الشریعة للاجری۲۷۱، شرح السنة للبغوی۳۳۰

سزا دو۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحْتَرِقُونَ، تَحْتَرِقُونَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ غَسَلَتْهَا،ثُمَّ تَحْتَرِقُونَ تَحْتَرِقُونَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ غَسَلَتْهَا،ثُمَّ تَحْتَرِقُونَ تَحْتَرِقُونَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ غَسَلَتْهَا،ثُمَّ تَحْتَرِقُونَ تَحْتَرِقُونَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَحْتَرِقُونَ تَحْتَرِقُونَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ غَسَلَتْهَا،ثُمَّ تَنَامُونَ فَلَا يُكْتَبُ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَسْتَيْقِظُونَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گناہوں کی وجہ سے) تم جلتے، جھلستے ہو جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو یہ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم جھلستے ہی رہتے ہو یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو یہ خطاؤں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم (گناہوں کی آگ میں) جلتے جھلستے ہو اور جب عصر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو یہ انہیں دھو دیتی ہے، پھر تم جھلستے ہی رہتے ہو یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو یہ خطاؤں کو دھو ڈالتی ہے، پھر (خطاؤں کی تپش سے) جلتے ہو حتی کہ تم عشاء کی نماز پڑھتے ہو تو یہ نماز ان (گناہوں) کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم سو جاتے ہو اور تمہارا کچھ بھی نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم بیدار ہو جاؤ۔ (۲)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ:لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا اگرچہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تمہیں نذر آتش کر دیا جائے اور فرض نماز جان بوجھ کر مت ترک کرنا کیونکہ جو عمداً فرض نماز ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے (اب وہ اللہ کی پناہ میں نہیں)۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّلَاةُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ان (صغیرہ) گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوتے ہیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب تک کہ کبیرہ گناہ نہ کرے۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ: ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ ، قَالُوا: لاَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ:فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ، يَمْحُو

---

(۱) سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ ۴۹۴

(۲) المعجم الاوسط للطبرانی ۲۲۲۴،المعجم الکبیرللطبرانی۸۷۳۹،الترغیب والترھیب للمنذری ۵۲۷

(۳) سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ ۴۰۳۴

(۴) صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۵۵۰،جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابٌ فِي فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ ۲۱۴

اللَّهُ بِهِ الخَطَايَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر رواں ہو اور وہ شخص اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے کیا اس شخص کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہرگز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[1]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللهِ، قَالَ:هَلْ حَضَرْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا؟قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:قَدْ غُفِرَ لَكَ

نماز گناہوں کو کس قدر مٹا دیتی ہے اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص (کعب بن عمرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ مجھ پر حد قائم کیجئے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب وہ شخص نماز پڑھ چکا تو پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حد کا کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق مجھ پر حد قائم فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ وہ بولا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔[2]

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ،فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أُتِيَ بِذُنُوبِهِ فَجُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهِ وَعَاتِقَيْهِ، فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر اور کندھوں پر آ جاتے ہیں، پھر وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو یہ گناہ ساقط (معاف) ہو جاتے ہیں۔[3]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا يُنَادِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ: يَا بَنِي آدَمَ، قُومُوا إِلَى نِيرَانِكُمْ الَّتِي أَوْقَدْتُمُوهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَأَطْفِئُوهَا بِالصَّلَاةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت منادی کرتا ہے اے بنی نوع انسان! تم نے جو آگ بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے اٹھو یعنی نماز پڑھو۔[4]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم خوشخبری سنائی۔

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابٌ الصَّلَوَاتُ الخَمْسُ كَفَّارَةٌ ۵۲۸،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ تُمْحَى بِهِ الْخَطَايَا، وَتُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ ۱۵۲۲،جامع ترمذی ابواب الامثال بَابُ مَثَلِ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ ۲۸۶۸

[2] صحیح مسلم کتاب التوبۃبَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى :إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۷۰۰۶،صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفروالردۃبَابُ إِذَا أَقَرَّ بِالحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ ۶۸۲۳، السنن الکبری للبیہقی۱۷۶۲۱

[3] السنن الکبری للبیہقی۴۶۹۷، شرح معانی والآثار۲۷۳۲، شرح السنۃ للبغوی۵۵۶

[4] المعجم الاوسط للطبرانی ۹۴۵۲،الترغیب والترہیب للمنذری۳۲۸

عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ

عمارہ بن رویبہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا وہ شخص ہر گز آپ میں داخل نہیں ہو گا جو شخص سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز پڑھے گا یعنی فجر اور عصر کی۔ (۱)

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ،سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا وہ آدھی رات تک نوافل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت کی ساتھ پڑھی وہ گویا ساری رات نماز (نوافل) پڑھتا رہا (یعنی اس سے دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اجر وثواب معلوم ہوا)۔ (۲)

جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ

جذب بن عبد اللہ قسری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری (عہد وامان) میں ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ وَصَلاَةِ العَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا۱۴۳۶ ،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ ۴۲۷،صحیح ابن خزیمة۳۲۰، صحیح ابن حبان ۱۷۴۰، مصنف ابن ابی شیبة ۷۶۳۶،سنن الکبری للنسائی۳۵۲، مسند احمد ۱۸۲۹۸،شرح السنة للبغوی ۳۸۳

(۲) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ ۱۴۹۱،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ۵۵۵،جامع ترمذی ابواب الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ العِشَاءِ وَالفَجْرِ فِي الجَمَاعَةِ ۲۲۱،سنن الدارمی۱۲۶۰،السنن الکبری للبیھقی ۴۹۶۳،صحیح ابن خزیمة۱۴۷۳، صحیح ابن حبان ۲۰۶۰، مسنداحمد۴۰۸، شرح السنة للبغوی۳۸۵

(۳) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ ۱۴۹۳

کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس گئے تب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔[1] عَنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتوں کا باہمی اجتماع نماز فجر اور عصر میں ہوتا ہے، نماز فجر میں اکٹھے ہونے پر رات والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور دن والے فرشتے (لوگوں کے پاس) رہتے ہیں، اور نماز عصر میں اکٹھے ہونے پر دن والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور رات والے فرشتے (لوگوں کے پاس) رہتے ہیں، ان کا رب تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ (فرشتے) جواب میں عرض کرتے ہیں ہم جب ان کے پاس پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان سے جدا ہوئے تب بھی وہ نماز ادا کر رہے تھے، پس آپ انہیں قیامت کے دن معاف فرما دینا۔[2]

شیخ احمد بن عبد الرحمٰن البنا رحمہ اللہ فرشتوں کے دعائیہ جملے فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ کی شرح میں فرماتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ سے ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن مغفرت کی التجا کرتے ہیں۔[3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الفَجْرِ وَالعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے۔[4]

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: نَزَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَأُرِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَنَّ الَّذِي مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْآخَرِ بِحِينٍ، فَذَكَرَ ذَلِكَ طَلْحَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ مَكَثَ بَعْدَهُ؟ قَالَ: حَوْلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى أَلْفًا وَثَمَانِ مِائَةِ صَلَاةٍ،

---

[1] صحیح بخاری كتاب مواقيت الصلاة بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ العَصْرِ ٥٥٥، صحیح مسلم كتاب المساجد بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ١٤٣٢، السنن الكبرى للنسائی ٤٥٩، السنن الكبرى للبيهقی ٢١٨٢، صحيح ابن حبان ١٧٣٧، شعب الايمان ٢٥٧٧، مسند احمد ٧٤٩١، شرح السنة للبغوی ٣٨٠

[2] مسند احمد ٩١٥١، صحيح ابن خزيمة ٣٢٢

[3] بلوغ الامانی ٢٦١،٢٦٠/٢

[4] صحیح بخاری كتاب الاذان بابُ فَضْلِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ ٦٥٧

وَصَامَ رَمَضَانَ

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل یمن سے دو شخص طلحہ بن عبید اللہ کے پاس آئے، ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد فی سبیل میں شہید ہوگئے اور دوسرا شخص ایک سال کے بعد فوت ہوگیا طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اس شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا، طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کتنا عرصہ زندہ رہا؟ عرض کیا کہ ایک سال زندہ رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا ایک سال بعد انتقال ہوا کیا اس نے چھ ہزار یا اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں اور ایک سال کے روزے نہیں رکھے؟ (اس لیے وہ اعمال صالحہ میں بڑھ گیا اور جنت میں پہلے داخل ہوگیا) ۔[1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمَا :حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللَّهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمَرَ اللَّهُ المَلاَئِكَةَ: أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ

سجدے کی فضلیت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں میں سے اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو ملائکہ کو حکم دے گا کہ جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے انہیں باہر نکال لو، چنانچہ ملائکہ ان کو باہر نکال لیں گے اور موحدوں کو سجدے کے آثار سے پہچانیں گے اور اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدہ کے آثار کا جلانا حرام کر دیا ہے۔[2]

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ،عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فَلاَ يَمْسَحِ الحَصَى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز ادا کر رہا ہو تو (سجدہ گاہ سے) سنگریزوں (کنکریوں) کو اپنے ہاتھ سے نہ ہٹائے کیونکہ (اس وقت) رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے (یعنی نماز میں نماز کے ماسوا دوسری کسی چیز کا خیال نہیں ہونا چاہیے)۔[3]

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

قال الألباني: أبو الأحوص مجهول

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں راوی ابوالاحوص مجہول ہے۔

---

[1] مسند احمد ۱۳۸۹

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ۸۰۶،وکتاب الرقاق بَابُ الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ ۶۵۷۳، وکتاب التوحید الرد علی الجیمیة بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۷،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ۴۵۱

[3] جامع ترمذی ابواب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الحَصَى فِي الصَّلاَةِ ۳۷۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ۹۴۵، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰۃ بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ ۱۰۲۷،سنن الدارمی ۱۴۲۸،السنن الکبری للنسائی ۵۳۷،صحیح ابن خزیمة۹۱۳،صحیح ابن حبان ۲۲۷۳، مصنف عبدالرزاق ۲۳۹۸، مسنداحمد ۲۱۳۳۰، شرح مشکل الآثار۱۴۲۶،معرفة السنن والآثار۱۶۰،الترغیب والترھیب للمنذری ۷۹۶،بلوغ المرام ۱۸۹

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ:فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ ! قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الأَعْلَى؟قُلْتُ: لاَ أَدْرِي رَبِّ، قَالَهَا ثَلاَثًا قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ،قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ! قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الكَفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ؟قُلْتُ: مَشْيُ الأَقْدَامِ إِلَى الجَمَاعَاتِ، وَالجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ،

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے بابرکت اور بلند قدر پروردگار کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا پروردگار نے فرمایا اے محمد !میں نے عرض کیا اے میرے رب! میں حاضر ہوں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نہیں جانتا،اللہ تعالیٰ نے تین بار پوچھا اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا، پھر میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان میں رکھا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی پھر میرے لیے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے سب کو پہچان لیا، پھر فرمایا اے محمد !میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟میں نے عرض کیا وہ گناہوں کا کفارہ بننے والی نیکیوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے پیدل چل کر جانا اور نماز ادا کرنے کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور سردی یا بیماری وغیرہ کے وقت پورا وضو کرنا،

قَالَ: ثُمَّ فِيمَ؟ قَالَ: وَمَا الدَّرَجَاتُ؟قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الكَلاَمِ، وَالصَّلاَةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ،قَالَ: سَلْ ،قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟میں نے عرض کیا درجات کی بلندی میں،اللہ تعالیٰ نے پوچھا درجات کی بلندی کن چیزوں میں ہے؟لوگوں کو کھانا کھلانے،نرم بات کرنے اور رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھنے میں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب جو چاہو دعا کرو، پھر میں نے یہ دعا کی اے اللہ !میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے، برائیوں کو چھوڑنے، مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کا اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے،اور اگر تیرا کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ ہو تو مجھے آزمائش سے بچا کر موت دے دینا اور میں تجھ سے تیری محبت اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے وہ عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہوں جو (مجھے) تیری محبت کے قریب کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ خواب حق ہے پس اسے یاد رکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی یہ خواب سناؤ۔[1]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی جلیل القدر کتاب قرآن مجید میں دعویٰ کیا ہے

---

[1] جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ ص ۳۲۳۵، مسند احمد ۲۲۱۰۹

...إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ...[1]

ترجمہ: یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ.

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔[2]

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا تھا

فَقَالَ: ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

تم انہیں اس کلمہ (اولین بنیاد شہادت توحید و رسالت) کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ لوگ یہ دعوت قبول کر لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے۔[3]

چنانچہ جو شخص نماز کو خشوع و خصوع کے ساتھ اپنے مقررہ اوقات پر ادا کرتا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں یقیناً اجر و ثواب کا مستحق ہے مگر جو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے جس قدر مطابقت رکھے گی اسی قدر اس کا اجر و ثواب ہو گا اور جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مختلف ہو گی (یعنی نماز میں وسوسے اور ادھر ادھر خیال بٹنے کی وجہ سے خشوع و خصوع اور تعدل ارکان وغیرہ میں کمی کے باعث) اسی قدر اس کا اجر ثواب کم ہو گا،

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدْسُهَا خُمْسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز سے صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا اور آدھا حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔[4]

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنْظَرُ فِي صَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر وہ نماز پڑھتا تھا تو فلاح پا جائے گا اور اگر بے نمازی تھا تو وہ ناکام و نامراد ہو گا۔[5]

[1] العنکبوت ۴۵

[2] تعظيم قدر الصلاة للمروزی ۱۰۷۸

[3] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ ۱۳۹۵، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام ۱۲۱، سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ ۱۵۸۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۱۳۶، شعب الایمان ۳۰۲۲

[4] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةِ ۷۹۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۱۵

[5] المعجم الأوسط ۳۷۸۲

نماز باجماعت سنت مئو کدہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ، فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ، أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ العِشَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے کہوں، اس کے لیے اذان دی جائے پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلادوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انہیں مسجد میں ایک اچھے قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھر ہی مل جائیں گے تو یہ عشاء کی جماعت کے لیے مسجد میں ضرور حاضر ہو جائیں۔ (۱)

اس حدیث سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جس قدر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ الفاظ حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جماعت کے لیے ان کے گھروں کو آگ لگانے تک کا ارادہ ظاہر فرمایا، اسی لیے جن علماء نے نماز کو جماعت کے ساتھ فرض قرار دیا ہے یہ حدیث ان کی اہم دلیل ہے،

وَالْحَدِيثُ اسْتَدَلَّ بِهِ الْقَائِلُونَ بِوُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ؛ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يُهَدِّدْ تَارِكُهَا بِالتَّحْرِيقِ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں، اگر یہ محض سنت ہوتی تو اس کے چھوڑنے والے کو آگ میں جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی۔ (۲)

بعض علما اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنبیہ جن لوگوں کو فرمائی تھی وہ منافق لوگ تھے،

وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي أَنَّ الْحَدِيثَ وَرَدَ فِي الْمُنَافِقِينَ لِقَوْلِهِ فِي صَدْرِ الْحَدِيثِ الْآتِي بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَبْوَابٍ لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ الْحَدِيثَ وَلِقَوْلِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ إلخ لِأَنَّ هَذَا الْوَصْفَ لَائِقٌ بِالْمُنَافِقِينَ لَا بِالْمُؤْمِنِ الْكَامِلِ لَكِنِ الْمُرَادُ بِهِ نِفَاقُ الْمَعْصِيَةِ لَا نِفَاقُ الْكُفْرِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاص منافقین کے بارے میں ہے، شروع کے الفاظ صاف ہیں کہ سب سے زیادہ بھاری نماز منافقین پر عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی یہی ظاہر کرتا ہے لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ إلخ یعنی اگر وہ ان نمازوں کا ثواب باجماعت پڑھنے کا جان لیتے تو۔۔۔ آخر تک۔ پس یہ بری عادت اہل ایمان کی شان سے بہت ہی بعید ہے، یہ خاص اہل نفاق ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے، یہاں نفاق سے مراد نفاق معصیت ہے نفاق کفر مراد نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الجَمَاعَةِ ۶۴۴

(۲) نیل الاوطار ۳/۱۴۷

(۳) فتح الباری ۲/۱۲۷

بہرحال جمہور علما نے نماز باجماعت کو سنت قرار دیا ہے، ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں نماز باجماعت کی اکیلے کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت بتلائی گئی ہے، معلوم ہوا کہ جماعت سے باہر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر ثواب میں وہ اس قدر کم ہے کہ اس کے مقابلہ پر جماعت کی نماز ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

فَأَعْدَلُ الْأَقْوَالِ وَأَقْرَبُهَا إِلَى الصَّوَابِ أَنَّ الْجَمَاعَةَ مِنْ السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ الَّتِي لَا يُخِلُّ بِمُلَازَمَتِهَا مَا أَمْكَنَ إِلَّا مَحْرُومٌ مَشْئُومٌ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں درست تر قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز ادا کرنا سنن مئوکدہ سے ہے، ایسی سنت کہ امکانی طاقت میں اس سے وہی شخص تساہل برت سکتا ہے جو انتہائی بدبخت بلکہ منحوس ہے۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت واجب ہے جیسا کہ منعقدہ ''بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الجَمَاعَةِ '' سے ظاہر ہے۔

بعض علما کہتے ہیں کہ اگر نماز باجماعت ہی فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغیر جلائے نہ چھوڑتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے رک جانا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ فرض نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے۔

نماز وتر کا بیان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف احوال و اوقات میں ایک، تین، سات اور نو وتر پڑھے ہیں۔

سعد بن ہشام نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا

يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ

اے مومنوں کی ماں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق بیان فرمائیں، فرمایا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی تھی پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں اٹھا دیتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک اور وضو کرتے اور نو رکعتیں وتر پڑھتے اور ان میں آٹھویں رکعت کے سوا کسی میں نہ بیٹھتے (یعنی آٹھویں رکعت میں التحیات میں بیٹھتے) پس اللہ کو یاد کرتے، اور اللہ کی تعریف کرتے اور دعا مانگتے (یعنی التحیات پڑھتے کہ التحیات ذکر، حمد اور دعا پر مشتمل ہے) پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور بیٹھ جاتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے (تاکہ سوتے جاگ اٹھیں) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے، غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں اے میرے بیٹے! پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوگئی اور بدن

(۱) نیل الاوطار ۱۵۴؍۳

میں گوشت آ گیا توسات رکعات وتر پڑھنے لگے۔ (۱)

پانچ، تین اور ایک وتر:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے تو چاہیے کہ (پانچ رکعت) پڑھے، اور جو کوئی تین رکعت وتر پڑھنا چاہے تو چاہے کہ (تین رکعت) پڑھے، اور جو کوئی ایک رکعت پڑھنا چاہے تو چاہے (ایک رکعت) پڑھے۔ (۲)

اور بھی اس قسم کی کئی روایات مختلف کتب احادیث میں موجود ہیں، اسی لیے مولانا شیخ الحدیث بذیل حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لفظ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے، فرماتے ہیں

فيه أن أقل الوتر ركعة وأن الركعة الفردة صلاة صحيحة، وهو مذهب الأئمة الثلاثة وهو الحق، وقال أبوحنيفة: لا يصح الإيتار بواحدة ولا تكون الركعة الواحدة صلاة قط، قال النووي: والأحاديث الصحيحة ترد عليه

اس حدیث میں دلیل ہے کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور یہ کہ ایک رکعت پڑھنا بھی نماز صحیح ہے، ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور یہی حق ہے (ائمہ ثلاثہ سے امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ رحمہم اللہ مراد ہیں) امام ابوحنیفہ a فرماتے ہیں کہ ایک رکعت وتر صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک رکعت نماز ہی نہیں ہوتی، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے امام کے اس قول کی تردید ہوتی ہے۔ (۳)

حنفیہ جو ایک رکعت وتر کے قائل نہیں جن کی پہلی دلیل یہ حدیث ہے

حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الْبُتَيْرَاءِ

محمد بن کعب کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتیراء نماز سے منع فرمایا۔

(بتیراء) دم کٹی نماز کو کہتے ہیں۔

قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَهَذَا مُرْسَلٌ ضَعِيفٌ

عراقی نے کہا یہ حدیث مرسل اور ضعیف ہے

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ: لَمْ يَصِحَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْيٌ عَنْ الْبُتَيْرَاءِ، قَالَ: وَلَا فِي الْحَدِيثِ عَلَى سُقُوطِهِ بَيَانُ

---

(۱) صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ ۱۷۳۹

(۲) سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ كَمِ الْوِتْرُ؟ ۱۴۲۲، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ ۱۱۹۰، السنن الكبرى للنسائی ۴۴۳، مستدرک حاکم ۱۱۲۸

(۳) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۱۶۵/۴

مَا هِيَ الْبُتَيْرَاءُ ،قَالَ: وَقَدْ رَوَيْنَا مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الثَّلَاثُ بُتَيْرَاءُ يَعْنِي الْوِتْرَ

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز بتیراء کی نہی ثابت نہیں اور کہا کہ محمد بن کعب کی حدیث باوجودیکہ استدلال کے قابل نہیں مگر اس میں بھی بتیراء کا بیان نہیں ہے بلکہ ہم نے عبدالرزاق سے انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بتیراء تین رکعت وتر بھی بتیراء (دم کٹی) نماز ہے

قَالَ: فَعَادَ الْبُتَيْرَاءُ عَلَى الْمُحْتَجِّ بِالْخَبَرِ الْكَاذِبِ فِيهَا اهـ. وَاحْتَجُّوا أَيْضًا مِمَّا حُكِيَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ قَطُّ

حنفیہ کی دوسری دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہوتی۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ: إنَّهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ عَنْهُ، قَالَ: وَلَوْ ثَبَتَ لَحُمِلَ عَلَى الْفَرَائِضِ، فَقَدْ قِيلَ: إنَّهُ ذَكَرَهُ رَدًّا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: إنَّ الْوَاجِبَ مِنْ الصَّلَاةِ الرُّبَاعِيَّةِ فِي حَالِ الْخَوْفِ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ ،فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ قَطُّ، أَيْ عَنْ الْمَكْتُوبَاتِ اهـ

امام نووی رحمہ اللہ شرح مہذب میں فرماتے ہیں یہ اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں ہے اگر اس کو درست بھی مانا جائے تو اس کا تعلق عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کی تردید کرنا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ حالت خوف میں چار فرض نماز میں ایک ہی رکعت کافی ہے اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رکعت کافی نہیں ہے الغرض اس قول سے استدلال درست نہیں ہے اور اس کا تعلق صلوٰۃ خوف کی ایک رکعت سے ہے۔

وَقَدْ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمَرَ حُذَيْفَةُ وَابْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ مَكَّةَ، فَلَمَّا خَرَجَا أَوْتَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِرَكْعَةٍ

ابن ابی شیبہ میں ہے محمد بن سرین کہتے ہیں ایک مرتبہ ولید بن عقبہ امیر مکہ کے ہاں حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے جب وہ وہاں سے نکلے تو انہوں نے نماز وتر ایک ایک رکعت ادا کی۔ [۱]

وتر کے واجب، فرض اور سنت ہونے کے متعلق بھی اختلاف ہے اس بارے میں حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَالْحق أَن الْوتر سنة هُوَ أوكد السّنَن بَينه عَليّ وَابْن عمر. وَعبادَة بن الصَّامِت رَضِي الله عَنْهُم

اور حق یہ ہے کہ نماز وتر سنت ہے اور وہ سب سنتوں سے زیادہ موکد ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔ [۲]

ایک رکعت وتر کے بارے میں مزید تفصیلات نواب صدیق حسن صاحب رحمہ اللہ کی مشہور کتاب هداية السائل الیٰ ادلة المسائل مطبوعہ بھوپال صفحہ نمبر ۲۵۵ پر بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

[۱] نیل الاوطار ۳/۴۱

[۲] حجة الله البالغة ۲/۲۸

پانچ یا تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں درمیان میں کوئی تشہد نہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے، ان میں پانچ وتر ہوتیں، نہ بیٹھتے (کسی رکعت میں) مگر ان کے آخر میں۔ [1]

یعنی پانچوں رکعت متصل پڑھتے تھے درمیان میں تشہد نہیں پڑھتے تھے، اس حدیث سے احناف کے مذہب کی تردید ہوتی ہے جو صرف تین رکعات کے تعین پر ہی اصرار کرتے اور درمیان میں تشہد بھی پڑھتے ہیں۔

تین وتروں کی قرات:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تو پہلی رکعت میں سورہ الاعلی اور دوسری رکعت میں سورہ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھتے تھے۔ [2]

وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

طلق بن علی سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ایک رات میں دوبار وتر پڑھنا جائز نہیں۔ [3]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رات میں دوبار وتر نہیں پڑھنے چاہییں، بعض حضرات کا یہ کہنا کہ اگر اول رات میں وتر پڑھے ہوں پھر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو تو پہلے ایک رکعت پڑھ کر جفت (جوڑا) بنالے پھر نفل پڑھ کر آخر میں وتر پڑھ لے، صحیح نہیں ہے یہ عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ , أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ , أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

---

[1] صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ، وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ، وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ ۱۷۲۰،سنن الدارمى ۱۶۲۲،بلوغ المرام ۲۹۹

[2] سنن الدارمى۱۶۳۰

[3] بلوغ المرام۳۷۹،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي نَقْضِ الْوِتْرِ ۱۴۳۹،جامع ترمذى ابواب الوتر بَابُ مَا جَاءَ لاَ وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ۴۷۰،السنن الكبرى للنسائى ۱۳۹۲،السنن الكبرى للبيهقى ۴۸۴۴،مصنف ابن ابى شيبة۶۷۴۹،صحيح ابن خزيمة۱۱۰۱،صحيح ابن حبان۲۴۴۹، مسنداحمد۱۶۲۹۶،شرح السنة للبغوى۹۷۰

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات وتر پڑھو اور نماز مغرب کی مشابہت نہ کرو۔ (۱)

یعنی اگر تین وتر پڑھنے ہوں تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ یا دو تشہد اور دو سلام کے ساتھ پڑھیں تا کہ مغرب کی مشابہت نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر آخری رات میں ایک رکعت ہے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (۳)

دعا قنوت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمیدہ کہہ چکنے کے بعد قنوت پڑھی۔ (۴)

امام نووی رحمہ اللہ شارح صحیح مسلم باب استحباب القنوت میں فرماتے ہیں۔

وَمَحَلُّ الْقُنُوتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَة

اور قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔ (۵)

دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے،البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے بعض آثار ملتے ہیں،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ،عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي قُنُوتِ الْوَتْرِ

عبدالرحمٰن الاسود کہتے ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ وتر میں قنوت وتر پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (۶)

اس لیے ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر دونوں طریقوں سے قنوت وتر کی دعا پڑھنا صحیح ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُمَا :عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْقُنُوتِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي

(۱) سنن الدارقطنی ۱۶۵۰ ،مستدرک حاکم ۱۱۳۸ ، صحیح ابن حبان ۲۴۲۹

(۲) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرینبَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ۱۷۵۷،السنن الکبری للنسائی ۱۴۰۰،مسنداحمد ۵۱۲۶،شرح معانی الآثار ۱۶۴۹،صحیح ابن حبان ۲۶۲۵،شرح السنۃ للبغوی ۹۵۹،السنن الکبری للبیہقی ۴۷۶۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابٌ: لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا ۹۹۸،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ۱۷۵۵،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي وَقْتِ الْوِتْرِ ۱۴۳۸،مسنداحمد ۴۷۱۰،صحیح ابن خزیمۃ ۱۰۸۲،شرح السنۃ للبغوی ۹۶۵،السنن الکبری للبیہقی ۴۸۲۸

(۴) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ ۱۴۴۳

(۵) شرح النووی علی مسلم ۵/۱۷۶،عون المعبود ۴/۲۲۲،۱۴۴۰

(۶) مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۹۵۴

فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے کہ میں انہیں قنوت وتر میں پڑھا کروں " اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے (یعنی ہر قسم کی برائیوں اور پریشانیوں وغیرہ سے) اور جن کا تو ولی (دوست اور محافظ) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی ولی بن اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ، بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے، تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا، اور جس کا تو والی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا، بڑی برکتوں (اور عظمتوں) والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند و بالا ہے۔ "[۱]

دعا کے آخر میں " رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ " کے بعد " نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ " کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں لہذا انہیں دوران دعا میں نہیں پڑھنا چاہیے، دعا کے آخر میں " وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ " کے الفاظ صرف سنن النسائی کی روایت میں ہیں۔[۲]

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام قسطلانی رحمہ اللہ اور امام زرقانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، أن أبا حليمة معاذ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كان يصلي على النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في القنوت

عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے ابو حلیمہ معاذ انصاری قنوت وتر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔[۳]

وذلك في عهد عمر رضي الله عنه ،هَذِهِ الزِّيَادَةُ ثَابِتَةٌ فِي الْحَدِيثِ

اور یہ واقعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے اس اثر کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔[۴]

اسی طرح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے

يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ پڑھا کرتے تھے۔

اس اثر کی سند بھی صحیح ہے،

---

[۱] سنن ابوداودكتاب الصلاةبَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ۱۴۲۵،جامع ترمذی ابواب الوتربَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الوِتْرِ ۴۶۴،سنن نسائی كتاب قيام الليل بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ ۱۷۴۵،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الوتربَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ۱۱۷۸ ،سنن الدارمی ۱۶۳۴،صحيح ابن خزيمة۱۰۹۵،مستدرک حاکم۴۸۰۰،شرح السنة للبغوی۶۴۰،مصنف عبدالرزاق۴۹۵۷،معرفة السنن والآثار ۳۹۹۲، السنن الكبرى للبيهقی۳۱۳۸،مصنف ابن ابی شيبة۶۸۸۹،الحصن الحصين۱/۱۹۷

[۲] سنن نسائی ۱۷۴۶

[۳] فضل الصلاة على النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۷

[۴] تلخيص الحبير ۱/۶۰۵، صفة صلاة النبی ۱۸۰

قال الألباني: إسناده صحيح

اسے امام الالبانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (۱)

وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ (۲) کے الفاظ کی بابت بعض علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ صرف السنن الکبری للبیہقی میں ہیں، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ سنن ابو داود کے بعض نسخوں میں نہیں ہیں، تاہم سنن ابو داود کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ اس دعا کے بارے میں فرماتے ہیں

وَلاَ نَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر میں اس دعا قنوت سے بہتر کوئی دعا نہیں پاتے۔ (۳)

دوسری دعا قنوت:

اللهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ، وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَلَكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ وَنَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ

یاالٰہی! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی چاہتے ہیں اور تیری بھلائی سے تعریف کرتے ہیں اور تیری نعمت کی ناشکری نہیں کرتے، ہم الگ ہوتے ہیں اور ہم اس کو چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے، اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور ہم تیری طرف ہی دوڑتے ہیں اور ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں اور تیرے حق عذاب سے ڈرتے ہیں اور ہم تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، بے شک تیرا عذاب حق کافروں کو ملنے والا ہے۔ (۴)

یہ دعا اختلاف الفاظ کے ساتھ کتب حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔

حوادث نازلہ کی دعا قنوت:

جنگ، مصیبت اور غلبہ دشمن کے وقت اس دعا قنوت کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ

(۱) صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۰۰

(۲) السنن الکبری للبیہقی ۳۱۳۸

(۳) جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ۴۶۴

(۴) السنن الکبری للبیہقی ۳۱۴۳، مصنف عبدالرزاق ۴۹۸۲

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں (رکوع کے بعد) قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے ”اے الٰہی! ہم کو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان کے درمیان اصلاح فرما دے، اور ان کو اپنے دشمنوں اور ان کے دشمنوں پر مدد فرما، اے الٰہی! اہل کتاب کے کافروں پر اپنی لعنت فرما جو تیری راہ سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں، اے الٰہی! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل فرما جسے تو مجرم قوم سے ٹالا نہیں کرتا۔“[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کے سلام کے بعد کیا پڑھتے تھے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ، قَالَ:سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں سے سلام پھیر کر تین بار پڑھتے سبحان الملک القدوس ” پاک ہے بادشاہ نہایت پاک۔“[2]

عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ

عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ الاعلی پڑھتے، دوسری رکعت میں سورہ الکافرون پڑھتے اور تیسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو تین بار سبحان الملک القدوس، سبحان الملک القدوس، سبحان الملک القدوس کہتے اور اپنی آواز بلند کرتے۔[3]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ، ثُمَّ لِيَرْقُدْ، وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی ڈرے کہ آخر رات میں نہ اٹھ سکے گا تو چاہیے کہ وتر پڑھ لے پھر سو جائے اور جس کو رات کو اٹھنے کا یقین ہو وہ آخر میں وتر پڑھے، اس لیے کہ آخر رات کی قرات ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔[4]

---

[1] السنن الکبری للبیہقی ۳۱۴۳،مصنف عبدالرزاق ۴۹۶۹

[2] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ ۱۴۳۰

[3] مسند احمد ۱۵۳۵۴،السنن الکبری للنسائی ۱۴۳۹،شرح معانی الآثار ۱۷۳۵،صحیح ابن حبان ۲۴۵۰،سنن الدارقطنی ۱۶۵۹،السنن الکبری للبیہقی ۴۸۶۹،مستدرک حاکم ۱۰۰۹،شرح السنۃ للبغوی ۹۷۲

[4] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ ۱۷۶۷،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ آخِرَ اللَّيْلِ ۱۱۸۷،صحیح ابن حبان ۲۵۶۵،مسنداحمد ۱۴۷۴۵،شرح السنۃ للبغوی ۹۶۹،السنن الکبری للبیہقی ۴۸۳۷

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ (اول رات، ادھی رات) میں بھی وتر پڑھی ہے اور آخری زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر صبح کے قریب (صبح صادق سے پہلے) ہونے لگا۔[1]

یعنی عشاء کے بعد سے صبح صادق کے پہلے تک وتر پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مختلف حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر مختلف اوقات میں پڑھے، غالبا تکلیف اور مرض وغیرہ میں اول شب میں پڑھتے تھے اور سفر کی حالت میں درمیان شب میں لیکن عام معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے آخر شب ہی میں پڑھنے کا تھا۔

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا ورد وظیفہ نہ پڑھ سکا ہو اور سو گیا ہو اور پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا اس نے اس کو رات میں پڑھا ہو۔[2]

اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی اس وسعت کا اثبات ہوتا ہے جو وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الجَنَّةَ، وَأَنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہے اور جان لو کہ تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔[3] عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ أَحَدًا عَمَلُهُ ،قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ:وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ،وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور جو میانہ روی نہ ہو سکے تو اس کے نزدیک رہو اور خوش رہو اس لیے کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہ لے جائے گا، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوتر بَابُ سَاعَاتِ الوِتْرِ ۹۹۶،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ، وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ، وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ ۱۷۳۶،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي وَقْتِ الْوِتْرِ ۱۴۳۵،سنن الکبری للنسائی ۱۳۹۴،سنن الدارمی ۱۶۲۸،معرفۃ السنن والآثار ۵۵۲۸،السنن الکبری للبیہقی ۴۸۳۴

[2] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ ۱۷۴۵،سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ ۱۳۱۳،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۴۳،السنن الکبری للنسائی ۱۴۶۲، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۷۱،شرح السنۃ للبغوی ۹۸۵،السنن الکبری للبیہقی ۴۲۳۲

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۴

آپ ﷺ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ مجھ کو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہئے وہ تھوڑا ہی ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ، أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے وتر پڑھنے سے سوجائے (اور پڑھ نہ سکے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔ (۲)

یعنی وتر کی قضا بھی ضروری ہے، اور اس حدیث کی رو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔

نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ادا کرنا چاہیے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے میری امت) نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (۳)

یعنی سب عورتیں اور سب مرد ہو بہو میرے طریقہ کے مطابق نماز پڑھو۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں تو سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف باندھیں اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور، حالانکہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لیے ایک ہیئت اور شکل کی نماز ہے، سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں بتلایا البتہ عورت کے لیے سر اور ٹخنے ڈھانپنا ضروری ہے جبکہ مرد پر لازم ہے کہ تہبند، شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھے اور سر کا ڈھانپنا اس کے لیے ضروری نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے

وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ:تَجْلِسُ فِي صَلاَتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً

وہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہ خاتون تھیں۔ (۴)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

---

(۱) صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۲۸۱۲
(۲) سنن ابوداود کتاب الوتربَابٌ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ ۱۴۳۱، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الوِتْرِ، أَوْ يَنْسَاهُ ۴۶۵، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ ۱۱۸۸، سنن الدارقطنی ۱۶۳۷، مستدرک حاکم ۱۱۲۷، معترفة السنن والآثار ۵۳۱۶، السنن الكبرى للبيهقی ۴۲۱۰
(۳) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ ۶۳۱
(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ، فتح الباری ۷٫۲۹۹، عمدة القاری شرح صحیح بخاری ۶٫۱۰۱، فیض الباری علی صحیح بخاری ۲٫۳۹۲، شرح الموطا ۱٫۱۳، مصنف ابن ابی شیبة ۲۷۸۵

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ...﴿٧﴾ (۱)

ترجمہ: جو کچھ رسول (اپنے قول وفعل سے) تمہیں (تمہارے عمل کے لیے) دے دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الخَدِيعَةُ فِي النَّارِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

اور ابن ابی اوفی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا فریب دوزخ میں لے جائے گا اور جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے۔(صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ النَّجْشِ، وَمَنْ قَالَ: لاَ يَجُوزُ ذَلِكَ البَيْعُ)

اس لئے ہر کام ایسا کرنا چاہیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے یا کر کے دکھایا ہے، یا پسندیدگی کا اظہار فرمایا یا کوئی عمل دیکھ کر خاموشی اختیار فرمائی۔

نماز اشراق:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر صبح آدمی پر لازم ہے کہ اپنے (جسم کے) ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ خیرات کرے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے، اور ان سب چیزوں سے ضحیٰ کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔ (۲)

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ، لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ، أَكْفِكَ آخِرَهُ

نعیم بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خالص میرے لیے چار رکعتیں (اشراق کی) اول دن میں پڑھ میں تجھے اس دن کی شام تک کفایت کروں گا یعنی تیرے کام سنواروں گا۔ (۳)

حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، كَمْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى؟ قَالَتْ: أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ

معاذ تابعیہ رحمہا اللہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز ضحیٰ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے

---

(۱) الحشر ۷

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى ۱۶۷۱

(۳) سنن ابوداود كِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى ۱۲۸۹

کہا چار رکعتیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا آپ (اس سے) زیادہ (بھی) پڑھتے۔ (۱)

أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ أَرَ صَلاَةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا فتح مکہ کے دن میرے گھر میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا (اور چاشت کے وقت) آٹھ رکعات نماز پڑھی، تو میں نے ایسی ہلکی پھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا کرتے تھے۔ (۲)

یعنی اشراق کی رکعتیں دو، چار یا آٹھ ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلاَثٍ لاَ أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلاَةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے میرے پیارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت کی، جب تک میں زندہ رہوں گا انہیں نہیں چھوڑوں گا، ہر (قمری) مہینے (میں ایام بیض تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے تین روزے، چاشت کی نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔ (۳)

نماز تسبیح:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ بن مطلب سے فرمایا اے عباس! اے چچا! میں آپ کو عطیہ نہ دوں،

---

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى ۱۶۶۳

(۲) صحیح بخاری كتاب التَّهَجُّدِ بَابُ صَلاَةِ الضُّحَى فِي السَّفَرِ ۱۱۷۶، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى ۱۶۶۳

(۳) صحیح بخاری كتاب التَّهَجُّدِ بَابُ صَلاَةِ الضُّحَى فِي الحَضَرِ ۱۱۷۸، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى ۱۶۷۲

تحفہ نہ دوں، سلوک نہ کروں، دس خصلتیں نہ بتاؤں اگر آپ ان کو کرلیں گے تو اللہ آپ کے گزشتہ و آئندہ نئے و پرانے خطاء سرزد ہوئے اور عمداً کئے ہوئے صغیرہ کبیرہ ظاہرہ اور پوشیدہ سب گناہ معاف فرمادے گا، وہ دس خصلتیں یہ ہیں آپ چار رکعات نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں، پہلی رکعت میں قرآت سے فارغ ہو کر قیام کی ہی حالت میں پندرہ بار سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ للہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَرُ کہیں، پھر رکوع کریں تو رکوع میں بھی دس بار یہی کہیں، پھر رکوع سے سر اٹھا کر بھی دس بار یہی کلمات دس بار پڑھیں، پھر سجدہ میں جائیں تو (سجدے کی تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کے بعد) سجدے میں بھی یہی کلمات دس بار یہی پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر (جو دعائیں ہیں وہ پڑھ کر) دس مرتبہ یہی کلمات پڑھیں، پھر دوسرے سجدہ میں بھی (پہلے سجدے کی طرح) دس بار یہی کلمات پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھا کر (اور جلسہ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار یہی کلمات پڑھیں، یوں ایک رکعت میں کل پچھتر تسبیحات ہو جائیں گی، چار رکعات میں سے ہر ہر رکعت میں ایسا ہی کریں، اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو روزانہ ایک بار نماز پڑھیں، یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار، اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو ہر ماہ میں ایک بار پڑھ لیں، اگر یہ بھی نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھ لیں۔ [1]

نوٹ نماز تسبیح میں تسبیحات، تشہد میں التحیات سے پہلے پڑھیں۔

وَ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرئیل کے لیے ہدایت بنادیا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا،

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ (بنی اسرائیل ۳،۲)

اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

جس طرح ہم نے نبی کریم ﷺ کو اسراء کا شرف عطا فرمایا ہے اسی طرح ہم نے اس سے پہلے موسیٰ کو تورات سے نوازا تھا کہ بنی اسرائیل جہالت کی تاریکیوں میں علم حق تک پہنچنے کے لیے اس سے رہنمائی حاصل کریں، اور اس میں تاکید کر دی گئی تھی کہ اپنے دینی اور دنیاوی امور میں اللہ وحدہ لاشریک ہی کو اپنا کارساز اور مدبر سمجھنا، اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق کے ساتھ الاہیت کا کوئی تعلق نہ رکھنا جو اس عظیم الشان کائنات میں ایک ذرہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں اور نہ وہ تمہیں کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں (اے بنی اسرائیل) تم ان صالح لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر سوار کر کے طوفان سے نجات بخشی تھی اور ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور نوح علیہ السلام ایک شکر گزار بندہ تھا لہذا تم بھی اپنے صالح آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چل کر شکر گزاری کا راستہ اختیار کرو اور محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کر کے کفران نعمت مت کرو،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأُكْلَةَ، أَوْ يَشْرَبَ

[1] سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ ۱۲۹۷، سنن ابن ماجہ کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ ۱۳۸۶، صحیح ابن خزیمۃ ۱۲۱۶، مستدرک حاکم ۱۱۹۲

الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدَ اللَّهَ عَلَيْهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جو نوالہ کھائے تو اللہ کا شکر بجالائے اور پانی کا گھونٹ پیئے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔[1]

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ

ہم نے بنو اسرائیل کے لیے ان کی کتاب میں صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دو بار فساد برپا کرو گے، اور تم بڑی

عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ

زبردست زیادتیاں کرو گے، ان دونوں وعدوں میں سے پہلے کے آتے ہی ہم نے تمہارے مقابلہ پر اپنے بندے بھیج دیئے

اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا

جو بڑے ہی لڑاکے تھے، پس وہ تمہارے گھروں کے اندر تک پھیل گئے اور اللہ کا یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا، پھر ہم نے ان پر

لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿۶﴾

تمہارا غلبہ دے کر تمہارے دن پھیرے اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے جتھے والا بنا دیا،

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ

اگر تم نے اچھے کام کئے تو خود اپنے ہی فائدے کے لئے اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لئے، پھر جب دوسرے

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا

وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے دوسرے کو بھیج دیا تا کہ) وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور پہلی دفعہ کی طرح پھر اسی مسجد میں

دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ

گھس جائیں اور جس جس چیز پر قابو پائیں توڑ پھوڑ کر جڑ سے اکھاڑ دیں، امید ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے،

وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾ (بنی اسرائیل ۴ تا ۸)

ہاں اگر تم پھر بھی وہی کرنے لگے تو ہم دوبارہ ایسا ہی کریں گے، اور ہم نے منکروں کا قید خانہ جہنم بنا رکھا ہے۔

[1] مسند احمد ۱۲۱۶۸، صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ اسْتِحْبَابِ حَمْدِ اللهِ تَعَالَى بَعْدَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ ۶۹۳۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ مِنْهُ ۱۸۱۶، السنن الکبری للنسائی ۶۸۷۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۴۴۹۹، مسندابی یعلی ۴۳۳۲، شرح السنۃ للبغوی ۲۸۳۱

اور اللہ نے صحف آسمانی میں صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری، اللہ کی زمین میں تکبر اور اقتدار کی بنا پر دو بار بڑی سرکشی ،بغاوت اور ظلم واستبداد کا باعث بنو گے، چنانچہ بنی اسرائیل نے اللہ کی اس عظیم نعمت کا شکر بجالانے کی بجائے کفران نعمت کیا، وہ اللہ کی زمین پر مصلح بننے کی بجائے مفسد وسرکش بن کر رہے، موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تو وہاں آباد اموری ، کنعانی، فرزی، حوی، یبوسی اور فلستی قوموں کے مشرکانہ عقائد سے متاثر ہو کر ایل دیوتا جسے عموماً سانڈ سے تشبیہ دی جاتی تھی، اس کی بیوی عشارات دیوی، اس کی اولاد میں بعل دیوتا اور بے شمار دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے، انہوں نے اپنی سرکشی میں اللہ کے نبی شعیا علیہ السلام کو قتل یا ارمیا علیہ السلام کو قید کر دیا، توریت کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا اور معاصی کا ارتکاب کر کے فساد فی الارض کے مجرم بنے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے فیصلے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو سال پہلے بابل کا حکمران بخت نصر اور اشوری ان پر چڑھ دوڑے، شاہ بابل بخت نصر نے انہیں بے دریغ قتل کیا اور ایک بڑی تعداد کو غلام بنا کر منتشر کر دیا، ان سے تابوت سکینہ تک چھین لیا، بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے جالوت کو بطور سزا ان پر مسلط کر دیا جس نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے حتیٰ کہ طالوت کی قیادت میں وہ پھر لڑے اور داود علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا، چونکہ انہوں نے اس وعدے کے پورے ہونے کے تمام اسباب مہیا کر دیے تھے لہذا اللہ کے اس وعدے کا پورا ہونا ضروری تھا اللہ تعالیٰ نے پھر ان کی طرف نگاہ کرم فرمائی اور بابل کی اسیری سے رہائی کے بعد انہیں مال و دولت اور جاہ وحشمت اور طاقت ور بنا کر اس متغلب کافر قوم پر غلبہ عطا فرمایا، مگر بنی اسرائیل نے اپنی تاریخ سے کوئی سبق نہ سیکھا انہوں نے یہ معلوم کرنے کی کوشش ہی نہ کی کہ اللہ کی ناراضگی کی وجوہات کیا تھیں اور بہت جلد یہ اپنی پرانی روش کی طرف پلٹ گئے، انہوں نے پھر زکریا علیہ السلام کو ناحق قتل کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کرنے کے درپے ہوئے جنہیں اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا کر ان کے دست برد سے بچالیا، ان کی بداعمالیوں کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے رومی بادشاہ ٹیٹس کو ان پر مسلط فرمادیا اس نے یروشلم پر حملہ کر کے ان کے کشتے کے پشتے لگادیئے، ان کے اموال لوٹ لئے، بہت سوں کو غلام بنالیا، مذہبی صحیفوں کو پاؤں تلے روندا اور بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو مکمل طور پر تباہ وبرباد کر دیا اور بنی اسرائیل کو مار مار کر ہمیشہ کے لئے فلسطین سے نکال دیا اور اس کے بعد آج دو ہزار سال سے وہ دنیا بھر میں پراگندہ ومنتشر ہیں، یہ عبرت انگیز تاریخی حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو خبردار فرمایا کہ صرف اور صرف رب العالمین کی نازل کی ہوئی آخری کتاب قرآن مجید جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے، جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی پیغمبر مبعوث ہو گا اور نہ ہی کوئی کتاب نازل کی جائے گی ہی وہ چیز ہے جو تمہیں صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے، اگر اللہ اور اس کے رسول کی مکمل پیروی، کامل اطاعت میں زندگی گزارو گے تو اس عارضی دنیا میں قوموں میں سر بلندی، عزت ووقار، رعب ودبدبہ، معاشی فراغی، معاشرتی امن وسکون تمہارا مقدر رہو گا اور آخرت میں اللہ کی رضا وخوشنودی کے ساتھ اللہ کی نعمتوں بھری جنتوں میں بلند درجات تمہارا اٹھکانہ ہو گا، اور اگر پہلی دو مرتبہ کی طرح نافرمانی اور فساد فی الارض کی روش اپناؤ گے تو یاد رکھو ہم پھر تمہیں اسی طرح ذلت ورسوائی سے دوچار کر دیں گے جیسے اس سے قبل دو مرتبہ ہم تمہارے ساتھ یہ معاملہ کر چکے ہیں، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ [1]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لئے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم

[1] حم السجدۃ ۴۶

نہیں ہے۔

مگر اللہ کی ان تنبیہات کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا، انہوں نے اپنا محاسبہ نہ کیا اور اپنی اسلام دشمن حرکتوں سے باز نہیں آئے اور وہی کردار رسالت محمدیہ کے بارے میں دہرایا جو رسالت موسوی اور رسالت عیسوی میں ادا کر چکے تھے جس کے نتیجے میں یہ یہودی تیسری مرتبہ مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہو کر بصد رسوائی انہیں مدینہ منورہ اور خیبر سے نکلنا پڑا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: قَدْ عَادَ بَنُو إِسْرَائِيلَ، فَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ هَذَا الْحَيَّ، مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، يَأْخُذُونَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسرائیل نے پھر فساد مچایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسلط فرمادیا جنہوں نے انہیں ذلیل ورسوا کر کے ان سے جزیہ وصول کیا۔[1]

اور اللہ نے ان کے کرتوتوں کی پاداش میں قیامت تک ان پر اپنی پھٹکار، ذلت ومسکنت اور لعنت مسلط کر دی ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب انہیں بھگتنا پڑے گا۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے، اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ۝۹ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے، اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۧ۝۱۰ وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ

دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، اور انسان برائی کی دعائیں مانگنے لگتا ہے بالکل اس کی اپنی بھلائی کی دعا کی طرح،

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَاۤ

انسان ہے ہی بڑا جلد باز، ہم نے رات اور دن کو اپنی قدرت کی نشانیاں بنائی ہیں، رات کی نشانی کو تو ہم نے

اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا

بے نور کر دیا ہے اور دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم لوگ اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور اس لیے بھی کہ

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝۱۲ (بنی اسرائیل ۹ تا ۱۲)

برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو اور ہر چیز کو ہم نے خوب تفصیل سے بیان فرمادیا ہے۔

[1] تفسیر طبری ۱۷/۳۸۹

بہترین رہنما قرآن حکیم ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کے شرف اور اس کی جلالت شان کے بارے میں آگاہ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن عقائد، اعمال اور اخلاق کے بارے میں وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی اس کے رب کی طرف جاتی ہے، اور یہ ان لوگوں کو اللہ کے ہاں بے شمار اجر وثواب کی بشارت دیتا ہے جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور سنت نبوی کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کریں گے اور جو لوگ اس کتاب مقدس اور آخرت پر ایمان نہ لائیں انہیں یہ خبر دیتا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے احکام وہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل وراستی کا حکم دینے کے لئے اٹھیں، ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنادو۔

پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح کفار مکہ بھی رسول اللہ ﷺ سے بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ بس لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈرایا کرتے ہو، اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ انسان کیونکہ عجلت پسند، بے حوصلہ اور بے صبر واقع ہوا ہے اس لئے جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کبھی کبھی دل گیر اور ناامید ہو کر اپنے مال واولاد کی بربادی اور اپنی موت کے لئے اسی طرح بددعائیں کرنے لگتا ہے جس طرح خیر مانگنی چاہیے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ، وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ، وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْتَقِبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ، فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاضِحٍ لَهُ، فَأَنَاخَهُ فَرَكِبَهُ، ثُمَّ بَعَثَهُ فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ، فَقَالَ لَهُ: شَأْ، لَعَنَكَ اللهُ،

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بطن بواط کے غزوہ میں چلے اور آپ ﷺ مجدی بن عمرو جہنی کی تلاش میں تھے اور ہمارا یہ حال تھا کہ ہم پانچ اور چھ اور سات آدمیوں میں ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری کرتے تھے، اس اونٹ پر ایک انصار آدمی کی سواری کی باری آئی تو اس نے اونٹ بٹھایا اور پھر اس پر چڑھا اور پھر اسے اٹھایا اس نے کچھ شوخی دکھائی تو انصاری نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ هَذَا اللَّاعِنُ بَعِيرَهُ؟ قَالَ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:انْزِلْ عَنْهُ، فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُونٍ، لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اپنے اونٹ پر لعنت کرنے والا کون ہے؟ انصاری نے عرض کیا میں ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا اس سے نیچے اتر جا اور ہمارے ساتھ کوئی لعنت کیا ہوا اونٹ نہ رہے، اپنے آپ کو بددعا نہ دو اور اپنی اولاد کو بددعا نہ

---

[۱] آل عمران ۲۱

دو اور اپنے خادموں کو بد دعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بد دعا نہ دو، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطاو قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بد دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لئے قبول کر لے۔ ⁽¹⁾

وَقَدْ ذَكَرَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَاهَاهُنَا قِصَّةَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، حِينَ هَمَّ بِالنُّهُوضِ قَائِمًا قَبْلَ أَنْ تَصِلَ الرُّوحُ إِلَى رِجْلَيْهِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ جَاءَتْهُ النَّفْخَةُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا وَصَلَتْ إِلَى دِمَاغِهِ عَطَسَ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَقَالَ اللَّهُ: يَرْحَمُكَ رَبُّكَ يَا آدَمُ، فَلَمَّا وَصَلَتْ إِلَى عَيْنَيْهِ فَتَحَهُمَا فَلَمَّا سَرَتْ إِلَى أَعْضَائِهِ وَجَسَدِهِ جَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيُعْجِبُهُ، فَهَمَّ بِالنُّهُوضِ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَى رِجْلَيْهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ ، وَقَالَ: يَا رَبِّ عَجِّلْ قَبْلَ اللَّيْلِ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پاؤں تک روح پہنچنے سے پہلے ہی اٹھ کر کھڑے ہونے کا ارادہ کر لیا تھا، ان میں روح سر کی طرف سے پھونکی گئی تھی، روح جب دماغ میں پہنچی تو انہیں چھینک آئی تو انہوں نے الحمد للہ کہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے، روح جب آنکھوں تک پہنچی تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھول دیں، روح جب ان کے اعضاء اور جسم کے دیگر حصوں تک پہنچی تو انہوں نے اپنے جسم کو دیکھنا اور اس پر تعجب کا اظہار شروع کر دیا اور روح پاؤں تک پہنچنے سے پہلے ہی انہوں نے اٹھ کر کھڑے ہونے کا ارادہ کر لیا مگر اٹھ نہ سکے اور عرض کرنے لگے اے میرے رب! رات سے پہلے پہلے جلد روح کو میرے پاؤں تک پہنچا دے۔ ⁽²⁾

مگر یہ رب غفور و رحیم کا فضل و کرم ہے کہ ان کی بد دعاؤں کو قبول نہیں فرماتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ⁽³⁾

ترجمہ: اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ برا معاملہ کرنے میں بھی اتنی ہی جلدی کرتا جتنی وہ دنیا کی بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی مہلت عمل کبھی کی ختم کر دی گئی ہوتی (مگر ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے) اس لئے ہم ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ان کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوٹ دے دیتے ہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور بے پایاں رحمت سے رات اور دن کو دو الگ الگ نشانیاں بنایا ہے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، رات کی نشانی کو ہم نے بے نور یعنی تاریک بنایا تا کہ اس میں تم سکون و راحت حاصل کرو اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنی صنعت و حرفت، تجارت اور سفر میں اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو، جیسے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا

⁽¹⁾ صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ حَدِيثِ جَابِرٍ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ ۷۵۱۵، سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ ۱۵۳۲، صحیح ابن حبان ۵۷۴۲

⁽²⁾ تفسیر ابن کثیر ۵؍۴۹

⁽³⁾ یونس ۱۱

تَسۡمَعُوۡنَ ﴿۷۱﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ النَّهَارَ سَرۡمَدًا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِلَيۡلٍ تَسۡكُنُوۡنَ فِيۡهِ‌ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنۡ رَّحۡمَتِهٖ جَعَلَ لَـكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں روشنی لادے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ان سے پوچھو کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں رات لادے تا کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں؟ یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن کو) اپنے رب کا فضل تلاش کرو شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ جَعَلَ فِى السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّجَعَلَ فِيۡهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيۡرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ○ (۲)

ترجمہ: بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا، وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَلَهُ اخۡتِلَافُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ (۳)

ترجمہ: وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، گردش لیل و نہار اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی؟۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ‌ۚ يُكَوِّرُ الَّيۡلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ‌ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۵﴾ (۴)

ترجمہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے، وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ‌ۚ وَجَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا... ﴿۹۶﴾ (۵)

ترجمہ: پردہ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔

---

(۱) القصص ۷۱ تا ۷۳

(۲) الفرقان ۶۲،۶۱

(۳) المومنون ۸۰

(۴) الزمر ۵

(۵) الانعام ۹۶

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّھَارَ فَاِذَا ھُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّھَا ۔۔۔ ؕ ﴿۳۸﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے، ہم نے اس کے اوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔

اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عبادات کا وقت اور ہفتوں، مہینوں اور برسوں کا حساب معلوم کر سکو، جیسے فرمایا

ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ ۔۔۔ ﴿۵﴾ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تا کہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَھِلَّۃِ ؕ قُلۡ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ۔۔۔ ﴿۱۸۹﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔

اسی طرح ہم نے انسان کے لئے دین اور دنیا کی تمام ضروری باتوں کو مختلف طریقوں سے کھول کھول کر بیان کر دیا ہے تا کہ چیزیں ایک دوسرے سے ممتاز ہوں اور باطل میں سے حق نمایاں اور واضح ہو جائے، جیسے فرمایا

۔۔۔ مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ ۔۔۔ (۴)

ترجمہ: ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

وَ کُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیۡ عُنُقِہٖ ؕ وَ نُخۡرِجُ لَہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ

ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے

کِتٰبًا یَّلۡقٰہُ مَنۡشُوۡرًا ﴿۱۳﴾ اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ ؕ کَفٰی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسِیۡبًا ﴿ؕ۱۴﴾

جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پالے گا، لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے،

مَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ؕ وَ لَا تَزِرُ

جو راہ راست حاصل کر لے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لیے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے،

وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾ (بنی اسرائیل ۱۳ تا ۱۵)

کوئی بوجھ والا کسی اور کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔

(۱) یٰسین ۳۸،۳۷

(۲) یونس ۵

(۳) البقرۃ ۱۸۹

(۴) الانعام ۳۸

ہر شخص ذمہ دار ہے:

دوسرے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی کہ ہر انسان خود اپنی ایک مستقل اخلاقی ذمہ داری رکھتا ہے، اس کے اپنے اعمال ہی جو فرشتے لکھ رہے ہیں، جیسے فرمایا

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: (اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿۱۱﴾ [۲]

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

اس کے حق میں فیصلہ کن ثابت ہوں گے، جیسے فرمایا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۸﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اور قیامت کے روز انسان کو اس کے تمام عمر کے اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِيرَهُ ﴿۱۵﴾ [۴]

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتادیا جائے گا بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے، چنانچہ ہر شخص خواہ وہ پڑھا ہو یا ان پڑھ اپنے نامہ اعمال کو پڑھ سکے گا،

قَالَ مَعْمَرٌ: وَتَلَا الْحَسَنُ: {عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ} [۵] يَا ابْنَ آدَمَ بَسَطْتُ لَكَ صَحِيفَتَكَ، وَوُكِّلَ بِكَ مَلَكَانِ كَرِيمَانِ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِكَ، وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِكَ. فَأَمَّا الَّذِي عَنْ يَمِينِكَ فَيَحْفَظُ حَسَنَاتِكَ. وَأَمَّا الَّذِي عَنْ شِمَالِكَ فَيَحْفَظُ سَيِّئَاتِكَ، فَاعْمَلْ مَا شِئْتَ، أَقْلِلْ أَوْ أَكْثِرْ، حَتَّى إِذَا مِتَّ طَوَيْتُ صَحِيفَتَكَ، فَجُعِلَتْ فِي عُنُقِكَ مَعَكَ فِي قَبْرِكَ، حَتَّى تَخْرُجَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا {اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا} [الإسراء: 14] قَدْ عَدَلَ وَاللَّهِ عَلَيْكَ مَنْ جَعَلَكَ حَسِيبَ نَفْسِكَ

معمر سے روایت ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ''دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔'' کی تلاوت

[۱] ق ۱۷
[۲] الانفطار ۱۱،۱۰
[۳] الزلزال ۸،۷
[۴] القیامة ۱۳ تا ۱۵
[۵] ق : ۱۷

کی اور کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میں نے تیرے نامہ اعمال کو کھول دیا ہے، دو معزز فرشتوں کو تیرے ساتھ مقرر کر دیا ہے، جن میں ایک تیرے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف ہے، دائیں طرف والا فرشتہ تیری نیکیوں کو لکھتا ہے اور بائیں طرف والا تیری برائیوں کو لکھتا جاتا ہے لہذا تو جو چاہے عمل کر تھوڑا کر یا زیادہ کر حتیٰ کہ تو جب فوت ہو گا تو تیرے اس نامہ اعمال کو بند کر کے تیرے گلے میں ڈال کر اسے تیرے ساتھ قبر میں داخل کر دیا جائے گا حتیٰ کہ جب تو قیامت کے روز اپنی قبر سے نکلے گا تو اسے کھلا ہوا دیکھے گا اور تجھ سے کہا جائے گا ''پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔'' تیرے ساتھ پورا پورا عدل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے خود تیرا محاسب بنا دیا ہے۔ (۱)

ہر انسان کی نیک بختی و بدبختی، اور اس کے انجام کی بھلائی اور برائی کے اسباب و وجوہ خود اس کی اپنی ذات ہی میں موجود ہیں، اگر انسان اللہ کی دعوت پر ایمان لا کر راہ راست پر گامزن ہو گا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارے گا تو اللہ پر یا اللہ کے رسول پر یا اصلاح کی کوشش کرنے والوں پر احسان نہیں کرتا بلکہ اپنے ہی حق میں بھلا کرے گا اور اگر کج روی اختیار کرے گا تو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اس شخصی ذمہ داری میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہے، جیسے فرمایا

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى... ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنی حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

ہر انسان کا حساب اسی سے لیا جائے گا اور کسی کے کرتوتوں کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا، اس لئے ایک صالح معاشرے کے ہر فرد کو اپنی ذاتی ذمہ داری پر نگاہ رکھنی چاہیے، دوسرے جو بھی کر رہے ہوں اسے پہلی فکر یہ ہونی چاہیے کہ وہ خود کیا کر رہا ہے، اور ایک اہم اصولی بات بیان فرمائی کہ ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں، جیسے فرمایا

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿۹﴾ (۳)

ترجمہ: ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا وہ جواب دیں گے ہاں، خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے، تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

---

(۱) تفسیر طبری ۴۰۰/۱۷

(۲) فاطر ۱۸

(۳) الملک ۸،۹

الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ [1]

ترجمہ:(اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ [2]

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

اس کے بعد بھی کوئی اس پیغام کو نہ سنے، اپنی ہٹ دھرمی اور تعصّبات کی وجہ سے نہ مانے نہ سمجھے اور تندرست اور فرصت ہوتے ہوئے عمل نہ کرے تو وہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتا ہے۔

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا

اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ

کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں، ہم نے نوح کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ (بنی اسرائیل ۱۷، ۱۶)

بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار اور خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

بڑے لوگوں کا بگاڑ:

تیسری بات جس پر ان آیات میں متنبہ کیا گیا وہ یہ ہے کہ ایک معاشرے کو آخر کار جو چیز تباہ و برباد کرتی ہے وہ اس معاشرے کے بڑے، صاحب اقتدار، صاحب حیثیت لوگوں کا بگاڑ ہوتا ہے، جب کسی قوم کے اشراف برائی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اسے تباہ و برباد کر دینے کا فیصلہ فرما لیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان پر رزق کے دروازے کھول دیتا ہے جسے پا کر اس بستی کے خوش حال اور صاحب اقتدار لوگ اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے فسق و فجور میں ڈوب جاتے ہیں، وہ کمزوروں کی مدد کرنے کی بجائے ان پر ظلم و ستم کرتے ہیں، اللہ

[1] الزمر ۷۱

[2] فاطر ۳۷

کی اطاعت کرنے کی بجائے اللہ کی قائم کی ہوئی حدوں کو توڑتے ہیں، ان کے ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں اور بدکاریاں ان کے ہاں باعث شرم نہیں ہوتیں، جو چیزیں خود اس کے اپنے حق میں نقصان دہ تھیں اور اللہ نے انہیں کرنے سے روکا تھا وہ اسے فخریہ سرانجام دیتے ہیں، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا... ﴿۱۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں۔

پھر انہی کی تقلید دوسرے لوگ کرنے لگتے ہیں جس سے بھلے اور برے کاموں کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور آخر کار یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے، اے قریشیو! اپنے چاروں طرف پھیلے تباہ شدہ اقوام کے آثار و کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو، نوح علیہ السلام کے بعد کتنی ہی اقوام مثلاً عاد، ثمود اور قوم لوط کے اشراف نے تمہاری طرح سرکشی و بغاوت کا رویہ اختیار کیا تھا، انہوں نے بھی بشر رسول تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا، اللہ کے رسولوں کو مجنون قرار دیا تھا، اللہ کی دعوت حقا کو مذاق بنا لیا تھا، انہوں نے بھی دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے دبانے اور مٹانے کے لئے ہر ہتھکنڈا استعمال کیا تھا، انہوں نے بھی اہل ایمان کو اپنی ملت پر واپس لانے کے لئے ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی، ان کے زیر نگین لوگوں نے بھی دعوت حق پر غور و فکر کرنے کی بجائے آنکھیں بند کر کے اپنے بڑوں کی تقلید کی تھی جس کا نتیجہ ان کی ہلاکت و بربادی تھا، اب تم بھی انہی تباہ شدہ اقوام کی روش پر چل رہے ہو، اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو تمہارا انجام ان اقوام سے مختلف نہ ہو گا اللہ کا قانون بدلا نہیں جاتا، جیسے فرمایا

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ (۲)

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

... فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ (۳)

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

اور تیرا رب اپنے بندوں کے اچھے اور برے تمام اعمال سے پوری طرح باخبر ہے اور ان کو ان کے اپنے اعمال کی سزا دیتا ہے، وہ تمہارے اعمال خود دیکھ رہا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں

---

(۱) الانعام ۱۲۳

(۲) الاحزاب ۶۲

(۳) فاطر ۴۳

(۴) الفتح ۲۳

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں میں دھتکارا ہوا داخل ہو گا، اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو

وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں

مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ

پوری قدردانی کی جائے گی، ہر ایک کو ہم بہم پہنچائے جاتے ہیں انہیں بھی اور انہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے،

وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے، دیکھ لے کہ ان میں ایک کو ایک پر ہم نے کس طرح فضیلت دے رکھی ہے

وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ (بنی اسرائیل ۱۸ تا ۲۱)

اور آخرت تو درجوں میں اور بھی بڑھ کر ہے اور فضیلت کے اعتبار سے سے بھی بہت بڑی ہے۔

دنیا کے ساتھ آخرت کی فکر:

فکر آخرت کو قرآن میں بار بار دہرایا گیا ہے اور مسلمانوں کو سمجھایا گیا کہ اگر تمہارے پیش نظر صرف یہ عارضی دنیا اور اس کی کامیابیاں اور خوشحالیاں ہوں تو یہ سب کچھ تمہیں مل سکتا ہے، اللہ کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے مگر دنیا پرستی اور آخرت کی جوابدہی سے بے پروائی کی وجہ سے اس کا انجام جہنم کا دائمی عذاب اور اس کی مذمت و رسوائی ہے اور آخرت میں اعمال کی قدردانی کے لئے تین چیزیں بیان فرمائیں۔

- یہ کہ جو کوئی مومن ہو یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہو۔
- اور اخلاص کے ساتھ آخرت کی مستقل اور پائیدار کامیابی کا خواہشمند ہو۔
- اور اس مقصد کے لئے اتباع رسول میں بھرپور کوشش کرے تو ایسے ہر شخص کی کوششوں کو قبول کر کے بہترین بدلا دیا جائے گا۔

دنیا میں ہم اہل ایمان اور اہل کفر و شرک دونوں فریقوں کو سامان زیست دیے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے اور تمام مخلوق اس کے فضل و کرم سے بہرہ ور ہو رہی ہے، نہ دنیا پرستوں میں یہ طاقت و قدرت ہے کہ آخرت کے طلبگاروں کو رزق سے محروم کر دیں اور نہ آخرت کے طلب گار ہی یہ قدرت رکھتے ہیں کہ دنیا پرستوں کو اللہ کی نعمتوں سے محروم کر دیں، تاہم اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مصلحت سے دنیا کا رزق اور اس کی آسائشیں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیتا ہے، دنیا پرست تو اللہ کے رزق کو نمود و نمائش، عیاشیوں اور حرام کاریوں میں خرچ کر دیتے ہیں جبکہ آخرت کے طلبگار پاکیزہ زندگی گزارتے ہیں، اللہ کے عطا کردہ رزق کو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حق داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں، سائل اور محروم کا حصہ نکالتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ اور دین کی نشر و اشاعت میں خرچ کرتے ہیں، اس لئے آخرت میں

ان دونوں گروہوں کے درجات کا یہ تفاضل زیادہ نمایاں اور واضح ہوگا، اس روز کچھ بدنصیب توطوق وزنجیر پہنے ہوئے جہنم کے گڑھوں میں ہوں گے جہاں ان کی خوراک تھور اور تانبے کی طرح کھولتا ہوا پانی، پیپ وغیرہ ہوں گے جسے وہ نہ کھا سکیں گے نہ پی ہی سکیں گے اور کچھ لوگ درجوں کے لحاظ سے جنت کی سدابہار ان گنت نعمتوں، مختلف انواع کی لذتوں اور بلند وبالا محلوں میں ہوں گے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ:بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ اپنے بلند کمرے والوں کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو آسمان کے کنارے صبح کے وقت رہ گیا ہو پورب یا پچھم میں دیکھتے ہیں، ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔ [1]

ان تمہیدی نصیحتوں کے بعد اسلامی تمدن کے بڑے بڑے اصول بیان فرمائے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ (بنی اسرائیل ۲۲)

اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا کہ آخرش تو برے حالوں بے کس ہو کر بیٹھ رہے گا۔

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں:

ہر پیغمبر کا اپنی قوم کو یہی پیغام تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں طاقت، قوت اور حکومت عطا فرمائی ہے مگر ملک و کائنات کا حقیقی مالک وحکمران اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حکومت کو چلانے کے لئے تمہارے خودساختہ جابرانہ وظالمانہ قانون واصول نہیں بلکہ اللہ کی نازل کردہ پاکیزہ اور مبنی برانصاف شریعت ہی اس ملک کا قانون ہوسکتا ہے، اس حقیقت کو سمجھو اور اللہ کے آگے اپنے سر جھکا دو، مگر معبودان باطلا کے خلاف ہر طرح کے دلائل دینے کے باوجود وہ اقوام شیطان کے شکنجے میں اس بری طرح گرفتار تھیں کہ وقت عذاب تک ان کی آنکھیں نہ کھلیں، اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین کے ذریعہ ساری دنیا کو پیغام دیا کہ لوگو! اچھی جان لو مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، ہر طاقت و قدرت اسی کے قبضے میں ہے، مال و دولت عطا فرمانا، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ [2]

ترجمہ: رہا دنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے بے حساب دے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۵۶، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ، كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي السَّمَاءِ ۷۱۴۱، صحیح ابن حبان ۷۳۹۳، شرح السنة للبغوی ۴۳۷۸

[2] البقرة ۲۱۲

...وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

جاہ وعزت بخش دینا، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ... ﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ: کہو! اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جس سے چاہے، چھین لے۔

قوموں کو عروج وزوال دینا، اولادیں نصیب کر دینا، جیسے فرمایا

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا... ﴿۵۰﴾ [3]

ترجمہ: جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

دل کی پکار کو سننا اور مشکلات و پریشانیاں دور فرمانا، زمین و آسمان سے مخلوقات کو رزق پہنچانا وغیرہ سب کے سب اسی کے کام ہیں، کائنات کی ہر مخلوق اس کی محتاج ہے اور اپنے مالک کے آگے سربسجود ہے، اے انسانو! تم بھی غیر اللہ سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا رب تسلیم کرو اور اسی کے حضور اپنی فخر وغرور سے تنی گردنیں جھکا دو، صرف اسی کی بندگی و اطاعت کرو اسی میں اللہ کی خوشنودی اور تمہاری نجات ہے، اگر تم نے اللہ کے سوا کسی اور کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کیا خواہ وہ کوئی غیر ہو یا تمہارا اپنا نفس تو پھر تم قابل مذمت بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہیں دینی اور دنیاوی معاملات میں اپنے حال پر چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے گا اور تم ان برکتوں، مہربانیوں اور رحم و کرم سے محروم ہو جاؤ گے جو صرف اللہ سے تعلق اور اس کی تائید سے ہی حاصل ہوا کرتی ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ، لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَوْشَكَ اللَّهُ لَهُ بِالْغِنَى، إِمَّا أَجَلٌ عَاجِلٌ، أَوْ غِنًى عَاجِلٌ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے انتہائی شدید حاجت (فاقہ) آ پڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا تو اس کی وہ حاجت دور نہ ہو گی اور جس نے اسے اللہ عزوجل پر پیش کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پرواہ کر دے گا، یا تو جلد ہی موت آ جائے گی (اور دنیا کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی) یا جلد ہی غنی ہو جائے گا (اور کسی احتیاج نہ رہے گی)۔ [4]

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا،

---

[1] آل عمران ۲۷

[2] آل عمران ۲۶

[3] الشوری ۵۰

[4] مسند احمد ۳۸۶۹، سنن ابوداود کتاب الزکاۃ بَابٌ فِي الِاسْتِعْفَافِ ۱۶۴۵، جامع ترمذی ابواب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي الهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا ۲۳۲۶، مستدرک حاکم ۱۴۸۲، السنن الکبری للبیہقی ۷۸۶۹، شرح السنة للبغوی ۴۱۰۹

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا

اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا

وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا باز و پست رکھے رکھنا

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ

اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے،

إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ (بنی اسرائیل ۲۳تا۲۵)

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام اخلاق وتمدن وسیاست کا بنیادی منشور بیان فرمایا کہ تیرے رب نے شرعی حکم دے دیا ہے کہ تم لوگ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور تقدیر پر ایمان لاؤ اور اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یعنی زمین وآسمان کے رہنے والوں، زندوں یا مردوں میں سے کسی کی عبادت نہ کرو، اللہ مالک الملک کی بے چوں وچرا اس اطاعت کرو اور اللہ کے حکم کو حکم اور اسی کے قانون کو قانون مانو کیونکہ وہ خالق رزاق اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، وہی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازتا ہے، وہی تمام تکالیف کو دور کرتا ہے اور وہ ان تمام اوصاف میں منفرد اور یکتا ہے اس کے سوا کوئی دوسری ہستی ان اوصاف میں سے کسی چیز کی بھی مالک نہیں، کیونکہ حقوق اللہ کے بعد حقوق والدین سب سے اہم اور مقدم ہیں اس لئے فرمایا کہ اللہ کے ہاں سرخرو ہونے کے لئے قول وفعل ہر لحاظ سے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، جیسے فرمایا

...اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ... ﴿١٤﴾ [1]

ترجمہ: میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔

اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو ان کی کسی بات پر تنگ ہو کر انہیں اف تک نہ کہو، یعنی ادنیٰ اذیت بھی نہ پہنچاؤ اور ان سے سخت کلامی کرو اور نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے ادب، عزت واحترام کے ساتھ بات کرو،

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، فِي قَوْلِهِ: فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا قَالَ: لَا تَنْفُضْ يَدَكَ عَلَى وَالِدَيْكَ

عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ کہتے ہیں اس آیت کریمہ "ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔" کے معنی یہ ہیں اپنے والدین

---

[1] لقمان ۱۴

پر ہاتھ بھی نہ اٹھاؤ۔ (۱)

اور ان کے سامنے تواضع، عاجزی، فروتنی اور خاکساری کا اظہار کرتے ہوئے جھک کر رہو، ان سے نرم، پاکیزہ اور شائستہ گفتگو کرو، اب جبکہ وہ تمہاری کفالت میں ہیں تو ان کی وہی ناز برداری کرو جو کبھی وہ بچپن میں اپنی اولاد کے ساتھ کر چکے ہیں، شرک کے علاوہ ان کے حکم کی تابعداری کرو اور ان کے بڑھاپے میں اور ان کے انتقال کے بعد دعا کیا کرو کہ اے میرے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا، مگر کافروں کے لئے دعا کرنا ممنوع ہوگئی ہے، جیسے فرمایا

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ (۲)

ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنّم کے مستحق ہیں۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں چند روایات ہیں۔

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ، رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ، الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ

ابوبکر بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (۴)

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رِضَا اللَّهِ مَعَ رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ اللَّهِ مَعَ سَخَطِ الْوَالِدِ

اسی طرح والد کے بارے میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کی رضا والد کی رضا اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے۔ (۵)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الجَنَّةَ

(۱) تفسیر طبری ۱۷/۴۱۷

(۲) التوبة ۱۱۳

(۳) مسند الشهاب القضاعی ۱۱۸

(۴) مسند الشهاب القضاعی ۱۱۹

(۵) مستدرک حاکم ۷۲۴۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی ناک خاک آلود کرے جس کی زندگی میں ماہ رمضان المبارک آیا اور چلا بھی گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی اور اللہ اسے بھی برباد کرے جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو پالیا اور پھر بھی ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ پہنچ سکا۔ (۱)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ارْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:وَيْحَكَ، الْزَمْ رِجْلَهَا، فَثَمَّ الْجَنَّةُ

معاویہ بن جاہمہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کی بہتری کے لئے آپ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں زندہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس لوٹ جا اور اپنی ماں کی خدمت کر، پھر میں دوسری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کی بہتری کے لئے آپ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں زندہ ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس لوٹ جاؤ اور اس کی خدمت کرو، پھر میں سامنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کی بہتری کے لئے آپ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں وہ زندہ ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے قدموں کے پاس رہ، جنت اسی کے پیروں کے نیچے ہے۔ (۲)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ، إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ

مقدام بن معدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے باپوں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے، بے شک اللہ تمہیں تمہارے قریبی رشتے داروں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے۔ (۳)

(۱) جامع ترمذی کتاب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۴۵، مسند احمد ۷۴۵۱، مسند البزار ۸۴۶۵، صحیح ابن حبان ۹۰۸، شرح السنة للبغوی ۶۸۹

(۲) سنن نسائی کتاب الجهاد باب الرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ ۳۱۰۶، سنن ابن ماجه کتاب الجهاد بَابُ الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ ۲۷۸۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۱۶۲، مصنف ابن ابی شیبة ۳۳۴۶۰

(۳) مسند احمد ۱۷۱۸۷

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي يَرْبُوعٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يُكَلِّمُ النَّاسَ يَقُولُ يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا أُمَّكَ وَأَبَاكَ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ

بنو یربوع کے ایک شخص سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمارہے تھے دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے، پہلے اپنی ماں اور باپ کو دو، بہن بھائیوں کو دو پھر جو شخص تم سے زیادہ قریب ہے اسے دو۔ [1]

تمہارا رب تمہارے دل کے چھپے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے، اگر تمہارے ارادے اور مقاصد اللہ تعالیٰ کی رضا کے دائرے میں اور تمہاری رغبت صرف انہی امور پر مرتکز رہے جو اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہیں، پھر اگر طبائع بشری کے تقاضے کے مطابق تم سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے اور تم اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایسے سب لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرنے والا ہے۔

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو،

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے،

وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا

اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں، جس کی امید رکھتا ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا

اور نرمی سے انہیں سمجھا دے، اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے

كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ (بنی اسرائیل ۲۶ تا ۲۹)

کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔

اجتماعی زندگی کے حقوق:

اسلام مال و دولت کو حقیقی ضروریات اور مفید کاموں پر خرچ کرنے کی بجائے فخر و ریا، نمود و نمائش، عیاشی اور فسق و فجور وغیرہ پر خرچ کرنے سے منع کرتا ہے، یہ روش دراصل اللہ کی عطا فرمائی ہوئی نعمت کا کفران ہے اور قرآن کریم ایسے اسراف پسند، غیر شرعی رسوم و رواج پر اپنی دولت خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی بند قرار دیتا ہے،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ أَنْفَقَ إِنْسَانٌ مَالَهُ كُلَّهُ فِي الْحَقِّ مَا كَانَ تَبْذِيرًا وَلَوْ أَنْفَقَ مُدًّا فِي بَاطِلٍ كَانَ تَبْذِيرًا

[1] مسند احمد ۱۶۶۱۳

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں انسان اللہ کی راہ میں اگر اپنا سارا مال بھی خرچ کر دے تو وہ فضول خرچ نہیں ہوگا اور اگر غیر حق میں ایک مد بھی خرچ کرے تو وہ فضول خرچ ہو گا۔ (۱)

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ {وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا} قَالَ: التَّبْذِيرُ: النَّفَقَةُ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَفِي غَيْرِ الْحَقِّ وَفِي الْفَسَادِ

اور قتادہ رحمہ اللہ ''اسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں فضول خرچی یہ ہے کہ مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں غیر حق میں اور فتنہ وفساد میں خرچ کیا جائے۔ (۲)

کیونکہ رزق اللہ کا عطیہ ہے اس لئے آخرت میں اس کی بابت سوال بھی کیا جائے گا کہ دولت کو کس ذرائع سے حاصل کیا تھا اور کس راہ پر خرچ کیا تھا،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ، عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلاَهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ رب العزت کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا اس نے عمر کس چیز میں صرف کی، اور جوانی کہاں خرچ کی، اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔ (۳)

اسلام زندگی کے تمام معاملات میں اعتدال، میانہ روی اور توازن کا سبق دیتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ لوگ نہ تو بخیل بن کر اور نہ اپنی جائز ضروریات کو روک کر دولت کی گردش کو روکیں اور نہ ہی فضول خرچی، بے جا خرچ کر کے اپنی معاشی طاقت کو ضائع کریں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝۶۷ (۴)

ترجمہ: جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

اسلام مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے سے تعاون، فیاضی، ہمدردی اور حق رسانی کو بڑی اہمیت دیتا ہے، اسلام کا پیغام ہے کہ آدمی اپنی کمائی اور اپنی دولت کو صرف اپنے لئے ہی مخصوص نہ رکھے بلکہ اپنی ضروریات اعتدال کے ساتھ پوری کرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں اپنے ہمسایوں اور دوسرے حاجت مندوں کے حقوق بھی ادا کرے، کوئی رشتہ دار اپنے دوسرے رشتہ دار سے قطع تعلق نہ کرے بلکہ اگر کوئی اس سے قطع تعلق کرے تو وہ اس سے جوڑنے کی کوشش کرے، اور تمام عزیز واقارب ایک دوسرے کے مددگار بنیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَحَقُّ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ:أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أَبُوكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ

---

(۱) تفسیر طبری ۱۷؍۴۲۹

(۲) تفسیر طبری ۱۷؍۴۲۹

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابٌ فِي الْقِيَامَةِ ۲۴۱۶، شعب الایمان ۱۶۴۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۹۷۷۲

(۴) الفرقان ۶۷

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنے باپ کے ساتھ، پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ، پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ۔ (١)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق کی اور اپنی عمر کی ترقی چاہتا ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ (٢)

ہر مجبور و محتاج، مسکین سائل اور محروم صاحب حیثیت انسانوں سے مدد حاصل کرنے کا حقدار ہو، اگر ایک مسافر اپنے سفر کے دوران کسی بستی یا شہر میں پہنچے تو وہ مسافر وہاں کے لوگوں کو مددگار اور مہمان نواز پائے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي ذُو مَالٍ كَثِيرٍ، وَذُو أَهْلٍ وَوَلَدٍ، وَحَاضِرَةٍ فَأَخْبِرْنِي كَيْفَ أُنْفِقُ؟وَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُخْرِجُ الزَّكَاةَ مِنْ مَالِكَ، فَإِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ، وَتَصِلُ أَقْرِبَاءَكَ، وَتَعْرِفُ حَقَّ السَّائِلِ، وَالْجَارِ، وَالْمِسْكِينِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَقْلِلْ لِي، قَالَ: فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ، وَالْمِسْكِينَ، وَابْنَ السَّبِيلِ، وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا فَقَالَ: حَسْبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا أَدَّيْتُ الزَّكَاةَ إِلَى رَسُولِكَ، فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، إِذَا أَدَّيْتَهَا إِلَى رَسُولِي، فَقَدْ بَرِئْتَ مِنْهَا، فَلَكَ أَجْرُهَا وَإِثْمُهَا عَلَى مَنْ بَدَّلَهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بنی تمیم کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہت مالدار، اہل وعیال اور خاندان والا آدمی ہوں آپ مجھے بتایئے کہ میں کیسے خرچ کروں؟ اور کس کام پر کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ نکالا کرو کہ اس سے تمہارا مال پاکیزہ ہو جائے گا اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیا کرو اور سائل، پڑوسی اور مسکینوں کو ان کا حق دیا کرو، وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کم بات بتلائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیا کرو، سائل، پڑوسی، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دیا کرو اور فضول خرچی نہ کیا کرو، وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بس یہ میرے لئے کافی ہے، جب میں اپنے مال کی زکوٰۃ آپ کے قاصد کے حوالے کر دوں تو اللہ اور اس کے رسول کی نگاہوں میں میں بری ہو جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جب تم میرے قاصد کو زکوٰۃ ادا کر دو تو تم اس سے عہدہ برآ ہو گئے اور تمہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا اور گناہ اس کے ذمے ہو گا جو اس میں تبدیلی کرے گا۔ (٣)

---

(١) صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ ٦٥٠١، مسنداحمد ٨٣٤٤

(٢) صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ وَتَحْرِيمِ قَطِيعَتِهَا ٦٥٢٣، سنن ابوداودکِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ ١٦٩٣، المعجم الکبیر للطبرانی ٩٥٩

(٣) مسنداحمد ١٢٣٩٤

اسلامی معاشرے میں حقوق العباد کا تصور اتنا وسیع ہو کہ ہر مسلمان اپنے اوپر دوسرے مسلمانوں کے حقوق محسوس کرے،اور اگر وہ ان کی خدمت کرے تو ان کا حق سمجھ کر کرے بوجھ یا احسان سمجھ کر نہیں،اور اگر وہ اس قابل نہیں کہ کسی حاجت مند رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں وغیرہ کی خدمت کر سکے تو انہیں جھڑک کر جواب دینے کے بجائے نرم انداز سے جواب دے دے،اور ان کی مدد کرنے کے لئے اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگے، جیسے فرمایا

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ... ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔

اور میانہ روی کی تعلیم فرمائی کہ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو یعنی نہ تو بالکل ہی بخیل بن جاؤ کہ اپنے اہل و عیال اور کسی ضرورت مند کو بھی نہ دو اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ یعنی اپنی وسعت اور گنجائش کو دیکھے بغیر ہی بے دریغ خرچ اور اسراف کے باعث معاشی بدحالی کی راہ اپنے لئے کھولو، یعنی میانہ روی کی روش اختیار کرو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ البَخِيلِ وَالمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا المُنْفِقُ فَلاَ يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا البَخِيلُ فَلاَ يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلاَ تَتَّسِعُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسے دو شخصوں جیسی ہے جن کے بدن پر چھاتیوں سے ہنسلی تک لوہے کے دو کرتے ہوں، جب خرچ کرنے کا عادی (سخی) خرچ کرتا ہے تو اس کے تمام جسم کو (وہ کرتہ) چھپا لیتا ہے یا (راوی نے یہ کہا کہ) تمام جسم پر وہ پھیل جاتا ہے اور اس کی انگلیاں اس میں چھپ جاتی ہیں اور چلنے میں اس کے پاؤں کا نشان مٹتا جاتا ہے، لیکن بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے کرتے کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے بخیل اسے ہر چند اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ،إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا یہ کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کو ہلاکت و بربادی دے۔ [3]

عَنْ أَسْمَاءَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَنْفِقِي أَوْ انْضَحِي، أَوْ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي، فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ

[1] البقرة ۲۶۳

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَثَلِ المُتَصَدِّقِ وَالبَخِيلِ ۱۴۴۳، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ ۲۳۵۹،سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ باب صَدَقَةُ الْبَخِيلِ ۲۵۴۸

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ۱۴۴۲،صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ ۲۳۳۶

اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں خرچ کرتی رہ اور گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تم لوگوں پر خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقے خیرات سے کسی کا مال گھٹتا نہیں،اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے،اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوسروں سے عاجزانہ برتاؤ کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بڑھا دیتا ہے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا اپنے آپ کو حرص اور بخل سے بچاؤ تم سے پہلے کے لوگ حرص اور بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئے،(حرص نے)ان کو حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے اور قطع رحمی کا حکم دیا تو قرابت توڑ لی،اور بدکاری کا حکم دیا تو بدکاری کرنے لگے۔ (۴)

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ، یقیناً وہ اپنے

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۳۰ (بنی اسرائیل ۳۰)

بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الھبة بَابُ هِبَةِ المَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا، إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ، إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجُزْ۲۵۹۱، وكِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا۱۴۳۳،صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ ۲۳۷۵،سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ باب الْإِحْصَاءُ فِي الصَّدَقَةِ۲۵۵۱

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ۲۳۰۹

(۳) صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ ۶۵۹۲، مسنداحمد۹۰۰۸، مسندالبزار۸۳۱۰،صحیح ابن خزیمة۲۴۳۸،المعجم الاوسط ۵۰۹۲،صحیح ابن حبان ۳۲۴۸،سنن دارمی ۱۷۱۸، السنن الکبری للبیہقی ۷۸۱۷،مسندابی یعلی ۶۴۵۸،شرح السنة للبغوی ۱۶۳۳

(۴) سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي الشُّحِ۱۶۹۸،مسنداحمد۶۷۹۲، مستدرک حاکم۱۵۱۶،السنن الکبری للبیہقی ۷۸۱۸،مصنف ابن ابی شیبة۲۶۶۰۷،شرح السنة للبغوی۴۱۶۱

معاشی نظام:

افلاس اور وسائل کی کمی کے بارے میں اہل ایمان کو تسلی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے، وہ اپنے خزانوں کو اپنے ہاتھوں سے مخلوقات میں بانٹتا ہی رہتا ہے،

...بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ... ﴿٦٤﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کے ہاتھ تو کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں رزق میں نامساوات کا معاشی نظام اس لئے جاری نہیں فرمایا کہ اس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے کہ اس نے ان میں کمی کے خطرے کے پیش نظر راشنگ کا نظام جاری کر رکھا ہو، بلکہ اس کے برعکس اگر وہ تمام انسانوں کو ان کی تمام تر ادنیٰ و اعلیٰ خواہشوں اور ضروریات کو پورا فرما دے تو اس کے خزانوں میں کچھ کمی واقع نہیں ہو گی مگر اس نے اپنی بہت سی مصلحتوں کے سبب جن کو وہ خود ہی جانتا ہے سب انسانوں کو رزق میں مساوی نہیں رکھا بلکہ ان کے درمیان کم و بیش کا فرق رکھا ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

[1] المائدۃ ۶۴

اے میرے بندو! اگر تم سب اولین وآخرین اور جن وانس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر سب اولین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ [1]

چنانچہ اگر اللہ نے کسی کو مال واسباب کی فراوانی عطا فرمائی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اللہ کا پسندیدہ بندہ ہے اور جسے نہ دیا وہ اللہ کا مغضوب ہے، اللہ اپنے بندوں کے حال سے خوب باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ

اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں،

اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ (بنی اسرائیل ۳۱)

یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

رازق اللہ ہی ہے:

اے لوگو! اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو، دنیا میں یہ بڑا شور اور غلغلہ ہے کہ انسانی آبادی بڑھ رہی ہے، زمین کی پیداوری صلاحیت کم ہو رہی ہے، پیداوار کم ہو رہی ہے لہذا خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نسل کشی کرو، خاندانی منصوبہ بندی کو رائج کرو، چاہے معاشرے میں فسق و فجور بڑھ جائے، ایسا سوچنے والے دراصل اللہ کو رزاق تسلیم نہیں کرتے، وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ رزق کا انتظام ان کے ہاتھوں میں ہے حالانکہ رزاق اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو بچے کے دنیا میں آنے سے قبل ہی اس کے رزق کا بندوبست فرما دیتا ہے، وہ اللہ جو صدیوں سے اپنی ہر طرح کی مخلوقات کے لئے رزق کا ذمہ دار رہا ہے کیا اس نے آئندہ آنے والی مخلوقات کو رزق بہم نہ پہنچانے کا اعلان کر دیا ہے؟ کیا اس کے خزانوں میں کچھ کمی واقع ہو گئی ہے کہ انسان نسل کشی کرنے لگے؟ لہذا انسانوں کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے جو پہلے بھی اپنی مخلوقات کو وافر رزق بہم پہنچا تا رہا ہے اور جب تک دنیا کا نظام قائم ہے پہنچا تا رہے گا، جیسے فرمایا

...وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ... ﴿۱۵۱﴾ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار ۴۰۵۳، مستدرک حاکم ۷۶۰۶، شعب الإیمان ۶۶۸۶، شرح السنة للبغوی ۱۲۹۱، معجم ابن عساکر ۸۷۰

[2] الانعام ۱۵۱

ترجمہ:اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے۔

اس لئے نسل کو روکنے کے لئے مصنوعی طریقے اختیار کرنا یا عزل کرنا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خاموشی سے قتل کرنا فرمایا ہے،

عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ، أُخْتِ عُكَّاشَةَ، قَالَتْ:ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ»، زَادَ عُبَيْدُ اللهِ فِي حَدِيثِهِ: عَنِ الْمُقْرِئِ، وَهِيَ: {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ}

جذامہ بنت وہب سے مروی ہے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو پوشیدہ زندہ درگور کرنا ہے، عبید اللہ کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ یہی وہ موؤدہ ہے جس کے بارے میں قیامت کو سوال ہوگا۔ [1]

اس کے تخلیقی انتظامات میں بے جا دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے اور نسل کشی کی بجائے اولاد بڑھانی چاہیے،

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ، وَإِنَّهَا لَا تَلِدُ، أَفَأَتَزَوَّجُهَا، قَالَ:لَا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ:تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن وجمال والی ہے مگر اس کی اولاد نہیں ہوتی تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، پھر وہ دوبارہ آیا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں، بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ [2]

عَنْ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ:قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ:يَا عِيَاضُ، لَا تَزَوَّجَنَّ عَجُوزًا وَلَا عَاقِرًا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ

اور عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے عیاض رضی اللہ عنہ! کسی بوڑھی اور بانجھ سے شادی نہ کرنا بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ [3]

درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ،قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ،قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ

[1] صحيح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ جَوَازِ الْغِيلَةِ، وَهِيَ وَطْءُ الْمُرْضِعِ، وَكَرَاهَةِ الْعَزْلِ ۳۵۶۳،سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ الْغَيْلِ ۲۰۱۲

[2] سنن ابوداودكتاب النكاح بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ ۲۰۵۰ ، مسند البزار ۶۴۵۶،مستدرک حاکم ۲۶۸۵،السنن الكبرى للبيهقى ۱۳۴۷۵،السنن الصغير للبيهقى ۲۳۵۱،شرح السنة للبغوى ۲۲۴۶

[3] المعجم الكبير للطبرانى ۱۰۰۸

کے ساتھ کسی کو برابر ٹھہراؤ حالانکہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے، پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے، میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرو۔ (۱)

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ (بنی اسرائیل ۳۲)

خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

پاکیزہ زندگی:

اسلام مرد و عورت کو صاف ستھری، خوشیوں سے بھری اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے لئے نکاح کا حکم فرماتا ہے جس سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے، نسل انسانی کو فروغ حاصل ہوتا ہے، دونوں خاندانوں میں الفت و پیار بڑھتا ہے، جبکہ زنا اس کے بالکل برعکس راستہ ہے، زنا میں فائل اور مفعول وہی ہیں جو نکاح میں ہوتے ہیں مگر اس میں صرف جسمانی خواہش کی تسکین ہے، خاندان کا قیام اور افزائش نسل نہیں اور دونوں خاندانوں میں ہمیشہ کے لئے ذلت و رسوائی، عداوت اور خون خرابہ ہے جس سے معاشرے میں بڑا انتشار پیدا ہوتا ہے اور امن و سکون غارت ہو جاتا ہے، اس لئے فرمایا کہ زنا ہی نہیں بلکہ زنا تک پہنچانے والے تمام اعمال اور راستوں کے قریب بھی نہ پھٹکو۔

مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے سر کو لوہے کے نزے سے پھوڑ دیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تم کسی عورت کو ہاتھ لگاؤ جو تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ. مَهْ. فَقَالَ:ادْنُهْ، فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا. قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ:أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ:وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ. قَالَ:أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟قَالَ: لَا. وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ:وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ:وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ.

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے زنا کی اجازت فرما دیں، لوگ اس کی یہ بات سن کر اسے ڈانٹنے اور برا بھلا کہنے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا قریب آجاؤ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ماں کے لیے یہ پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی

(۱) صحیح بخاری تفسیرسورة البقرة بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى فَلاَ تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۴۴۷۷، وكِتَابُ الأَدَبِ بَابُ قَتْلِ الوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ ۶۰۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۷

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۴۸۶، مسند الرویانی ۱۲۸۳

قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنی بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے،

قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ. قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ.

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنی پھوپھی کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنی خالہ کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اس پر رکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کے گناہ کو صاف فرمادے اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرم گاہ کو محفوظ کردے، پھر اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی چیز کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔[1]

اور اللہ تعالیٰ نے معاشرے سے زنا کو ختم کرنے کے لئے مرد کو چار نکاحوں تک کی اجازت عطا فرمائی کہ اگر کسی وجہ سے ایک بیوی کے نزدیک نہیں جا سکتا تو دوسری موجود ہے۔

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ (بنی اسرائیل ۳۳)

ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے کہ پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے، بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔

انسانی جان کی حرمت:

اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کو قابل احترام ٹھہرایا ہے، کوئی بھی انسان نہ اپنی جان لینے کا حق رکھتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے انسان کی جان، اللہ کی مقرر فرمائی ہوئی حرمت صرف اس وقت ٹوٹ سکتی ہے جب کوئی انسان دوسرے انسان کو ناحق قتل کر دے اور امن وسکون قائم کرنے کے لئے قاتل کو حکومت وقت کے حکم سے قصاص میں قتل کر دیا جائے، یا شادی شدہ زانی کو زنا کے جرم میں رجم کر دیا جائے، یا مقتول کے ورثا دیت لے لیں یا معاف کر دیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ

[1] مسند احمد ۲۲۲۱۱

اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ،النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لاالٰہ الااللہ اور میرے اللہ کا رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے یا تو اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا شادی شدہ ہو اور پھر زنا کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر (مرتد ہو کر) جماعت کو چھوڑ دیا ہو۔[۱]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا کا فنا ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مومن کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔[۲]

مگر کوئی شخص یا گروہ بطور خود قانون ہاتھ میں نہیں لے سکتا کہ وہ جوش انتقام میں اصل مجرم کے ساتھ ساتھ اس کے خاندان کے دوسرے معصوم افراد کو نشانہ بنائے یا مجرم کو تڑپا تڑپا کر مارے یا مار کر اس کی لاش کی بے حرمتی کرے یا اس کی طرح کی کوئی اور انتقامی کاروائی کرے، کیونکہ قتل کے مقدمہ میں مدعی مقتول کے وارث ہوتے ہیں اس لئے وہی قاتل کو معاف یا دیت لینے کے مجاز ہیں اور امراء و حکام کو حصول انصاف کے لئے مقتول کے وارث کی مدد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے،

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ (بنی اسرائیل ۳۴)

اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔

یتیموں کا مفاد:

اسلام نے یتیموں کے مال کو کھانے کی بڑی وعید دی ہے، فرمایا کہ یتیم کی کفالت کے دوران یتیم کے مال کو ایسے طریقے سے استعمال کرو جس میں اس کا فائدہ ہو اگر تم خود مالدار ہو تو اس مال سے علیحدہ رہو اور اگر خود محتاج ہو تو بقدر معروف کھالو، جیسے فرمایا

...وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ... ﴿۶﴾ [۳]

ترجمہ: یتیم کا جو سرپرست مالدار ہو وہ پرہیزگاری سے کام لے اور جو غریب ہو وہ معروف طریقے سے کھائے۔

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالعَيْنَ بِالعَيْنِ وَالأَنْفَ بِالأَنْفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۶۸۷۸، صحیح مسلم کتاب القسامة بَابُ مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ ۴۳۷۵

[۲] جامع ترمذی کتاب الدیات بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ۱۳۹۵،سنن نسائی کتاب المحاربه باب تَعْظِيمُ الدَّمِ۳۹۹۱،معجم ابن عساکر ۳۵۳،السنن الکبری للنسائی ۳۴۳۵،السنن الکبری للبیہقی ۱۵۸۷۰

[۳] النساء ۶

اور جب وہ سن شعور کو پہنچ جائیں تو گواہوں کی موجودگی میں اس کا مال اسے لوٹا دو، جیسے فرمایا

...فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا... ⑥ [۱]

ترجمہ: پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو ایسا کبھی نہ کرنا کہ حدِ انصاف سے تجاوز کر کے اس خوف سے ان کے مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔

...فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ... ⑥ [۲]

ترجمہ: پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو اس پر گواہ بنا لو۔

جو لوگ نگرانی کے دوران یتیموں کا تمام یا کچھ مال ہڑپ کرتے ہیں یا نگرانی اور دیکھ بھال کی آڑ میں ناجائز اسراف کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ ⑩ [۳]

ترجمہ: جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، فَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! میں تو تجھے بہت کمزور دیکھ رہا ہوں اور بلاشبہ میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہوں تو کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا متولی بننا۔ [۴]

اللہ تعالیٰ عہد کی پابندی کو بڑی اہمیت دیتا ہے کیونکہ ایفائے عہد کا مسئلہ انفرادی اخلاقیات کا نہیں بلکہ قومی، ملکی اور اجتماعی معاملات بھی اس کی زد میں آتے ہیں، اس لئے اللہ بار بار اس چیز پر تنبیہ کرتا ہے کہ تم سے اللہ سے کیے ہوئے عہد اور تمہارے آپس کے عہد و پیمان کے بارے میں نقض عہد کی صورت میں روز قیامت باز پرس کی جائے گا، اس لئے عہد و پیمان خواہ لوگ ایک دوسرے سے کریں یا ایک قوم دوسری قوم سے کرے ان کی خلاف ورزی کے بجائے پوری ایمانداری سے پورا کرنا چاہیے۔

---

[۱] النساء۶

[۲] النساء۶

[۳] النساء۱۰

[۴] صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ كَرَاهَةِ الْإِمَارَةِ بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ ۴۷۲۰، سنن ابوداودکتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا ۲۸۶۸

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ

اور جب ناپنے لگو تو بھر پور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، یہی بہتر ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ (بنی اسرائیل ۳۵)

اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔

ناپ تول کے پیمانے:

ناپنے، پیمانے اور اوزان میں کمی بیشی کرنا بھی بہت بڑا جرم اور بدترین خیانت ہے کہ کسی سے رقم تو پوری وصول کی جائے مگر اس کے بدلے مال کم دیا جائے، یا سودا کرتے وقت تو اچھا مال دکھایا جائے مگر دیتے وقت خراب مال دیا جائے، قوم شعیب علیہ السلام کی تباہی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ ناپ تول میں ڈنڈی مارتے تھے۔

...فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ...ۚ ﴿۸۵﴾ [1]

ترجمہ: لہذا وزن اور پیمانے پورے کرو لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو۔

کیونکہ یہ معاملہ فرد کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا ہے اس لئے حکم فرمایا کہ لین دین میں صحیح تولا اور ناپا کرو یہی دیانت داری دنیا و آخرت میں مفید ہے، اگر تھوڑے فائدے کے لئے ناپ تول میں کمی کرو گے تو اپنی جائز کمائی میں حرام کی ملاوٹ کرو گے اور اس مال حرام کو کھانے کی وجہ سے تمہاری عبادات اور دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی اور روز قیامت تمہیں اس کا خمیازہ بھی بھگتنا ہوگا۔

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ

جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ (بنی اسرائیل ۳۶)

ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

ظن وتخمین کی پیروی:

اللہ تعالیٰ اسلامی معاشرے میں محض وہم وگمان میں ٹھوکریں کھانے کی بجائے حقیقت پسندانہ ذہنیت پیدا کرنے کے لئے حکم دیتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں وہم وگمان کے بجائے علم کی پیروی کریں، عمومی زندگی میں کوئی مسلمان کسی شخص یا گروہ پر بلا تحقیق الزام (یعنی تہمت، غیبت وغیرہ) نہ لگائے، کسی کی ٹوہ میں نہ رہے، کسی کے بارے میں بدگمانی نہ رکھے، جھوٹی شہادتیں نہ دیں، تحقیق کے بغیر محض شبہ کی بنیاد پر کسی کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے، محض گمان کی بنیاد پر کسی شخص کو پکڑنا، مار پیٹ کرنا اور حوالات میں بند کر دینا قطعی ناجائز ہے، اور نہ ہی شبہات پر افوائیں پھیلائی جائیں، جیسے فرمایا

[1] الاعراف ۸۵

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا... ﴿۱۲﴾ [۱]

ترجمہ:اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بغض نہ رکھو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَيَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان خواب میں ایسی چیز کے دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔ [۳]

اور یہ خیال نہ کرو کہ تمہارا قول وفعل یوں ہی ختم ہو جائے گا اور تمہیں اس کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوگا بلکہ اگر کوئی شخص معاشرے میں اس طرح کا فساد برپا کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی اور روز قیامت اس سے باز پرس ہوگی اور اعضاء رئیسہ آنکھ، کان دل اور تمہاری کھالیں سب اس کے خلاف گواہی دیں گے اور اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا۔

وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے ،

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى

ان سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپسند ہے، یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب

اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى

تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا کہ ملامت خوردہ اور راندہ درگاہ ہو کر

[۱] الحجرات ۱۲

[۲] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ ۶۰۶۴،صحیح مسلم کتاب البر و الصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا ۶۵۳۶

[۳] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ ۷۰۴۳،مسند احمد ۵۷۱۱،شعب الایمان ۴۴۳۸

فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ (بنی اسرائیل ۳۷ تا ۳۹)

دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

جباروں اور متکبروں کی چال:

اللہ تعالیٰ انسانوں میں فخر وغرور اور متکبرانہ چال ڈھال کو پسند نہیں فرماتا، حکم فرمایا اللہ کی زمین میں اکڑ کر نہ چلو تم اپنی متکبرانہ چال سے نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو، اگر متکبرانہ چال ڈھال اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے بہت حقیر ہو گے اور مخلوق کے نزدیک بھی بہت ذلیل، ناپسندیدہ اور مذموم ہو گے، جیسے لقمان نے اپنے بچوں کو نصیحت کی تھی۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ [1]

ترجمہ: اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

اسی متکبرانہ چال کی وجہ سے ہی اللہ نے قارون کو اس کے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا، جیسے فرمایا

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ، تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ، إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر وغرور میں سرمست، سر کے بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا چلا جائے گا۔ [3]

اللہ تعالیٰ کو تواضع، فروتنی اور عاجزی وانکساری پسند ہے، اللہ چاہتا ہے کہ روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کی نشست وبرخاست، چال ڈھال، ان کا لباس وپوشاک، سواری، مکان اور عام برتاؤ وغیرہ الغرض ہر شے میں انکساری اور عاجزی ہونی چاہیے، اگر ان کے ہاتھ میں کوئی طاقت وحکومت آجائے تو اس وقت بھی ان کے کردار واحکامات میں ظلم وجبر اور تکبر کا ادنیٰ سا بھی شائبہ بھی نہ پایا جائے بلکہ اس وقت اللہ کے خوف اور احساس ذمہ داری سے اور زیادہ سر جھک جانا چاہیے کہ کہیں جو ذمہ داری ان پر عائد کی گئی ہے اس کو بجا طور پر ادا بھی کیا گیا ہے کہ نہیں، کیونکہ طاقت وحکومت ایک امانت ہے جس کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی، بیان کیے گئے منشور میں ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہے، یہ انسانیت کو معراج تک پہنچانے والی حکمت کی وہ باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں تاکہ تو لوگوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم

[1] لقمان ۱۸

[2] القصص ۸۱

[3] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الخُيَلاَءِ ۵۷۸۹، صحیح مسلم کتاب اللباس بَابُ تَحْرِيمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ إِعْجَابِهِ بِثِيَابِهِ ۵۴۶۷، مسند احمد ۹۰۶۵، المعجم الاوسط ۹۱۷۶، شعب الایمان ۵۷۱۶

دے اور منع کرے، اور جیسا کہ غیر اللہ کی عبادت کی ممانعت سے اس کی ابتدا کی گئی تھی اسی پر ختم کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ یاد رکھو اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں، کائنات کی ہر چیز اس کی مخلوق اور اس کے در کی فقیر ہے، کسی بڑے چھوٹے کے قبضہ قدرت میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی کوئی اختیار نہیں سونپا ہے، اس لئے شیطان کے خوبصورت جال میں پھنس کر، اس کے دلفریب وعدوں میں الجھ کر، اس کی پرفریب دلاسوں سے بہل کر اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا بیٹھنا، اللہ کا شریک نہ بنانا جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے، جیسے فرمایا

...اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۞ [1]

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

پھر مشرک کو اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام مخلوق کی طرف سے ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر ابد الآباد تک جہنم کے دردناک عذاب میں داخل کر دے گا، اوپر بیان کردہ منشور کو ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰي يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰي ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے، اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی، اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ، یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو، اور یہ کہ مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے، اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا اس کے امکان میں ہے، اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی منشور کے مطابق مدینہ منورہ کا معاشرہ قائم فرمایا۔

---

[1] المائدۃ ۷۲

[2] الانعام ۱۵۱، ۱۵۲

اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۞

کیا بیٹوں کے لیے تو اللہ نے تمہیں چھانٹ لیا اور خود اپنے لیے فرشتوں کو لڑکیاں بنالیں؟ بیشک تم بہت بڑا بول بول رہے ہو،

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِيَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۞ (بنی اسرائیل ۴۱،۴۰)

ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طرح بیان فرمادیا کہ لوگ سمجھ جائیں لیکن اس سے انہیں تو نفرت ہی بڑھتی ہے۔

شرک کی تردید:

اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے وہ ان کی مورتیاں بناتے اور خوبصورت کپڑے پہنا کر ان کی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شرک کی تردید فرمائی اور انہیں اپنے احمقانہ خیال پر سوچنے کے لئے ایک نکتہ بیان فرمایا کہ سوچو تم لوگ اپنی افرادی قوت وطاقت کے اظہار کے لئے لڑکوں کو پسند کرتے ہو، اگر تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو تمہارے سر شرمندگی سے جھک جاتے ہیں اور چہرے سیاہ پڑ جاتے ہیں تو کیا اللہ جو تمام کائنات اور اس کے اندر جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک ہے اس نے اپنے لئے لڑکوں کے بجائے ملائکہ کو جنہیں تم لڑکیاں سمجھتے ہو پسند فرمایا، کیا وہ تمہیں لڑکیاں دے کر خود لڑکے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ۞ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـًٔا اِدًّا ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَ تَخِرُّ
الۡجِبَالُ هَدًّا ۞ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ۞ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۞ اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ۞ لَقَدۡ اَحۡصٰهُمۡ وَعَدَّهُمۡ عَدًّا ۞ وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ۞ [1]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سخت بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لیے اولاد ہونے کا دعوی کیا! رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، سب پر وہ محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے، سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں خشکی و تری میں طرح طرح کی چھوٹی بڑی مخلوقات تخلیق کی ہیں، اسی طرح ملائکہ اللہ کی ایک مقرب مخلوق ہے، جن میں اللہ تعالیٰ نے شر کا مادہ ہی نہیں رکھا، یہ اللہ کے جاہ وجلال اور رہیبت سے لرزاں رہتے اور ہر وقت اللہ کی حمد و تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام چلانے کے لئے مختلف ملائکہ کو مختلف خدمات سونپ رکھی ہیں، جیسے جبرائیل علیہ السلام ہیں جن کے چھ سو بازو ہیں، یہ فرشتوں میں سب سے زیادہ برگزیدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام واحکامات اس کے منتخب نبیوں، رسولوں پر اس کے حکم سے نازل کرتے ہیں، اللہ نے ان کی قوت وامانت کی تعریف فرمائی۔

---

[1] مریم ۸۸تا۹۵

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۹۲ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۹۳ (۱)

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ (۲)

ترجمہ: یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے وہ بااعتماد ہے۔

معراج میں یہی فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، مالک الموت (عزرائیل علیہ السلام) کا کام وقت مقررہ پر ہر جاندار کی روح قبض کرنا ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ (۳)

ترجمہ: ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّ الْأَرْضَ بَيْنَ يَدَيْ مَلَكِ الْمَوْتِ مِثْلُ الطَّسْتِ، يَتَنَاوَلُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد رحمہ اللہ اور متعدد دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ ساری زمین ملک الموت کے سامنے ایسی ہے جس طرح کسی کے سامنے کھانے کا طشت رکھا ہو اور وہ یعنی ملک الموت اس طشت میں سے حسب منشا کھاتا رہتا ہے۔ (۴)

مالک الموت کے دو خصوصی معاونین فرشتے ہیں، ایک آسانی سے جان نکالنے والا فرشتہ جسے ”النّٰشِطٰتِ“ کہا جاتا ہے اور دوسرا سختی سے جان نکالنے والا فرشتہ جسے ”النّٰزِعٰتِ“ کہا جاتا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ (۵)

ترجمہ: قسم ہے ان (فرشتوں) کی! جو ڈوب کر کھینچتے ہیں اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں۔

کچھ فرشتے کائنات میں تیزی کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ (۶)

ترجمہ: اور قسم ہے! (ان فرشتوں کی جو کائنات میں) تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔

میکائیل علیہ السلام کے ذمہ بارش اور روزی پہنچانا ہے، ایک فرشتہ اسرافیل علیہ السلام ہے جب سے کائنات وجود میں آئی ہے صور کو اپنے منہ سے لگائے اپنے رب کے حکم کے منتظر ہیں، جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، آسمان پھٹ جائے

---

(۱) الشعراء ۱۹۳، ۱۹۲

(۲) التکویر ۱۹ تا ۲۱

(۳) السجدة ۱۱

(۴) البداية والنهاية ۱/۴۷

(۵) النازعات ۱، ۲

(۶) النازعات ۳

گا، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے، ہر ذی روح سوائے میرے رب کے موت کی آغوش میں چلا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی، چار فرشتے حاملین عرش ہیں روز قیامت اللہ چار اور فرشتوں کا اضافہ فرمائیں گے اس طرح اس روز آٹھ فرشتے رب کا عرش تھامے ہوئے ہوں گے اور باقی فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ [1]

ترجمہ: اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی، فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ... ﴿٧﴾ [2]

ترجمہ: عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گردو پیش حاضر رہتے ہیں سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔

رضوان جنت ہیں جن کے ذمہ حور و غلمان اور خدام کی نگرانی ہے، خدام جنت ہیں جن کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

...اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ [3]

ترجمہ: آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لیے ہے یعنی ایسے باغ جو ان کی ابدی قیامگاہ ہوں گے، وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے، ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہے تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو۔

اور دوزخ پر انیس (۱۹) تند خو فرشتے مقرر ہیں جن کا کام جہنم کے انتظام کرنے اور دوزخیوں کو عذاب دینا ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ [4]

ترجمہ: اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دوزخ؟ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے، کھال جھلس دینے والی، انیس کارکن اس پر مقرر ہیں۔

شیطانوں اور جنوں کو آسمان پر جانے سے روکنے کے لیے بھی فرشتے مقرر ہیں۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ [5]

---

[1] الحاقۃ ۱۷،۱۶

[2] المومن ۷

[3] الرعد ۲۲تا۲۴

[4] المدثر ۲۷تا۳۰

[5] الجن ۹،۸

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے، اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لیے گھات میں ایک شہاب ثاقب پاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے کراما کاتبین ہیں جو اس کے چھوٹے یا بڑے افعال جو کچھ انہوں نے کیے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں لکھتے رہتے ہیں۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ ٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ ١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ ١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ١٢ [1]

ترجمہ: بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

کچھ پہریدار فرشتے ہیں جو انسانوں اور ان کے اعمال کی نگرانی و حفاظت پر مامور ہیں۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ... ۝ ١١ [2]

ترجمہ: ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگران لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

کچھ فرشتے انسانوں کے روزانہ کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: المَلاَئِكَةُ يَتَعَاقَبُونَ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ، وَصَلاَةِ العَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيَقُولُ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي، فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے آگے پیچھے زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں، کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ دن کے اور یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے تمہارے یہاں رات میں رہے اللہ کے حضور میں جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا، وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور اسی طرح جب ہم ان کے یہاں گئے تھے جب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ [3]

فرشتہ تقدیر مقرر ہے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا ، يَقُولُ: يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ، يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ: أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى، شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ وَالأَجَلُ، فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

---

[1] الانفطار ۹تا۱۲

[2] الرعد۱۱

[3] صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۲۳

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم پر جس فرشتہ کو مقرر کر رکھا ہے وہ عرض کرتا ہے پروردگار! نطفہ (بناؤں) پروردگار! بستہ خون (بناؤں پروردگار! لوتھڑا (بناؤں) اس کے بعد جب باری تعالیٰ اس کی بناوٹ مکمل کرنی چاہتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے پروردگار یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ یہ نیک بخت ہے یا بد بخت؟ اس کا رزق کیا ہے؟ اس کی عمر کیا ہے؟ اس طرح (یہ سب باتیں) ماں کے پیٹ کے اندر لکھ دی جاتی ہیں۔ (۱)

ایک فرشتہ پہاڑوں پر مقرر ہے،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ العَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کیا آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا، لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہو پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا تب مجھے کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے

فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ، ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

اور میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا ہے، آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں، اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن میں وہ پس جائیں) رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔ (۲)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الحَيْضِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ۳۱۸

(۲) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۳۱

بادلوں پر بھی فرشتہ مقرر ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص جنگل میں جارہا تھا کہ اچانک اس کے کانوں سے یہ آواز ٹکرائی کہ کوئی بادلوں کو حکم دے رہا ہے فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو (وہ آدمی بادلوں سے اس آواز کو سن کر حیران ومتعجب ہوا) اور اس نے دیکھا کہ اس بادل نے وہاں سے ہٹ کر ایک پتھریلی زمین پر خوب پانی برسایا۔ (۱)

کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا ہے اس کا ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ

عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ (۲)

کچھ فرشتوں کی یہ ڈیوٹی ہے کہ ایک مومن جب کسی دوسرے مومن کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے خدایا قبول فرما اور دعا کرنے والے کو بھی وہی رحمت مرحمت فرما۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، قَالَ: وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ، قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَلَمْ أَجِدْهُ وَوَجَدْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَتْ: تُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ

صفوان بن عبداللہ جن کے نکاح میں درداء رضی اللہ عنہا تھیں کہتے ہیں ایک مرتبہ میں شام آیا اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن وہ گھر پر نہیں ملے البتہ ان کی اہلیہ موجود تھیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اس سال تمہارا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لیے بھی خیر کی دعاء کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی پیٹھ پیچھے جو دعاء کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ اس مقصد کے لئے مقرر ہوتا ہے کہ جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعاء مانگے تو وہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی یہی نصیب ہو۔ (۳)

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْمَسَاكِينِ ۷۴۷۳

(۲) صحیح ابن حبان ۹۱۴، سنن نسائی كِتَابُ السَّهْوِ بَابُ السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۲۸۳، مسنداحمد ۴۳۲۰

(۳) مسنداحمد ۲۱۷۰۷، صحیح مسلم کتاب الذکرعالدعائ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۶۹۲۹، سنن ابن ماجہ کتاب کتاب المناسک بَابُ فَضْلِ دُعَاءِ الْحَاجِّ ۲۸۹۶

قبر میں سوال جواب کے فرشتے مقرر ہیں جنہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ، أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلآخَرِ: النَّكِيرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کے رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ (۱)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:قَالَ:وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں مومن میت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس مومن کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر دونوں اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، دونوں فرشتے دوسرا سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، وہ پھر دریافت کرتے ہیں جو شخص تم میں (نبی بنا کر) بھیجا گیا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مومن آدمی کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، فرشتے پھر پوچھتے ہیں تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہوا؟ وہ آدمی جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ (۲)

جب مومن ان چار سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے تو اس پر نوازشات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور قیامت تک کے لیے اس کی قبر کو راحتوں اور روشنی سے بھر دیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ،فَيُقَالُ لِلأَرْضِ: الْتَئِمِي عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلَاعُهُ، فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اگر مرنے والا منافق ہوتا ہے تو وہ ہر سوال پر شور مچاتا ہے اور کہتا ہے لوگ جو کچھ کہتے تھے میں بھی وہی کہا کرتا تھا ہائے مجھے نہیں معلوم، فرشتے کہیں گے ہمیں علم تھا کہ تو یہی کہے گا، پھر زمین سے کہا جائے گا اس پر تنگ ہو جا (مل جا) زمین باہم مل جائے گی اور اس کے سبب اس کی دائیں پسلیاں بائیں میں اور بائیں پسلیاں دائیں میں پیوست ہو جائیں گی اور تا قیامت اسے یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (۳)

کچھ فرشتے آسمانوں کے دروازے کھولنے پر مقرر ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو آسمان دنیا کے فرشتوں نے

---

(۱) جامع ترمذی کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْر ۱۰۷۱، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۵۶

(۲) سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْر ۴۷۵۳

(۳) جامع ترمذی کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْر عن ابی ہریرہؓ ۱۰۷۱

پوچھا کہ کون آئے ہیں؟ جب انہیں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے آنے کا کہا گیا تو پھر انہوں نے دروازہ کھولا اس طرح ہر آسمان کے فرشتے نے سوال کیا اور دروازہ کھولا۔ (۱)

کچھ فرشتے نیک اور بدلوگوں کی روحیں لے کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے مقرر ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ، فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَقُولُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ: خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ، قَالَ فَيُقَالُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ

ابوہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مومن کی روح جب نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں آسمان والے کہتے ہیں کیسی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تجھ پر اور اس بدن پر رحمت کرے جس کو تو آباد رکھتی تھی، اس کے بعد پروردگار کے سامنے اس کو لے جایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت ہونے تک اس کو لے جاؤ (اپنے مقام علیین میں جہاں مومنوں کی ارواح رہتی ہیں) اور جب کافر کی روح جب نکلتی ہے اور آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کیسی خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اور حکم ہوتا ہے کہ قیامت ہونے تک اس کو لے جاؤ (اپنے مقام سجین میں جہاں کفار کی ارواح رہتی ہیں)۔ (۲)

کچھ مقرب فرشتے ہیں جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں اور شب و روز اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، زمین والوں کے حق میں درگزر کی درخواستیں کیے جاتے ہیں۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ... ﴿۵﴾ (۳)

ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں، فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور زمین والوں کے حق میں درگزر کی درخواستیں کیے جاتے ہیں۔

ہر شخص کے دائیں اور بائیں دو فرشتے مقرر ہیں جو اس کا اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (۴)

ترجمہ: (اور ہمارے اس براہِ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں، کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔

کچھ فرشتے مسجد میں جلدی آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱

(۲) صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ۲۱۷

(۳) الشوری ۵

(۴) ق ۱۸،۱۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا كَانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ المَسْجِدِ المَلاَئِكَةُ، يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور اس کے بعد آنے والوں کو نمبر وار لکھتے جاتے ہیں، پھر جب امام (خطبے کے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر سننے لگ جاتے ہیں۔[1]

یہ مخلوق ہمیں نظر نہیں آتی مگر ان پر ایمان رکھنا اور ان کے کوائف اور ان کے کاموں کی تصدیق ایمان کا جزو ہے، قرآن مجید میں ملائکہ کا ذکر ۸۶ آیات میں ۸۸ مرتبہ آیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت کے تحت انہیں جو بھی حکم فرماتا ہے وہ اس کی سرتابی کی جرات کرنے کی بجائے حکم کی تعمیل میں سرگرداں ہو جاتے ہیں، ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں اور اللہ کے بندے اور رسول عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر تم لوگ ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے ہو جس کی معافی نہیں، ہم نے اس قرآن میں اپنی دعوت کی حقانیت پر مختلف مثالوں، دلائل و بینات، ترغیب و ترہیب سے لوگوں کو بار بار سمجھایا کہ اللہ کی نافرمانیوں سے بچیں اور اس ظلم عظیم سے باز آجائیں اور دعوت حق پر ایمان لے آئیں جس میں رب کی رضا و خوشنودی اور ابدی زندگی کی نعمتیں ہیں، لیکن اکثر لوگ باطل سے محبت اور حق کے خلاف بغض رکھنے کی وجہ سے حق پر غور و تدبر نہیں کرتے اور اس کتاب مبین کو جو سراسر ہدایت ہے، جس پر عمل کرنے سے عزت و مرتبہ ملتا ہے، جو قیامت کے روز باعث نجات ہے، جادو، کہانت اور شاعری سمجھ کر اور زیادہ دور ہی بھاگتے جا رہے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ

کہہ دیجئے! کہ اگر اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو ضرور وہ اب تک مالک عرش کی جانب راہ

سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ

ڈھونڈ نکالتے، جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے پاک اور بالاتر، بہت دور اور بہت بلند ہے، ساتوں آسمان اور زمین

وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں، ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو،

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ (بنی اسرائیل ۴۲ تا ۴۴)

ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے، وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

کائنات کی تسبیح و تحمید:

پھر مشرکین کو دوسرا نکتہ بیان فرمایا کہ اگر تمہارے زعم اور افتراپردازی کے مطابق اللہ کے دوسرے شریک بھی ہوتے، کوئی دن

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۱۱

کا دیوتا ہوتا تو کوئی رات کا، کوئی رزق کا مالک ہوتا اور کوئی زندگی و موت کا، کوئی میدانوں کا دیوتا ہوتا اور کوئی پہاڑوں کا، کوئی دریاؤں کا دیوتا ہوتا اور کوئی سمندروں کا کوئی ہواؤں کا دیوتا ہوتا اور کوئی بارش کا، تو کیا وہ خاموشی سے ایک اللہ کی حاکمیت برداشت کرتے رہتے؟ کیا ان شریکوں کی اپنی کوئی طاقت اور ذمہ داری نہ ہوتی اور وہ اللہ کے ہر حکم کو برداشت کرتے رہتے؟ کیا وہ اپنی طاقت و قوت کا اظہار نہ کرتے؟ کیا وہ غلبہ اور قوت حاصل کرنے کے لئے اللہ کی حکومت اور اس کے جاری و ساری قوانین میں مداخلت نہ کرتے؟ کیا وہ خود مالک عرش بننے کی کوشش نہ کرتے؟ مگر تم دیکھتے ہو اللہ وحدہ لاشریک کے قوانین میں کوئی ردوبدل نہیں ہوتا، سورج، چاند، ستارے، دریا، سمندر، ہوائیں، بارش، پہاڑ وغیرہ سب کے سب صدیوں سے اپنی اپنی مقررشدہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور اللہ کے حکم سے ذرہ برابر سرتابی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ مشرکین کے شرک سے اور ان کے اس کا ہمسر بنا لینے سے پاک اور بالا و برتر ہے، جیسے فرمایا

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؀ۙ۹۱ [1]

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الٰہ اس کے ساتھ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، پاک ہے اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ؀ۭ۱۷ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ... ۱۸ [2]

ترجمہ: اور وہی دن ہو گا جب کہ (تمہارا رب) ان لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے ان معبودوں کو بھی بلا لے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں پھر وہ ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟ وہ عرض کریں گے پاک ہے آپ کی ذات! ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنائیں۔

سورج، چاند، ستارے، دریا، سمندر، ہوائیں، بارش، پہاڑ وغیرہ کی طرح کائنات کی ہر جاندار اور بے جان شئے اپنی مقررہ ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے، ہر چیز اللہ کی الوہیت اور ربوبیت میں اسے واحد لاشریک مانتی ہے اور اپنے اپنے انداز میں رب کی تسبیح و تحمید بیان کرتی رہتی ہے مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، جیسے داود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ؀ۙ۱۸ [3]

ترجمہ: ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ

---

[1] المومنون ۹۱

[2] الفرقان ۱۸،۱۷

[3] ص ۱۸

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ... ﴿۷۴﴾ [۱]

ترجمہ: کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی اللہ کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح (بطور معجزہ کبھی کبھی) سنتے تھے۔ [۲]

کائنات کی دوسری مخلوقات کی طرح چیونٹیاں بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ، فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ایک چیونٹی نے ایک نبی (عزیر یا موسیٰ علیہ السلام) کو کاٹ لیا تھا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیئے گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔ [۳]

لکڑی بھی اللہ کا ذکر سنتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، أَوْ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا؟ قَالَ:إِنْ شِئْتُمْ، فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى المِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ،قَالَ:كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا

جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت (کے تنے) لے پاس کھڑے ہوتے، یا (بیان کیا کہ) کھجور کے ایک تنے کے پاس، پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نے ہم آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو تیار کر دو، چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے، اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لئے لوریاں دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح اسے چپ

[۱] البقرۃ ۷۴

[۲] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۷۹

[۳] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابٌ إِذَا حَرَّقَ المُشْرِكُ المُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ ۳۰۱۹، صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النَّمْلِ ۵۸۴۹، سنن ابن ماجہ کتاب الصیدبَابُ مَا يُنْهَى، عَنْ قَتْلِهِ ۳۲۲۵، سنن نسائی کتاب الصید باب قَتْلُ النَّمْلِ ۴۳۶۳، مسند احمد ۹۲۲۹

کرایا، پھر آپ نے فرمایا یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔ (۱)

پتھر بھی حق کو پہچانتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ، إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الآنَ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مکرمہ میں ایک پتھر تھا جو مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (۲)

کنکر پتھر بھی اللہ وحدہ لاشریک کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

وَفِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ فِي يَدِهِ حَصَيَاتٍ، فَسُمِعَ لَهُنَّ تَسْبِيحٌ كَحَنِينِ النَّحْلِ

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اپنی مٹھی میں لیں میں نے خود سنا کہ وہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح اللہ کی تسبیح کر رہی تھی۔ (۳)

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرّ عَلَى قَوْمٍ وَهُمْ وُقُوفٌ عَلَى دَوَابٍّ لَهُمْ وَرَوَاحِلَ، فَقَالَ لَهُمْ:ارْكَبُوهَا سَالِمَةً، وَدَعُوهَا سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوهَا كَرَاسِيَّ لِأَحَادِيثِكُمْ فِي الطُّرُقِ وَالْأَسْوَاقِ ، فَرُبَّ مَرْكُوبَةٍ خَيْرٌ مِنْ رَاكِبِهَا، وَأَكْثَرُ ذِكْرًا لِلَّهِ مِنْهُ

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس گئے جو اپنے جانوروں اور سواریوں پر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر سواری کرو جبکہ یہ صحیح سلامت ہوں اور صحت و سلامتی کی حالت میں انہیں چھوڑ دو اور راستوں اور بازاروں میں اپنی باتوں کے لیے انہیں کرسیاں نہ بناؤ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سواری اپنے سوار سے بڑھ کر اور اس سے بہتر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی ہو۔ (۴)

مینڈک بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الضُّفْدَعِ، وَقَالَ:نَقِيقُهَا تَسْبِيحٌ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کے مار ڈالنے کو منع فرمایا اور فرمایا اس کا ٹرانا اللہ کی تسبیح ہے۔ (۵)

فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ — تَدُلُّ عَلَى أَنَّه وَاحِدٌ

ہر چیز میں اس کے لیے نشانی ہے — جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی ذات پاک واحد ہے

اس لئے ان نشانیوں سے سبق حاصل کرو اور باطل معبودوں سے تائب ہو کر اپنی فخر و غرور سے تنی ہوئی گردنیں عاجزی کے ساتھ اللہ وحدہ

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۸۴،دلائل النبوة للبیهقی ۶/۶۴

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ ۳۶۲۴،مسند احمد ۲۱۰۰۵

(۳) تفسیر ابن کثیر ۵/۷۹

(۴) مسند احمد ۱۵۶۲۹

(۵) المعجم الاوسط ۳۷۱۶

لاشریک کے آگے جھکادو، وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر فرمانے والا ہے، وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا پھر تم اس عارضی زندگی میں بھی سرخرو ہوگے اور اخروی ہمیشہ کی زندگی میں بھی اللہ کی خوشنودی ورضا تمہارے شامل حال رہے گی۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ (۱)

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ (۲)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے، بے شک اللہ بڑا حلیم اور درگزر فرمانے والا ہے۔

اور اگر اپنے کفر و عناد پر بدستور قائم رہو گے تو ایک مقررہ مہلت کے بعد تمہیں پکڑ لے گا،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ} (۳)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیے رکھتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ”اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔“ (۴)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ (۵)

ترجمہ: کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں، میں نے ان کو پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اور سب کو واپس تو میرے ہی پاس آنا ہے۔

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

تو جب قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں،

(۱) النساء ۱۱۰

(۲) فاطر ۴۱

(۳) هود : ۱۰۲

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶، صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ ۳۱۱۰، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْعُقُوبَاتِ ۴۰۱۸

(۵) الحج ۴۸

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ

اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ اور جب تو صرف اللہ ہی کا ذکر

فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ (بنی اسرائیل ۴۵،۴۶)

اس کی توحید کے ساتھ اس قرآن میں کرتا ہے تو وہ روگردانی کرتے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

کفار کا ایک نفسیاتی تجزیہ:

جب رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کو دعوت حق پیش کرتے تو اس کے جواب میں وہ کہتے تھے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لئے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو انہی پر الٹ کر فرمایا کہ ان کفار و مشرکین نے رب کی نشانیوں کو کیا دیکھنا ہے یہ تو اپنے کفر و شرک میں اتنے اندھے بن چکے ہیں کہ جب آپ انہیں دلائل و براہین کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتے ہیں، رب کی ہر سو بکھری نشانیوں، انگنت نعمتوں و رحمتوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں، اور باطل معبودوں کی بے بسی کے دلائل دیتے ہیں، اپنے عقائد و اعمال کے سبب تباہ شدہ مشرک اقوام کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے عقائد و اعمال کے سبب ہم تمہارے اور کفار و مشرکین کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں، جو انہیں اس کے حقیقی فہم، اس کے حقائق کے تحقق اور جس بھلائی کی طرف یہ دعوت دیتا ہے اس کی اطاعت سے آڑ کر دیتا ہے، اور ان کے دلوں پر ایسا غلاف چڑھا دیتے ہیں جس کے سبب یہ اس قرآن کو سمجھنے سے عاری ہیں،

عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ جَاءَتِ الْعَوْرَاءُ أُمُّ جَمِيلٍ، وَلَهَا وَلْوَلَةٌ، وَفِي يَدِهَا فِهْرٌ، وَهِيَ تَقُولُ: مُذَمَّمٌ أَبَيْنَا، أَوْ أَتَيْنَا - الشَّكُّ مِنْ أَبِي مُوسَى - وَدِينُهُ قَلَيْنَا، وَأَمْرُهُ عَصَيْنَا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، وَأَبُو بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ، أَوْ قَالَ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَقَدْ أَقْبَلَتْ هَذِهِ، وَأَنَا أَخَافُ أَنْ تَرَاكَ.

اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورہ اللھب نازل ہوئی تو بھینگی ام جمیل بڑے جوش و خروش سے آئی، اس نے ہاتھ میں پتھر پکڑا ہوا تھا اور کہہ رہی تھی ہم نے (ان کا) انکار کیا ہے یا یہ کہا کہ مذمم ہمارے پاس آئے، یہ ابو موسیٰ کو شک ہے کہ اس نے کیا کہا اس کے دین سے ہم بیزار و متنفر ہیں اور اس کی حکم کی نافرمانی کرتے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ اس وقت جلوہ افروز تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے یا یہ کہا کہ ساتھ تھے، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کو دیکھ نہ لے،

فَقَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَرَانِي وَقَرَأَ قُرْآنًا اعْتَصَمَ بِهِ: {وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

---

[1] حم السجدة۵

حِجَابًا مَّسْتُوْرًا} [1] قَالَ: فَجَاءَتْ حَتَّى قَامَتْ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَلَمْ تَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ، بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ هَجَانِي، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ مَا هَجَاكِ، فَانْصَرَفَتْ وَهِيَ تَقُولُ: قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي بِنْتُ سَيِّدِهَا

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یقیناً یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی، اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس وقت قرآن پڑھ کر اپنے آپ کو اس کے شر سے محفوظ کر لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں، اور ان کے دلوں پر ایسا غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتے۔" راوی کا بیان ہے کہ یہ عورت آئی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی مگر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نہ دیکھ سکی، اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تیرے ساتھی نے میری مذمت کی ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تیری مذمت نہیں کی، تو وہ یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں اس کے سردار کی بیٹی ہوں۔ [2]

اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دیتے ہیں جس سے وہ کچھ نہیں سنتے، دعوت حق سے بغض و نفرت کے باعث وہ جاننے اور تسلیم کرنے کے باوجود کہ زمین و آسمانوں کا سارا نظام اللہ وحدہ لا شریک ہی کے ہاتھ میں ہے ان کے دلوں میں شدید نفرت بھر جاتی ہے اور یہ باطل معبودوں کی محبت میں حق کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ [3]

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلِهِ: {وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا} وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ لَمَّا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنْكَرَ ذَلِكَ الْمُشْرِكُونَ وَكَبُرَتْ عَلَيْهِمْ، فَصَافَّهَا إِبْلِيسُ وَجُنُودُهُ ، فَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُمْضِيَهَا وَيَنْصُرَهَا وَيُفْلِجَهَا وَيُظْهِرُهَا عَلَى مَنْ نَاوَأَهَا إِنَّهَا كَلِمَةٌ مَنْ خَاصَمَ بِهَا فُلِجَ، وَمَنْ قَاتَلَ بِهَا نُصِرَ إِنَّمَا يَعْرِفُهَا أَهْلُ هَذِهِ الْجَزِيرَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، الَّتِي يَقْطَعُهَا الرَّاكِبُ فِي لَيَالٍ، قَلَائِلَ وَيَسِيرُ الدَّهْرُ فِي فِئَامٍ مِنَ النَّاسِ، لَا يَعْرِفُونَهَا وَلَا يُقِرُّونَ بِهَا

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "اور جب تو صرف اللہ ہی کا ذکر اس کی توحید کے ساتھ اس قرآن میں کرتا ہے تو وہ روگردانی کرتے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔" کی تفسیر میں فرمایا ہے مسلمان جب لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں تو مشرکین اس کا انکار کرتے اور یہ بات انہیں

---

[1] الإسراء: ۴۵

[2] مسند ابی یعلی الموصلی ۵۳، مستدرک حاکم ۳۳۷۶

[3] الزمر ۴۵

بہت گراں محسوس ہوتی اور ابلیس اور اس کے لشکروں کو تو اس سے بہت ہی تنگی ہوئی، مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت یہی ہے کہ اس کلمے کو جاری کر دے اسے بلند کر دے اسے فتح ونصرت سے نوازے اور مخالفت کرنے والوں پر اسے غالب کر دے، یہ ایسا کلمہ ہے جو اس کے لیے جھگڑے گا وہ کامیاب ہو گا جو اس کے ساتھ لڑے گا فتح یاب ہو گا اس جزیرے کے مسلمان اسے پہچانتے ہیں جسے اونٹ سوار چند راتوں میں طے کر سکتا ہے اور اگر وہ زمانہ بھر لوگوں کے گروہوں میں گھومتا رہے تو نہ وہ اس کلمے کو پہچانیں گے اور نہ اس کا اقرار ہی کریں گے۔ [1]
حالانکہ جب یہی لوگ سمندروں، دریاؤں اور صحراؤں میں مشکلات میں گھر جاتے ہیں تو اپنے باطل معبودوں کو بھول کر، ان کی بے بسی وبے چارگی کو محسوس کر کے خالص اللہ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں، کیا وہ اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ

جس غرض سے وہ لوگ اسے سنتے ہیں ان (کی نیتوں) سے ہم خوب آگاہ ہیں، جب یہ آپ کی طرف کان لگائے ہوئے

وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

ہوتے ہیں تب بھی اور جب مشورہ کرتے ہیں تب بھی، جب کہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم اس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو

اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝٤٧ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

جن پر جادو کر دیا گیا ہے، دیکھیں تو سہی، آپ کے لیے کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں، پس وہ بہک رہے ہیں

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٤٨ (بنی اسرائیل ۴۷،۴۸)

اب تو راہ پانا ان کے بس میں نہیں رہا۔

اہل عرب رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ کردار پر کوئی الزام تو نہ لگا سکے ہاں اپنی خفت مٹانے کے لئے مختلف اور متضاد الزامات لگاتے، وہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی ساحر کہتے،

...وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ [2]

ترجمہ: منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے۔

مگر جب دیکھتے کہ آپ میں ساحروں جیسا انداز نہیں تو دوسرا الزام لگا دیتے کہ آپ مسحور ہیں، جب خود ہی یہ محسوس کرتے کہ یہ الزام بھی آپ پر پورا نہیں اترتا تو مجنون کا الزام لگا دیتے۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ [3]

---

[1] تفسیر طبری ۱۷/۴۵۸
[2] ص ۴
[3] الدخان ۱۴

ترجمہ: پھر بھی یہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور کہا کہ یہ تو سکھایا پڑھایا باولا ہے۔

اور اسی طرح کبھی کاہن کا الزام لگا دیتے تھے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ؕ ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: پس اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! تم نصیحت کیے جاؤ، اپنے رب کے فضل سے نہ تم کاہن ہو اور نہ مجنون۔

یہ لوگ راتوں کو چھپ چھپ کر قرآن کو سنتے، قرآن کا اسلوب بیان، مضامین کی گہرائی اور شیرینی ان کے دلوں میں اتر جاتی مگر اپنی بے جا ضد و گھمنڈ اور تعصّبات کی وجہ سے اسلام قبول نہ کرتے، مگر جو لوگ فطرت سلیمہ کے مالک ہوتے وہ ان کے ہر ظلم و جبر کے باوجود اسلام قبول کر لیتے، یہ دیکھ کر سرداران مکہ آپس میں مشورہ کرتے کہ ہم نے ظلم و ستم، مال و دولت، عورت اور امارت کا لالچ وغیرہ کا ہر وہ حربہ اختیار کر کے دیکھ لیا جو اسلام کا راستہ روک سکتا تھا مگر اس کے باوجود اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم ہونے کے اور بڑھ ہی رہی ہے آخر اس کا کیا توڑ ہونا چاہیے؟ مگر اب ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا، بسا اوقات انہیں اپنے ہی آدمیوں میں کسی پر شبہ بھی ہو جاتا کہ شاید یہ شخص قرآن سن کر کچھ متاثر ہو گیا ہے، اس لئے سب مل کر اس کو سمجھاتے کہ بھائی! اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر کس کے دھوکے میں آ رہے ہو، یہ تو محض ایک سحر زدہ شخص ہے اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں،

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ فِي السِّيرَةِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ حُدث أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ، وَأَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَالْأَخْنَسَ بْنَ شَرِيق بْنِ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ الثَّقَفِيَّ، حَلِيفَ ابْنِ زُهْرَةَ خَرَجُوا لَيْلَةً لِيَسْتَمِعُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فِي بَيْتِهِ، فأخذ كل واحد مِنْهُمْ مَجْلِسًا يَسْتَمِعُ فِيهِ وكلٌّ لَا يَعْلَمُ بِمَكَانِ صَاحِبِهِ

محمد بن اسحاق نے سیرت میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے بیان کیا ہے ابوسفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی جو بنی زہرہ کا حلیف تھا ایک رات کو نکلے تا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قرآن سنیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت اپنے حجرہ مبارک میں رات کو نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے، ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر آ کر قرآن سننے کے لیے بیٹھ گیا اور ان میں سے کسی کو دوسرے کے بارے میں کوئی علم نہ تھا

فَبَاتُوا يَسْتَمِعُونَ لَهُ، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوا حَتَّى إِذَا جَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ، فَتَلَاوَمُوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَا تَعُودُوا، فَلَوْ رَآكُمْ بَعْضُ سُفَهَائِكُمْ لَأَوْقَعْتُمْ فِي نَفْسِهِ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفُوا

یہ لوگ ساری رات طلوع فجر تک بیٹھے قرآن سنتے رہے اور جب صبح ہوئی تو اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے حتی کہ راستے میں ایک جگہ جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور یہ لوگ ایک دوسرے کو کہنے لگے آئندہ ایسا نہ کرنا اگر بعض بے وقوفوں نے تمہیں دیکھ لیا تو ان کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگیں گے، یہ عہد و پیمان کرنے کے بعد وہ اپنے گھروں کو چلے گئے

حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ عَادَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلَى مَجْلِسِهِ فَبَاتُوا يَسْتَمِعُونَ لَهُ،حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوا حَتَّى

---

[1] الطور۲۹

إِذَا جَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِثْلَ مَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ انْصَرَفُوا

اسی طرح جب دوسری رات ہوئی تو پھر اٹھ کر اپنی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی زبان سے قرآن سننے لگے جب صبح ہوئی تو اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے اور پھر راستے میں ایک جگہ جمع ہو گئے تو پھر ایک دوسرے نے باہم وہی کہا جو پہلی مرتبہ کہا تھا اور پھر اپنے اپنے گھروں کو چل دیے

حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ، أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسَهُ فَبَاتُوا يَسْتَمِعُونَ لَهُ حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوا فَجَمَعَهُم الطَّرِيقُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَا نَبْرَحُ حَتَّى نَتَعَاهَدَ لَا نَعُودُ فَتَعَاهَدُوا عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ تَفَرَّقُوا

جب تیسری رات ہوئی تو پھر ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور ساری رات آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سنتے رہے جب طلوع فجر ہوئی تو اپنے گھروں کی طرف چل دیے تو پھر راستے میں ایک مقام پر جمع ہو گئے پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آج ہمیں یہ پختہ عہد و پیمان کر کے جانا ہے کہ آئندہ ہم ایسا نہ کریں گے انہوں نے پختہ عہد کیا اور اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیے

فَلَمَّا أَصْبَحَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيق أَخَذَ عَصَاهُ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي يَا أَبَا حَنْظَلَةَ عَنْ رَأْيِكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، وَاللَّهِ لَقَدْ سمعتُ أَشْيَاءَ أَعْرِفُهَا وَأَعْرِفُ مَا يُراد بِهَا، وسمعتُ أَشْيَاءَ مَا عرفتُ مَعْنَاهَا، وَلَا مَا يُرَادُ بِهَا قَالَ الْأَخْنَسُ: وَأَنَا وَالَّذِي حَلفت بِهِ

صبح ہوئی تو اخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی پکڑی پھر گھر سے نکل کر ابوسفیان بن حرب کے گھر آیا اور کہنے لگا اے ابوحنظلہ! محمد (ﷺ) سے جو تم نے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا اے ابوثعلبہ! اللہ کی قسم! میں نے کچھ باتیں ایسی بھی سنی ہیں جن کو میں نہیں جانتا اور نہیں جانتا کہ ان سے کیا مراد ہے، اخنس نے جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس کی تم نے قسم کھائی ہے! میرا بھی یہی حال ہے،

قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى أَتَى أَبَا جَهْلٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ بَيْتِهِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، مَا رَأْيُكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: مَاذَا سمعتُ؟! تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافٍ الشَّرَفَ، أَطْعَمُوا فَأَطْعَمْنَا وَحَمَلُوا فَحَمَلْنَا وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَا حَتَّى إِذَا تَجَاثَيْنَا عَلَى الرُّكب، وَكُنَّا كفرَسي رِهان، قَالُوا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ فَمَتَى نُدْرِكُ هَذِهِ؟ وَاللَّهِ لَا نُؤْمِنُ بِهِ أَبَدًا وَلَا نُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَقَامَ عَنْهُ الْأَخْنَسُ وَتَرَكَهُ

پھر اخنس وہاں سے نکل کر ابوجہل کے گھر میں داخل ہوا اور اس سے کہنے لگا اے ابوالحکم! محمد (ﷺ) سے رات کو تم نے جو کچھ سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کیا سننا تھا بات یہ ہے کہ ہمارا اور عبد مناف کا شرف و برتری کے حصول میں ہمیشہ مقابلہ رہتا تھا وہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تو ہم بھی کھلا دیتے اور وہ مسافروں کو سواریاں دیتے تو ہم بھی دے دیتے اور وہ مال و دولت خرچ کرتے تو ہم ان سے بھی زیادہ خرچ کر دیتے حتی کہ گھڑ دوڑ کے دونوں گھوڑوں کی طرح ہم ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا تھے، تو عبد مناف کے لوگوں نے کہا کہ ہم میں اللہ کے ایک نبی ہیں جن پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے تو ہم اس شرف کو بھلا کس طرح

حاصل کر سکتے ہیں؟ لہٰذا ہم تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ان کی تصدیق کریں گے، اخنس ابوجہل کو یہ جواب سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے گھر سے نکل گیا۔ (1)

انہی کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہمیں معلوم ہے کہ جب یہ کفار و مشرکین کان لگا کر قرآن کریم کو سنتے ہیں تو ان کا قرآن سننا طلب ہدایت اور قبول حق کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کوئی چھوٹی سی بات ہی ہاتھ آئے تا کہ اس کے ذریعے سے اس میں عیب جوئی کریں، اور جب بیٹھ کر باہم مشاورت کرتے ہیں تو کیا فیصلے کرتے ہیں، اللہ سے بے خوف ہو کر یہ لوگ اپنے بغض و عناد میں تم پر کیسی باتیں چھانٹتے ہیں، یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں، راہ ہدایت انہیں کس طرح مل سکتی ہے، ان کے نصیب میں محض گمراہی اور صرف ظلم ہے۔

وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ

انہوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور (مٹی ہو کر) ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے پھر دوبارہ اٹھا کر

خَلۡقًا جَدِيۡدًا ﴿٤٩﴾ قُلۡ كُوۡنُوۡا حِجَارَةً اَوۡ حَدِيۡدًا ﴿٥٠﴾ اَوۡ خَلۡقًا مِّمَّا يَكۡبُرُ فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ ‌ۚ

کھڑے کر دیئے جائیں گے، جواب دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت

فَسَيَقُوۡلُوۡنَ مَنۡ يُّعِيۡدُنَا‌ ؕ قُلِ الَّذِىۡ فَطَرَكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ‌ ۚ

معلوم ہو، پھر وہ یہ پوچھیں کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ جواب دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں اول بار پیدا کیا،

فَسَيُنۡغِضُوۡنَ اِلَيۡكَ رُءُوۡسَهُمۡ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هُوَ‌ ؕ قُلۡ عَسٰٓى

اس پر وہ اپنے سر ہلا ہلا کر آپ سے دریافت کریں گے کہ اچھا یہ ہے کب؟ تو آپ جواب دے دیں کہ کیا عجب کہ وہ

اَنۡ يَّكُوۡنَ قَرِيۡبًا ﴿٥١﴾ يَوۡمَ يَدۡعُوۡكُمۡ فَتَسۡتَجِيۡبُوۡنَ بِحَمۡدِهٖ

(ساعت) قریب ہی آن لگی ہو، جس دن وہ تمہیں بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے

وَتَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿٥٢﴾ (بنی اسرائیل ۴۹ تا ۵۲)

اور گمان کرو گے کہ تمہارا رہنا بہت ہی تھوڑا ہے۔

حیات بعد الموت:

اہل عرب مرنے کے بعد جواب طلبی کے لئے دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہ تھے، جب اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے وعظ

---

(1) سيرة ابن إسحاق كتاب السير والمغازي ۱/۱۸۹، ابن ہشام ۱/۳۱۵، دلائل النبوة للبيهقي ۲/۲۰۶

وتبلیغ میں انہیں سمجھاتے کہ حیات بعد الموت حق ہے اور اس پر دلائل بھی دیتے مگر یہ بات ان کے حلق سے نیچے نہ اترتی اور وہ حیرت سے کہتے کیا جب ہماری ہڈیاں بھی وقت کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہو کر ذرات میں بکھر جائیں گی تو پھر ہمیں نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا، جیسے فرمایا

یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟ کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ۖ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ [2]

ترجمہ: اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ جب ہماری ہڈیوں کے ذرات بھی منتشر ہو جائیں تو ہم دوبارہ کیسے پیدا کیے جائیں گے حالانکہ اگر تم کو ایک مخصوص درجہ حرارت پر مدت دراز تک رکھا جائے جس کی وجہ سے تم پتھر اور لوہے جیسے سخت بھی ہو جاؤ یا اس سے بھی اگر کوئی سخت ترین چیز بن جاؤ جو تمہارے علم میں ہو تب بھی اعمال کی جزا کے لیے یقیناً کھڑے کیے جاؤ گے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوا ہے، ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے اہل النار! تمام دوزخی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوا ہے،

فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ: {وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ} [3]، وَهَؤُلاَءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا {وَهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ} [4]

پھر موت کو ذبح کر دیا جائے گا، اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی، اور اے جہنمیو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے نبی! اس حالت

---

[1] النازعات ۱۰

[2] یٰسین ۷۸

[3] مریم: ۳۹

[4] مریم: ۳۹

میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں، انہیں اس دن سے ڈراو جب کہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا یہ دنیادار لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔''(۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر مشرکین استہزاء کے طور پر کہتے اور ہمیں دوبارہ زندگی کی طرف کون پلٹائے گا اور یہ دوبارہ زندگی کب ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت جلد وہی اللہ تمہیں دوبارہ جسم وجان کے ساتھ تمہیں تمہاری قبروں سے نکال باہر کھڑا کر کے اپنی بارگاہ میں حاضر کرے گا جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا جب تمہارا وجود ہی نہ تھا، جیسے فرمایا

...كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ... ﴿۱۰۴﴾ (۲)

ترجمہ: جس طرح پہلے ہم نے تخلیق کی ابتداکی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ... ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

وہ اس کے وقوع کو بعید سمجھتے ہوئے سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے اچھا تو یہ ہوگا کب؟ جیسے فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ (۴)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟۔

تم کہو کیا عجب کہ وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو، جس روز وہ تمہیں پکارے گا، جیسے فرمایا

...ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۵)

ترجمہ: پھر جونہی کہ اس نے تمہیں زمین سے پکارا بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ (۶)

ترجمہ: حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

اس وقت تم اپنی قبروں سے نکل کر خالق کائنات کی حمد وتقدیس بیان کرتے ہوئے اس کے حضور پیش ہو جاؤ گے، اس وقت تمہیں یہی محسوس ہوگا کہ بس ایک صبح یا ایک شام یا چند گھنٹوں ہی سوئے تھے کہ یکایک اس شور محشر نے ہمیں جگا دیا، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة کھیعص بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ ۴۷۳۰،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ ۷۱۸۱

(۲) الانبیاء۱۰۴

(۳) الروم۲۷

(۴) الملک۲۵

(۵) الروم۲۵

(۶) النازعات۱۴،۱۳

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾ [1]

ترجمہ: جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں یوں محسوس ہو گا کہ (دنیا میں یا حالتِ موت میں) بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھیرے ہیں۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ [2]

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی، آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے، ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے (ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ) اس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہو گا وہ کہے گا کہ نہیں تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ... ﴿۵۵﴾ [3]

ترجمہ: اور جب وہ ساعت برپا ہو گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ [4]

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے، ارشاد ہو گا، تھوڑی ہی دیر ٹھیرے ہو نا کاش تم نے یہ اس وقت جانا ہوتا۔

اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ [5]

ترجمہ: پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ

اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے،

---

[1] النازعات ۴۶

[2] طٰہٰ ۱۰۲ تا ۱۰۴

[3] الروم ۵۵

[4] المومنون ۱۱۲ تا ۱۱۴

[5] المطففین ۱۷

اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ (بنی اسرائیل ۵۳)

بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اخلاقی تعلیم:

محاورہ ہے کہ زبان کی شیرینی تخت پر بٹھاتی ہے اور زبان ہی کی تلخی، بے اعتدالی تختہ پر چڑھاتی ہے، ایک اور محاورہ ہے کہ تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا، کیونکہ زبان کی تلخی، لفظوں کی سختی اور لہجہ کی ادائیگی ایسی چیز ہے جو دلوں سے نہیں نکلتی، جس سے دشمنی اور تفریق پیدا ہوتی ہے اس لئے مسلمانوں کے دلوں میں محبت والفت اور بھائی چارہ قائم کرنے اور کفار ومشرکین پر مسلمانوں کے اخلاقی کردار کی برتری کے لئے فرمایا کہ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے زبان کو احتیاط سے استعمال کریں، مشفقانہ اور نرم لہجے میں اچھے کلمات بولیں تاکہ شیطان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ہو جو بندوں کے درمیان فساد کا بیج بوتا رہتا ہے، اور اس کی اولین خواہش یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ انسان جہنمی بن جائیں، جیسے فرمایا

...اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۶﴾ [۱]

ترجمہ: وہ تو اپنے پیرووں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

اسی طرح کفار ومشرکین اور اہل کتاب سے بھی تیز کلامی اور مبالغہ اور غلو سے گفتگو کرنے کی بجائے ٹھنڈے دل ودماغ سے جچی تلی، برحق اور دعوت کے وقار کے مطابق گفتگو کریں، تمہاری زبان کی ذراسی بے اعتدالی، تلخی سے شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے تمہیں آپس میں اور کفار ومشرکین کے دلوں میں بغض وعناد کی آگ بھڑکا کر فساد برپا کر سکتا ہے،

أَبَا هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلاَحِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ نہ کرے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شیطان شاید اس کے ہاتھ سے وہ ہتھیار چلوا دے (اور وہ اس مسلمان کو جا لگے جس سے اس کی موت واقع ہو جائے) پس وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔ [۲]

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ

تمہارا رب تم سے بہ نسبت تمہارے، بہت زیادہ جاننے والا ہے، وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کر دے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے،

[۱] فاطر ۶

[۲] صحیح بخاری کتاب الفتن بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا ۷۰۷۲، صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالسِّلَاحِ إِلَى مُسْلِمٍ ۲۶۶۸

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا ﴿۵۴﴾ وَ رَبُّكَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار ٹھہرا کر نہیں بھیجا، آسمانوں و زمین میں جو بھی ہے آپ کا رب سب کو بخوبی جانتا ہے،

وَ لَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعۡضٍ وَّ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۵۵﴾ (بنی اسرائیل ۵۴ تا ۵۵)

ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر بہتری اور برتری دی ہے، اور داؤد کو زبور ہم نے عطا فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ مشرکین دعوت اسلام قبول کر لیں، آپ بڑے مشفقانہ اور ہمدردانہ انداز سے انہیں سمجھاتے ،ان کے دل ودماغ میں بھرے کفر کو دلائل وبراہین سے نکالنے کی کوشش کرتے مگر ان کے دل اتنے سخت ہو چکے تھے کہ وہ آپ کے وعظ ونصیحت کو ایک کان سے سنتے اور دوسرے سے نکال دیتے اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ،رحمت العالمین کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا مشرکین کے ہر قبیلے سے تعلق بنتا تھا،اس طرح وہ آپ کے عزیز بھی تھے،ان کی ہٹ دھرمی اور دین سے دوری کو دیکھ کر آپ کو بڑا دکھ اور ملال ہوتا،اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی فرمائی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!مشرکین کا دعوت اسلام قبول نہ کرنے سے آپ اپنے دل میں ملول نہ ہوا کریں،آپ کو جو کچھ وحی کی جاتی ہے اس کے ساتھ انہیں اچھے پیرائے اور نرم انداز سے دعوت دیں اس دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا ان کا کام ہے،آپ کا یہ کام نہیں ہے کہ آپ ضرور بالضرور انہیں کفر کی دلدل سے نکالیں،تمہارا رب تم سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ جاننے والا ہے،اس لئے تمہارے لئے وہی چاہتا ہے جس میں تمہاری بھلائی ہے اور تمہیں اسی چیز کا حکم دیتا ہے جس میں تمہاری کوئی مصلحت ہے،بسا اوقات تم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہو مگر بھلائی اس کے برعکس کسی اور چیز میں ہوتی ہے،اللہ تعالیٰ چاہے تو (ان کے دلوں کا رجحان دیکھ کر) انہیں قبول اسلام کی توفیق عطا فرما دے گا یا (رجحان نہ دیکھ کر) حالت کفر وشرک پر ہی موت دے دے گا،اور اگر وہ اپنی مشرکانہ ومخالفانہ ڈگر سے باز نہ آئیں تو اگر اللہ تعالیٰ آپ سے باز پرس نہیں کرے گا،تیرا رب زمین اور آسمانوں کی مخلوقات کو زیادہ جانتا ہے،پس ان میں سے جو کوئی جس چیز کا مستحق ہے اور اس کی حکمت جس کا تقاضا کرتی ہے اسے وہی عطا کرتا ہے اور وہ تمام خصائل میں ان کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا کرتا ہے جیسے اس نے بعض انبیاء کو وحی میں ان کے اشتراک کے باوجود بعض فضائل اور خصائص میں بعض پر فضیلت دی ہے، جیسے فرمایا

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۘ ﴿۲۵۳﴾ [1]

ترجمہ: ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اور ہم نے ہی (فضیلت اور شرف کی بنا پر) داود کو زبور دی تھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ القُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ القُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا داود علیہ السلام پر قرآن (یعنی زبور) کی قرات بہت آسان کر دی گئی تھی چنانچہ وہ اپنی سواری

[1] البقرۃ ۲۵۳

پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی آپ پوری زبور پڑھ لیا کرتے تھے۔ [1]

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انھیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے،

وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ

وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا

كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے، جتنی بھی بستیاں ہیں ہم قیامت کے دن سے پہلے پہلے یا تو انھیں ہلاک کر دینے والے ہیں

اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ (بنی اسرائیل ۵۶ تا ۵۸)

یا سخت تر سزا دینے والے ہیں یہ کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔

وسیلہ یا قرب الٰہی:

اہل عرب اللہ کی مقرب نورانی مخلوق فرشتوں، آتشی مخلوق جنات اور اجرام فلکی (سورج، چاند، ستارہ زہرہ وغیرہ) سے مشابہ مجسمے بنا کر اور کچھ صالحین وانبیاء کی تصاویر لگا کر ان کی عبادت کرتے تھے، جبکہ یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ کر ان کی عبادت کرتے تھے اور انہیں الوہی صفات کا حامل مانتے تھے، اور ان کی خوشنودی کے لئے نذر ونیاز پیش کرتے، چڑھاوے چڑھاتے، ان کے آستانوں پر جانور ذبح کرتے، جانوروں کو ان کے نام پر آزاد کر کے چھوڑ دیتے، اپنی آمدنی کا ایک حصہ ان کے نام مختص کرتے اور دوسری رسومات عبودیت بجالاتے، ان کے جلالت ومرتبہ سے خوف ذدہ رہتے، ان سے رزق طلب کرتے، مشکلات وتکالیف میں انہیں مدد کے لئے پکارتے وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے چیلنج کے طور پر فرمایا کہ انبیاء ہوں یا صالحین، فرشتے ہوں یا جنات یہ تو اللہ کی مخلوق ہیں اور ہر مخلوق اپنی بقا اور رزق کے لئے اپنے رب کی محتاج ہے، اللہ نے کسی مخلوق کے قبضہ میں کوئی طاقت وقوت عطا نہیں کی، کسی کو رزق، اولاد، عزت ومرتبہ اور مشکل کشائی کا کوئی اختیار نہیں بخشا، قدرت وطاقت اور اختیارات کا سرچشمہ تو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے اور وہی جو چاہے کر سکتا ہے، جب انبیاء، صالحین، فرشتے اور جنات کے پاس کوئی طاقت، قوت واختیار نہیں تو تمہارے یہ خود ساختہ معبود کسی سے اس کی تکلیف کیسے دور کر سکتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ: {وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۳۴۱۷، صحیح ابن حبان ۶۲۲۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۶۹۲، شرح السنة للبغوی ۲۰۲۷

ہیں، یہ تو خود اپنی تکلیف ہٹانے پر قادر نہیں چہ جائیکہ تمہاری فریاد رسی کریں، تب ان بے بس اور بے اختیار ہستیوں کو معبود بنانا عقل و دین کی کمی اور رائے کی سفاہت ہے، جیسے مشرکین کا قول ہے۔

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝٥ [1]

ترجمہ: کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک معبود بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الشِّرْكِ يَقُولُونَ: نَعْبُدُ الْمَلَائِكَةَ وَعُزَيْرًا، وَهُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ، يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ وَالْمَسِيحَ وَعُزَيْرًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ”کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہم فرشتوں، مسیح اور عزیر کی عبادت کرتے ہیں اور وہ انہی کو یعنی فرشتوں، مسیح اور عزیر کو ہی پکارا کرتے تھے۔ [2]

بلکہ انبیاء، صالحین، فرشتے اور جنات کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے ذریعے اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کی جستجو میں رہتے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اللہ کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ {إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ} [3] قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الجِنِّ، فَأَسْلَمَ الجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلاَءِ بِدِينِهِمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا آیت ”ان میں سے کون رب کے نزدیک ہو جائے۔“ کا شان نزول یہ ہے کچھ لوگ جنات کی پرستش کرتے تھے لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور یہ مشرک ان ہی کی پرستش کرتے اور جاہلی شریعت پر قائم رہے۔ [4]

حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق، اس لئے ضروری ہے کہ ان تمام اسباب سے بچا جائے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے موجب ہیں، اور کوئی بستی ایسی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے ان کے کفر و شرک اور ظلم و طغیان کے سبب ہلاک نہ کر دیں یا دردناک عذاب نہ دیں، یہ نوشتہ الٰہی (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے، جس کا وقوع لازمی ہے، لہٰذا اس سے قبل کہ عذاب کا حکم آجائے تکذیب کرنے والوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اپنی تکالیف و پریشانیوں میں صرف اپنے خالق و رب اللہ ہی کو پکارنا چاہیے جس کے پاس ہر طرح کی طاقت، قوت اور اختیار ہے، جس کے پاس ہر طرح کے خزانے ہیں، جو اپنی مخلوق کو رزق بہم پہنچاتا ہے، جو دیکھتا اور سنتا ہے، جو دکھی دلوں کی پکار کو سنتا اور ان سے مشکلات کو دور کرتا ہے،، عزت و مرتبہ عطا فرماتا ہے، برکتیں نازل فرماتا ہے۔

---

[1] ص ۵

[2] تفسیر طبری ۱۷/۴۷۱

[3] الإسراء : ۵۷

[4] صحيح بخاری کتاب التفسیرسورة بنی اسرائیل بَابُ قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلاَ يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلاَ تَحْوِيلًا ۴۷۱۴، صحيح مسلم کتاب التفسیربَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ۷۵۵۴

وَ مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَيْنَا

ہمیں نشانات (معجزات) کے نازل کرنے سے روک صرف اسی کی ہے کہ اگلے لوگ انہیں جھٹلا چکے ہیں، ہم نے

ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

ثمودیوں کو بطور بصیرت کے اونٹنی دی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں،

وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ

اور یاد کرو جب کہ ہم نے آپ سے فرما دیا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے، جو رویا (عینی رویئت) ہم نے آپ کو

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ

دکھادی تھی وہ لوگوں کے لیے صاف آزمائش ہی تھی اور اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا ہے،

وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ (بنی اسرائیل ۶۰،۵۹)

ہم انہیں ڈرا رہے ہیں لیکن یہ انہیں اور بڑی سرکشی میں بڑھا رہا ہے۔

مشرکین کا مطالبہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:قَالَ الْمُشْرِكُونَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّهُ كَانَ قَبْلَكَ أَنْبِيَاءُ، فَمِنْهُمْ مَنْ سُخِّرت لَهُ الرِّيحُ،وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتَ، فَإِنْ سَرَّك أَنْ نُؤْمِنَ بِكَ وَنُصَدِّقَكَ، فَادْعُ رَبَّكَ أَنْ يَكُونَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ:إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ الَّذِي قَالُوا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ نَفْعَلَ الَّذِي قَالُوا فَإِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا نَزَلَ الْعَذَابُ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَعْدَ نُزُولِ الْآيَةِ مُنَاظَرَةٌ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ نَستأني بِقَوْمِكَ استأنيتُ بِهِمْ؟قَالَ: يَا رَبِّ، اسْتَأْنِ بِهِمْ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ایک مروی ہے مشرکین نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے کے انبیاء میں سے بعض (سلیمان علیہ السلام) کے ہوا کو تابع کر دیا گیا تھا بعض انبیاء (عیسیٰ علیہ السلام) مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں تو اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ کوہ صفا کو سونے کا بنا دے، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو کچھ انہوں نے مطالبہ کیا ہے وہ ہم نے سن لیا ہے اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو میں صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیتا ہوں، لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں مہلت نہیں ملے گی بلکہ فی الفور عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ تباہ کر دیے جائیں گے، اور اگر آپ کو انہیں تاخیر دینے اور سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! میں مہلت مانگتا ہوں۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا، وَأَنْ يُنَحِّيَ الْجِبَالَ عَنْهُمْ

[1] تفسیرطبری ۴۷۷/۱۷،تفسیرابن کثیر ۹۰،۸۹/۵

فَيَزْرَعُوا، فَقِيلَ لَهُ: إِنْ شِئْتَ أَنْ نَسْتَأْنِيَ بِهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ نُؤتِيهِم الَّذِي سَأَلُوا، فَإِنْ كَفَرُوا أُهْلِكُوا كَمَا أهلكتُ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ مِنَ الْأُمَمِ، قَالَ:لَا بَلِ اسْتَأْنِ بِهِم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنادیا جائے اور دوسرے پہاڑ یہاں سے ہٹادیئے جائیں تاکہ ہم یہاں کھیتی باڑی کرسکیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو میں صفا پہاڑ کو سونے کا بنادیتا ہوں اور پہاڑوں کو بھی یہاں سے ہٹادیتا ہوں لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں مہلت نہیں ملے گی بلکہ فی الفور عذاب نازل ہوجائے گا اور یہ بھی پہلی امتوں کی طرح تباہ کردیے جائیں گے، اور اگر آپ کو انہیں تاخیر دینے اور سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! نہیں، بلکہ میں ان کے لیے مہلت مانگتا ہوں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُ لَنَا رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا، وَنُؤْمِنُ بِكَ، قَالَ: وَتَفْعَلُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَا، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا، فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ ، قَالَ:بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت ہے قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ کوہ صفا کو سونے کا بنادے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہوگیا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ قریش نے کہا ہاں ہم آپ کی رسالت پر ایمان لے آئیں گے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو صبح کو ہی یہ پہاڑ سونے کا ہوجائے گا لیکن اگر پھر بھی ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا تو اسے وہ سزا ہوگی جو اس سے پہلے دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہو اور اگر آپ کا ارادہ ہو تو میں ان پر توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے چھوڑ دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رکھے۔ (۲)

جیسے حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۳)

(۱) مسند احمد ۲۳۳۳

(۲) مسند احمد ۲۱۶۶

(۳) المائدة ۱۱۲تا۱۱۵

ترجمہ: (حواریوں کے سلسلہ میں) یہ واقعہ بھی یاد رہے کہ جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو، انہوں نے کہا ہم بس یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ نے جو کچھ ہم سے کہا ہے وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہوں، اس پر عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی خدایا! ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے خوشی کا موقع قرار پائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو، ہم کو رزق دے اور تو بہترین رازق ہے، اللہ نے جواب دیا میں اس کو تم پر نازل کرنے والا ہوں مگر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی خواہش کے مطابق محسوس معجزات کو دلیل نبوت میں پیش کر دینا ہمارے لئے ناممکن نہیں، لیکن ہم نشانیاں اس لئے نہیں اتار رہے کیونکہ پہلی اقوام نے بھی نشانیوں کا مطالبہ کیا تھا جنہیں ہم نے پورا کر دیا تھا، لیکن واضح نشانیاں دیکھ کر بھی ان اقوام نے تکذیب کی اور دعوت حق پر ایمان نہ لائیں، جس کے نتیجے میں انہیں ہلاک کر دیا گیا، چنانچہ دیکھو قوم ثمود کے مطالبہ پر صالح علیہ السلام نے دعا مانگی اور ہم نے ان کی خواہش کے مطابق علانیہ پتھر کی چٹان سے اونٹنی ظاہر کر کے دکھادی جو صالح علیہ السلام کی صداقت کی واضح نشانی تھی لیکن مشرکین نے ایمان لانے کی بجائے اس کی تکذیب کی اور اللہ کی نشانی اس اونٹنی ہی کو ہلاک کر ڈالا، جس کے نتیجے میں تین دن کے بعد ان پر اللہ کا دردناک عذاب ٹوٹ پڑا اور وہ کفر و شرک سے محبت اور دعوت حق سے بغض و عناد کے سبب ہلاک و برباد ہو کر رہ گئے، اگر ان لوگوں کی خواہش پر ہم نشانیاں دکھادیں اور پھر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو بغیر کسی تاخیر کے فوراً عذاب نازل ہو جائے گا، ہم نشانیاں اسی لئے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر عبرت و نصیحت حاصل کریں،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: ﴿وَمَا نُرۡسِلُ بِٱلۡاٰیَاتِ إِلَّا تَخۡوِیفًا﴾، ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْكُوفَةَ رَجَفَتْ عَلَى عَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ يَسْتَعْتِبُكُمْ فَاعْتِبُوهُ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ”ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔“ کے بارے میں کہتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک بار کوفے میں زلزلہ آیا تو انہوں نے فرمایا لوگو! تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم توبہ کرو لہذا تم توبہ کر کے اسے راضی کرو۔ (۱)

وَهَكَذَا رُوِي أَنَّ الْمَدِينَةَ زُلزلت عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرَّاتٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَحْدَثْتُمْ، وَاللَّهِ لَئِنْ عَادَتْ لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ

اسی طرح یہ بھی روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے دور میں مدینہ منورہ میں کئی بار زلزلہ آیا تو انہوں نے فرمایا لوگو! اللہ کی قسم! تم نے گناہ شروع کر دیے ہیں لہذا اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں یہ کروں گا، یہ کروں گا۔ (۲)

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ(وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ) لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ(وَلَكِنَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ)

(۱) تفسیر طبری ۷۸/۴۷۸، ۱۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۵/۹۱

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ،ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ مَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ ، أَنْ يَزْنِيَ عَبْدَهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتَهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

بے شک شمس وقمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر، دعا اور استغفار اختیار کرلو پھر فرمایا اے امت محمد! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی زیادہ غیرت والا نہیں ہے اسے اس بات سے بڑی غیرت آتی ہے کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے، اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (۱)

احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔

یاد کروائے نبی ﷺ! ہم نے تم سے کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وقدرت سے لوگوں کو گھیر رکھا ہے، لوگ اللہ کے غلبہ وتصرف میں ہیں اور جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا نہ کہ وہ جو چاہیں گے، اور ابھی جو معراج میں ہم نے تمہیں اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا ہے اس کو اور جہنم کے اس درخت کو جو جہنم کی تہہ سے اگتا ہے جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا ہوگا، تیل کی تلچھٹ جیسا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:{وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ} (۳): شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ سے مراد تھوہر (زقوم) کا درخت ہے۔ (۴)

ہم نے واقعہ معراج اور زقوم کے درخت کو تکذیب کرنے والے لوگوں کے لئے بس ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا،

كَمَا أَخْبَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَرَأَى شَجَرَةَ الزَّقُّومِ فَكَذَّبُوا بِذَلِكَ، حَتَّى قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَعَنَهُ اللَّهُ [بِقَوْلِهِ] هَاتُوا لَنَا تَمْرًا وَزُبْدًاوَجَعَلَ يَأْكُلُ هَذَا بِهَذَاوَيَقُولُ: تَزَقَّمُوا، فَلَا نَعْلَمُ الزَّقُّومَ غَيْرَ هَذَا

رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یہ خبر دی کہ آپ ﷺ نے جنت وجہنم اور تھوہر کے درخت کو دیکھا ہے تو انہوں نے اس کی تکذیب کی، حتی کہ ابوجہل لَعَنَهُ اللَّهُ کہنے لگا میرے پاس کھجور اور پنیر لاؤ اور پھر وہ دونوں کو ملا کر کھانے لگا اور کہنے لگا کھاؤ! کہ ہم اس کے سوا اور کسی زقوم کو نہیں جانتے۔ (۵)

ہم اپنے رحم وکرم کی بنا پر انہیں تنبیہ پر تنبیہ کیے جارہے ہیں مگر حق سے بغض وعناد کی بنا پر ہر تنبیہ ان کی سرکشی وطغیانی میں اضافہ کا باعث بن

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْكُسُوفِ بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ ۲۰۸۹،صحیح بخاری أَبْوَابُ الْكُسُوفِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللَّهُ عِبَادَهُ بِالكُسُوفِ ۱۰۴۴،۱۰۴۸، وبَابُ الذِّكْرِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۵۹

(۲) الدخان ۴۳تا۴۶

(۳) الإسراء : ۶۰

(۴) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة بنی اسرائیل باب وما جعلنا الرویا التی اریناک الافتنة للناس۴۷۱۶

(۵) تفسیرابن کثیر۵/۹۲

جاتی ہے۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ

جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے کیا، اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں

لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ

جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے، اچھا دیکھ لے اسے تو نے مجھ پر بزرگی تو دی ہے، لیکن اگر مجھے بھی

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

قیامت تک تو نے ڈھیل دی تو میں اس کی اولاد کو بجز تھوڑے لوگوں کے اپنے بس میں کرلوں گا، ارشاد ہوا کہ جا ان میں سے جو

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ

بھی تیرا تابعدار ہو جائے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پورا پورا بدلہ ہے، ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے گا بہکا لے

وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ط

اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا اور ان کے مال اور اولاد میں سے اپنا بھی ساجھا لگا اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے لے،

وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ط

ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب سراسر فریب ہیں، میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں،

وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ (بنی اسرائیل ۶۱ تا ۶۵)

تیرا رب کارسازی کرنے والا کافی ہے۔

ابلیس کی قدیمی دشمنی:

اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کی آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد سے قدیمی عداوت کا ذکر فرمایا اور یاد کرو جب کہ ہم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کو تخلیق کرنے کے بعد ملائکہ سے کہا کہ آدم کو اعزازی سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب ملائکہ نے سجدہ کیا، اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے فخر وغرور اور آدم علیہ السلام کو حقیر سمجھتے ہوئے جرات اور کفر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی کے بدبودار گارے سے بنایا ہے؟ یعنی خود کو آتشی مخلوق ہونے کی بنا پر اعلیٰ اور مٹی سے تخلیق کیے ہوئے انسان کو حقیر سمجھا، جیسے فرمایا

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ [1]

---

[1] ص ۷۶

ترجمہ:اس نے جواب دیا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔

شیطان مردود کو یہ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ زمین و آسمان کا یہ عظیم الشان نظام، دل آویز بہشت و ہولناک جہنم کو بے مقصد، بے کار یا کسی لایعنی کھیل تماشا کے طور پر نہیں بنایا گیا ہے اور نہ ہی رب بے مقصد کام کرتا ہے تو یقیناً آدم علیہ السلام کو خلافت کا اتنا بڑا منصب، مرتبہ دے کر اس میں بسایا جائے گا پھر اس کا کوئی انجام بھی ہو گا، انسانوں کے اعمالوں کی کچھ جزاو سزا بھی ضرور ہو گی، اب میں رب پر یہ ثابت کروں گا کہ اس ادنیٰ مٹی کے جوہر سے بنائے ہوئے انسان کو ہر مخلوق پر ترجیح دے کر اس کو جو منصب تو نے عطا کیا وہ صحیح نہیں اس منصب کا صحیح حق دار میں تھا، اس طرح ابلیس اپنے راندہ درگاہ ایزدی ہونے پر جو اسے قلق اور مایوسی ہوئی اسے بھی اس نے آدم علیہ السلام کے کھاتے میں ڈال دیا اس طرح سجدہ اعزاز کے ساتھ ہی آدم علیہ السلام کو ایک بہت بڑے خطرناک، چالاک دشمن سے پالا پڑ گیا جس نے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو رب العزت کی نگاہ سے گرانا ہی اپنا مقصد حیات بنالیا اس لئے اس نے بڑی جرت و بیباکی سے رب سے کہا اگر تو مجھے قیامت کے دن تک زندگی دے دے تو میں آدم علیہ السلام کی پوری نسل پر غلبہ حاصل کر کے ان کے قدم سلامتی کی راہ سے جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا بس تھوڑے ہی لوگ میرے پھندوں سے بچ سکیں گے، شیطان لعین کا یہ چیلنج سن کر رب کریم نے فرمایا ٹھیک ہے تجھے قیامت کے دن تک مہلت دی جاتی ہے۔

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ [1]

ترجمہ:فرمایا اچھا تجھے مہلت ہے، اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے۔

ہمارا قانون اٹل ہے جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا ہم نے انسان کو کامل بنایا ہے اور اس میں خیر و شر، حق و باطل، کھرے اور کھوٹے کی تمیز کے دونوں مادے رکھ چھوڑے ہیں۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ [2]

ترجمہ:پھر ہم نے (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: پھر اس کو بدکرداری اور پرہیز گاری (دونوں) کی سمجھ دی۔

وہ اپنے ارادہ اور عمل دونوں میں بالکل خود مختار ہے تا کہ وہ محکومانہ و مجبورانہ انداز سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ خود اختیار نہ اطاعت سے نفس کی برائی کے پہلو کو دبائے اور تقویٰ کے پہلو کو اختیار کرے اگر اپنی آنکھیں کھلی رکھے گا تو سیدھا راستہ دیکھنے میں اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی ،جیسے فرمایا

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ﴿١٠﴾ [4]

[1] الحجر ۳۸،۳۷

[2] البلد ۱۰

[3] الشمس ۸

[4] الشمس ۹،۱۰

ترجمہ:یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

تو خود اور تیرا ہر طرح کا لشکر ہر ممکن ذرائع سے آدم علیہ السلام اور اسکی زریت کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کر لے، ان پر انسانوں اور جنوں میں سے اپنے سوار اور پیادے چڑھالا، ان کے مال اور اولاد کے ساتھ ساجھا لگا،

عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، {وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ} قَالَ:قَدْ وَاللَّهِ شَارَكَهُمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَأَوْلَادِهِمْ، فَمُجِّسُوا وَهُوِّدُوا وَنُصِّرُوا وَصُبِغُوا غَيْرَ صِبْغَةِ الْإِسْلَامِ،وَجَزَّءُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ جُزْءًا لِلشَّيْطَانِ

قتادہ رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کریمہ ''اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا بھی ساجھا لگا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے اللہ کی قسم! شیطان ان کے ساتھ مال و اولاد میں شریک ہو گیا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی اولاد کو مجوسی، یہودی اور عیسائی بنا دیا اور انہیں اسلام کے رنگ کے سوا دوسرے رنگ میں رنگ دیا اور مالوں میں سے ایک حصہ شیطان کے لیے وقف کر دیا۔ (۱)

فَكُلُّ مَا عُصِيَ اللَّهُ فِيهِ أَوْ بِهِ، وَأُطِيعَ بِهِ الشَّيْطَانُ أَوْ فِيهِ، فَهُوَ مُشَارَكَةٌ

یعنی ہر وہ کام جس میں یا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے یا جس کام میں یا جس کے ساتھ شیطان کی اطاعت کی جائے تو وہ شیطان کی طرف سے مشارکت ہے۔ (۲)

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنفاء، فَجَاءَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وحَرّمت عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے بے شک میں نے اپنے سب کے سب بندوں کو یکسو ہو کر عبادت کرنے والے پیدا کیا تھا مگر شیطانوں نے ان کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکا دیا اور انہوں نے ان کے لیے ان چیزوں کو حرام قرار دے دیا جو میں نے ان کے لیے حلال قرار دی تھیں۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ایک اس وقت جب وہ اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے یہ دعا پڑھ لے '' اللہ کے نام سے اے اللہ! تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچا۔'' اس صحبت کے

(۱) تفسیر طبری ۱۷/۴۹۵

(۲) تفسیر طبری ۱۷/۴۹۵

(۳) صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ ۷۲۰۷، مسند احمد ۱۷۴۸۴

نتیجے میں اگر دونوں کے مقدر میں اولاد لکھ دی گئی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ①

اور ان کو سبز باغ دکھا، جھوٹی توقعات، گانے، موسیقی اور لہو ولعب کے مختلف جال میں پھانس،

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ {وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ} قَالَ: بِاللَّهْوِ وَالْغِنَاءِ

مجاہدؒ کہتے ہیں ''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے گا بہکا لے۔'' سے مراد لہو ولعب اور موسیقی ہے۔ ②

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ} قَالَ: صَوْتُهُ كُلُّ دَاعٍ دَعَا إِلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے گا بہکا لے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں ہر اس شخص کی آواز جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے شیطان کی آواز ہے۔ ③

اور شیطان کے پرفریب وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، اور بروز قیامت یہ خود جہنم میں آگ کے منبر پر کھڑے ہو کر کہے گا کہ اللہ کے وعدے سچے تھے اور میں نے جو وعدے کیے تھے سب جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں تھے، جیسے فرمایا

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ﴿٢٢﴾ ④

ترجمہ: اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا، میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے تو دردناک سزا یقینی ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ ﴿٢٦٨﴾ ⑤

ترجمہ: شیطان تم کو مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی طرف سے مغفرت اور فضل (وکرم) کا وعدہ کرتا ہے۔

---

① صحیح بخاری كِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ۶۳۸۸، صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ ۳۵۳۳، سنن ابوداود كِتَاب النِّكَاحِ بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ ۲۱۶۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ ۱۰۹۲، صحیح ابن حبان ۹۸۳، السنن الكبرى للنسائی ۱۰۰۲۴

② تفسیر طبری ۱۷/۴۹۰

③ تفسیر طبری ۱۷/۴۹۱

④ ابراہیم ۲۲

⑤ البقرة ۲۶۸

...حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے معاملہ میں دھوکہ دیتا رہا۔

مگر جو میرے مخلص بندے ہوں گے انہیں میں اپنی تائید و حمایت سے سرفراز کروں گا اور ان پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا کہ تو انہیں زبردستی میرا نافرمان بنا دے البتہ وہ جو خود ہی بہکے ہوئے ہوں اور تیری پیروی کرنا چاہیں انہیں تیرا ساتھ دینے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے ان منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں؟۔

ہم زبردستی انہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے اور زبردستی تو ہم کسی کے ساتھ بھی نہیں کریں گے، ہمارا کام توحید کا سیدھا راستہ بتلا دینا ہے جس میں کوئی کجی یا الجھاؤ نہیں ہے، جو آسان، صاف اور روشن راستہ ہے، اس شاہراہ پر کوئی ڈاکو لٹیرا نہیں، کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں اور سیدھا مجھ تک پہنچ جاتا ہے، مزید اصلاح کے لئے میں ہر بستی میں اپنے پیغمبر بھیجتا رہوں گا، پھر بھی یہ میری قدرت کی نشانیوں سے آنکھیں بند کر کے میری رحمت اور فضل و کرم سے مایوس ہو کر تیرے جیسے اپنے رب کے نافرمان، اور حاسد شیخی خورے کے پیچھے چل پڑیں گے، تجھے اپنا ازلی اور خطرناک دشمن سمجھنے کے بجائے اپنا دوست بنائیں گے، تجھ جیسے جھوٹے کی شعبدہ بازیوں پر اعتبار اور میری جنتوں میں جانے سے انکار کریں گے تو پھر وہ میرے بندے نہ ہوئے چنانچہ جو تیری دعوت کو لبیک کہہ کر تیرا بندہ بنے گا تو جہنم کے سات دروازوں سے ہر اس انسان کو جو دہریت، شرک، نفاق، نفس پرستی، فسق و فجور، ظلم و ستم، خلق آزاری، تبلیغ ضلالت اور اقامت کفر کے راستہ سے، اور کوئی اشاعت فحشا و منکر کے راستہ سے داخل ہونا چاہے گا اس کا راستہ متعین کر دیں گے جس سے گزر کر تم اور تمہارا گروہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے، جیسے فرمایا

...لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: یقین رکھ کہ ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے تجھ سمیت ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں جلتے رہیں گے، جس میں نہ تم جی سکو گے نہ مر سکو گے، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ (۵)

(۱) الحدید ۱۴

(۲) مریم ۸۳

(۳) الاعراف ۱۸

(۴) طٰہٰ ۷۴

(۵) الاعلیٰ ۱۳

ترجمہ: جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

اور نہ ہی کوئی باہر نکل سکے گا، جیسے فرمایا

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ... ﴿٢٢﴾ (١)

ترجمہ: جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ... ﴿٢٠﴾ (٢)

ترجمہ: اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیے جائیں گے۔

جس کا عذاب ہر لمحہ نیا ہو گا اور بڑھتا ہی رہے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ... ﴿٥٦﴾ (٣)

ترجمہ: جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں۔

میں ایسے باغیوں سے بات کرنا تو در کنار انکی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کروں گا۔

... وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ... ﴿٧٧﴾ (٤)

ترجمہ: اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔

اور جو کوئی اس پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو آپ کا رب اس کا کارساز ہے اور اس کے لئے کافی ہے۔

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٣﴾ (٥)

ترجمہ: اللہ پر توکل کرو اللہ ہی وکیل ہونے کے لیے کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ

تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لیے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، وہ تمہارے اوپر بہت

رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ

مہربان ہے، اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے،

(١) الحج ٢٢

(٢) السجدة ٢٠

(٣) النساء ٥٦

(٤) آل عمران ٧٧

(٥) الاحزاب ٣

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۶۶،۶۷)

پھر جب تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو، اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

تمہارا حقیقی رب تو وہ ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے کشتیوں، سفینوں اور دیگر سواریوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے تجارت اور دوسرے کاموں کے لئے دور دراز جگہوں پر سفر کرو اور معاشی، تمدنی، علمی اور ذہنی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے، جب تم سمندر میں اپنی کشتیوں پر ہوتے ہو اور اللہ تم پر کوئی مصیبت بھیج دیتا ہے تو اس وقت تم اپنے بچاؤ کے لئے ان بے شمار دیوی دیوتاؤں کو بھول کر جن کی طاقت و رسائی کا تم لوہا مانتے ہو، جن کو مشکل کشا و حاجت روا جانتے ہو، جن کی رضا و خوشنودی کے لئے وہ نذر و نیاز پیش کرتے ہو، اور اپنی اصلی فطرت کے مطابق خالص اللہ کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہو، مگر جب اللہ تمہیں اپنی رحمت سے اس مصیبت سے بچا کر صحیح سلامت خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم لوگ اللہ کو بھول کر اپنے باطل معبودوں کے آستانوں پر سر جھکانے اور رسوم عبودیت ادا کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہو جو کوئی نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان، جو کسی کو عطا کر سکتی ہیں نہ محروم کر سکتی ہیں، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے جو اللہ کی رحمت اور اس کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں خشکی کی طرف (لے جا کر زمین) میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی آندھی بھیج دے،

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى

پھر تم اپنے لیے کسی نگہبان کو نہ پاسکو، کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ پھر تمہیں دوبارہ دریا کے سفر میں لے آئے

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ

اور تم پر تیز و تند ہواؤں کے جھونکے بھیج دے اور تمہارے کفر کے باعث تمہیں ڈبو دے،

ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ (بنی اسرائیل ۶۹،۶۸)

پھر تم اپنے لیے ہم پر اس کا دعویٰ (پیچھا) کرنے والا کسی کو نہ پاؤ گے۔

اظہار قدرت و اختیار:

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس کردار پر فرمایا کہ سمندر سے نکلنے کے بعد تم جو اللہ وحدہ لاشریک، مشکل کشا و حاجت روا کو بھول جاتے ہو، جس کی قدرت و کمال اور اپنے معبودوں کی بے بسی و لاچارگی کا تمہیں خوب اندازہ ہو چکا ہوتا ہے تو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ خشکی میں بھی تمہاری گرفت کر سکتا ہے، وہ قارون کی طرح تمہیں زمین میں دھنسا دے، یا قوم لوط اور اصحاب فیل کی طرح تم پر پتھروں کی بارش کر کے تمہیں ہلاک کر دے اور تم اس کے عذاب سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ، جیسے فرمایا

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ

حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ (ہستی) جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یہ زمین یکا یک ہچکولے کھانے لگے؟ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہ کیسی ہوتی ہے؟۔

اس لئے یہ نہ سوچو کہ سمندر کے سوا کہیں اور عذاب نہیں آ سکتا اور اگر تم یہی سمجھتے ہو تو کیا تم اس بات سے محفوظ ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ سمندر میں ہی لے جائے اور تمہارے کفر کے سبب ایسی تیز و تند ہوا بھیج دے جو کشتیوں کو توڑ کر ڈبو دے تو ہم پر انگلی اٹھانے والا یا ہم سے پوچھنے والا کون ہے کہ تو نے ہمارے بندوں کو کیوں ڈبو دیا، اس لئے ان بے بس و لاچار معبودوں کی پرستش سے باز آ جاؤ اور مہلت کے لمحوں سے فائدہ اٹھا کر اللہ وحدہ لاشریک کے حضور اپنی گردنیں جھکا دو۔

وَ لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَ حَمَلۡنٰہُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ رَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ

یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں، اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں

وَ فَضَّلۡنٰہُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا ﴿۷۰﴾ (بنی اسرائیل ۷۰)

اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔

بنی آدم کی تکریم:

یہ تو ہماری بخشش اور کرم ہے کہ ہم نے بنی آدم کو زمین پر خلیفہ بنایا اور مکمل اختیارات کے ساتھ زمین میں بسایا، انسان کو وہ امانت عطا فرمائی جس امانت کے بوجھ کو آسمانوں، پہاڑوں اور زمین نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا، جیسے فرمایا

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ... [2] ﴿۷۲﴾

ترجمہ: ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا۔

ہم نے بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل بھیج کر اور ان پر کتابیں نازل کر کے بنی آدم کو اکرام بخشا، یہ بنی آدم کی ہر لحاظ سے عزت و تکریم ہی تو ہے کہ اللہ انسان کو خشکی و تری اور ہواؤں میں اٹھائے پھرتا ہے، ہم نے کائنات کی تمام چیزوں مثلاً سورج، چاند، ہوا، پانی، پہاڑوں وغیرہ کو انسان کی خدمت کے لئے لگا دیا ہے اور انسان اس سے فیض یاب ہو رہا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] الملک ۱۶، ۱۷

[2] الاحزاب ۷۲

وَسَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ:اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے، — اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرنے والے ہیں۔

ہم نے بہ حیثیت انسان کے، ہر انسان کو چاہے وہ مومن ہو یا کافر دوسری مخلوقات، حیوانات، جمادات ونباتات وغیرہ سے متعدد اعتبار سے شرف وفضل عطا فرمایا ہے، ہم نے جس طرح انسان کو شکل وصورت، قد وقامت اور ہیئت عطا فرمائی ہے وہ کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں، جیسے فرمایا

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ﴿۴﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

ہم نے انسان کو عقل وشعور عطا فرمایا ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے آرام وراحت کے لئے بے شمار چیزیں ایجاد کرتا ہے، حیوانات وغیرہ اس سے محروم ہیں، اسی عقل وشعور سے انسان غلط وصحیح، مفید ومضر اور حسین وقبیح کے درمیان تمیز کرنے پر قادر ہے، اسی عقل وشعور کے ذریعے سے انسان ہماری دیگر مخلوقات سے فائدہ اٹھاتا اور انہیں اپنے تابع رکھتا ہے، اسی عقل وشعور سے وہ بلند وبالا مضبوط عمارتیں، زراعت وبجلی حاصل کرنے کے لئے پانی ذخیرہ کرنے کے ڈیم، خلا میں پہنچنے کے لئے راکٹ تیار کرتا ہے، موسم کی شدت سے محفوظ رہنے کے لئے لباس اور دوسری چیزیں تیار کرتا ہے، ہم نے انسان کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے جس سے دوسری مخلوقات محروم ہیں، انسان کو بہترین خوشگوار اور خوش ذائقہ کھانے پینے کی چیزیں دی ہیں مگر پھر بھی وہ اس ہستی کا شکر ادا نہیں کرتا جس نے اسے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ۔

يَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمۡ ۚ فَمَنۡ اُوۡتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقۡرَءُوۡنَ

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے پیشوا سمیت بلائیں گے، پھر جن کا بھی اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا وہ تو شوق سے

كِتٰبَهُمۡ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنۡ كَانَ فِيۡ هٰذِهٖۤ

اپنا نامہ اعمال پڑھنے لگیں گے اور دھاگے کے برابر (ذرہ برابر) بھی ظلم نہ کئے جائیں گے، اور جو کوئی اس جہان میں

اَعۡمٰى فَهُوَ فِي الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۷۲﴾ (بنی اسرائیل ۷۱، ۷۲)

اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور راستے سے بہت ہی بھٹکا ہوا رہے گا۔

بدقسمت انسان کون:

اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی قدرت سے اس وسیع وعریض کائنات کو تخلیق فرمایا، بلند وبالا چھتری کی طرح سات آسمان تخلیق فرمائے، انسان کے قیام کے لئے وسیع وعریض ہموار زمین بنائی، زمین میں میخوں کی طرح نصب بلند وبالا ٹھوس پہاڑ گاڑ دیے تاکہ وہ انسانوں کو لے کر ایک

[1] الجاثیۃ ۱۳

[2] التین ۴

طرف ڈھلک ہی نہ جائے، معاشی وجسمانی ضروریات کے لئے سورج، چاند، ستاروں کی مخصوص گردشیں مقرر فرمائیں، انسانی ضروریات کے لئے بدلتے موسم اور ہر موسم کے لحاظ سے انواع واقسام کے پھل، مختلف اناج، سبزیوں اور رنگارنگ کھلتے پھولوں کو پیدا کیا، انسان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش کا نظام بنایا، حیوانات وجنگلی درندے، زمین پر رینگتے بے شمار حشرات الارض اور ہوا میں اڑتے رنگارنگ پرندے تخلیق کیے، انگنت سمندری مخلوقات تخلیق فرمائیں اور افزائش نسل کے لئے ہر مخلوق کا جوڑا جوڑا بنایا۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ [۱]

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

...وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ... ﴿٣﴾ [۲]

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

پھر خشکی وتری کی ہر مخلوق کے لیے رزق کا بندوبست فرمایا، انسانوں اور دوسری مخلوقات کے رزق کے لئے آسمان سے بارش برسائی جس سے مردہ زمین پھر سے ہری بھری ہوجاتی ہے، بارشوں کے پانی کو لے کر جانے کے لئے بہتے گنگناتے دریاؤں کے راستے مقرر فرمائے، سخت پہاڑوں کے سینے کو چیر کر بہتے میٹھے صاف پانی کے چشمے نکالے وغیرہ، اللہ تعالیٰ کی ان چند قدرتوں کو دیکھ کر بھی کوئی انسان اپنی بدبختی کے سبب اللہ وحدہ لاشریک کے حضور جھک جانے کے بجائے شرک میں مبتلا رہے، اللہ رب العزت کو چھوڑ کر باطل معبودوں کے آستانوں پر سر جھکائے، ان کی قبروں پر عرس منائے، ان کی خوشنودی کے لئے نذر ونیاز پیش کرے اور جانور ذبح کرے، ان کی درگاہوں پر دیگیں چڑھائے، انہیں مشکل کشا، حاجت روا، پکاروں کو سننے والا، خزانے بخشنے والا سمجھ کر انہیں پکارے، توفرمایا قیامت کے روز جب کہ ہم ہر انسانی گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے، بعض لوگ پیشوا سے پیغمبر مراد لیتے ہیں، یعنی ہر امت کو اس کے پیغمبر کے حوالے سے پکارا جائے گا جیسے فرمایا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ [۳]

ترجمہ: ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکادیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

بعض اس سے الہامی کتابیں مراد لیتے ہیں کہ ہر گروہ کو اے اہل تورات! اے اہل انجیل! اور اے اہل قرآن وغیرہ کہہ کر پکارا جائے گا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سے نامہ اعمال مراد لیتے ہیں۔

یعنی ہر شخص کو جب بلایا جائے گا تو اس کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، جیسے فرمایا

[۱] الذاریات ۴۹

[۲] الرعد ۳

[۳] یونس ۴۷

...وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ [١]

ترجمہ: اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ [٢]

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہوگئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ [٣]

ترجمہ: اس دن تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھو گے، ہر گروہ کو پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنا نامہ اعمال دیکھے، ان سے کہا جائے گا آج تم لوگوں کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے۔

بہر حال اس وقت نامہ اعمال ہر شخص کے ہاتھ میں ہوگا، اس امت کا پیغمبر سامنے موجود ہوگا گواہ بھی موجود ہوں گے، جیسے فرمایا

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ [٤]

ترجمہ: زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیئے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

ایک مقام پر فرمایا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ [٥]

ترجمہ: پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔

الغرض یہاں پیشوا سے مراد نامہ اعمال ہے، اس لئے اس کے بعد فرمایا اس وقت جن لوگوں کو ان کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوشی سے اپنا کارنامہ پڑھیں گے اور ان پر (کھجور کی گھٹلی کے) دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا، ایک مقام پر فرمایا

---

[١] یٰسین ۱۲

[٢] الکہف ۴۹

[٣] الجاثیۃ ۲۸

[٤] الزمر ۶۹

[٥] النساء ۴۱

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۙ۝۹ ﴿۱﴾

ترجمہ: پھر جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

اور خوشی سے پکار کر کہے گا

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝۱۹ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۲۰ ﴿۲﴾

ترجمہ: وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

اور جو لوگ اس دنیا میں اللہ کی ہرسو بکھری نشانیوں کو دیکھ کر بھی اندھے بنے رہے اور حق کو دیکھنے، سمجھنے اور اسے قبول کرنے سے محروم رہے، جن لوگوں نے صحیح راستے کی تلاش وجستجو ہی نہ کی ہوگی، ان کو نامہ اعمال الٹے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اسے لیتے ہی پیٹھ پیچھے چھپانے کی کوشش کریں گے اور حسرت وافسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہیں گے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝۲۵ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝۲۶ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝۲۷ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝۲۸ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝۲۹ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش! میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے، کاش! میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی، آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ۝۱۰ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۙ۝۱۲ ﴿۴﴾

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔

الغرض جس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا گیا وہ آخرت میں بھی اللہ رب العزت کے خصوصی فضل وکرم سے محروم رہے گا بلکہ راستہ تلاش کرنے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام رہا۔ ایسے لوگوں کو قیامت کے روز اندھا اٹھایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ ہمیں اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے، ارشاد ہوگا کہ دنیا میں تم نے ہمارے پیغام کو بھلا دیا آج یہ اس کا انجام ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝۱۲۴ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝۱۲۵ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝۱۲۶ ﴿۵﴾

ترجمہ: اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے

﴿۱﴾ الانشقاق ۷تا۹

﴿۲﴾ الحاقۃ ۲۰،۱۹

﴿۳﴾ الحاقۃ ۲۵تا۲۹

﴿۴﴾ الانشقاق ۱۰تا۱۲

﴿۵﴾ طٰہٰ ۱۲۴تا۱۲۶

پاس آئی تھیں تو نے بھلا دیا تھا اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ

یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے بہکانا چاہتے کہ آپ اس کے سوا کچھ اور ہی ہمارے نام سے گھڑ لیں،

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ

تب تو آپ کو یہ لوگ اپنا ولی دوست بنا لیتے، اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف

شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ

قدرے قلیل مائل ہو ہی جاتے، پھر تو ہم بھی آپ کو دوہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دوہرا ہی موت کا، پھر آپ

لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ (بنی اسرائیل ۷۳ تا ۷۵)

تو اپنے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار بھی نہ پاتے۔

رسول اللہ ﷺ کو ڈگمگانے کی کوششیں:

مشرکین مکہ کی ہر ممکن کوشش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو دعوت توحید کے میدان سے بھٹکا دیں، اور کسی نہ کسی طور پر مجبور کر دیں کہ آپ خالص توحید کے ساتھ ساتھ ان کے شرک اور رسوم جاہلیت سے کچھ نہ کچھ مصالحت کر لیں، رسول اللہ ﷺ کے عزم ویقین کو متزلزل کرنے کی اس کوشش میں انہوں نے فریب دیئے، لالچ دلائے، دھمکیاں بھی دیں، جھوٹے پروپیگنڈے کا طوفان بھی اٹھایا، ظلم وستم سے بھی باز نہ آئے، معاشی اور معاشرتی دباؤ کے طور پر مقاطعہ کر کے شعب بنو ہاشم میں محصور کر دیا، مگر رسول اللہ ﷺ، ان کی جان نثار و وفادار اہلیہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کے جان نثار ساتھی ایک چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے، کفار کی ہر مخالفانہ کوشش میں ان کے یقین وایمان میں اضافہ ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس ساری روداد پر تبصرہ کرتے ہوئے دو باتیں ارشاد فرمائیں، ایک تو یہ کہ اے نبی ﷺ! اگر تم حق کو حق جان لینے کے بعد باطل سے کوئی سمجھوتا کر لیتے، دعوت میں نرمی کر لیتے، ان کی کچھ باطلانہ رسومات کو جائز قرار دے دیتے تو یہ مشرک قوم ضرور تم سے خوش ہو جاتی، اور اگر ہم تمہیں اپنی حفاظت اور صیانت میں نہ رکھتے اور تمہاری تائید ونصرت نہ کرتے تو تم کچھ نہ کچھ ان کی طرف جھک جاتے، مگر اللہ کا غیض وغضب تم پر بھڑک اٹھتا اور اس جرم کی پاداش میں اس دنیا میں اور آخرت میں بھی دوگنا عذاب دیا جاتا، جب نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے تو دوسروں کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، دوسرے یہ کہ کوئی بھی انسان خواہ وہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو خود اپنے بل بوتے پر باطل کے طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ کی مدد اور اس کی توفیق شامل حال نہ ہو، چنانچہ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا بخشا ہوا صبر وثبات تھا جس کی بدولت نبی ﷺ حق وصداقت کے موقف پر پہاڑ کی طرح جمے رہے اور کوئی سیلاب بلا آپ کو بال برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکا۔

وَ اِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ لِيُخۡرِجُوۡكَ مِنۡهَا وَ اِذًا لَّا يَلۡبَثُوۡنَ

یہ تو آپ کے قدم اس سرزمین سے اکھاڑنے ہی لگے تھے کہ آپ کو اس سے نکال دیں پھر یہ بھی آپ کے بعد

خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا

بہت ہی کم ٹھہر پاتے،ایسا ہی دستور ان کا تھا جو آپ سے پہلے رسول ہم نے بھیجے،

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۷﴾ (بنی اسرائیل ۷۶،۷۷)

اور آپ ہمارے دستور میں کبھی ردوبدل نہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مشرکین مکہ کی ہرممکن کوشش ہے کہ تمہیں تمہارے وطن سے ہجرت پر مجبور کر دیں تا کہ تمہاری پاکیزہ اور سچی دعوت ان کے کانوں تک نہ پہنچے مگر اس سازش سے اللہ نے آپ کو بچالیا،ہمارا تمام انبیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے کہ جس قوم نے انبیاء کو قتل یا جلاوطن کیا پھر وہ زیادہ دیر تک اپنی جگہ نہ ٹھہر سکی، یا تو اللہ کے عذاب نے انہیں ہلاک کر دیا یا اللہ نے کسی جبار قوم کو ان پر مسلط کر دیا گیا یا خود اسی نبی کے پیروکاروں سے مشرکین کو مغلوب کرا دیا گیا،جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ‌ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ [1]

ترجمہ: اس وقت تو اللہ ان پر عذاب نازل کرنے والا نہ تھا جبکہ تو ان کے درمیان موجود تھا اور نہ اللہ کا یہ قاعدہ ہے کہ لوگ استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دیدے۔

اور ہمارے طریق کار میں تم کوئی تغیر نہ پاؤ گے،جیسے فرمایا

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلُ‌ۖ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۳﴾ [2]

ترجمہ:یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

چنانچہ یہ صریح پیشین گوئی جو اس وقت ایک دھمکی نظر آتی تھی دس، گیارہ سال کے اندر ہی حرف بحرف سچی ثابت ہوگئی،اس سورہ کے نزول کے بعد ایک سال ہی گزرا تھا کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا مگر دوسری ہجری میں غزوہ بدر میں قریش کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا،ان کے ستر شریف ورئیس تہہ تیغ ہوئے اور کئی گرفتار ہوئے، پھر ہجرت کو آٹھ سال سے زیادہ نہ گزرے تھے کہ آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اس ذلت وہزیمت کے بعد قریش سر اٹھانے کے قابل نہ رہے پھر عرصہ دو سال کے اندر اندر سرزمین عرب مشرکین کے وجود سے پاک کر دی گئی، پھر جو بھی وہاں رہا مسلمان بن کر رہا،مشرک بن کر وہاں نہ ٹھہر سکا۔

[1] الانفال ۳۳

[2] الفتح ۲۳

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ

نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ

حاضر کیا گیا، رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں یہ زیادتی آپ کے لیے ہے،

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرائیل ۷۹،۷۸)

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

اوقات صلوٰۃ کی نشاندہی:

مشکلات ومصائب کے اس طوفان کا ذکر کرنے کے بعد فوراً ہی فرض نماز قائم کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ لطیف اشارہ فرمایا کہ وہ ثابت قدمی جو ان حالات میں ایک مومن کو درکار ہے اقامت صلوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے، اس مقام پر سورج ڈھلنے پر نماز کا حکم ہے جس سے مراد ظہر ہے اور اندھیرے تک سے مغرب وعشاء کی جانب اشارہ ہے اور قرآن فجر سے صراحتاً فجر کی نماز کا حکم ثابت ہے۔ نماز کے ان اوقات کو کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ... ﴿۱۱۴﴾ [۱]

ترجمہ: اور دیکھو نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔

دن کے سروں سے مراد صبح اور مغرب ہے اور کچھ رات گزارنے سے مراد عشا کا وقت ہے۔

... وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شاید کہ تم راضی ہو جاؤ۔

یعنی سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز، سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز اور رات کے اوقات میں عشا اور تہجد کی نماز، دن کے کنارے تو وہ تین ہی ہو سکتے ہیں، ایک کنارہ صبح ہے، دوسرا کنارہ زوال آفتاب اور تیسرا کنارہ شام لہٰذا دن کے کناروں سے مراد فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ہو سکتی ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ [۳]

---

[۱] ھود ۱۱۴

[۲] طٰہٰ ۱۳۰

[۳] الروم ۱۸،۱۷

ترجمہ: پس تسبیح کرو اللہ کی جب کہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو، آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے حمد ہے اور (تسبیح کرو اس کی) تیسرے پہر اور جبکہ تم پر ظہر کا وقت آتا ہے۔

اس آیت میں نماز کے چار اوقات کی طرف صاف اشارہ ہے، فجر، مغرب، عصر اور ظہر۔ چنانچہ سورہ ھود آیت ۱۱۴، بنی اسرائیل کی آیت ۷۸، طہٰ ۱۳۰ اور الروم کی آیت ۱۸، ۱۷ کو ملا کر پڑھا جائے تو نماز کے پانچوں اوقات کا حکم نکل آتا ہے، معراج میں جب نماز فرض ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو نماز کے اوقات اور طریقہ کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ،

چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دوبار امامت کرائی (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہوگیا پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے پھر عشا کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ شفق (سرخی) افق سے غائب ہوگئی، اور فجر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے

فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہوگیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشا کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا اور فجر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ اچھی طرح روشنی پھیل چکی تھی، پھر (جبریل علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے انبیاء کے نماز پڑھنے کے یہی اوقات ہیں، اور (نماز) کے اوقات ان دونوں وقتوں کے مابین ہیں۔ [1]

اگرچہ فرشتے ہر نماز اور ہر نیکی کے گواہ ہیں مگر خاص طور پر نماز فجر کی قرات پر ان کی گواہی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس وقت اللہ کے فرشتے اس کے گواہ بنتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الفَجْرِ وَصَلَاةِ العَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

[1] سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابٌ فِي الْمَوَاقِيتِ ۳۹۳، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ ۱۴۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے اور دن کے فرشتے تم میں برابر پے در پے آتے رہتے ہیں، صبح کی اور عصر کی نماز کے وقت ان کا اجتماع ہو جاتا ہے، تم میں جن فرشتوں نے رات گزاری وہ جب چڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے باوجود کہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کے پاس پہنچے تو انہیں نماز فجر میں پایا اور واپس آئے تو نماز (عصر) میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ [۱]

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: يَجْتَمِعُ الْحَرَسَانِ فِي صَلَاةِ الفجر، فيصعد هؤلاء ويقيم هؤلاء.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے دونوں گروپ نماز فجر میں اکٹھے ہوتے ہیں ان میں سے ایک گروپ آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور دوسرا گروپ زمین میں رہ جاتا ہے۔ [۲]

نماز کے اوقات کا یہ نظام مقرر کرنے میں جو مصلحتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں ان میں سے ایک اہم مصلحت یہ بھی ہے کہ آفتاب پرستوں کے اوقات عبادت سے اجتناب کیا جائے، آفتاب ہر زمانے میں مشرکین کا سب سے بڑا یا بہت بڑا معبود رہا ہے اور اس کے طلوع وغروب کے اوقات خاص طور پر ان کے اوقات عبادت رہے ہیں اس لئے ان اوقات میں تو نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا، اس کے علاوہ آفتاب کی پرستش زیادہ تر اس کے عروج کے اوقات میں کی جاتی رہی ہے لہذا اسلام میں حکم دیا گیا کہ تم دن کی نمازیں زوال آفتاب کے بعد پڑھنی شروع کرو اور صبح کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لیا کرو، اس مصلحت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے،

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ،قَالَ:صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ

چنانچہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں نہیں جانتا، مجھے بتلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور مجھے نماز کے اوقات کے بارے میں بتلائیں، آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھو اور جب سورج نکلنے لگے تو نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں نکلتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں (پھر اگر تم بھی نماز پڑھو گے تو ان سے مشابہت ہو گی) پھر جب آفتاب بلند ہو جائے نماز نماز پڑھو کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوں گے اور کراماً کاتبین گواہی دیں گے (یعنی مقبول ہو گی) یہاں تک کہ نیزہ کا سایہ اس کے سر پر آجائے (یعنی ٹھیک دوپہر ہو) تو پھر نماز نہ پڑھو اس لئے کہ اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے، پھر جب یہ سایہ آجائے (یعنی سورج ڈھلے) پھر نماز عصر پڑھو اس لئے کہ اس نماز میں حاضر ہوں گے اور گواہی

---

[۱] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۵،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَبَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۲

[۲] تفسیر ابن کثیر ۱۰۲/۵

دیں گے، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔[۱]

سارے دن میں پانچ نمازوں کے علاوہ رات کے ایک حصہ میں بھی نفلی عبادت کروتا کہ اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں ایسے مرتبے پر پہنچادے جہاں تم محمود خلائق ہو کر رہو، ہر طرف سے تم پر مدح وستائش کی بارش ہو اور تمہاری ہستی ایک قابل تعریف ہستی بن کر رہے،

عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي

اسود کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ شروع رات میں سوئے رہتے اور آخر رات میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھتے۔[۲]

فريضة زائدة لك على الصلوات المفروضة، خصصت بها من بين أمتك

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ آیت کریمہ کے جملہ "نَافِلَةً لَكَ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں تہجد کی نماز رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز پنجگانہ کے علاوہ فرض کی گئی ہے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں امت سے ممتاز قرار دیا گیا ہے کہ امت کے لیے یہ فرض نہیں مگر آپ ﷺ پر فرض ہے،

عن ابن عباس: أن النافلة للنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خاصة لأنه أمر بقيام الليل، وكتب عليه دون أمته

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی لفظ "نَافِلَةً لَكَ" کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ خاص نبی کریم ﷺ کے لیے بطور ایک فرض نماز کے ہے، آپ ﷺ رات کی نماز کے لیے مامور کیے گئے اور امت کے علاوہ آپ ﷺ پر اسے فرض قرار دیا گیا

لكن صحّح النووي أنه نسخ عنه التهجد

لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ بعد میں آپ ﷺ کے اوپر سے بھی اس کی فرضیت کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔[۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ،وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔[۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ صَلَاةٍ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ،وَأَفْضَلُ

---

[۱] صحيح مسلم كتاب فضائل القرآن بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ۱۹۳۰

[۲] صحيح بخاری كتاب التهجدبَابُ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ ۱۱۴۶،صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ، وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ، وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ ۱۷۲۸،سنن نسائی كتاب لاصلوٰة باب الاختلاف على عائشه فی احیآء اللیل ۱۶۴۳

[۳] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۲؍۳۰۷

[۴] صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ ۲۷۵۶

الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ

اورابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد سب سے زیادہ افضل نماز رات کے درمیانی حصے میں پڑھی جانے والی نماز ہے اور ماہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے زیادہ افضل روزہ اللہ کے اس مہینے کا ہے جسے تم محرم کہتے ہو۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ:{عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا}قَالَ: الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ: مَقَامُ الشَّفَاعَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔“ کے بارے میں کہتے ہیں مقام محمود سے مراد شفاعت کا مقام ہے۔ (۲)

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مَقَامًا مَّحْمُودًا}قَالَ: شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مجاہد رحمہ اللہ ”مَقَامًا مَحْمُودًا“ کے بارے میں کہتے ہیں یہ وہ مقام ہے جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز شفاعت فرمائیں گے۔ (۳)

مقام محمود کے بارے میں مختلف روایات ہیں،

أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا اور اس دن سب سے پہلے میری قبر کی زمین شق ہوگی،اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ (۴)

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، كُنْتُ إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَطِيبَهُمْ،وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یامت کے دن میں سارے انبیاء کا اور پیغمبروں کا امام ہوں گا اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ (۵)

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَالَ:يَجْمَعُ اللَّهُ الْخَلْقَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍفَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي،حُفَاةً عُرَاةً كَمَا خُلِقُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ،قِيَامًا لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ،يُنَادَى: يَا مُحَمَّدُفَيَقُولُ:لَبَّيْكَ،

(۱) مسند احمد ۱۰۹۱۵

(۲) تفسیر طبری ۱۷/۵۲۷

(۳) تفسیر طبری ۱۷/۵۲۷

(۴) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ ۵۹۴۰

(۵) مسند احمد ۲۱۲۴۵،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۳،سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۱۴

وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيتَ، وَعَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَبِكَ وَإِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيتَ، سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ، فَهَذَا قَوْلُهُ {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع کیا جائے گا پکارنے والا انہیں اپنی آواز سنا سکے گا اور نظر سے پار ہو جائے گی، وہ اس طرح برہنہ پا اور بے لباس ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے، سب لوگ کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی کلام نہ کر سکے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جواب دیں گے میں عرض کروں گا میں حاضر ہوں اور تیری فرماں برداری کے لیے تیار ہوں، اور ہر طرح کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر و برائی کی تیری طرف نسبت نہیں ہے، ہدایت یافتہ وہ ہے جسے تو ہدایت عطا فرمائے، تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے تیری توفیق سے اور تیری ہی طرف اور تیری پکڑ سے بچنے کا تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں ہے تو ہی برکت والا ہے، اے پروردگار! اور تو سب سے بلند و برتر ہے اور تیری ذات پاک ہے اے اس گھر کے مالک! تو یہ ہے وہ مقام محمود جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔[1]

خط کشیدہ الفاظ تفسیر طبری میں ہیں۔

ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ جُثًا كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ، يَا فُلَانُ اشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ المَقَامَ المَحْمُودَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قیامت کے دن امتیں گروہ در گروہ چلیں گی، ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہو گی اور (انبیاء سے) کہے گی ہماری شفاعت کیجئے (مگر وہ سب ہی انکار کر دیں گے) آخر شفاعت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔[2]

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ لَتَدْنُو حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُولُ: لَسْتُ صَاحِبَ ذَلِكَ، ثُمَّ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُولُ كَذَلِكَ، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ فَيَشْفَعُ بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللَّهُ مَقَامًا مَحْمُودًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اس قدر قریب ہو گا کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا اس حال میں لوگ آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے وہ جواب دیں گے کہ میں یہ نہیں کر سکتا پھر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کریں گے تو وہ بھی یہی جواب دیں گے، پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کریں گے تو آپ مخلوق کی شفاعت فرمائیں گے اور پھر کشاں کشاں چلتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے (دروازے کے) کنڈے کو پکڑیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔[3]

صحیح بخاری میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

---

[1] السنن الکبری للنسائی ۱۱۲۳۰، مسند ابی داود الطیالسی ۴۱۴، مسند البزار ۲۹۲۶، تفسیر طبری ۱۷/۵۲۶

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل بَابُ قَوْلِهِ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ۴۷۱۸

[3] تفسیر طبری ۱۷/۵۲۹

فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللَّهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الجَمْعِ كُلُّهُمْ

اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا تو میدان حشر میں جمع ہونے والے سب لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ثُمَّ يَأْذَنُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الشَّفَاعَةِ فَيَقُومُ رُوحُ الْقُدُسِ جِبْرِيلُ ثُمَّ يَقُومُ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللَّهِ ثُمَّ يَقُومُ عِيسَى أَوْ مُوسَى - قَالَ أَبُو الزَّعْرَاءِ -: لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ: ثُمَّ يَقُومُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَابِعًا فَيَشْفَعُ لَا يُشْفَعُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ فِي أَكْثَرِ مِمَّا يَشْفَعُ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا} (۲)

عبد اللہ سے مروی ہے پھر اللہ عزوجل شفاعت کی اجازت عطا فرمادے گا تو روح القدس جبریل کھڑے ہوں گے، پھر ابراہیم خلیل اللہ کھڑے ہوں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے، ابوزعراء کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہاں ان دونوں نبیوں میں سے کس کا نام لیا ہے، آپ نے فرمایا پھر چوتھے نمبر پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شفاعت فرمائیں گے کہ آپ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی شفاعت نہ کر سکے گا اور یہ ہے وہ مقام محمود جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہوسکتا ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر فائز فرمادے۔" (۳)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلَى تَلٍّ، وَيَكْسُونِي رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى حُلَّةً خَضْرَاءَ، ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي، فَأَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَقُولَ فَذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، میں اپنی امت سمیت ایک ٹیلے پر کھڑا رہوں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ سبز رنگ کا حلہ پہنائے گا پھر مجھے اجازت دی جائے گی اور جو کچھ کہنا چاہوں گا کہوں گا یہی مقام محمود ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يُسْمِعهم الدَّاعِي ويَنفذُهم الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ؟ أَلَا تَرَوْنَ إِلَى مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ آدَمُ!

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور شانے کا گوشت آپ کو دیا گیا، تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نوچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار میں ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہوگا؟ اس دن اللہ تعالیٰ تمام اگلوں پچھلوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا ۱۴۷۵

(۲) الإسراء: ۷۹

(۳) مسند أبي داود الطيالسي ۳۸۹

(۴) مسند احمد ۱۵۷۸۳

کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی، سورج بالکل نزدیک ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی، لوگ آپس میں کہیں گے کہ دیکھو تو سہی ہماری کیا حالت ہو گئی ہے؟ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے

فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ، أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي! اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ

چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ تمام انسانوں کے پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی، اور فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لئے آپ رب کے حضور میں ہمارے شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں؟ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہو گا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی، مجھ کو اپنی فکر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ ہاں تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ

فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ نُوحٌ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي! اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ

چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح علیہ السلام! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے شکر گزار بندہ کا خطاب دیا آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں؟ نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے، اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہو گا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف مانگ لی تھی، نفسی نفسی نفسی، آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے اپنی پڑی ہوئی ہے، تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ

فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، فَذَكَرَ كَذِبَاتِهِ، نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى

سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور روئے زمین میں سے منتخب اللہ کے خلیل ہیں، آپ ہماری شفاعت کریں، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے، اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہو گا اور میں نے تین جھوٹ بولے

تھے، نفسی نفسی نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے یرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ ہاں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ

فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ،وَلَنْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي،اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى

سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ سے فضیلت دی، آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کریں، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے، اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا میں نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا، نفسی نفسی نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ

فَيَأْتُونَ عِيسَى،فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ قَالَ: هَكَذَا هُوَ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ،وَلَنْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ،وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ،اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ

سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود میں لوگوں سے بات کی تھی، رب سے ہماری شفاعت کریں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے، عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے، (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی نفسی نفسی، میرے کسی اور ہی کے پاس جاؤ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ

فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ، وَمَا تَأَخَّرَ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَأَقُومُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ، شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْأَبْوَابِ ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

چنانچہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری

پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت فرمائیں آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے آ کر اپنے رب عزوجل کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثنا کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور کو وہ محامد نہیں بتائے تھے، پھر مجھ سے فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیے اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی، میں اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا جائے گا اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے جنت کے داہنی طرف کے دروازے سے داخل کیجئے، ویسے انہیں اختیار ہے جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں یا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔ [1]

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

اور دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال

وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝۸۰ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ

اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما دے، اور اعلان کر دے کہ حق آ چکا اور ناحق نابود ہو گیا

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ (بنی اسرائیل ۸۱،۸۰)

یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔

دعائیں اور بشارت:

اس دعا کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہیں کہ مجھے جہاں سے بھی نکالنا اور جہاں بھی داخل فرمانا حق و صداقت کے ساتھ کرنا،

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِ اللَّهِ: {أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ} [2] قَالَ: كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ لَمَّا ائْتَمَرُوا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْتُلُوهُ، أَوْ يَطْرُدُوهُ، أَوْ يُوثِقُوهُ، وَأَرَادَ اللَّهُ قِتَالَ أَهْلِ مَكَّةَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَهُوَ الَّذِي قَالَ اللَّهُ {أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ} [3]

---

[1] مسند احمد ۹۶۲۳، صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة بنی اسرائیل بَابُ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۴۷۱۲، وکتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۶۵ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا ۴۷۵

[2] الإسراء : ۸۰

[3] الإسراء : ۸۰

حسن بصری نے اس آیت ''مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال۔'' کی تفسیر میں فرمایا ہے کفار مکہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش کی تاکہ آپ کو جان سے مار دیں یا وطن سے نکال دیں یا قید کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں سے قتال کا ارادہ فرمالیا اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں، اس سلسلے میں فرمایا اور دعا کرو کہ ''پروردگار! مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال۔''[1]

عَنْ قَتَادَةَ، {مُدْخَلَ صِدْقٍ}[2] قَالَ: الْمَدِينَةُ {وَمُخْرَجَ صِدْقٍ} قَالَ: مَكَّةُ

اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا۔'' اچھی طرح داخل کرنے سے مراد مدینہ منورہ میں داخل کرنا وَمُخْرَجَ صِدْقٍ اور اچھی طرح نکالنے سے مراد مکہ مکرمہ سے نکالنا ہے۔[3]

کیونکہ قرآن مجید تعلیم ہے اور اس کا نفاذ طاقت و قوت کے ساتھ ہی ممکن ہے اس لئے فرمایا کہ یہ بھی دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے خود اقتدار عطا فرما یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنادے تاکہ اس کی طاقت سے میں دنیا کے معبودان باطلہ کو مٹا سکوں، تیرے نام کو بلند کر سکوں، فواحش و معاصی کے سیلاب کو روک سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری وساری کر سکوں،

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا}[4] وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ عَلِمَ أَنْ لَا طَاقَةَ لَهُ بِهَذَا الْأَمْرِ إِلَّا بِسُلْطَانٍ، فَسَأَلَ سُلْطَانًا نَصِيرًا لِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلِحُدُودِ اللَّهِ، وَلِفَرَائِضِ اللَّهِ، وَلِإِقَامَةِ دِينِ اللَّهِ، وَإِنَّ السُّلْطَانَ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ جَعَلَهَا بَيْنَ أَظْهُرِ عِبَادِهِ، لَوْلَا ذَلِكَ لَأَغَارَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَأَكَلَ شَدِيدُهُمْ ضَعِيفَهُمْ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کو زور و قوت کے بغیر اس کی طاقت نہیں ہے اس لیے آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی کتاب اللہ تعالیٰ کی حدود اور اللہ تعالیٰ کے فرائض اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اقامت کے لیے زور اور قوت کا سوال کیا اور زور و قوت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے اگر زور و قوت نہ ہوتی تو انارکی پھیل جاتی، اور طاقتور کمزوروں کو کھا جاتے۔[5]

چنانچہ اس کے بعد اللہ نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت کی تشکیل کے اسباب پیدا فرمائے اور حکومت کی تشکیل کے بعد کے لئے بشارت دی گئی کہ ان باطل پرستوں کو ببانگ یہ اعلان بھی کردو حق قائم ہوگیا اور باطل مٹ گیا، اور حق کے مقابلے میں باطل تو مٹنے والا ہی ہے، جیسے فرمایا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ... ⑱ [6]

[1] تفسیر طبری ۱۷/۵۳۳

[2] الإسراء: ۸۰

[3] تفسیر طبری ۱۷/۵۳۳

[4] الإسراء: ۸۰

[5] تفسیر طبری ۱۷/۵۳۶

[6] الانبیاء ۱۸

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

مشرکین مکہ نے جب یہ اعلان سنا تو انہوں نے اسے ٹھٹھوں میں اڑا دیا کیونکہ اس وقت مسلمان سخت بے کسی و مظلومی کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے، خود نبی ﷺ کی زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی، بظاہر باطل ہی کا غلبہ تھا اور غلبہ حق کے آثار دور دور تک نظر نہیں آرہے تھے مگر ابھی نو برس ہی گزرے تھے کہ نبی ﷺ اسی شہر مکہ مکرمہ میں جہاں مشرکین کا قبضہ تھا فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور بیت اللہ میں داخل ہو کر چھوٹے بڑے تین سو ساٹھ بتوں اور تصاویر کو مٹا دیا جو وہاں سجائی گئیں تھیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَحَوْلَ البَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُولُ: {جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا} [1]، {جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ} [2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے بعد) فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت نصب تھے، رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کی نوک سے ہر ایک کو ٹکراتے جاتے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے ”حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔“ (بنی اسرائیل ۸۱)، اور ”حق آ گیا ہے اور اب باطل کے کیے کچھ نہیں ہوسکتا۔“ (سبا ۴۹) اور وہ بت منہ کے بل زمین پر گر جاتا [3]

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ

یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی

اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا

زیادتی نہیں ہوتی، اور انسان پر جب ہم اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ بدل لیتا ہے اور جب

مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ

اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے، کہہ دیجئے! کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر عامل ہے جو پوری ہدایت کے راستے

بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ (بنی اسرائیل ۸۲ تا ۸۴)

پر ہیں انہیں تمہارا رب ہی بخوبی جاننے والا ہے۔

---

[1] الإسراء: ۸۱

[2] سبأ: ۴۹

[3] صحیح بخاری کتاب تفسیر سورة بنی اسرائیل بَابُ وَقُلْ جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۴۷۲۰ ،وکتاب المغازی بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟۴۲۸۷، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ إِزَالَةِ الْأَصْنَامِ مِنْ حَوْلِ الْكَعْبَةِ ۴۶۲۵،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۱۳۸

اللہ تعالیٰ اپنی آخری مقدس کتاب کی بابت جس میں باطل کا شائبہ بھی نہیں فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں اگر اس کو کوئی اپنا رہنما اور اپنے لئے کتاب آئین مان لے، اس کی آیات کی تصدیق کر کے اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کے تمام ذہنی، نفسیاتی، اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج اور سراسر رحمت ہے، جیسے فرمایا

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ [1]

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔

مگر جو اس کی رہنمائی سے منہ موڑیں، اس کی تصدیق نہ کریں یا اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو اس کی آیات ان کے خسارے ہی میں اضافہ کرتی ہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۗ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى۔۔۔ ﴿٤٤﴾ [2]

ترجمہ: ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے تو ہدایت اور شفا ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ [3]

ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں، البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا اس کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے ہیں۔

خیر و شر، برائی و بھلائی انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے، قرآن کریم نے اس کا بیان کیا کہ اللہ جب انسان کو مال، عافیت، فتح، رزق، نصرت و تائید، کشادگی عطا کرتے ہیں تو اسے اللہ کا فضل و کرم سمجھ کر اس کا شکر بجالانے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے جھک جانے کے بجائے اپنی محنت کا صلہ سمجھتا ہے، جیسے قارون کی قوم نے جب اسے نصیحت کی تو اس کے جواب میں کہا تھا

۔۔۔اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ

---

[1] یونس ۵۷

[2] حم السجدۃ ۴۴

[3] التوبۃ ۱۲۵، ۱۲۴

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ... ﴿٧٨﴾ [1]

ترجمہ: ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا پھول نہ جا، اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر، احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا، تو اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ... ﴿٤٩﴾ [2]

ترجمہ: یہی انسان جب ذرا سی مصیبت اسے چھو جاتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر ابھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ علم کی بنا پر دیا گیا ہے!۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ... ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: انسان کا یہ حال ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے، مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

پھر فخر و غرور میں وہ اتراتا اور حق سے روگردانی کرتا ہے اور جہاں کوئی بیماری، مصیبت یا کوئی آفت پہنچتی ہے تو اس پر صبر اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی بجائے رب سے اپنی امید منقطع کر لیتا اور سمجھتا ہے کہ اب بھلائی، راحت و عافیت نصیب نہیں ہو گی، جیسے فرمایا:

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿١٠﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ [4]

ترجمہ: اگر کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اسے نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدر پار ہو گئے، پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے، اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکوکار ہیں اور وہی ہیں جن کے لئے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔

مشرکین کو وعید فرمائی اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے، اب یہ تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ سیدھی

---

[1] القصص ۷۶تا۷۸
[2] الزمر ۴۹
[3] یونس ۱۲
[4] ہود ۹تا۱۱

راہ پر کون ہے، یعنی وہ خوب جانتا ہے کہ کون ہے جو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، پس اسے ہدایت سے نواز دیتا ہے اور کون ہے جو صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ اسے اپنے حال پر چھوڑ کر ہدایت سے محروم کر دیتا ہے جیسے فرمایا

وَقُلْ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۗ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے تو ان سے کہہ دو کہ تم اپنے طریقے پر کام کرتے رہو اور ہم اپنے طریقے پر کیے جاتے ہیں، انجام کار کا تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

بہت ہی کم علم دیا گیا ہے، اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی آپ کی طرف ہم نے اتاری ہے سلب کر لیں، پھر آپ کو اس کے لیے

عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ (بنی اسرائیل ۸۵ تا ۸۷)

ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی میسر نہ آسکے سوائے آپ کے رب کی رحمت کے، یقیناً آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ، إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَقَالَ: مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَقَالُوا: سَلُوهُ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الوَحْيُ، قَالَ: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلْ: الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا} [2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کچھ یہودی اس طرف سے گزرے کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو ان میں سے کسی نے اس پر کہا کہ ایسا کیوں کرتے ہو۔؟ دوسرا یہودی بولا کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو تم کو ناپسند ہو، رائے اس پر ٹھہری کہ روح کے بارے میں پوچھنا ہی چاہیے، چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ پر وحی اتر رہی ہے، اس لئے میں وہیں کھڑا رہا جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ روح میرے رب کے حکم

[1] ہود ۱۲۲،۱۲۱

[2] الإسراء: ۸۵

سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔''[۱]

عام طور پر یہاں روح سے جان مراد لی جاتی ہے، یعنی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے روح حیات کے متعلق سوال کیا کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور اس کا جواب دیا گیا کہ وہ اللہ کے حکم سے آتی ہے، لیکن یہ معنی سیاق وسباق سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ پہلی تین آیتوں میں قرآن کے نسخہ شفا ہونے اور منکرین قرآن کے ظلم اور کافر نعمت ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد کی آیتوں میں بھی پھر قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر استدلال کیا گیا ہے، درمیان میں روح حیات کے بارے میں یہ مضمون کس مناسبت سے آ گیا، اور ربط عبارت سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں روح سے مراد وحی یا وحی لانے والا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام ہی ہوسکتا ہے، مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کو صادق وامین کا لقب دینے کے باوجود آپ ﷺ کی رسالت کے منکر تھے، اس لئے آپ پر نازل کلام الٰہی کو بھی منزل من اللہ خیال نہیں کرتے تھے، ان کا اصرار تھا کہ محمد ﷺ اپنی طرف سے یہ باتیں گھڑ لیتے ہے یا کوئی شخص درپردہ انہیں اس کی تعلیم دیتا ہے اور وہ ہمیں سنا دیتے ہیں، اس لئے مشرکین کا سوال دراصل یہ تھا کہ یہ قرآن تم کہاں سے لاتے ہو؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! تم سے یہ لوگ روح یعنی ماخذ قرآن یا ذریعہ حصول قرآن کے بارے میں دریافت کرتے ہیں انہیں بتادو کہ یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر روح کی حقیقت کو جاننا تمہارے بس کی بات نہیں کیونکہ انسان کے پاس اس قدر علم نہیں کہ وہ اس قدر باریک اور لطیف مسائل کی حقیقت جان سکے، قرآن مجید میں یہ مضمون متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ ... ﴿٢﴾ [۲]

ترجمہ: وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل فرما دیتا ہے۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ [۳]

ترجمہ: وہ بلند درجوں والا مالک عرش ہے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل کر دیتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے خبردار کر دے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ... ﴿٥٢﴾ [۴]

ترجمہ: کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے، اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے، وہ برتر اور حکیم ہے، اور اسی طرح (اے نبی!) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے، تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہے۔

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة بنی اسرائیل بَابُ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۴۷۲۱،صحیح مسلم کتاب صفات المنافق بَابُ سُؤَالِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ وقَوْلِهِ تَعَالَى يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۷۰۵۹

[۲] النحل ۲

[۳] المومن ۱۵

[۴] الشوریٰ ۵۱ ، ۵۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ معجزانہ کلام اللہ کے رسول محمد ﷺ کا گھڑا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی کسی انسان کا در پردہ سکھایا ہوا ہے بلکہ اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے، اگر اللہ اسے پیغمبر سے بھی چھین لے (حافظہ سے محو کر دے) تو نہ تو پیغمبر کی طاقت ہے کہ وہ ایسا کلام تصنیف کر کے لا سکے اور نہ کوئی دوسری طاقت ہی ایسی ہے جو اس کو ایسی معجزانہ کتاب پیش کرنے کے قابل بنا سکے، یہ تو اللہ کی تم پر رحمت و فضل و کرم ہے کہ اس نے یہ کلام نازل فرمایا ہے تا کہ اس کی روشنی میں تم لوگ اپنے ازلی دشمن شیطان سے بچ کر سیدھے راستے پر چل سکو اور اللہ کی رحمتوں کے امیدوار بن جاؤ۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ

کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے

وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ (بنی اسرائیل ۸۸)

گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

اعجاز قرآنی:

حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ یہ قرآن اپنی زبان اسلوب بیان، طرز استدلال، مضامین، مباحث، تعلیمات اور غیب کے علم کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے جس کی نظیر لانا کسی انسانی قدرت سے باہر ہے، تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محمد ﷺ نے اس عظیم الشان کلام کو خود تصنیف کر لیا ہے مگر ہم یہ چیلنج دیتے ہیں کہ تمام دنیا کے انسان و جن مل کر بھی اس شان کی کتاب تصنیف نہیں کر سکتے بلکہ اگر وہ جن جنہیں مشرکین نے اپنا معبود بنا رکھا ہے، اور جن کی معبودیت پر یہ کتاب علانیہ ضرب لگا رہی ہے، منکرین قرآن کی مدد پر اکٹھے ہو جائیں تب بھی اس کو اس قابل نہیں بنا سکتے کہ قرآن کے پائے کی کتاب تصنیف کر کے اس چیلنج کو رد کر سکیں، جیسے فرمایا

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہمنواؤں کو بلا لو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے؟ کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۂ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لئے بلا لو۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

[1] البقرة ۲۳

[2] یونس ۳۸

صٰدِقِيْنَ ⑬ [1]

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لئے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

اور قرآن کریم کے بارے میں خالق کائنات کا یہ چیلنج آج تک تشنہ جواب ہے، اس کے علاوہ محمد ﷺ کہیں باہر سے آ کر یکایک تمہارے درمیان نمودار نہیں ہو گئے بلکہ وحی کے نازل ہونے سے پہلے عمر کا ایک بڑا حصہ (یعنی چالیس سال) تمہارے درمیان گزار چکے تھے، کیا نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے کبھی ان کی زبان سے اس طرز کا کلام اور ان مسائل اور مضامین پر مشتمل کلام سنا تھا؟ اگر نہیں سنا تھا اور یقیناً نہیں سنا تھا تو کیا یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ کسی شخص کی زبان، خیالات، معلومات اور طرز فکر و بیاں میں یکایک ایسا تغیر واقع ہو سکتا ہے؟ اور پھر محمد ﷺ تمہیں کلام الٰہی سنا کر کہیں غائب نہیں ہو جاتے بلکہ تمہارے درمیان ہی رہتے ہیں، تم ان کی زبان سے قرآن سنتے ہو اور دوسری گفتگوئیں اور تقریریں بھی سنا کرتے ہو، قرآن کے کلام اور محمد ﷺ کے اپنے کلام میں زبان اور اسلوب کا اتنا نمایاں فرق ہے کہ کسی ایک انسان کے اس قدر دو مختلف اسٹائل کبھی نہیں ہو سکتے۔

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۟﴿۸۹﴾

ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لیے ہر طرح سے مثالیں بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے،

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۟ۙ﴿۹۰﴾

انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان لانے کے نہیں تاوقتیکہ آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دیں،

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۟ۙ﴿۹۱﴾

یا خود آپ کے لیے ہی کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اس درمیان آپ بہت سی نہریں جاری کر دکھائیں،

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ

یا آپ آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں جیسا کہ آپ کا گمان ہے یا آپ خود اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے

قَبِيْلًا ۟ۙ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ

سامنے لا کھڑا کر دیں، یا آپ کے اپنے لیے کوئی سونے کا گھر ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھ جانے کا

لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ

بھی اس وقت ہرگز یقین نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں،

[1] ھود ۱۳

قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ (بنی اسرائیل ۸۹،۹۳)

آپ جواب دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک انسان ہی ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔

مشرکین کے مطالبے:

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو مختلف انواع کے مواعظ اور طرح طرح کے دلائل و براہین سے سمجھایا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور تقویٰ اختیار کریں مگر اس کے باوجود اکثر لوگ انکار ہی پر جمے رہے، اسی بات کو اسی سورۃ کے شروع میں فرمایا

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّکَّرُوۡا ؕ وَمَا یَزِیۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا [1]

ترجمہ: ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا کہ ہوش میں آئیں مگر وہ حق سے اور زیادہ دور ہی بھاگے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے مختلف مطالبوں کو بیان فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری پیغمبری پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین کی طرف ایک اشارہ کر دو اور اس میں سے یکا یک ایک چشمہ پھوٹ پڑے، یا تمہارے ایک اشارے سے فوراً ایک لہلہاتا باغ پیدا ہو جائے اور اس میں نہریں بھی جاری ہو جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو وہ یقیناً مشرکین کے مطالبات کو پورا کر سکتا ہے مگر اللہ علام الغیوب کو خوب علم ہے کہ یہ ان کی کٹ حجتی ہے یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ عَلَیۡهِمۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۹۷﴾ [2]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے، ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ بھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِکَةَ وَکَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰی وَحَشَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ کُلَّ شَیۡءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ یَجۡهَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ [3]

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، الا یہ کہ مشیت الٰہی یہی ہو کہ وہ ایمان لائیں مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔

یا آسمان کی طرف اشارہ کر دو اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تمہارے جھٹلانے والوں پر گر پڑے، جیسے قریش نے کہا تھا

وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ کَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِکَ فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ [4]

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔ شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی مطالبہ کیا تھا

---

[1] بنی اسرائیل ۴۱

[2] یونس ۹۶،۹۷

[3] الانعام ۱۱۱

[4] الانفال ۳۲

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ [1]

ترجمہ: اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔

یا اپنے منہ سے ایک پھونک مارو اور چشم زدن میں سونے کا ایک محل بن کر تیار ہو جائے، یا تمہاری ایک آواز پر اللہ اور اس کے فرشتے فوراً ہمارے سامنے آ کھڑے ہوں اور وہ شہادت دیں کہ ہم ہی نے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، یا ہماری آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ اور اللہ سے ایک نامہ ہمارے نام لکھوا لاؤ تا کہ ہم اس نامے کو چھوئیں اور پڑھیں، ان لمبے چوڑے مطالبوں کا اللہ تعالیٰ نے بہت جامع اور مختصر انداز میں جواب دیا کہ ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار! یعنی جو کچھ تم اللہ کے بارے میں کہتے ہو وہ اس سے بہت بلند اور بالاتر ہے، اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کے احکام اور آیات ان کی خواہشات نفس اور گمراہ آراء و نظریات کے تابع ہوں، میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور کچھ نہیں، میرے ہاتھ میں کچھ بھی اختیار نہیں، میں تمہاری خواہشات پر کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا، معجزات کا صدور تو اللہ کی مشیت سے ہی ممکن ہے، اور میں اس کی مشیت میں دخل اندازی کا مجاز نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ... ﴿٥٠﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ان سے کہو! میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

تم اگر اس دعوت کی حقیقت کو جانچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے جو پیغام نازل کیا ہے اس کو بغض و عناد اور تعصب سے پاک ہو کر خوب جانچو، دعوت حق پر ایمان لانا ہے تو جانوروں کی طرح آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ اس پیغام کی صداقت و معقولیت دیکھ کر ایمان لاؤ، اور اگر انکار کرنا ہے تو اس کے لئے تمہارے پاس کوئی معقول دلیل ہونی چاہیے، رہی میری ذات تو میں تمہاری قوم قبیلہ کا ایک فرد ہوں اور بچپن سے تم میری زندگی کے نشیب و فراز، میری امانت و صداقت، میرے اخلاق و کردار کے گواہ ہو اور مجھے صادق و امین کا لقب بھی دے چکے ہو، ان چیزوں پر غور و تدبر کرنے کے بجائے تم مجھ سے بے سروپا مطالبہ کرنے لگے ہو، میرا کام تو بس دیانت داری کے ساتھ کلام الٰہی تم تک پہنچا دینا اور تمہاری زندگیوں کی اصلاح کرنا ہے، میری دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے، اگر اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرو گے تو اللہ کی خوشنودی اور جنت کے وارث بن جاؤ گے، انکار کرو گے تو شیطان کے ساتھ جہنم کی سیاہ آگ میں غوطے لگاتے پھرو گے جہاں تمہارا کوئی حمایتی یا مددگار نہ ہوگا۔

وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ

لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک

---

[1] الشعراء ۱۸۷

[2] الانعام ۵۰

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا؟ آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ

کسی آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے، کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا کافی ہے،

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ (بنی اسرائیل ۹۴تا۹۶)

وہ اپنے بندوں سے خوب آگاہ اور بخوبی دیکھنے والا ہے۔

بشر رسول:

ہر زمانے کے مشرکین کا یہی نظریہ رہا ہے کہ کوئی انسان کبھی اللہ کا پیغمبر نہیں ہوسکتا اس لئے جب بھی کسی قوم میں کوئی رسول آیا تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ان کی طرح گوشت پوست کا بنا ہوا ایک انسان ہے، جو ان کی طرح کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے اور اپنی معاش کے لئے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے تو انہوں جھٹ سے فیصلہ سنا دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ہم جیسا ایک بشر ہے، جیسے نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگو کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے اللہ کو اگر بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا یہ بات تو ہم نے کبھی اپنے باپ دادا کے وقتوں میں سنی ہی نہیں (کہ بشر رسول بن کر آئے)۔

اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو اپنی قوم کی ہدایت ورہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا تو ان کی قوم نے بھی ایک بشر کو رسول تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ [2]

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا وہ کہنے لگے یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کر لی تو تم گھاٹے ہی میں رہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس دعوت حق لے کر پہنچے تو فرعون اور فرعونیوں کو قبول حق کی راہ میں بڑی دشواری ان داعیان حق کی بشریت ہی نظر آئی

[1] المومنون ۲۴

[2] المومنون ۳۳،۳۴

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری خدمتگار ہے؟۔

ایک بستی والوں نے بھی انسانوں کو اللہ کا پیغمبر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان، اور خدائے رحمٰن نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

مشرکین مکہ نے بھی محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر رسول تسلیم کرنے سے انکار کیا

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ... ﴿۸﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟ یا اور کچھ نہیں تو اس کے لئے کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: کیا لوگوں کے لیے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچی عزت وسرفرازی ہے؟ (اس پر) منکرین نے کہا کہ یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے؟۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ... ﴿۶﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: اس انجام کے مستحق وہ اس لیے ہوئے کہ ان کے پاس ان کی رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے مگر انہوں نے کہا کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟۔

... قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ ⁽⁶⁾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ

---

(1) المومنون۴۷

(2) یٰسین۱۵

(3) الفرقان۷،۸

(4) یونس۲

(5) التغابن۶

(6) ابراہیم۱۰

دادا سے ہوتی چلی آ رہی ہے، اچھا تو لاؤ کوئی صریح سَنَد۔

الغرض بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا مشرکین کے لئے ہمیشہ ایک معمہ ہی بنا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کی بشریت کے بارے میں فرمایا اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجتے، کیونکہ زمین میں انسان بستے ہیں اس لئے ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجتے رہے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: اور اے نبی (ﷺ) تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو، ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ... ۝۲۰ (۲)

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ... ۝۳۸ (۳)

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بشر ہونے کا واضح اعلان کر دیں تا کہ لوگ آپ کو بھی الوہیت سے متصف نہ کرنے لگیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ... ۝۶ (۴)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ان سے کہو! میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک خدا ہے، لہٰذا تم سیدھے اُسی کا رخ اختیار کرو، اور اس سے معافی چاہو۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ... ۝۱۱۰ (۵)

ترجمہ: اے نبی ان سے کہو! میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا، مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے۔

اور بشر رسول کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ انہیں اللہ کا پیغام پہنچائے اور ان کی اصلاح و تربیت بھی کرے، اللہ نے جو اصول متعین کیے ہیں انہیں انسانوں میں جاری کرے، اور خود اپنی زندگی میں ان اصولوں کا عملی مظاہرہ کرے، اس پیغام کو سن کر مختلف انسانوں کے ذہنوں میں جو خیالات

---

(۱) الانبیاء۸،۷

(۲) الفرقان۲۰

(۳) الرعد۳۸

(۴) حم السجدۃ۶

(۵) الکھف۱۱۰

،اشکال پیدا ہوتے ہیں اس کی گتھیاں سلجھائے، اللہ کے پیغام کا انکار کرنے، مخالفت و مزاحمت کرنے والوں کے مقابلہ میں جدوجہد کرے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے، تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ (۲)

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ (۳)

ترجمہ: دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

لوگوں نے اپنے جہل و نادانی میں خدارسیدگی کو خدائی کا ہم معنی بنا دیا تھا جس سے یہ عقیدہ بھی پیدا ہو گیا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں غیر معمولی طاقتیں ہوتی ہیں، اللہ ان کو کچھ خاص اختیارات تفویض کرتا ہے، ان کو جزا و سزا میں بھی دخل ہوتا ہے، ان پر غیب اور شہادت سب کچھ روشن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے ان کی مرضی اور ان کی رائے سے بدل دیتا ہے، وہ لوگوں کو نفع و نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خدارسیدگی اور بزرگی کے متعلق غلط تصورات و نظریات کی صاف تردید فرما دی، فرمایا کہ نبی اللہ کے اذن کے بغیر دوسروں کو کسی نقصان سے بچانا تو درکنار وہ تو خود آپنے آپ سے بھی نقصان کو دور رکھنے کی قدرت و طاقت نہیں رکھتا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ (۴)

ترجمہ: اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱) البقرة ۱۵۱
(۲) آل عمران ۱۶۴
(۳) التوبة ۱۲۸
(۴) الانعام ۱۷

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ... ۝۴۹ (۱)

ترجمہ: کہو میرے اختیار میں خود اپنا نفع وضرر بھی نہیں سب کچھ اللہ کی مشیّت پر موقوف ہے۔

آج کل یہ بھی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غیب کا علم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی کے پاس اللہ کے خزانوں کی کنجیاں نہیں ہیں نہ وہ علم غیب رکھتا ہے اور نہ اس کو فوق العادت قوتیں حاصل ہیں۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ... ۝۵۰ (۲)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان سے کہو! میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۸ (۳)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان سے کہو! کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔

اور فرمایا کہ نبی کو جزا و سزا میں بھی کوئی دخل نہیں، نبی کا کام اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا اور سیدھی راہ دکھا دینا ہے، اس کے بعد محاسبہ اور مواخذہ کرنا اور لوگوں کو جزا و سزا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۚ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۚ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۚ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۵۸ (۴)

ترجمہ: کہو، میں اپنے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن پر قائم ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے، اب میرے اختیار میں وہ چیز ہے نہیں جس کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو، فیصلہ کا سارا اختیار اللہ کو ہے، وہی امر حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، کہو، اگر کہیں وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا مگر اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ظالموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جانا چاہیے۔

(۱) یونس ۴۹

(۲) الانعام ۵۰

(۳) الاعراف ۱۸۸

(۴) الانعام ۵۸،۵۷

... فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ⁽¹⁾

ترجمہ: اے نبی! تمہارا کام تو بس پیغام پہنچا دینا ہے حساب لینا ہمارا کام ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۴۱ ⁽²⁾

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہو گا تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

اور جو لوگ دعوت حق قبول نہ کرنا چاہیں ان لوگوں کے دلوں کو پھیر دینا اور ان میں ایمان پیدا کر دینا بھی نبی کے بس کی بات نہیں ہے، نبی کا کام صرف پیغام پہنچا دینا اور راستہ دکھلا دینا ہے۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۸۰ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۸۱ ⁽³⁾

ترجمہ: تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں تک آواز پہنچا سکتے ہو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرماں بردار بن جاتے ہیں۔

... وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝۲۲ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝۲۳ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝۲۴ ⁽⁴⁾

ترجمہ: مگر (اے نبی ﷺ) تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں، تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو، ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ ⁽⁵⁾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اور یہ بھی صاف صاف بیان فرما دیا گیا کہ نبی کا کام اللہ کے پیغام کو من وعن پوری امانت و دیانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دینا ہے، اور اگر نبی بھی اطاعت سے منہ موڑے اور اللہ کے کلام میں اپنے دل سے گھڑ کر باتیں ملا دے تو وہ اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔

⁽1⁾ الرعد ۴۰

⁽2⁾ الزمر ۴۱

⁽3⁾ النمل ۸۰، ۸۱

⁽4⁾ فاطر ۲۲ تا ۲۴

⁽5⁾ القصص ۵۶

...وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور اگر تم نے اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو یقیناً تمہارا شمار ظالموں میں ہوگا۔

...وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے۔

...قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیرّ وتبدّل کرلوں میں تو بس اس وحی کا پیروہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! ان مشرکین سے کہہ دیں کہ میری صداقت کے لئے معجزوں کی ضرورت نہیں، جس طرح میں خلوص نیت سے تمہیں سمجھا رہا ہوں اور تندہی سے تمہاری اصلاح حال کے لئے کوشش کر رہا ہوں اسے بھی اللہ جانتا ہے اور اس کے جواب میں جو تم میری مخالفت میں کر رہے ہو اس کو بھی اللہ دیکھ رہا ہے، فیصلہ آخر کار اسی کو کرنا ہے، اس لئے بس اسی کا جاننا اور دیکھنا کافی ہے۔

وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ

اللہ جس کی رہنمائی کرے وہ تو ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ راہ سے بھٹکا دے ناممکن ہے کہ تو اس کا مددگار اس کے سوا کسی

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ

اور کو پائے، ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے، دراں حالیکہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے،

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا جب کبھی وہ بجھنے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے، یہ سب ہماری آیتوں سے کفر کرنے

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا

اور اس کے کہنے کا بدلہ ہے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے پھر ہم نئی پیدائش میں اٹھ کھڑے

---

(۱) البقرۃ ۱۴۵

(۲) البقرۃ ۱۲۰

(۳) یونس ۱۵

جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ

کئے جائیں گے؟ کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جس اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا وہ ان جیسوں کی پیدائش پر

قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ

پورا قادر ہے، اسی نے ان کے لیے ایک ایسا وقت مقرر کر رکھا ہے جو شک وشبہ سے یکسر خالی ہے لیکن ظالم لوگ انکار

اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ

کئے بغیر رہتے ہی نہیں، کہہ دیجئے کہ اگر بالفرض تم میرے رب کی رحمتوں کے خزانوں کے مالک بن جاتے تو تم اس وقت

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ (بنی اسرائیل ۹۷تا۱۰۰)

بھی اس کے خرچ ہو جانے کے خوف سے اس کو روکے رکھتے، اور انسان ہے ہی تنگ دل،

میدان حشر کا ایک ہولناک منظر:

ہدایت وگمراہی اللہ ہی کے اختیار میں ہے، وہ دلوں کی کیفیت کو خوب جانتا ہے، اسی کے مطابق وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت نصیب کر دیتا ہے اور وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ ضلالت پسندی، ہٹ دھرمی اور خباثت کے سبب اسے اس کے نفس کے حوالے کر کے گمراہیوں میں دھکیل دے تو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی میں یہ طاقت نہیں کہ اسے راہ راست پر لاسکے، جیسے فرمایا

...مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پاسکتے۔

ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز میدان محشر میں اوندھے منہ کھینچ لائیں گے،

أَنَسَ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ يُحْشَرُ الكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ؟ قَالَ:أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس اللہ نے ان کو دنیا میں دو پیروں سے چلنے کی قوت عطا کی ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلادے۔ [۲]

دنیا میں یہ آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اللہ کی ہر سو بکھری ہوئی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور اندھے بنے رہتے ہیں، قوت گویائی رکھنے کے باوجود حق نہیں بولتے اور گونگا بنے رہتے ہیں، سننے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود حق بات کو نہیں سنتے اور بہرے بنے رہتے ہیں، اس لیے قیامت کے

[۱] الکہف ۱۷

[۲] صحیح بخاری تفسیرسورۃ الفرقان بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۴۷۶۰،صحیح مسلم کتاب صفات المافقین بَابُ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ۷۰۸۷

روز بطور جزاانہیں اندھا، بہرہ اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا،ان کی دائمی جائے قرار جہنم ہے جہاں ان لوگوں کے لئے ہر قسم کا حزن اور عذاب جمع ہے، جب کبھی جہنم کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے،اس کے شعلوں، حرارت اور انگاروں میں اور اضافہ کر دیں گے،اس طرح نہ عذاب میں تخفیف ہو گی اور نہ عذاب منقطع ہو گا جیسے فرمایا

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝۳۰ [1]

ترجمہ:اب چکھو مزہ، ہم تمہارے لئے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

یہ بدلہ ہےان کی اس حرکت کا کہ انہوں نے کائنات میں پھیلی ہوئی ہماری تکوینی آیات پرغور وفکر نہیں کیااور وقوع قیامت اور بعث بعد الموت کو محال تصور کیااور کہا کیاجب ہم مٹی میں مل کرصرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو نئے سرے سے ہم کو پیدا کر کے کھڑا کیا جائے گا؟اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال کے جواب میں اپنی قدرت کاملہ کاذکرفرمایا کیا یہ مکذبین اس پرغور و تدبر نہیں کرتے کہ جو اللہ وحدہ لاشریک اس عظیم الشان کائنات کو اول بار بلا کسی نمونہ کے تخلیق کرسکتا ہے، جس نے خشکی وسمندر کی چھوٹی بڑی ان گنت مخلوقات کو پیدا کیا ہے ، جس نے انسان کو کنکھناتی مٹی سے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا اور پھر پانی کے ایک حقیر قطرے سے اس کی نسل کو چلایا ہے ،اور بہترین صلاحیتوں، قابلیتوں سے نواز کر زمین میں خلیفہ بنایا ہے وہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کی ضرور قدرت رکھتا ہے؟کیونکہ یہ تو آسمان وزمین کی تخلیق سے زیادہ آسان ہے،جیسے فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ ... ۝۵۷ [2]

ترجمہ:آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳ [3]

ترجمہ: اور کیاان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے اور ان کو بناتے ہوئے وہ نہ تھکا وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟کیوں نہیں،یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۱ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ [4]

ترجمہ: کیاوہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیااس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں جب کہ وہ ماہر خلاق ہے،وہ تو جب کسی چیز کاارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

---

[1] النبا۳۰

[2] المومن ۵۷

[3] الاحقاف ۳۳

[4] یٰسین ۸۲،۸۱

اس نے ان کے حشر کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا آنا یقینی ہے، جیسے فرمایا

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ [1]

ترجمہ: ہم اس کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے ہیں بس ایک گنی چنی مدت اس کے لئے مقرر ہے۔

مگر ظالموں کو اصرار ہے کہ وہ اس کا انکار ہی کریں گے، مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اس لئے بھی انکار کرتے تھے کیونکہ اس طرح انہیں رسول اللہ ﷺ کا فضل و شرف ماننا پڑتا اور اپنے کسی معاصر اور ہم چشم کا فضل ماننے کے لئے انسان مشکل سے ہی آمادہ ہوا کرتا ہے، اس پر فرمایا کہ اے نبی ان سے کہو! اگر کہیں میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے اندیشے سے ضرور ان کو روک رکھتے واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے، یعنی جن لوگوں کی بخیلی اور کنجوسی کا یہ حال ہے کہ کسی کے واقعی مرتبے کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے بھی ان کا دل دکھتا ہے، انہیں اگر کہیں اللہ نے اپنے خزانہائے رحمت کی کنجیاں حوالے کر دی ہوتیں تو وہ کسی کو پھوٹی کوڑی تک نہ دیتا جیسے فرمایا

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ [2]

ترجمہ: کیا حکومت میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک پھوٹی کوڑی تک نہ دیتے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ [3]

ترجمہ: انسان تھڑدلا پیدا کیا گیا ہے، جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے، اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، سوائے ان نمازیوں کے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے خزانوں کے منہ لوگوں کے لئے کھولے ہوئے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدُ اللَّهِ مَلْأَى لاَ يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ، وَقَالَ: عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، وَبِيَدِهِ الأُخْرَى المِيزَانُ، يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے لیکن اس کے باوجود خود ان کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کمی نہیں اور فرمایا اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔ [4]

---

[1] ھود ۱۰۴

[2] النساء ۵۳

[3] المعارج ۱۹ تا ۲۲

[4] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۷۴۱۱، وبَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ، وَهُوَ رَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ ۷۴۱۹، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ ۲۳۰۹

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ

ہم نے موسیٰ کو نو معجزے بالکل صاف صاف عطا فرمائے، تو خود ہی بنی اسرائیل سے پوچھ لے کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ (بنی اسرائیل ۱۰۱)

تو فرعون بولا کہ اے موسیٰ! میرے خیال میں تو تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔

نو معجزے:

مشرکین رسول اللہ ﷺ کو بار بار کہتے تھے کہ اے محمد ﷺ! ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ یہ اور یہ کام کر کے نہ دکھادیں، اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معجزات کے مطالبے کا تیسرا جواب فرمایا کہ تم سے پہلے فرعون کو ایک دو نہیں پورے نو صریح معجزات (ید بیضا، عصا، قحط سالی، پھلوں میں کمی، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون) پے در پے دکھائے گئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت پر کھلی دلیل تھے، اگر آپ کو اس بارے میں کوئی شک ہے تو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیں مگر اس کے باوجود فرعون نے انہیں جھٹلایا، جیسے فرمایا

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا ٹڈی دل چھوڑے، سرسریاں پھیلائیں، مینڈک نکالے، اور خون برسایا، یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں، مگر وہ سرکشی کیے چلے گئے اور بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔

جس طرح تم محمد ﷺ کو ایک سحر زدہ آدمی کہتے ہو۔

...اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ [2]

ترجمہ: یہ ظالم آپس میں کہتے ہیں یہ تو ایک سحر زدہ آدمی ہے جس کے پیچھے تم لوگ جا رہے ہو۔

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو اسی خطاب سے نوازا تھا تو تمہیں معلوم ہے اس کا پھر کیا انجام ہوا، اللہ نے اسے اور اس کے لشکر کو بنی اسرائیل کے سامنے سمندر میں غرق کر دیا، پھر ان کے بے شمار معبودوں میں سے کوئی معبود انہیں بچانے والا نہ تھا، اس لئے معجزات کے مطالبے کرنے کے بجائے اللہ وحدہ لاشریک کے پیغام کو سمجھو، اللہ کے پاکیزہ کلام پر اور اللہ وحدہ لاشریک کی ہر سو بکھری ہوئی نشانیوں پر غور و تدبر کرو، تباہ شدہ اقوام کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور یکسو ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لے آؤ۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ

موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان و زمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھائے،

[1] الاعراف ۱۳۳

[2] بنی اسرائیل ۴۷

وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ

سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں، اے فرعون! میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً تباہ اور ہلاک کیا گیا ہے، آخر فرعون نے پختہ ارادہ کر لیا

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ

کہ انھیں زمین سے ہی اکھیڑ دے تو ہم نے خود اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو غرق کر دیا، اس کے بعد ہم نے بنی

اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ (بنی اسرائیل ۱۰۲ تا ۱۰۴)

اسرائیل سے فرمادیا کہ اس سرزمین پر رہو سہو، ہاں جب آخرت کا وقت آئے گا ہم سب کو سمیٹ اور لپیٹ کر لے آئیں گے۔

فرعون کے ملک مصر پر یکے بعد دیگرے جو نو وبال نازل ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسانی طاقت یا جادوگر کے جادو سے رونما نہیں ہو سکتے تھے، جبکہ جب کوئی بلا نازل ہونی ہوتی تھی موسیٰ علیہ السلام فرعون کو پہلے سے اطلاع دے دیتے تھے کہ اگر تم مالک الارض وسماوات پر ایمان نہ لائے تو اس طرح کی بلا تمہاری سلطنت پر مسلط ہو جائے گی اور ٹھیک اسی طرح وہ بلا مسلط ہو جاتی تھی، اس صورت میں ایک ہٹ دھرم آدمی ہی یہ کہہ سکتا تھا کہ ان بلاؤں کا نزول رب الارض وسماوات کے سوا کسی اور کی کارستانی کا نتیجہ ہے، یہ معجزات دیکھ کر ان کے دلوں میں یقین آ چکا تھا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے، جیسے فرمایا

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے، اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔

چنانچہ فرعون کے القاب پر موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا میں تو سحر زدہ نہیں ہوں البتہ اللہ تعالیٰ کی ان بصیرت افروز کھلی نشانیوں کو دیکھ کر بھی تو اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تو سخت مبغوض، مذموم، دھتکارا ہوا اور اللہ کے عذاب میں پھینکا جانے والا ہے، مشرکین مکہ اس فکر میں تھے کہ کسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مکہ مکرمہ سے نکال باہر کریں تا کہ یہ لوگ منتشر ہو کر ناپید ہو جائیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جتلا دیا کہ فرعون مصر نے بھی موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا جس طرح تم سوچ رہے ہو مگر اللہ کے مقابلے میں اس کی تدبیر کوئی کام نہ آئی، اللہ تعالیٰ، موسیٰ علیہ السلام اور لاکھوں بنی اسرائیل کو سرکش فرعون کے دست برد سے بخیریت بچا کر لے آیا اور فرعون، اس کے ظالم سرداروں اور اس کے لشکر کو اکٹھا ان کی نظروں کے سامنے سمندر میں غرق کر کے عبرت کی ایک مثال قائم کر دی، اگر تم لوگ بھی فرعون کی روش اختیار کرو گے تو یاد رکھو تمہارا انجام بھی فرعون سے مختلف نہیں ہو گا، تم لوگ بھی عبرت کی نگاہ بن جاؤ گے، اور بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ فلسطین کی سرزمین میں رہو سہو، پھر جب آخرت کے وعدے کا مقررہ وقت آن پورا ہو گا تو ہم تم سب کو اعمال کی جزا کے لئے ایک ساتھ میدان محشر میں حاضر کریں گے، پھر جن لوگوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے ان کو جنتوں میں اور جن لوگوں نے برے اعمال کیے ہوں گے ان کو جہنم میں داخل کریں گے۔

---

[1] النمل ۱۴

وَ بِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا اور یہ بھی حق کے ساتھ اترا، ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا

وَّ نَذِیۡرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ

اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں

عَلٰی مُکۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۱۰۶﴾ (بنی اسرائیل ۱۰۶،۱۰۵)

اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا۔

یہ لوگ اللہ کے اس آخری کلام کو نہیں مانتے تو نہ مانیں اس کا انجام انہیں معلوم ہو جائے گا مگر ہم نے اس قرآن کو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حق کے ساتھ نازل کیا ہے جس کی حقانیت پر ہم خود شاہد ہیں اور فرشتے بھی گواہ ہیں، جیسے فرمایا

لٰکِنِ اللّٰهُ یَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ یَشۡهَدُوۡنَ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ﴿۱۶۶﴾ [1]

ترجمہ: (لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے نبی ﷺ! جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور اس پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ کا گواہ ہونا بالکل کفایت کرتا ہے۔

اور یہ قرآن کریم طاقت ور، ذی عزت اور امین فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ ہر طرح کی کمی بیشی، تبدیلی اور آمیزش سے یکسر پاک تم پر نازل ہوا ہے، اور اے محمد ﷺ! تمہارے ذمہ یہ کام نہیں ہے کہ جو لوگ قرآنی تعلیمات کو جانچ کر حق اور باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تم ان کو ان کی منشا کے مطابق معجزے دکھا کر مسلمان بنانے کی کوشش کرو بلکہ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دو اور انہیں صاف صاف جتلادو کہ اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں گے تو وہ اللہ تعالیٰ پر یا آپ پر احسان نہیں کریں گے بلکہ اپنا ہی فائدہ کریں گے اور اخروی زندگی میں کامیاب و کامران ہو کر انواع و اقسام کی بے شمار نعمتوں سے بھری جنتوں کے وارث بنیں گے اور اگر اپنے بغض و عناد، ضد و ہٹ دھرمی میں اس پر ایمان نہیں لائیں گے تو اپنا ہی نقصان کریں گے جس کی بعد میں کسی بھی طرح تلافی ممکن نہ ہو گی، ہم نے آپ کو اطاعت گزار مومنوں کے لئے مبشر اور نافرمانوں کے لئے نذیر بنا کر بھیجا ہے، مشرکین مکہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن واقعی ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل ہے تو پھر بیک وقت کیوں نازل نہیں کر دیا جاتا اس پیغام کو تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں بھیجا جا رہا ہے، فرمایا کہ ہم نے اس قرآن کو جو ہدایت اور گمراہی، حق اور باطل کے درمیان تفریق کرتا ہے لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزۃ پر یکبارگی نازل فرما دیا تھا پھر وہاں سے حالات و واقعات کے مطابق ۲۳ برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کو سناؤ تا کہ وہ اس کو ذہن نشین کریں، اس کے معانی میں تدبر کریں اور اس میں سے اس کے مختلف علوم کا استخراج کریں، ایک مقام پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن کو نازل کرنے کی حکمت بیان فرمائی۔

قُلۡ نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ هُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾ [2]

[1] النساء ۱۶۶

[2] النحل ۱۰۲

ترجمہ: ان سے کہو کہ اسے تو روح القدس نے ٹھیک ٹھیک میرے رب کی طرف سے بتدریج نازل کیا ہے تا کہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے اور فرمان برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح وسعادت کی خوشخبری دے۔

ایک مقام پر اس کی حکمت یوں بیان فرمائی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ (الفرقان ۳۲،۳۳)

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا، ہاں ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لئے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے، اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

کہہ دیجئے! تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ

ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلاشک وشبہ

وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ

پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے، وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں

وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة (بنی اسرائیل ۱۰۷ تا ۱۰۹)

اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع اور خضوع بڑھا دیتا ہے۔"

اے نبی ﷺ! ان مکذبین سے کہہ دو کہ تم اللہ کے اس پاکیزہ کلام پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، قرآن فی نفسہ کلام اللہ اور بے شک برحق ہے، اس کا ذکر تو ہمیشہ سے الہامی کتابوں میں چلا آرہا ہے مگر وہ اہل کتاب جو الہامی کتابوں کی تعلیمات سے واقف ہیں اور ان کے انداز کلام کو پہچانتے ہیں انہیں جب یہ پاکیزہ کلام سنایا جاتا ہے تو وہ اللہ کا شکر کرتے ہوئے منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں کہ اللہ نے انہیں آخری رسول ﷺ کی پہچان کی توفیق دی اور قرآن و رسالت پر ایمان لانے کی سعادت نصیب فرمائی اور قرآن سن کر جو خشیت و رقت ان پر طاری ہوئی اور اس کی تاثیر و اعجاز سے حد درجہ متاثر ہو کر وہ خشوع و خضوع، فروتنی اور عاجزی کے ساتھ روتے، گڑگڑاتے ہوئے دوبارہ سجدے میں گر جاتے ہیں اور بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں ہمارا رب اپنی ذات، اسماء وصفات اور اپنے افعال میں ہر طرح کے شرک سے پاک ہے، اور وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ جس نبی کے آنے کا وعدہ پچھلے انبیاء کے صحیفوں میں کیا گیا تھا وہ آ گیا ہے اور اس کلام کو سن کر ان کا خشوع اور بڑھ

جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ⑰ [1]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی ہے، اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے صالحین کے نیک رویے کے بارے میں متعدد مقام پر فرمایا

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾ [2]

ترجمہ: مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں، ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہ صالح لوگ ہیں اور جو نیکی بھی یہ کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی، اللہ پرہیز گار لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ [3]

ترجمہ: اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَھُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِذَا سَمِ
عُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاۗءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَــعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ
الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ [4]

ترجمہ: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے، اور ایمان لانے والوں کے لئے دوستی میں قریب

[1] محمد ۱۷

[2] آل عمران ۱۱۳ تا ۱۱۵

[3] آل عمران ۱۹۹

[4] المائدۃ ۸۲ تا ۸۵

تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنھوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرور نفس نہیں ہے، جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں، وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار! ہم ایمان لائے ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور وہ کہتے ہیں کہ آخر کیوں نہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے؟ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ نے ان کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ،یہ جزاء ہے نیک رویہ اختیار کرنے والوں کے لئے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں،

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

نہ تو تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کر لے،

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک ساجھی رکھتا ہے

وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ (بنی اسرائیل ۱۱۱،۱۱۰)

اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام رحمٰن یا رحیم سے نامانوس تھے

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ:يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ،فَقَالَ: إِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَدْعُو وَاحِدًاوَهُوَ يَدْعُو اثْنَيْنِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ

چنانچہ ایک مشرک نے رسول اللہ ﷺ کو سجدوں میں یہ کہتے ہوئے سنا کی حالت میں یا رحمٰن یا رحیم کہتے ہوئے سنا تو وہ کہنے لگا محمد (ﷺ) تو کہتے ہیں وہ ایک اللہ کو پکارتے ہیں حالانکہ خود دو معبودوں کو پکار رہے ہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

فرمایا اے نبی ان سے کہو! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب اچھے ہی نام ہیں، جیسے فرمایا

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ

---

[1] تفسیر طبری ۵۸۰؍۱۷،تفسیر ابن کثیر ۱۲۸؍۵

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (1) ﴿۲۴﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا، وہی رحمان اور رحیم ہے، وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں، وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے، اس کے لیے بہترین نام ہیں، ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا} (2) قَالَ: " نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَهُ المُشْرِكُونَ سَبُّوا القُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ} (3) أَيْ بِقِرَاءَتِكَ، فَيَسْمَعَ المُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا القُرْآنَ {وَلَا تُخَافِتْ بِهَا} (4) عَنْ أَصْحَابِكَ فَلاَ تُسْمِعُهُمْ، {وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا} (5)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آیت ”نہ تو تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ۔“ اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپ کر رہتے تھے تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت قدرے بلند سے کرتے مشرکین قرآن سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی گالی دیتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ نماز نہ تو پکار کر پڑھیں (یعنی قرات خوب جہر کے ساتھ نہ کریں) کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا بھلا کہیں اور نہ آواز اتنی پست کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نہ سن سکیں بلکہ ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کریں۔ (6)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَهَرَ بِالْقُرْآنِ وَهُوَ يُصَلِّي تَفَرَّقُوا، وَأَبَوْا أَنْ يَسْتَمِعُوا مِنْهُ، فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ مَا يَتْلُو وَهُوَ يُصَلِّي، اسْتَرَقَ السَّمْعَ دُونَهُمْ فَرَقًا مِنْهُمْ، فَإِنْ رَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَرَفُوا أَنَّهُ يَسْتَمِعُ، ذَهَبَ خَشْيَةَ أَذَاهُمْ، فَلَمْ يَسْتَمِعْ، فَإِنْ خَفَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ، لَمْ يَسْتَمِعِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ مِنْ قِرَاءَتِهِ شَيْئًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ: {وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ}

---

(1) الحشر ۲۲تا۲۴

(2) الإسراء : ۱۱۰

(3) الإسراء : ۱۱۰

(4) الإسراء : ۱۱۰

(5) الإسراء : ۱۱۰

(6) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة بنی اسرائیل بَابُ وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا۴۷۲۲،کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالمَلاَئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۷۵۴۷،۷۵۲۵،۷۴۹۰،صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ، إِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مَفْسَدَةً ۱۰۰۱

(۱)فَيَتَفَرَّقُوا عَنْكَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (۲)فَلَا تُسْمِعُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْمَعَهَا، مِمَّنْ يَسْتَرِقُ ذَلِكَ دُونَهُمْ، لَعَلَّهُ يَرْعَوِي إِلَى بَعْضِ مَا يَسْمَعُ، فَيَنْتَفِعُ بِهِ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (۳)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن نماز میں قرآن مجید کی بلند آواز سے قرات فرماتے تومشرک دور بھاگ جاتے اور قرآن سننے سے انکار کر دیتے اور اگر ان میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں قرآن سننا چاہتا تو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے ڈرتے ہوئے چھپ کر سنتا اور اگر وہ یہ سمجھتا کہ کافروں کو اس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تو سننا چھوڑ دیتا تا کہ کافر اسے کوئی ایذا نہ پہنچائیں،اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ آواز میں قرات فرماتے تو وہ لوگ اسے سن نہ پاتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات سننا چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمادیا کہ نماز میں نہ بلند آواز سے پڑھو کہ لوگ آپ سے بھاگ ہی نہ جائیں اور نہ اس قدر آہستہ پڑھو کہ جو سننا چاہیں وہ اسے سن ہی نہ سکیں ہو سکتا ہے کہ جو انہوں نے سنا ہو یہ اس کی طرف پلٹ آئیں اور اس طرح قرآن سننے سے انہیں فائدہ ہو جائے بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کریں۔ (۴)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ، قَالَ: وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ، فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يَا أَبَا بَكْرٍ، مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ،قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَقَالَ لِعُمَرَ: مَرَرْتُ بِكَ، وَأَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ،قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا بَكْرٍ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًاوَقَالَ لِعُمَرَ:اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوا تو دیکھا کہ وہ پست آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے جب وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر! میں تمہارے پاس سے گزرا تم نماز پڑھ رہے تھے اور تمہاری آواز دھیمی تھی؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں جس سے مصروف مناجات تھا وہ میری آواز سن رہا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں تمہارے پاس سے گزرا تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مقصد سوئے ہوئے کو جگانا اور شیطان کو بھگانا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنی آواز قدرے بلند کرو اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اپنی آواز کچھ پست رکھو۔ (۵)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:(وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا) أُنْزِلَ ذَلِكَ فِي

(۱) الإسراء : ۱۱۰

(۲) الإسراء : ۱۱۰

(۳) الإسراء : ۱۱۰

(۴) تفسیر طبری ۱۷/۵۸۵

(۵) سنن ابوداود کتاب التطوع بَابٌ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۳۲۹،جامع ترمذی کتاب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ بِاللَّيْلِ ۴۴۷

الدُّعَاءِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت ''نہ تو تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کر لے۔'' دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف دیویوں، دیوتاؤں اور بزرگ انسانوں کو اپنی سلطنت کے مختلف شعبے ان کے حوالے کر رکھے ہیں اور وہ ان کا انتظام کرتے ہیں، اسی طرح یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بیہودہ عقیدے کے بارے میں فرمایا اور کہہ دیجئے! تمام طرح کی تعریف، حمد و ثنا اور کبریائی اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لئے ہے جو ہر لحاظ سے کمال، مدح و ثنا اور حمد و مجد کا مالک اور ہر آفت اور نقص سے پاک ہے، اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک ہے، بلکہ تمام تر اقتدار کا مالک اللہ واحد و قہار ہے، تمام عالم علوی اور عالم سفلی کے رہنے والے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا سرپرست نہیں بناتا کہ وہ اس کے تعاون کے ذریعے سے عزت و غلبہ حاصل کرے، پس وہ بے نیاز اور قابل ستائش ہے، وہ زمین اور آسمانوں میں اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں کہ کوئی اس کا مددگار ہو اور اس کی بڑائی بیان کر و کمال درجے کی بڑائی۔

عَنِ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ:{وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا} الْآيَةَ، قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالُوا: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَقَالَ الْعَرَبُ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ ،وَقَالَ الصَّابِئُونَ وَالْمَجُوسُ: لَوْلَا أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَذَلَّ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا

امام قرظی رحمہ اللہ اس آیت ''اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے۔'' کے بارے میں کہا کرتے تھے یہود و نصاریٰ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عرب کہتے حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جسے تو خود اپنا شریک بنا لے تو اس کا مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے اس کا بھی اور صابی و مجوسی کہتے اگر اللہ تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو وہ عاجز و ناتواں ہو جاتا ان سب کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''اور کہو تعریف ہے اس خدا کے لئے جس نے کسی کو بیٹا بنایا نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو اور اس کی بڑائی بیان کر و کمال درجے کی بڑائی۔'' (۲)

مضامین سورۃ الکوثر:

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَغْفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِغْفَاءَةً، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا، إِمَّا قَالَ لَهُمْ، وَإِمَّا قَالُوا لَهُ: لِمَ ضَحِكْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهُ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ ، فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ} (۳) حَتَّى خَتَمَهَا قَالَ:هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: هُوَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ رَبِّي

---

(۱) صحيح بخاري كتاب التفسيرسورة بنى اسرائيل بَابُ وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا ۴۷۲۳

(۲) تفسير طبرى ۱۷/۵۹۰

(۳) الكوثر : ۱

عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ، عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ الْكَوَاكِبِ، يُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اونگھ آ گئی، آپ تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے پھر یا تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا لوگوں کے سوال پر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مسکرائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مجھ پر یہ سورۂ نازل ہوئی ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ کوثر کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، فرمایا وہ ایک جنتی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے، جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے جس پر میری امت قیامت والے دن آئے گی، اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں، بعض لوگ اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ بھی میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں؟۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ،إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعطيتُ الْكَوْثَرَ، فَإِذَا هُوَ نَهَرٌ يَجْرِي، وَلَمْ يُشق شَقًّاوَإِذَا حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، فَضَرَبْتُ بِيَدِي فِي تُرْبَتِهِ، فَإِذَا مِسْكُهُ ذَفِرَة، وَإِذَا حَصَاهُ اللُّؤْلُؤُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کی تلاوت کر کے فرمایا کہ مجھے کوثر عنایت کی گئی ہے جو ایک جاری نہر ہے لیکن گڑھا نہیں ہے اس کے دونوں جانب موتی کے خیمے ہیں، اس کی مٹی خالص مشک ہے، اس کے کنکر بھی سچے موتی ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: يَشْخَبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حوض میں بہشت کے دو پرنالے بہتے ہیں۔ (۳)

یہ سورۂ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل ہوئی، اس سورۂ میں آپ کے مخالفین کے تباہ و برباد ہونے کی پیش گوئی بھی کی گئی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا جس پر کفار و مشرکین کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری قوم سے کٹ گئے ہیں اور ان کی حیثیت ایک بے بس اور بے یار و مددگار انسان کی سی ہو گئی ہے، اس کے علاوہ مکہ کے سردار عاص بن وائل سہمی اور عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے مقابلے میں ایک مرتبہ کہا تھا قَالَتْ قُرَيْشٌ: بَتِرَ محمد منا اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑو، محمد اپنی قوم سے کٹ کر ایسے ہو گئے ہیں جیسے کوئی درخت اپنی جڑ سے کٹ گیا ہو اور متوقع یہی ہو کہ کچھ مدت بعد وہ سوکھ کر پیوند خاک ہو جائے گا، یعنی اس کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے اس کے پیوند خاک ہونے کے بعد اس کا ذکر کون کرے گا؟۔ (۴)

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَاالصُّنْبُورُ الْمُنْبَتِرُ مِنْ قَوْمِهِ

(۱) مسند احمد ۱۱۹۹۶

(۲) مسند احمد ۱۳۵۷۸

(۳) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۸۹، مسند احمد ۲۱۳۲۷

(۴) تفسیر طبری ۶۵۸/۲۶

عکرمہ فرماتے ہیں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کمزور، بے یار و مددگار اور بے اولاد آدمی جو اپنی قوم سے کٹ گیا ہے کے الفاظ استعمال کیے تھے۔ [1]

اس سلسلے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اور چہیتی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے قاسم اور ان کے بعد تین بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں مگر قاسم انتقال کر گئے اور پھر بعد میں عبد اللہ پیدا ہوئے اور ان کا بھی انتقال ہو گیا تو اس پر قریش نے کہا محمد ابتر ہے کیونکہ اس کی نسل آگے نہ چل سکے گی، بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے فوت ہونے پر بعض قریشی سرداروں (ابولہب، عقبہ بن ابی معیط) نے خوشی بھی منائی، ایسے حالات میں یہ سورۂ نازل ہوئی جس کے ذریعہ سے آپ کو تسلی دی گئی اور خوشخبری سنائی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا کی، کوثر جنت کی وہ نہر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دکھائی جا چکی تھی اور قیامت کے دن سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو اس سے جام بھر کر پلائیں گے جس سے انہیں پیاس بالکل محسوس نہ ہوگی، چونکہ کوثر کا معنی خیر کثیر ہے، اس لیے نبوت، کتاب وحکمت، علم، حق شفاعت، مقام محمود، معجزات اور قرآن مجید کو بھی کوثر قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ کوثر جیسی عظیم نعمت پر اظہار تشکر کے لئے عبادت میں مزید انہماک پیدا کریں اور اللہ کے لیے قربانی دیں، باقی رہا دشمنوں کا معاملہ تو وہ عنقریب بے نام ونشان ہو جائیں گے، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ (الکوثر ۱تا۳)

یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے۔

کوثر کے معنی ہیں بڑی کثرت اور بڑی برکت وثروت والا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: الْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمہ اللہ اور ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَعِكْرِمَةُ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَمُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، وَالْحُسْنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ. حَتَّى قَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عکرمہ رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، مجاہد رحمہ اللہ، محارب بن دثار رحمہ اللہ اور حسن بصری سے مروی ہے کوثر سے

[1] تفسیر طبری ۲۴/۶۵۷، تفسیر البغوی ۸/۵۶۰

دنیا اور آخرت کی بہت سی بھلائیاں مراد ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ:هُوَ النُّبُوَّةُ وَالْقُرْآنُ، وَثَوَابُ الْآخِرَةِ

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وثر سے مراد نبوت، قرآن اور آخرت کا ثواب ہے،

وَقَالَ عَطَاءٌ: هُوَ حَوْضٌ فِي الْجَنَّةِ.

عطا رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوثر جنت میں ایک حوض ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:الكَوْثَرُ: الخَيْرُ الكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ ، قَالَ أَبُو بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدٍ: إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الجَنَّةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ:النَّهَرُ الَّذِي فِي الجَنَّةِ مِنَ الخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا، ابوبشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جنت کی نہر اسی خیر کثیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے۔ (۱)

معراج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مشاہدہ کیا تھا،

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ المُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟قَالَ:هَذَا الكَوْثَرُ، الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِيبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ

چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گشت کر رہا تھا کہ میں ایک نہر پر پہنچا اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو بخشا ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک جیسی تھی۔ (۲)

اور یہ حوض کوثر کہاں ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ ،وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

اس کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے (۳)

حوض کوثر کا طول وعرض:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۷۸، مستدرک حاکم ۳۹۷۹،شرح السنة للبغوی ۱۵/۱۶۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۸۱، وکتاب التوحید الجهمیة بَابُ قَوْلِهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۷۵۱۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۸۸

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے ہی میرا حوض ہو گا وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء اور اذرحاء کے درمیان فاصلہ ہے (یہ ملک شام میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی راہ ہے)۔ (۱)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہو گا۔ (۲)

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ اليَمَنِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر کا طول ایلہ (اسرائیل کی موجودہ بندرگاہ ایلات) سے یمن کے صنعاء تک ہے۔ (۳)

حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُولُ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الحَوْضَ فَقَالَ:كَمَا بَيْنَ المَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی لمبائی اتنی ہے جتنا فاصلہ مدینہ منورہ اور صنعاء میں ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ، اس سے بھی زیادہ۔ (۵)

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی لمبائی اتنی ہو گی جتنا فاصلہ ایلہ سے (جدہ اور رابغ کے درمیان ایک مقام) عدن کے درمیان کی لمبائی ہے۔ (۶)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۷۷،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۸۴،سنن ابوداودکِتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْحَوْضِ ۴۷۴۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۷۹،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۷۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۸۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ۵۹۹۵

(۴) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۹۱، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ۵۹۸۲،سنن ابن ماجه کتاب الزهدبَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ ۴۳۰۴

(۵) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ۵۸۱

(۶) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۳،سنن ابن ماجه کتاب الزهدباب ذکرالحوض ۴۳۰۲

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ:قَالَ:مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض کی لمبائی ایلہ سے عمان تک ہے (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِي حَوْضًا مَا بَيْنَ الْكَعْبَةِ، وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین مسافت جتنا ہے۔ (۲)

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ:مَا بَيْنَ طَرَفَيْ حَوْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَمِصْرَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا ایلہ اور مصر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (۳)

امام قسطلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہیں یعنی آدھے مہینے کی مسافت یا اس سے کچھ زائد۔

یہ حوض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت عطا کیا جائے گا اور اس سخت ترین وقت میں جب ہر ایک نفس العَطَش العَطَشُ کر رہا ہو گا

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت امت محمدیہ اس حوض پر آپ کے پاس پانی پینے کے لیے حاضر ہو گی۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے پہلے اس حوض پر پہنچے ہوئے ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الحَوْضِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) میں اپنے حوض کوثر پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا (اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا)۔ (۵)

قَالَ: أَنَا، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں قیامت کے دن حوض کوثر کے کنارے پر ہوں گا۔ (۶)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ:فَقَالَ:إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۸۹،جامع ترمذی ابواب القیامة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الحَوْضِ ۲۴۴۴

(۲) سنن ابن ماجه کتاب الزهدبَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ ۴۳۰۱

(۳) مسنداحمد ۲۳۳۴۶

(۴) صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ الْبَسْمَلَةُ آيَةٌ مِنْ أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ سِوَى بَرَاءَةٌ عن انس ۸۹۴،سنن ابوداودکتاب السنه بَابٌ فِي الْحَوْضِ ۴۷۴۷

(۵) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۷۶،و کتاب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الفِتَنِ ۷۰۴۸ ،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ عن جندب ۵۹۲۶، وکتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۴،سنن ابن ماجه کتاب الحج بَابُ الْخُطْبَةِ، يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۵۸ ،و کتاب الزهدبَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ عن ابی ہریرہؓ ۴۳۰۶

(۶) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۹۱

عقبہ بن عامر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے آگے پہنچنے والا ہوں اور تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ [1]

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ:إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي وَمَوْعِدُكُمُ الحَوْضُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوقیت دی جائے گی، پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہو گی۔ [2]

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَبُو طَالُوتَ، قَالَ: شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَحَدَّثَنِي فُلَانٌ - سَمَّاهُ مُسْلِمٌ وَكَانَ فِي السِّمَاطِ - فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هَذَا الدَّحْدَاحُ، فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقَى فِي قَوْمٍ يُعَيِّرُونِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ: إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ، قَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِأَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ، سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَرْزَةَ: نَعَمْ لَا مَرَّةً، وَلَا ثِنْتَيْنِ، وَلَا ثَلَاثًا، وَلَا أَرْبَعًا، وَلَا خَمْسًا، فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا

مسلم بن ابراہیم، عبد السلام بن ابی حازم ابو طالوت کہتے ہیں میں ابو برزہ رضی اللہ عنہ الاسلمی کے ساتھ تھا آپ عبید اللہ بن زیادہ (جو یزید کا گورنر تھا کوفہ میں) کے پاس داخل ہوئے پس مجھ سے ایک شخص نے مسلم بن ابراہیم نے اس کا نام لیا ہے بیان کیا اور وہ لوگوں کی جماعت میں شریک تھا کہ جب عبید اللہ نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ تمہارا محمدی (رسول اللہ ﷺ کا صحابی) ہے جو موٹا ناٹا ہے، ابو برزہ سمجھ گئے کہ اس نے طعنہ دیا ہے تو فرمایا کہ مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ میں ایسے لوگوں کے درمیان باقی رہ جاوں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی وجہ سے عار دلائیں گے، تو عبید اللہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت تو آپ کے لیے باعث فخر ہے نہ کہ باعث ملامت و عار، پھر اس نے کہا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلا بھیجا ہے تا کہ آپ سے حوض کوثر کے بارے میں سوال کروں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو کہ آپ نے اس بارے میں کچھ ذکر فرمایا ہو تو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں ایک دو تین یا چار پانچ مرتبہ نہیں (بے شمار مرتبہ سنا ہے) پس جو اس کی تکذیب کرے اللہ اسے حوض کوثر نہ پلائے پھر آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے نکل گئے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۴،کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۲،وکتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۹۰

[2] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصاربَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ ۳۷۹۳ ،وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۰، کتاب الفتن بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا۷۰۵۷، صحیح مسلم کتاب الامارہ بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ ظُلْمِ الْوُلَاةِ وَاسْتِئْثَارِهِمْ ۴۷۷۹،جامع ترمذی کتاب الفتن بَابٌ فِي الأَثَرَةِ وَمَا جَاءَ فِيهِ۲۱۸۹،سنن نسائی کِتَاب آدَابِ الْقُضَاةِ بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ مَنْ يَحْرِصُ عَلَى الْقَضَاءِ ۵۳۸۵

[3] سنن ابوداودکتاب السنہ باب فی الحوض ۴۷۴۹، مسنداحمد۱۹۸۰۷،مسندالبزار۲۴۳۵

اس حوض میں پانی کہاں سے بہم پہنچایا جائے گا۔

عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ، أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ

اس کے بارے میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جنت سے دو پر نالے لاکر ڈالے جائیں گے جو اسے پانی بہم پہنچائیں گی، ایک پر نالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ:قَالَ: وَيُفْتَحُ نَهَرٌ مِنَ الْكَوْثَرِ إِلَى الْحَوْضِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی نہر کوثر سے ایک نہر اس حوض کی طرف کھول دی جائے گی۔ (۲)

حوض کوثر کی کیفیت:

سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُوَ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ، حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ، يَجْرِي عَلَى جَنَادِلِ الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ ، شَرَابُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ،وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے کنارے سونے اور چاندی کے ہیں اور وہ موتیوں اور یاقوت پر بہتی ہے، اس کا پانی دودھ سے (بعض روایات کے مطابق چاندی سے اور بعض میں برف سے) زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ شریں ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اور اس پر اتنے کوزے رکھے ہوں گے جتنے آسمان میں تارے، جو اس کا پانی پی لے گا پھر وہ کبھی بھی (میدان محشر میں) پیاسا نہ ہو گا۔ (۳)

مگر اس کا پانی کوئی بدعتی نہیں پی سکے گا،

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ،فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ۵۹۸۹

(۲) مسنداحمد ۳۷۸۷، مسندالبزار ۱۵۳۴

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاقبَابٌ فِي الحَوْضِ۶۵۷۹ ،کتاب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً۷۰۵۱،۷۰۵۰، صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۱،وصحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ۵۹۷۱،جامع ترمذی ابواب صفته القيامه بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الحَوْضِ ۲۴۴۴ ، سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ ۴۳۰۳،مسنداحمد ۵۹۱۳

میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹادیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں، میں کہوں گا دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔ (۱)

چنانچہ فرمایا اے نبی! کائنات کی تمام مخلوق اللہ وحدہ لاشریک کی تسبیح بیان کر رہی ہے، یعنی نماز تمام مخلوقات الٰہی کی فطرت ہے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ... ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ... ﴿۴۱﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔــمُوْنَ ﴿۳۸﴾ (۴)

ترجمہ: لیکن اگر یہ لوگ غرور میں آ کر اپنی ہی بات پر اڑے رہیں تو پروا نہیں، جو فرشتے تیرے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔

اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کیا ہے، پس اتنی کثیر اور عظیم بھلائیوں کا مقصود یہ ہے کہ اظہار تشکر کے لئے اللہ وحدہ لاشریک کی یاد کے لئے نفلی اور فرض نماز قائم کریں جو ایمان کا اولین فیضان ہے، اور اسی مقصد کے تحت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بیت اللہ کے پاس لابسایا تھا اور اپنے رب سے دعا فرمائی تھی۔

رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (۵)

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ فِي الحَوْضِ ۶۵۸۳، ۶۵۸۴، کتاب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۷۰۵۱، ۷۰۵۰،کتاب المساقات بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الحَوْضِ وَالقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ ۲۳۶۷ ،صحیح مسلم کتاب الطہارۃ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۴،وصحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ۵۹۶۹،سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ الْخُطْبَةِ، يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۵۸

(۲) بنی اسرائیل ۴۴

(۳) النور ۴۱

(۴) حم السجدۃ ۳۸

(۵) ابراہیم ۳۷

ترجمہ: پروردگار! میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے، پروردگار! یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔

ایک مقام پر مومنین کی صفات بیان فرمائیں

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ... ﴿۴۱﴾ (۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ مجھے ہی وحدہ لاشریک الٰہ جانو اور صرف میری ہی بندگی کرو اور میرے لئے تمام مراسم عبودیت بجالاؤ، جیسے فرمایا

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ (۲)

ترجمہ: میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔

ایک مقام پر فرمایا کہ اگر نماز سے روگردانی کروگے تو مشرکین میں سے ہوجاؤ گے یعنی نماز ہی کفر وایمان کے درمیان حد فاصل ہے، جیسے فرمایا

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ ﴿۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: (قائم ہوجاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور نماز قائم کرو اور نہ ہوجاؤ مشرکین میں سے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائیں گے اور اس کی یاد کے لئے نماز قائم کریں گے، جیسے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (۴)

ترجمہ: فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

ایک مقام پر فرمایا کہ صرف اتنا ہی نہیں کہ خود نماز پڑھ لو بلکہ اپنے اہل وعیال، عزیز رشتہ داروں اور رفیقوں کو بھی اس کا پابند کرو۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ... ﴿۱۳۲﴾ (۵)

ترجمہ: اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

ایک مقام پر فرمایا کہ نماز اللہ کی طرف سے جانی ومالی آزمائشوں کے وقت صبر پیدا کرتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ... ﴿۱۵۳﴾ (۶)

(۱) الحج ۴۱

(۲) طٰہٰ ۱۴

(۳) الروم ۳۱

(۴) الاعلیٰ ۱۵،۱۴

(۵) طٰہٰ ۱۳۲

(۶) البقرۃ ۱۵۳

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز سے مدد لو۔

ایک مقام پر فرمایا کہ نماز بندے میں خاکساری پیدا کرتی اور نفس کو نخوت سے پاک کرتی ہے، جیسے فرمایا

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (۱)

ترجمہ: رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام، جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہو، جیسے فرمایا

...وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو۔

کیونکہ تمام مذاہب میں اللہ کے تقرب کا سب سے بڑا ذریعہ قربانی تھا اور قربانی تمام شرائع کے نظام عبادت کا ایک لازمی جزر ہی ہے جیسے فرمایا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ... ﴿۳۴﴾ (۳)

ترجمہ: ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تا کہ (اس امت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔

چنانچہ صدقہ وخیرات کے لئے، حج کے موقعہ پر منیٰ میں اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اس عقیدے کے تحت قربانیاں کرو، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ (۴)

ترجمہ: کہو میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

کیونکہ اللہ ان لوگوں کی قربانی قبول فرماتا ہے جو پرہیز گار ہوں، جیسے فرمایا

...اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ صرف متقین کی قربانی قبول کرتا ہے۔

عکرمہ کی روایت ہے کہ جب محمد ﷺ نبی بنائے گئے اور آپ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی جس میں ان کی دونوں جہانوں کی فلاح تھی مگر انہوں نے اس پاکیزہ دعوت پر غور کرنا مناسب خیال نہ کیا اور اپنے آبائی مشرکانہ دین کی حمایت میں مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے

(۱) الفرقان ۶۴،۶۳

(۲) العلق ۱۹

(۳) الحج ۳۴

(۴) الانعام ۱۶۲

(۵) المائدۃ ۲۷

اور دشمنی اور عداوت میں اندھے ہو کر کہنے لگے بتِرَ محمد منا محمد اپنی قوم سے کٹ کر ایسے ہو گئے ہیں جیسے کوئی درخت اپنی جڑ سے کٹ گیا ہو اور متوقع یہی ہو کہ کچھ مدت بعد وہ سوکھ کر پیوند خاک ہو جائے گا۔ (۱)

لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَى الْمُشْرِكُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ،فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الصَّابِئَ قَدْ بُتِرَ اللَّيْلَةَ

عطا کہتے ہیں جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ کا چچا ابو لہب (جس کا گھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے گھر سے متصل تھا) دوڑتا ہوا مشرکین کے پاس گیا اور ان کو یہ خوشخبری دی یہ بے دین شخص آج رات لاولد ہو گیا۔ (۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سب سے بڑے بیٹے قاسم تھے، ان سے چھوٹی زینب رضی اللہ عنہا تھیں، ان سے چھوٹے عبداللہ تھے، پھر تین بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان سے پہلے قاسم کا انتقال ہوا پھر عبداللہ نے بھی وفات پائی

هُوَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ، قَالَ: أَنَا شَانِئُ مُحَمَّدًا، وَهُوَ أَبْتَرُ، لَيْسَ لَهُ عَقِبٌ

اس پر عاص بن وائل نے کہا ان کی نسل ختم ہو گئی، اب وہ ابتر ہیں (یعنی ان کی جڑ کٹ گئی)۔ (۳)

بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ عاص نے کہا

دَعُوهُ إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ أَبْتَرُ لا عَقِبَ لَهُ، لَوْ هَلَكَ انْقَطَعَ ذِكْرُهُ وَاسْتَرَحْتُمْ مِنْهُ

کہنے لگے یہ وہ شخص ہے جس کی جڑ کٹ گئی ہے، ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو ان کا قائم مقام بنے، جب وہ مر جائیں گے تو ان کا نام دنیا سے مٹ جائے گا اور ان سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ (۴)

عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ:كَانَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ يَقُولُ: إِنَّهُ لا يَبْقَى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدٌ وَهُوَ أَبْتَرُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ

شمر بن عطیہ کا بیان ہے عقبہ بن ابی معیط بھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں ایسی ہی باتیں کرتا تھا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ (۵)

أن العاص بن وائل كان يقول: إن محمدا أبتر لا ابن له يقوم مقامه بعده، فإذا مات انقطع ذكره

محمد بن اسحاق کہتے ہیں عاص بن وائل سہمی کے سامنے جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتا اجی چھوڑو انہیں، محمد تو ایک ابتر (جڑ کٹے) آدمی ہیں، ان کی کوئی اولاد نرینہ نہیں جو اس کے بعد اس کا قائم مقام ہو، جب مر جائیں گے تو کوئی ان کا نام لیوا بھی نہ ہو گا۔ (۶)

(۱) تفسیر طبری ۲۶،۶۵۸

(۲) فتح القدیر للشوکانی ۵،۶۱۷

(۳) تفسیر طبری ۲۴،۶۵۷

(۴) البحر المحیط فی التفسیر ۱۰،۵۵۵

(۵) تفسیر طبری ۲۴،۶۵۷، تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۱۹۵۱۷

(۶) مراح لبید لکشف معنی القرآن المجید ۲،۶۷۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ كَعْبُ بْنُ الأَشْرَفِ مَكَّةَ، فَقَالَتْ لَهُ قُرَيْشٌ: أَنْتَ سَيِّدُهُمْ، أَلا تَرَى إِلَى هَذَا الْمُنْصَبِرِ الْمُنْبَتِرِ مِنْ قَوْمِهِ، يَزْعُمُ أَنَّهُ خَيْرٌ مِنَّا وَنَحْنُ أَهْلُ الْحَجِيجِ، وَأَهْلُ السِّقَايَةِ، وَأَهْلُ السِّدَانَةِ، قَالَ: أَنْتُمْ خَيْرٌ مِنْهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے ایک دفعہ (مدینہ کا یہودی سردار) کعب بن اشرف مکہ مکرمہ آیا تو قریش کے سرداروں نے اس سے کہا بھلا دیکھو تو سہی اس لڑکے کو جو اپنی قوم سے کٹ گیا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ہم سے بہتر ہے حالانکہ ہم حجاج کے نگراں، ان کو پانی پلانے والے اور خانہ کعبہ کے کلید بردار اور متولی ہیں، کعب نے جواب دیا تم اس سے افضل ہو۔ [1]

قریش کو اپنے خاندانی شرف اور اپنی برتری، بیت اللہ کا متولی ہونے، حجاج کو پانی پلانے پر بڑا ناز تھا وہ اسی کو ابراہیم علیہ السلام کی وراثت سمجھتے تھے ،اس وجہ سے ان کو خیال ہوا کہ جو شخص ان سے علیحدہ ہو گیا وہ اس شاخ بریدہ کے مانند ہے جس کا خشک ہو کر فنا ہو جانا یقینی ہے، وہ اپنے اس گمان میں مگن تھے اور یہودی سردار کی تائید نے ان کے اس گمان کو مزید قوت فراہم کر دی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ غلط فہمی دور کر دی کہ جو خیال تم پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قائم کر رہے ہو وہ بالکل غلط ہے البتہ تم خود عنقریب مخذول اور ذلیل ہو جاؤ گے اور وہ تمام نعمتیں جو تم کو خانہ کعبہ کی تولیت کے صلہ میں ملی تھیں تمہاری شرارتوں اور بدعہدیوں کی پاداش میں تم سے چھین لی جائیں گی، چنانچہ اللہ نے یہ آیت ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' نازل فرمائی،

عَنْ عِكْرِمَةَ،قَالَ:لَمَّا أُوحِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُرَيْشٌ: بَتِرَ مُحَمَّدٌ مِنَّا، فَنَزَلَتْ: {إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ} [2]

عکرمہ سے مروی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے مشرف فرمایا تو قریش نے کہا محمد ہم سے کٹ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ''یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نشان ہے۔'' نازل فرمائی۔

چنانچہ قرآن مجید کی یہ اہم پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی، غزوہ بدر کے موقع پر نہتے اور کم تعداد مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے بڑے بڑے ستر سردار واصل جہنم ہوئے اور فتح مکہ آٹھ ہجری کے موقع پر انہوں نے نہایت بے بسی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور معافی کے طلبگار ہوئے، اس کے ایک سال کے بعد عرب کے گوشے گوشے سے قبائل کے وفود بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر بیعت کرنے لگے، وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی دعوت تمام دنیا میں پھیل گئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد رکھنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت اور تنقیص کرنے والے مشرک سردار فرعون امت ابوجہل، ابولہب، عاص بن وائل، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کا کوئی نام لیوا اس دنیا میں نہ رہا، اور نہ ہی کسی کی زبان پر ان کا ذکر خیر ہے۔

مضامین سورۂ النحل:

شرک کا ابطال، توحید کا اثبات، دعوت اسلام کو قبول نہ کرنے کے برے نتائج پر تنبیہ و فہمائش اور حق کی مخالفت و مزاحمت پر زجر و توبیخ اس سورہ کا مرکزی مضمون ہے، دعوت اسلام قبول کرنے کے بجائے اہل مکہ کا ہر وقت ایک ہی مطالبہ ہوتا تھا کہ جس عذاب کا وعدہ کیا جارہا ہے

[1] کشف الاستارعن زوائدالبزار ۲۲۹۳

[2] الکوثر: ۳

وہ فوری طور پر لے آؤ، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ومشیت سے عذاب نازل نہیں فرمارہا تھا اور اس تاخیر کو کفار رسول اللہ ﷺ کے رسول ناحق ہونے کی دلیل بناتے تھے، سورۂ کا آغاز بغیر کسی تمہید کے ایک تہدیدی جملے سے فرمایا

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ...[1]

ترجمہ: آ گیا اللہ کا فیصلہ، اب اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ۔

اس کے بعد توحید کے اثبات کے لیے انفس وآفاق کے کھلے کھلے آثار کو بطور شہادت پیش کیا، اثبات توحید کے ساتھ تردید شرک لازم امر ہے اس سلسلے میں منکرین کے اعتراضات، شکوک وشبہات حجتوں اور حیلوں کا ایک ایک کر کے جواب دیا گیا اور پھر حق کے مسلسل انکار اور باطل پر اڑے رہنے کا لازمی نتیجہ اللہ کے عذاب کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے، مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے عاجز ہو کر اہل ایمان کی ایک بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر چکی تھی اور بعض ہجرت پر مجبور ہو چکے تھے، اس لیے کفار کی مزاحمتوں اور جفا کاریوں پر اہل ایمان کو حوصلہ اور ہمت کی تلقین فرمائی گئی، اہل ایمان اور کفار دونوں پر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ دین صرف اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے اقرار اور محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کر لینے کا نام نہیں بلکہ دین اس اقرار وتسلیم کے بعد ان اخلاقی اور عملی تبدیلیوں کو اپنانے کا نام ہے جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اور ایک مومن کی زندگی میں ان انقلابی تبدیلیوں کا نمودار ہونا ہی اس دین کے اپنا لینے کی اصلی پہچان ہے، اس کے علاوہ اشیاء کی حلت وحرمت کے متعلق بھی چند احکام کا ذکر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی

اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچا اب اس کی جلدی نہ مچاؤ، تمام پاکی اس کے لیے ہے وہ برتر ہے ان سب سے جنہیں یہ اللہ کے نزدیک

عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱﴾ یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ

شریک بتلاتے ہیں، وہی فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں

اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ

کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں پس تم مجھ سے ڈرو، اسی نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا

تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾ (النحل ۱ تا ۳)

وہ اس سے بری ہے جو مشرک کرتے ہیں۔

---

[1] النحل ۱

کفار مکہ کا ہر وقت ایک ہی مطالبہ ہوتا تھا کہ جس عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ فوری طور پر لے آؤ اور عذاب کی تاخیر کو وہ آپ ﷺ کے رسول برحق نہ ہونے کے لئے بطور دلیل پیش کرتے تھے، ان کو سمجھانے کے لئے فرمایا کہ اللہ کا حکم (یعنی عذاب گویا) آپہنچا، اسے انتہائی یقینی اور انتہائی قریب ہونے کا تصور دلانے کے لئے مستقبل کے بجائے صیغہ ماضی میں بیان کیا جیسے فرمایا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① [1]

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① [2]

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

یہ لوگ بے خوف ہو کر اللہ کے عذابوں کے لئے جلدی مچا رہے ہیں جبکہ جہنم نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ جیسے فرمایا

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۵۴ [3]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر ایک وقت مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور یقینا (اپنے وقت پر) وہ آ کر رہے گا اچانک اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی، یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے۔

اور یقینا (اپنے وقت پر) وہ آ کر رہے گا اچانک، اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالاں کہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے۔ لہذا اب اللہ کے عذاب کے لئے جلدی نہ مچاؤ، جیسے فرمایا

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا... ۝۱۸ [4]

ترجمہ: جو لوگ اس کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُعُ عَلَيْكُمْ عِنْدَ السَّاعَةِ سَحَابَةٌ سَوْدَاءُ مِنَ الْمَغْرِبِ مِثْلُ التُّرْسِ ،فَمَا تَزَالُ تَرْتَفِعُ فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ فِيهَا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَيُقْبِلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ: هَلْ سَمِعْتُمْ؟ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: نَعَمْ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشُكُّ، ثُمَّ يُنَادِي الثَّانِيَةَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: هَلْ سَمِعْتُمْ؟فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، ثُمَّ يُنَادِي الثَّالِثَةَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِ الرَّجُلَيْنِ لَيَنْشُرَانِ الثَّوْبَ فَمَا يَطْوِيَانِهِ أَبَدًا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَمُدَّنَّ حَوْضَهُ فَمَا

[1] الانبیاء۱

[2] القمر۱

[3] العنکبوت۵۴،۵۳

[4] الشوریٰ۱۸

يَسْقِي فِيهِ شَيْئًا أَبَدًا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِبُ نَاقَتَهُ فَمَا يَشْرَبُهُ أَبدًا قال وَيَشْتَغِلُ النَّاسُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب مغرب کی طرف سے ڈھال کی طرح کا ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا جو مسلسل آسمان کی طرف اٹھتا جائے گا پھر ایک منادی اس میں یہ آواز دے گا اے لوگو! لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر کہیں گے کیا تم نے سنا؟ کچھ لوگ تو کہیں گے ہاں اور کچھ شک کریں گے، پھر وہ دوبارہ آواز دے گا اے لوگو! لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم نے سنا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، پھر وہ تیسری بار اعلان کرے گا اے لوگو! اللہ کا حکم آپہنچا ہے تو اس کے لیے جلدی مت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس وقت دو آدمیوں نے کپڑا پھیلا رکھا ہوگا مگر وہ اسے کبھی لپیٹ نہ سکیں گے اور آدمی اپنے حوض کو پانی سے بھر رہا ہوگا مگر وہ اس میں سے کسی کو کبھی بھی پانی نہ پلا سکے گا اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا مگر وہ اسے کبھی بھی پی نہ سکے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مشغول ہو جائیں گے (اور وہ اپنے اس طرح کے کام کر نہ سکیں گے)۔[1]

اگر اللہ اپنی حکمت ومشیت سے تمہیں ڈھیل دے رہا ہے اور تمہارے مطالبہ کے باوجود تم پر عذاب نازل نہیں کر رہا تو اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین پیش کر رہے ہیں وہ غلط ہے اور تمہارا دین سچا ہے اور تمہارے معبودوں نے اللہ کے عذاب کو روکا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی مدمقابل اور ہمسر نہیں، نہ وہ کسی کا جوابدہ ہے اور نہ کوئی اس کے حکم کو ٹال سکتا ہے، اللہ تعالیٰ شریک، بیٹے، بیٹیاں، بیوی اور ہمسر وغیرہ کی نسبت سے بالکل پاک اور بالا وبرتر ہے جن کو یہ مشرکین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ نسبت اس کے جلال اور اس کے کمال کے منافی ہے، مشرکین مکہ کا ایک بیہودہ اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر اللہ نے کسی بشر کو رسول بنا کر بھیجنا ہی تھا تو طائف کے بڑے بڑے صاحب ثروت سرداروں میں سے کسی کو بنا دیتا اللہ کی نگاہ مکہ مکرمہ کے ایک یتیم اور کم مایہ شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہی کیوں پڑی، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کا جواب فرمایا کہ اللہ کو تم سے مشورہ کرنے کی حاجت نہیں، اللہ علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ کون اس عظیم منصب کے لائق ہے اور کون اس کی رسالت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتا ہے، چنانچہ وہ اس وحی کو اپنے جس منتخب بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے سے نازل فرما دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ ۝۵۲[2]

ترجمہ: اور اسی طرح (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے، تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے، مگر اس وحی کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔

۔۔۔اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۔۔۔ ۝۱۲۴[3]

ترجمہ: اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغامبری کا کام کس سے لے اور کس طرح لے۔

---

[1] مستدرک حاکم ۸۶۲۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۹۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۲۷۵؍۷

[2] الشوریٰ ۵۲

[3] الانعام ۱۲۴

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۔۔۔ ﴿۷۵﴾ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ (اپنے فرامین کی ترسیل کے لیے) ملائکہ میں سے بھی پیغام رساں منتخب کرتا ہے، اور انسانوں میں سے بھی۔

۔۔۔ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل کر دیتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے خبردار کر دے۔

اور اس وحی کے ذریعے سے پیغمبر کو ہدایت کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو آگاہ کر دو اللہ خالق کائنات کے سوا تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، اس کی الوہیت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں لہذا تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ نے آسمان و زمین کو محض تماشے اور کھیل کود کے طور پر نہیں بلکہ ایک مقصد کے پیش نظر پیدا کیا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

بلکہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم تمہاری آزمائش کریں اور تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں جزا دیں۔

۔۔۔ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿۳۱﴾ (۴)

ترجمہ: تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔۔۔ (۵)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا جبکہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ (۶)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔۔۔ ﴿۲﴾ (۷)

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

---

(۱) الحج ۷۵

(۲) المومن ۱۵

(۳) المومنون ۱۱۵

(۴) النجم ۳۱

(۵) ھود ۷

(۶) الکھف ۷

(۷) الملک ۲

وہ بہت بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، اس لئے اللہ کے سوا کسی کی عبادت، کسی اور سے محبت اور کسی اور کے سامنے عاجزی کا اظہار مناسب نہیں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ

اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھا، اسی نے چوپائے پیدا کئے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہیں

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

اور بھی بہت سے نفع ہیں اور بعض تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں، ان میں تمہاری رونق بھی ہے جب چرا کر لاؤ تب بھی

وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

اور جب چرانے لے جاؤ تب بھی، اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم

اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ

آدھی جان کیے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے، یقیناً تمہارا رب بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے، گھوڑوں کو خچروں کو گدھوں کو اس

لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً ؕ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ (النحل ۴ تا ۸)

نے پیدا کیا کہ تم ان کی سواری لو اور وہ باعث زینت بھی ہیں اور بھی ایسی بہت سی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بدبودار پانی کے ایک حقیر قطرے سے پیدا کیا، اللہ اس ٹپکائی ہوئی بوند کو ماں کے پیٹ میں تخلیق کے مختلف مراحل سے گزار کر ایک متناسب انسانی شکل وصورت عطا فرماتا ہے، پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور پھر تمام صلاحیتیں دے کر ماں کے پیٹ سے نکال کر اس دنیا میں لے آتا ہے، لیکن جب اسے شعور آتا ہے تو اپنے رب کا شکر اور اس کی بندگی کرنے کے بجائے خود پسندی کا شکار ہو گیا اور اپنے خالق کے معاملے میں علانیہ جھگڑتا اور بحث کرتا، اس کی الوہیت، ربوبیت اور اس کی قدرتوں کا انکار کرتا، اس کی آیات کی تکذیب کرتا اور اس کی ذات وصفات اور افعال میں اس کی مخلوق کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے جو نہ کسی کو نفع پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نقصان، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝۵۴ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝۵۵ [1]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا پھر اس نے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے، تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے، اس اللہ کو چھوڑ کر لوگ ان کو پوج رہے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور اوپر سے مزید یہ کہ کافر اپنے رب کے مقابلے میں ہر باغی کا مددگار بنا ہوا ہے۔

[1] الفرقان ۵۵،۵۴

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ (۱)

ترجمہ: کیاانسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیااور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟اس سے کہو انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ، بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفِّهِ، ثُمَّ وَضَعَ أُصْبُعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَّى تُعْجِزُنِي ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هَذِهِ، حَتَّى إِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ، مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَيْنِ وَلِلْأَرْضِ مِنْكَ وَئِيدٌ، فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ، قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ، وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟

بسر بن حجاش قرشی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا پھر اپنی کلمہ کی انگلی اس پر رکھی اور فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے میں نے تو تجھے اس تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے،جب تو زندگی پا کر تنومند ہو گیا،لباس اور مکان مل گیا تو تو مال سمیٹنے اور لوگوں کو میری راہ سے روکنے لگا،؟اور جب دم گلے میں اٹکا تو تو کہنے لگا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں،اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں بس اب صدقے خیرات کا وقت نکل گیا۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنا دوسرا احسان ذکر فرمایا کہ اس نے تمہاری ضروریات کے لئے مختلف جانور یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں پیدا کیے جن کے بالوں اور اون سے تم پوشاک، بچھونے اور خیمے تیار کرتے ہو،ان کا صحت بخش دودھ اور ان کا حلال گوشت تمہاری خوراک کے کام آتا ہے اور تم ان سے کھیتی باڑی کا کام لیتے ہو،جب صبح تم انہیں چرنے کے لئے چراگاہوں میں بھیجتے ہو اور جب کہ شام کو انہیں چراگاہوں سے واپس باڑوں میں لاتے ہو،ان دونوں اوقات میں یہ لوگوں کی نظروں میں آتے ہیں جس سے تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا ہے،وہ تمہاری خدمت کرتے ہیں اور بھاری بوجھ اپنی کمر پر اٹھا کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے، جیسے فرمایا

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ (۳)

ترجمہ:اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق ہے،ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اسی میں سے ایک چیز(یعنی دودھ) ہم تمہیں پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں،ان کو تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار بھی کیے جاتے ہو۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي

---

(۱) یٰسین ۷۷تا۷۹

(۲) مسند احمد ۱۷۸۴۲،سنن ابن ماجہ کتاب الوصایابَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۲۷۰۷

(۳) المومنون ۲۱،۲۲

صُدُوۡرِكُمۡ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنۡكِرُوۡنَ ﴿۸۱﴾ [1]

ترجمہ: اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی جانور بنائے ہیں تا کہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ، ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت سے منافع ہیں وہ اس کام بھی آتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم ان پر پہنچ سکو، ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو، اللہ اپنی یہ نشانیاں تمہیں دکھا رہا ہے آخر تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّمَّا عَمِلَتۡ اَيۡدِيۡنَاۤ اَنۡعَامًا فَهُمۡ لَهَا مٰلِكُوۡنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلۡنٰهَا لَهُمۡ فَمِنۡهَا رَكُوۡبُهُمۡ وَمِنۡهَا يَاۡكُلُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مویشی پیدا کیے ہیں اور اب یہ ان کے مالک ہیں، ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں کسی کا گوشت کھاتے ہیں، اور ان کے اندر ان کے لئے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں، پھر کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے۔

...وَجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡكَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسۡتَوٗا عَلٰى ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا اسۡتَوَيۡتُمۡ عَلَيۡهِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ [3]

ترجمہ: اور جس نے تمہارے لئے کشتیوں اور جانوروں کو سواری بنایا تا کہ تم ان کی پشت پر چڑھو اور جب ان پر بیٹھو تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے ان چیزوں کو مسخر کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے، اور ایک روز ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے، جس نے تمہارے لئے ان تمام چیزوں کو مسخر کر دیا جن کی تمہیں ضرورت اور حاجت تھی، پس ہر قسم کی حمد وثنا کا وہی مستحق ہے جیسا کہ اس کے جلال، اس کی عظمت سلطنت اور اس کے بے پایاں جود وکرم کے لائق ہے، اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے اور ان تمام چوپاؤں کو تمہارے قابو میں دے دیا تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں، گھوڑے، خچر اور گدھوں کے الگ ذکر کرنے سے بعض فقہا نے استدلال کیا ہے کہ گھوڑا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح گدھا اور خچر، علاوہ ازیں کھانے والے چوپایوں کا پہلے ذکر آ چکا ہے، اس لئے اس آیت میں جن تین جانوروں کا ذکر ہے یہ صرف سواری کے لئے ہیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحیح احادیث سے گھوڑے کی حلت ثابت ہے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الخَيْلِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمادی تھی اور گھوڑوں کا گوشت کھانے

---

[1] المومن ۷۹ تا ۸۱

[2] یٰسین ۷۱ تا ۷۳

[3] الزخرف ۱۲ تا ۱۴

کی اجازت دی تھی۔ (۱)

عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ قُلْتُ: فَالْبِغَالُ، قَالَ: لَا

جعطا رحمہ اللہ سے مروی ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم (زمانہ نبوی میں) گھوڑوں کا گوشت کھاتے تھے، میں نے کہا اور خچروں کا، انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيرَفَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ البِغَالِ، وَالْحَمِيرِ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے غزوہ خیبر کے روز گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرما دیا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا (۳)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ

اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم نے مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ (۴)

یہاں گھوڑے کا ذکر محض سواری کے ضمن میں اس لئے کیا گیا کہ اس کا غالب ترین استعمال اسی مقصد کے لئے ہے مگر یہ اس قدر گراں اور قیمتی ہوا کرتا ہے کہ خوراک کے طور پر اس کا استعمال بہت ہی نادر ہے، بھیڑ بکری کی طرح اس کو خوراک کے لئے ذبح نہیں کیا جاتا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو بلا دلیل حرام ٹھہرا دیا جائے، اور فرمایا وہ تمہارے فائدے اور بھلائی کے لئے بکثرت ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ۹

اور اللہ پر سیدھی راہ کا بتا دینا ہے اور بعض ٹیڑھی راہیں ہیں، اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لگا دیتا،

هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ

وہی تمہارے فائدے کے لیے آسمان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے ہو اور اسی سے اگے ہوئے درختوں کو تم اپنے

(۱) صحیح بخاری کتاب الذبائح بَابُ لُحُومِ الخَيْلِ ۵۵۲۰ ، صحیح مسلم کتاب الصیدبَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ ۵۰۲۲،سنن ابوداودکتاب الاطعمة بَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ ۳۷۸۸

(۲) سنن ابن ماجه کتاب الذبائح بَابُ لُحُومِ الْبِغَالِ ۳۱۹۷

(۳)۔ مسنداحمد۱۴۸۴۰،صحیح مسلم کتاب الصید باب فی اکل لحوم الخیل۵۰۲۴، سنن ابوداود کتاب الاطعمةبَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ۳۷۸۹

(۴) صحیح بخاری کتاب الذبائح بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ ۵۵۱۱،۵۵۱۰،صحیح مسلم کتاب الصیدبَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ ۵۰۲۵،المعجم الکبیرللطبرانی ۲۹۸،السنن الکبری للنسائی ۴۴۹۵،مصنف عبدالرزاق ۸۷۳۱

تُسِيۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ الزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ

جانوروں کو چراتے ہو، اسی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور

وَ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ

اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے، بیشک ان لوگوں کے لیے تو اس میں بڑی نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں، اسی نے رات دن

وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ

اور سورج چاند کو تمہارے لیے تابع کر دیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم کے ماتحت ہیں، یقیناً اس میں عقلمند لوگوں کے لیے

يَّعۡقِلُوۡنَ ۙ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ

کئی ایک نشانیاں موجود ہیں، اور بھی بہت سی چیزیں طرح طرح کے رنگ روپ کی اس نے تمہارے لیے زمین پر پھیلا رکھی ہے،

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ (النحل ۹ تا ۱۳)

بیشک نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی بھاری نشانی ہے۔

اور دنیا میں گمراہی کے راستوں اور صراط مستقیم کا فرق واضح کرنا اللہ ہی کے ذمہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ... ﴿۱۵۳﴾ [1]

ترجمہ: نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَىَّ مُسۡتَقِيۡمٌ ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: فرمایا یہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ: {وَعَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ} قَالَ: طَرِيقُ الْحَقِّ عَلَى اللَّهِ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں آیت کریمہ "اور اللہ پر سیدھی راہ کا بتادینا ہے۔" کے معنی یہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ وہ راہ حق کو بیان فرمائے۔ [3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: وَعَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ، يَقُولُ: عَلَى اللَّهِ الْبَيَانُ، أَنْ يُبَيِّنَ الْهُدَى وَالضَّلَالَةَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ "اور اللہ پر سیدھی راہ کا بتادینا ہے۔" کے یہ معنی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ وہ

---

[1] الانعام ۱۵۳

[2] الحجر ۴۱

[3] تفسیر طبری ۱۷/۱۷۵

ہدایت اور گمراہی کو بیان فرمادے۔ (۱)

جب کہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ:وَمِنْهَا جَائِرٌ، يَعْنِي: السُّبُلَ الْمُتَفَرِّقَةَ الْأَهْوَاءُ الْمُخْتَلِفَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ''اور بعض ٹیڑھی راہیں ہیں۔'' کے بارے میں فرمایا ہے ان سے مراد مختلف رستے اور متفرق آراء وخواہشات ہیں۔ (۲)

چنانچہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے رسولوں کو بھیج کر اور ان پر کتابیں نازل کر کے دونوں راستوں کو واضح کر دیا ہے، اور انسانوں کو عقل وفکر کی صلاحیتیں بخش کر انتخاب کی آزادی بخشی ہے کہ ان میں سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں، اگر اس کی مشیت کا تقاضا ہوتا تو وہ تمام انسانوں کو راہ راست پر گامزن کر دیتا اور کوئی اختلاف نہ رہتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ (۳)

ترجمہ: بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے، اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے، اسی (آزادی انتخاب واختیار اور امتحان) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنّم کو جن اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو اپنے فضل وکرم سے ہدایت عطا فرماتا ہے اور بعض کو اپنے عدل وحکمت کی بنا پر گمراہ کرتا ہے، مزید احسانات کا ذکر فرمایا کہ وہ اللہ مالک الارض وسماوات ہی ہے جو رقیق ولطیف بادلوں سے تمہارے لئے بکثرت صاف میٹھا پانی برساتا ہے جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لئے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، پھر اللہ اس ایک پانی کے ذریعہ سے انواع واقسام کی کھیتیاں اگاتا ہے، اور مختلف شکل وصورت، رنگ، ذائقہ اور خوشبو کے حامل پھل مثلاً زیتون، کھجور، انگور اور دیگر نعمتیں پیدا کرتا ہے، اس میں اللہ کی وحدانیت، عظمت اور اس کی قدرت کاملہ کی کافی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ﴿٩﴾ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ﴿١٠﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۖ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ﴿١١﴾ (۴)

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلے اور بلند وبالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بر تہ لگتے ہیں، یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا، اس پانی سے ہم ایک مردہ زمین کو زندگی بخش دیتے

(۱) تفسیر طبری ۱۷۵/۱۷

(۲) تفسیرطبری ۱۷۶/۱۷

(۳) ہود ۱۱۹،۱۱۸

(۴) ق ۹تا۱۱

ہیں (مرے ہوئے انسانوں کا زمین) سے نکلنا بھی اسی طرح ہو گا۔

مگر تم لوگ اللہ کی ان گنت نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس وحدہ لاشریک بندگی بجالانے کے بجائے غیر اللہ کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنۢبِتُوا۟ شَجَرَهَآ ۗ أَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ (۱)

ترجمہ: بھلاوہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ (نہیں) بلکہ یہی لوگ راہ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں۔

اگر اللہ چاہے تو اس پانی کو کھاری بنا دے پھر نہ تم خود سیراب ہو سکو گے نہ تمہارے جانور اور نہ تمہاری کھیتیاں اور باغات پیدا ہوں گی، پھر اللہ کے سوا تمہارا کون سا معبود ہے جو اس پانی کو میٹھا کر کے تمہارے رزق کا بندوبست کر سکے گا، جیسے فرمایا

أَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہیں ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں، پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے۔

ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے انسانوں کی بھلائی کے لئے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے، رات اور دن تمہارے آرام اور معاش کے لئے ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے ہیں، اور سورج اور چاند اپنے مخصوص مدار میں تیرتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں ہیں اور ان کی گردش میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِى خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ (۳)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں ، خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا برکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

سب تاروں کو بھی اسی نے کام پر لگا رکھا ہے جو آسمان دنیا کی زینت ہیں، جو رات کے اندھیروں میں چمک کر تمہیں روشنی پہنچاتے ہیں،

---

(۱) النمل ۶۰

(۲) الواقعہ ۶۸ تا ۷۰

(۳) الاعراف ۵۴

اور بحر و بر کی تاریکیوں میں ان سے تم راستہ اور وقت بھی معلوم کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ (۱)

ترجمہ: اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

اور یہ سرکش شیطانوں کو آسمان پر جانے سے روکنے کے بھی کام آتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ⑯ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ⑰ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ⑱ (۲)

ترجمہ: یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے ان کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا، اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ⑥ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ⑦ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ⑧ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ⑨ (۳)

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر شیطان سرکش سے اس کو محفوظ کر دیا ہے، یہ شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے، ہر طرف سے مارے اور ہانکے جاتے ہیں اور ان کے لیے پیہم عذاب ہے۔

ان تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر اور تدبر و تفکر کرتے ہیں، اور اللہ نے تمہاری ضروریات کے لئے زمین سے جو انواع و اقسام کی معدنیات، نباتات، جمادات وغیرہ پیدا کر رکھی ہیں ان میں بھی اس کی قدرت کاملہ، بے پایاں احسان اور بے حساب فضل و کرم کی نشانیاں ہیں، جو اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ان لوگوں کے لئے جو سبق حاصل کرنے والے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

اور دریا بھی اس نے تمہارے بس میں کر دیئے ہیں کہ تم اس میں سے (نکلا ہوا) تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

زیورات نکال سکو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس میں پانی چیرتی ہوئی (چلتی) ہیں اور اس لیے بھی کہ تم اس کا فضل تلاش کرو

---

(۱) النحل ۱۶

(۲) الحجر ۱۶ تا ۱۸

(۳) الصافات ۶ تا ۹

وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا

اور ہوسکتا ہے کہ تم شکر گزاری بھی کرو، اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تا کہ تمہیں لے کر ہلے نہ، اور نہریں اور

وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

راہیں بنادیں تا کہ تم منزل مقصود کو پہنچو، اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں، اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں،

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ (النحل ۱۴ تا ۱۹)

اسے نہیں کر سکتے، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے، اور جو کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جس نے تلاطم خیز موجوں والے سمندروں کو تمہارے مختلف انواع کے فوائد کے لئے انہیں تمہارے تابع کر رکھا ہے، اور اس کے تین فائدے بیان کیے تا کہ تم اس سے مچھلیوں کا تروتازہ اور صحت بخش گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے نفیس قسم کے موتی، سیپیاں اور جواہر نکالو جنہیں تم حسن و جمال کی زینت کے لئے پہنتے ہو، اور حلال طریقوں سے اللہ کا فضل و کرم تلاش کرنے کے لئے کشتیاں اور جہاز اس کا سینہ چیرتے ہوئے چلاتے ہو، یہ اس لئے ہے تا کہ تم اپنے معبود حقیقی کے شکر گزار بنو اور اس کی حمد و ثنا کے گن گاؤ جس نے تمہارے لئے یہ تمام چیزیں تیار کر کے تمہیں میسر کیں، ایک اور احسان عظیم کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اضطراب اور ڈھلکنے سے بچانے کے لئے اس میں بلند و بالا ٹھوس پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں، جیسے فرمایا

وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ... ﴿۱۹﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ جمائے۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ... ﴿۳﴾ [۳]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے اور اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ... ﴿۳۱﴾ [۴]

[۱] النازعات ۳۲

[۲] الحجر ۱۹

[۳] الرعد ۳

[۴] الانبیاء ۳۱

ترجمہ:اور ہم نے زمین میں پہاڑ جمادیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ... ﴿۱۰﴾ (۱)

ترجمہ:اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں اس نے زمین میں پہاڑ جمادیے تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ... ﴿۷﴾ (۲)

ترجمہ:اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جمائے۔

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ ... ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ:اور اس میں بلند وبالا پہاڑ جمائے۔

اور اللہ مالک الملک نے پہاڑوں کی بلندیوں سے میدانوں کی طرف دریاؤں اور چشموں کو جاری کیا اور ان کی روانی کے قدرتی راستے بنائے تاکہ تم اس سے اپنی کھیتیوں اور جانوروں کو سیراب کرو اور منزل مقصود کو پہنچو، اس کے علاوہ اللہ نے زمین میں راستہ بتانے والی امتیازی علامتیں رکھ دیں ہیں، اور اللہ نے رات کی تاریکیوں میں ستاروں کے ذریعہ صحراؤں اور سمندروں میں بھی صحیح سمت معلوم کرنے کا ایک فطری انتظام بھی کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی ان تمام قدرتوں سے واضح ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کا خالق ہے جبکہ جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو اور ان کی خوشنودی کے لئے ان کے آگے رسوم عبادات بجالاتے ہو انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اور نہ پیدا کر سکنے کی قدرت رکھتے ہیں، وہ تو بے بس، لاچار اور اللہ کے فضل وکرم کی محتاج مخلوق ہیں، پھر بھلا خالق اور مخلوق کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ خالق اور غیر خالقوں کے اختیارات کس طرح برابر ہو سکتے ہیں، خالق اور غیر خالق کی صفات اور قدرتیں کس طرح یکساں ہو سکتی ہیں، کیا تم کچھ بھی عقل وفہم سے کام نہیں لیتے؟ زمین وآسمان کی پیدائش، وجود انسانی کا نکتہ آغاز، جانوروں کی پیدائش، ان کا چراگاہوں میں چرنا، ان کے فوائد، آسمان سے وجود حیات کے باعث پانی کا برسنا، رات دن کا اختلاف، سورج چاند ستاروں کی چمک اور زینت، کھیتی، باغات اور کھلیان، دریائی اور سمندری مخلوقات، سمندر کے ذریعے سفر کے فائدے اور اس کی اتھاہ گہرائیوں میں سے لعل وجواہر کی برآمدگی وغیرہ تو اللہ کی چند نعمتیں ہیں لیکن اگر تم اللہ کی ہرسو بکھری نعمتوں کو گننا چاہو تو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا تو کجا تم ان کا شمار بھی نہیں کر سکتے۔

... وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ (۴)

ترجمہ:اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کا بال بال اللہ کے احسانات میں بندھا ہوا ہے لیکن انسان رب کی نعمتوں پر شکر گزار ہونے کے بجائے سرکشی وبغاوت کا مظاہرہ کرتا ہے، قادر مطلق اور منعم حقیقی کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں غیر خالق ہستیوں کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے مگر وہ ایسا رحیم

(۱) لقمان ۱۰

(۲) ق ۷

(۳) المرسلات ۲۷

(۴) ابراہیم ۳۴

،علیم،فیاض اور عالی ظرف ہے کہ ان تمام حرکتوں کے باوجود ان باغیوں کو اپنی بے حد و حساب نعمتوں سے شاد کام رکھتا ہے حالانکہ وہ انسانوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ کرتوتوں سے خوب واقف ہے اور اسی کے مطابق روز قیامت جزاوسزا دے گا۔

وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ؕ﴿۲۰﴾

اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں،

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

مردے ہیں زندہ نہیں، انھیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے، تم سب کا معبود صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہے

فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ

اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل منکر ہیں اور وہ خود تکبر سے بھرے ہوئے ہیں، بے شک وشبہ اللہ تعالیٰ ہر اس

یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (النحل ۲۰ تا ۲۳)

چیز کو جسے وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جسے ظاہر کرتے ہیں بخوبی جانتا ہے، وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی تخلیق کرنے پر قادر نہیں ہیں بلکہ ان کو پیدا کیا گیا ہے، وہ خود اپنے وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام اوصاف کمال اور علم وغیرہ سے بھی محروم ہیں، اپنی مشکلات و مصائب میں تم انہیں زندہ سمجھ کر پکارتے ہو حالانکہ وہ زندہ نہیں بلکہ بے جان اور بے شعور مردہ ہیں، وہ نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں، اس دنیا سے اب ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں رہا ہے، اب وہ عالم دنیا سے برزخ میں چلے گئے ہیں، مرنے کے بعد ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اللہ انہیں کب دوبارہ ان کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا، پھر ان سے کسی نفع یا نقصان کی کیا توقع کی جا سکتی ہے، امید تو اس اللہ سے رکھنی چاہئے جو کائنات کا خالق، ہر چیز کا عالم، مخلوقات کا رازق، مشکل کشا اور جس کی رحمت بے حد و حساب ہے جو تمام کائنات پر سایہ کناں ہے، مخلوق میں کوئی بھی اس کی کسی صفت کا احاطہ نہیں کر سکتا، مشرکین کہتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب قبور کے بارے میں نہیں بلکہ لکڑی یا پتھر وغیرہ کی تراشی ہوئی مورتیوں کی تردید میں ہے، حالانکہ لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کیونکہ

... وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ کے الفاظ انہیں خارج از بحث کر دیتے ہیں،

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ... ؕ﴿۲۰﴾ [۲]

ترجمہ: اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں۔

---

[۱] النحل ۲۱

[۲] النحل ۲۰

سے مراد انبیاء، اولیا، شہدا، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو ان کے معتقدین داتا، گنج بخش، مشکل کشا، فریاد رس، غریب نواز، وغیرہ قرار دے کر اپنی حاجات کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي العَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الجَنْدَلِ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ، ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجُوْفِ، عِنْدَ سَبَإٍ، وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِي الكَلاَعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ، أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلُوا، فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ العِلْمُ عُبِدَتْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے، ود دومتہ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا اور سواع بنی ہذیل کا اور یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی اجوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے اور یعوق بنی ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے، یہ پانچوں نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے، جب ان کی موت ہوگئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور لوگوں میں علم نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔ (۱)

مکہ مکرمہ میں اساف اور نائلہ کی بھی پوجا کی جاتی تھی جو بدکار انسان تھے،

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: مَا زِلْنَا نَسْمَعُ أَنَّ إِسَافًا وَنَائِلَةَ كَانَا رَجُلًا وَامْرَأَةً مِنْ جُرْهُمٍ، أَحْدَثَا فِي الْكَعْبَةِ، فَمَسَخَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى حَجَرَيْنِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم سنتی رہی ہیں اساف اور نائلہ دونوں قبیلے جرہم کے ایک مرد اور عورت کا نام تھا جنہوں نے کعبہ میں بدکاری کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر کا بنا دیا۔ (۲)

اسی طرح کی روایت مناۃ اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہے، مشرکین کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ لات اور عزیٰ اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے تھے کہ اللہ سردیاں لات کے ہاں اور گرمیاں عزیٰ کے ہاں بسر کرتے تھے، فرمایا تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (۳)

ترجمہ: جو ایک اور یکتا ہے اور وہ بے نیاز ہے، اس نے کسی کو جنم دیا ہے نہ اس کو کسی نے جنم دیا ہے اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے۔

وہ اکیلا ہی خالق کائنات، اس میں تدبیر کرنے والا اور اپنی مخلوقات کا رازق ہے، مگر جو لوگ محض اپنی جہالت کی بنا پر حیات بعد الموت اور

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة نوح بَابُ وَدًّا وَلاَ سُواعًا، وَلاَ يَغُوثَ وَيَعُوقَ۴۹۲۰

(۲) ابن ہشام۸۳؍۱،الروض الانف۲۱۸؍۱

(۳) الاخلاص۱تا۴

آخرت کو نہیں مانتے ان کے لئے ایک الٰہ کا ماننا بہت ہی مشکل ہے اور وہ تکبر ہی کی وجہ سے اللہ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود انہی میں سے آ گیا، منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۵ (۲)

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو زنجیروں میں جکڑ کر گلے میں طوق ڈال کر ذلت کے ساتھ منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے گڑھے میں پھینک دیا جائے گا جہاں یہ دردناک عذاب سے گھبرا کر موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۔۔۔ ۝۳۶ (۳)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝۷۷ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝۷۸ (۴)

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے، وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے، ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا۔

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝۱۳ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝۱۴ (۵)

ترجمہ: اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

(۱) ص ۵،۴

(۲) الزمر ۴۵

(۳) فاطر ۳۶

(۴) الزخرف ۷۸،۷۷

(۵) الفرقان ۱۴،۱۳

اللہ یقیناً ان کے سب ظاہری اور پوشیدہ سب قبیح کرتوتوں کو بخوبی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ حق بات کی تکذیب اور دوسروں کو حقیر و کمتر سمجھنے والے لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا، جیسے فرمایا

...اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ،وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی غرور ہوگا اور وہ شخص دوزخ میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔ [۲]

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۲۴﴾

ان سے جب دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں،

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ

اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے حصے دار ہوں گے جنہیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ

بے علمی سے گمراہ کرتے رہے، دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں، ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا (آخر) اللہ نے

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ

(ان کے منصوبوں) کی عمارتوں کو جڑوں سے اکھیڑ دیا اور ان (کے سروں) پر (ان کی) چھتیں اوپر سے گر پڑیں

وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ

اور ان کے پاس عذاب وہاں سے آ گیا جہاں کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا، پھر قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا

وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اور فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے، جنہیں علم دیا گیا تھا وہ پکار اٹھیں گے کہ

[۱] المومن ۶۰

[۲] سنن ابن ماجہ کتاب الزهد بَابُ الْبَرَاءَةُ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعُ ۴۱۷۳، سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ۴۰۹۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ۱۹۹۸، مسنداحمد ۳۹۱۳، مسند البزار ۱۵۱۲، صحیح ابن حبان ۲۲۴، شعب الایمان ۵۷۸۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۶۵۸۰، مسندابی یعلی ۵۰۶۵

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چمٹ گئی، وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

اس وقت وہ جھک جاتے ہیں کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے، کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے،

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

پس اب تو ہمیشگی کے طور پر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ،

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ (النحل ۲۴ تا ۲۹)

پس کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام کا چرچا جب اطراف واکناف میں پھیلا تو کفار ومشرکین مکہ جب کسی قبیلے میں جاتے تو وہاں کے لوگ تجسس میں ان سے دریافت کرتے کہ آخر محمد (ﷺ) اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر کیا تعلیم دے رہے ہیں؟ ان پر جو کلام نازل ہو رہا ہے اس کے مضامین کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی بدو تجسس میں ان مشرکین سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کلام نازل کی ہے اور اس کے مضامین کیا ہیں اور تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے تو یہ مکذبین اس سوال پر اعراض اور استہزا کا مظاہرہ کرتے ہیں اور سائل کے دل میں شک وشبہ پیدا کرنے کے لئے بدترین جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے، محمد (ﷺ) ہمیں جو پڑھ کر سناتا ہے وہ تو اگلے وقتوں کی فرسودہ، دقیانوسی کہانیاں ہیں جو ہزاروں برس سے گمراہ لوگ نسل در نسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں، محمد (ﷺ) بھی انہی باتوں کو دہرا رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح وشام سنائی جاتی ہیں۔

یہ قائدین ایسی باتیں اس لئے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے گناہوں کا بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ ان مقلدین کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بربنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں، دیکھو! کیسی سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ... ﴿١٣﴾ [2]

ترجمہ: ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ:{لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ} وَمِنْ أَوْزَارِ مَنْ أَضَلُّوا احْتِمَالُهُمْ ذُنُوبَ أَنْفُسِهِمْ وَذُنُوبَ مَنْ أَطَاعَهُمْ، وَلَا يُخَفِّفُ ذَلِكَ عَمَّنْ أَطَاعَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ شَيْئًا

[1] الفرقان ۵

[2] العنکبوت ۱۳

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اسی کا نتیجہ ہو گا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے حصے دار ہوں گے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جو ان کی پیروی کریں گے اور اس سے پیروی کرنے والوں کے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو راہ حق کی دعوت دے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کو ہو گا ان اتباع کرنے والوں میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی، اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے اس قدر گناہ ہو گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ہو گا، اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ (۲)

ان سے پہلے بھی بہت سی اقوام حق کا راستہ روکنے، پاکیزہ دعوت کو ٹھکرانے اور اس کو نیچا دکھانے کے لئے ایسی ہی مکاریاں کر چکی ہیں، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں فرمایا تھا

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ؀ (۲۲) (۳)

ترجمہ: ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا رکھا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا... (۳۳) (۴)

ترجمہ: وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے نہیں بلکہ شب روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیرائیں۔

تو دیکھ لو کہ اللہ کے عذاب نے ان کے مکر وفریب کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور سازشوں کا تانابانا بن کر انہوں نے مکر وفریب کی جو عمارت کھڑی کی تھی اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی، جیسے فرمایا

...وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ... (۴۳) (۵)

ترجمہ: بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں۔

اور بالآخر ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم وگمان تک نہ تھا، جیسے فرمایا

(۱) تفسیرطبری ۱۹۰؍۱۷

(۲) سنن ابوداودکتاب السنة بَابُ لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۹

(۳) نوح ۲۲

(۴) سبا ۳۳

(۵) فاطر ۴۳

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ... ۝۲ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی ہلے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا، تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے ،اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ انکی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچالیں گی مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔

دنیا کے اس عذاب کے بعد معاملہ ختم نہیں ہوا بلکہ پھر قیامت کے روز جب سارا معاملہ طشت از بام ہو جائے گا،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ القِيَامَةِ، يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ

اس وقت کے بارے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔ (۲)

تو اللہ انہیں برسر عام خلائق کے سامنے ان کے جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر ان کی افترا پردازی کو آشکارا کرے گا اور ان سے کہے گا جواب دو کہ کہاں ہیں تمہارے ٹھیرائے ہوئے وہ شریک جن کو قدرتوں واختیارات کے حامل ثابت کرنے کے لئے تم حزب اللہ سے عداوت اور ان سے جھگڑے کیا کرتے تھے؟ آج مشکل کی اس گھڑی میں وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے؟ اس عذاب سے تمہاری خلاصی کیوں نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر میدان محشر میں ایک سناٹا چھا جائے گا، کفار ومشرکین کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور وہ دم بخود رہ جائیں گے۔

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ (۳)

ترجمہ: اس وقت انسان کے پاس نہ خود اپنا کوئی زور ہو گا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہو گا۔

بڑی دیر کے بعد وہ اپنی گمراہی کا اقرار اور عناد کا اعتراف کرتے ہوئے جواب دیں گے

...قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ (۴)

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ سب ہم سے گم ہو گئے اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکر حق تھے۔

جن لوگوں کو دنیا میں دین کا علم حاصل تھا اور وہ اس پر کاربند تھے وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! آج کفار ومشرکین کے لئے ذلت و رسوائی اور بدبختی ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم کے قول پر مزید اضافہ فرمائے گا کہ ہاں، انہی کفار ومشرکین کے لئے جو تمام زندگی شرک میں بسر کرنے کے بعد موت کے وقت جب ملائکہ ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں تو سرکشی وبغاوت چھوڑ کر فوراً فرمانبرداری اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ملائکہ کو یقین دلانے کے لئے کہتے ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے، ایک مقام پر فرمایا کہ میدان محشر میں بھی وہ جھوٹی قسمیں

---

(۱) الحشر ۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ ۶۱۷۷، وكِتَابُ الجِزْيَةِ والموادعه بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ ۳۱۸۷،۳۱۸۶، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ ۴۵۲۹

(۳) الطارق ۱۰

(۴) الاعراف ۳۷

کھاکر کہیں گے کہ ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا الٰہ سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز اللہ ان سب کو اٹھائے گا وہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور اپنے نزدیک یہ سمجھیں گے کہ اس سے ان کا کچھ کام بن جائے گا، خوب جان لو وہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔

ملائکہ انہیں جہنم واصل ہونے کی پیشگی خبر دیتے ہوئے ڈانٹ کر کہتے ہیں تم جھوٹ بول رہے ہو تمہاری تو تمام عمر ہی کفر و شرک میں گزری ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے قبیح اعمال کا ریکاڈ محفوظ کر رکھا ہے، اب تمہارا انکار محض بے کار اور لاحاصل ہے اب جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ، احادیث سے ثابت ہے کہ کفار و مشرکین کی روحیں موت کے فوراً بعد جہنم میں چلی جاتی ہیں اور ان کے جسم قبر میں رہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جسم و روح میں بعد کے باوجود ان میں یک گونہ تعلق پیدا کر کے ان کو عذاب دیتا ہے اور صبح شام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے، جیسے فرمایا

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ... ﴿۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔

پھر جب قیامت برپا ہوگی تو ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹ آئیں گی اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے پس حقیقت یہ ہے کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم بڑا ہی برا ٹھکانا ہے، کیونکہ یہ حسرت و ندامت کا ٹھکانا، الم و شقاوت کی منزل، رنج و غم کا مقام اور اللہ حیی و قیوم کی سخت ناراضی کا مقام ہے۔

وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ

اور پرہیز گاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے؟ تو جواب دیتے ہیں اچھے سے اچھا،

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَ لَنِعْمَ

جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور کیا ہی خوب

(۱) الانعام ۲۲، ۲۳

(۲) المجادلة ۱۸

(۳) المومن ۴۶

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٠ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا

پرہیز گاروں کا گھر ہے، ہمیشگی والے باغات جہاں وہ جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جو کچھ

مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣١ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

طلب کریں گے وہاں ان کے لیے موجود ہوگا، پرہیز گاروں کو اللہ تعالیٰ اسی طرح بدلے عطا فرماتا ہے، وہ جن کی جانیں

الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ

فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٣٢ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے، کیا یہ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں

اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

یا تیرے رب کا حکم آجائے؟ ایسا ہی ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان سے پہلے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٣٣ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ

بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، پس ان کے برے اعمال کے نتیجے انہیں مل گئے اور جس کی

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٣٤ (النحل ۳۰تا۳۴)

ہنسی اڑاتے تھے اس نے ان کو گھیر لیا۔

متقیوں کے لئے بہترین جزا:

کفار و مشرکین کے مقابلے میں اہل ایمان کا ذکر فرمایا کہ جب مکہ مکرمہ سے باہر کے لوگ پرہیز گاروں سے رسول اللہ ﷺ اور کلام الٰہی کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ لوگوں کو بہکانے اور شک و شبہ میں ڈالنے کی باتیں نہیں کرتے بلکہ وہ کلام الٰہی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ایک ایسی عظیم نعمت نازل فرمائی ہے جو سراسر برکت و رحمت ہے اور انہیں اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں، اس طرح جن لوگوں نے پرہیز گاری اختیار کی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں ہی وسیع رزق، بہترین زندگی، اطمینان قلب اور امن و سرور ہے اور آخرت کا گھر تو دنیا کے گھر اور اس میں موجود لذات و شہوات سے بہتر ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ [1]

ترجمہ: یقیناً تیرے لئے انجام آغاز سے بہتر ہوگا۔

[1] الضحیٰ ۴

متقیوں کے لئے دائمی قیام کی جنتیں ہیں اور وہ بڑا ہی اچھا ٹھکانہ ہے جن میں وہ اللہ کی رحمت سے داخل ہوں گے،ان کے محلات کے نیچے انواع واقسام کی نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہاں انسان جس چیز کی تمنا اور آرزو کرے گا وہی اسے مل جائے گا حتی کہ اللہ ان کو ایسی ایسی نعمتیں یاد دلائے گا جو کبھی ان کے خواب وخیال میں بھی نہ آئی ہوں گی اور کوئی چیز اس کی پسند اور خواہش کے خلاف نہیں ہو گی۔

...وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہو گی،ان سے کہا جائے گا تم اب یہاں ہمیشہ رہو گے۔

نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس کے کرم کی کوئی انتہا اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں،اور اللہ پرہیزگاروں اور تقویٰ شعار لوگوں کو ایسی ہی بہترین جزا دیتا ہے،جیسے فرمایا

لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ (۲)

ترجمہ: جولوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے،اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے ان کے لئے،اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لئے وہی سب سے بہتر ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا... ﴿٨٠﴾ (۳)

ترجمہ: مگر جولوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر،اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾ (۴)

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی،ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو جنت کی خوشخبری دیتے ہوئے کہتے ہیں تم پر سلام ہو،اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے حکم کی تعمیل کے صلہ میں جنت میں داخل ہو جاؤ،جیسے ایک مقام پر فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ

---

(۱) الزخرف۷۱

(۲) آل عمران۱۹۸

(۳) القصص۸۰

(۴) الاعلی ۱۶تا۱۹

فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی، یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور و رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ بات اچھی طرح جان لو کہ) تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی آپ کو بھی نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!؟ فرمایا اور مجھے بھی نہیں سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لے۔ [2]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان کے سامنے کائنات کے پورے نظام کی شہادتیں پیش کر دی ہیں، اللہ کی الوہیت اور ربوبیت کے دلائل و براہین بیان کر دیے ہیں، راہ راست اور گمراہی کے دونوں راستوں کو واضح کر دیا ہے، حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب نازل کر دی ہے، سوچنے اور سمجھنے کے لئے کافی ڈھیل بھی دے دی ہے پھر یہ لوگ کیوں دعوت حق پر ایمان لانے میں تامل کر رہے ہیں، کیا یہ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ ملک الموت دوسرے ملائکہ کے ہمراہ ان کی روحیں قبض کرنے آ پہنچیں، یا اللہ ان پر عذاب نازل کر دے یا قیامت اپنی تمام تر ہولناکیوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ برپا ہو جائے کیا یہ اس وقت ایمان لائیں گے؟ مگر اس وقت کا ایمان لانا محض لاحاصل ہے، اسی طرح کی سرکشی و بغاوت اور حق کی تکذیب ان سے پہلے بھی بہت سی اقوام کر چکی ہیں جس کی بنا پر وہ اللہ کے قہر و غضب کا شکار ہوئے، اللہ نے ان پر جو عذاب نازل کیا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا بلکہ وہ دعوت حق کی تکذیب اور رسولوں کی مخالفت کر کے خود اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے لمبی ڈھیل دی مگر اس پر وہ اور سرکش ہو گئے، آخر کار ایک وقت مقررہ پر ان کے اعمال بد کا وبال ان کے دامنگیر ہو گیا اور جب رسول انہیں تنبیہ کرتا تھا کہ ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو یہ استہزا کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر دردناک عذاب نازل کر دے، چنانچہ جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا اور وہ اپنے معبودوں سمیت فنا ہو گئے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ لَآ اٰبَآؤُنَا

مشرک لوگوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے،

[1] حم السجدة ۳۰تا۳۲

[2] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۳، صحیح مسلم کتاب صفة المنافقین بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۷۱۱۱

وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے، یہی فعل ان سے پہلے لوگوں کا رہا،

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝۳۵ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

تو رسولوں پر تو صرف کھلم کھلا پیغام پہنچا دینا ہے، ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو

وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ

اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی،

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝۳۶ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى

پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ گو آپ ان کی ہدایت کے

هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝۳۷ (النحل ۳۵تا۳۷)

خواہشمند رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کردے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہوتا ہے۔

یہ مشرکین مشیت الٰہی کو دلیل بنا کر کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا غیر اللہ کی عبادت کرتے اور نہ ہم مویشیوں کو حرام ٹھیراتے جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہے، مثلاً بحیرہ، وصیلہ اور حام وغیرہ، اگر ہماری یہ باتیں غلط ہیں تو اللہ اپنی قدرت کاملہ سے ہمیں ایسا کرنے سے روک کیوں نہیں دیتا، اگر وہ چاہے تو ہم ان کاموں کو کر ہی نہیں سکتے اور اگر وہ نہیں روکتا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کی مشیت کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مغالطے، شبہات کا ازالہ فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی مشیت کو اپنی گمراہی اور بد اعمالیوں کے لئے حجت بنا رہے ہو تو کوئی نئی بات نہیں کر رہے ہو تم سے پہلی اقوام بھی اپنے ضمیر کو دھوکا دینے اور ناصحوں کا منہ بند کرنے کے لئے ایسے ہی حیلے بہانے بناتی رہی ہیں، مگر تمہارا گمان صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کاموں سے روکا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو ان مشرکانہ امور کو سختی سے روکنے کے لئے ہر قوم میں رسول بھیجتا اور ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل فرما کر حجت قائم کرتا رہا ہے، اور ہر نبی نے قوم کے معاشی و معاشرتی مسائل کو بالائے طاق رکھ کر سب سے پہلے یہی نصیحت کی کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو اس عظیم الشان کائنات کا خالق اور اپنی بحر و بر کی انگنت مخلوقات کا رازق ہے، جس نے اپنے فضل و کرم سے انسانوں کو ان گنت نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں اور غیر اللہ کی بندگی سے بچو کہ یہ ظلم عظیم ہے جس کی بخشش نہیں ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ [1]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

[1] الانبیاء ۲۵

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ (۱)

ترجمہ: تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی ذات وصفات، افعال اور حقوق میں اس کی مخلوق کو اس کا شریک ٹھیرایا جائے لیکن اس کے باوجود تم نے دعوت حق اور رسولوں کی تکذیب کر کے شرک کا راستہ اختیار کیا، اگر اللہ نے اپنی مشیت کے تحت جبراً نہیں روکا تو یہ اس کی حکمت ومصلحت کا ایک حصہ ہے جس کے تحت اس نے انسانوں کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے کیوں کہ اس کے بغیر ان کی آزمائش ممکن ہی نہ تھی، جیسے ایک مقام پر فرمایا

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ (۲)

ترجمہ: یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزا انہوں نے چکھ لیا، ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو، پھر کہو (تمہاری اس حجت کے مقابلہ میں) حقیقت رس حجت تو اللہ کے پاس ہے، بے شک اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

جب رسولوں نے یہ پیغام پہنچا دیا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو تو اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور انہوں نے علم وعمل کے لحاظ سے رسولوں کی اتباع کی، اور جن پر گمراہی ثابت ہو چکی تھی انہوں نے اس دعوت کی کوئی پرواہ نہ کی اور ان پر ضلالت مسلط ہو کر رہی، پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ دعوت حق اور رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ جھٹلا چکے ہیں پھر دیکھ لو میری گرفت کیسی سخت تھی۔

اے نبی! تمہاری خواہش یقیناً یہی ہے کہ تمام لوگ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر راہ راست اختیار کر لیں مگر اللہ جس کو راہ راست سے بھٹکا دیتا ہے پھر اسے ہدایت نہیں دیا کرتا اگرچہ وہ ہدایت کا ہر سبب ہی کیوں نہ استعمال کر لے، جیسے فرمایا

(۱) الزخرف ۴۵

(۲) الانعام ۱۴۸، ۱۴۹

(۳) الملک ۱۸

...وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ... (۱)

ترجمہ: جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے تم کچھ نہیں کر سکتے۔

نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی فرمایا تھا

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ... ۳۴ (۲)

ترجمہ: اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جب کہ اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کرلیا ہو۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۱۸۶ (۳)

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کردے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے، اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۹۶ وَلَوْ جَاۗءَتْھُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۹۷ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آجائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

اور اس طرح کے لوگوں کی اللہ کے عذاب کے مقابلے میں کوئی مدد بھی نہیں کرسکتا اور نہ بچا سکتا ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ

وہ لوگ بڑی سخت سخت قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ مردوں کو اللہ زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں ضرور زندہ کرے گا

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۸ ۙ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ

یہ اس کا برحق لازمی وعدہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اس لیے بھی کہ یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کرتے تھے اسے

فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۳۹ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ

اللہ تعالیٰ صاف بیان کردے، اور اس لیے بھی کہ خود کافر اپنا جھوٹا ہونا جان لیں، ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا

اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۴۰ ۧ وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے، جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا ہے

---

(۱) المائدۃ ۴۱

(۲) ہود ۳۴

(۳) الاعراف ۱۸۶

(۴) یونس ۹۶،۹۷

لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ

ہم انھیں بہتر سے بہتر ٹھکانا دنیا میں عطا فرمائیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے،

لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴۱﴾ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ (النحل۳۸تا۴۲)

کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے، وہ جنہوں نے دامن صبر نہ چھوڑا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔

یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو گی:

پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح مشرکین مکہ بھی بعث بعد الموت کو بعید از امکان سمجھتے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ انہیں حیات بعد الموت ،حشر ونشر اور جزاوسزا کے بارے میں تنبیہ کرتے تو وہ بڑے یقین کے ساتھ اللہ کی تاکیدی قسمیں کھا کر کہتے کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا، اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی تردید میں فرمایا کیوں نہیں اٹھائے گا؟ یہ تو ایک پکا وعدہ ہے جسے پورا کرنا اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے مگر اکثر لوگ جہالت اور بے علمی کی وجہ سے رسولوں کی تکذیب و مخالفت کرتے ہیں، وقوع قیامت کی حکمت وعلت بیان فرمائی کہ قیامت کا وقوع ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے حق و باطل کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور اہل تقویٰ کو بہترین جزا اور اہل کفر وفسق کو ان کے برے اعمال کی سخت سزا دے گا، جیسے فرمایا

۔۔۔لِيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰى ۚ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

اور تا کہ منکرین حق کو معلوم ہو جائے کہ وہ قیامت کے عدم وقوع پر جو کڑی قسمیں کھاتے تھے ان میں وہ جھوٹے تھے اور ان کے عقائد و اعمال ان کی حسرت کا باعث بن جائیں، چنانچہ جب مشرکوں اور کافروں کو منہ کے بل گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو جہنم پر مقرر فرشتے ان سے کہیں گے۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۱۵﴾ اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ [۲]

ترجمہ: اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے، اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے؟ جاؤ اب جھلسو اس کے اندر، تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔

لوگوں کے نزدیک قیامت کا برپا ہونا اور انسانوں کا دوبارہ قبروں سے زندہ ہونا کتنا ہی بعید از امکان ہو مگر عظمتوں اور عزتوں والے اللہ کی قدرت سے تو کوئی چیز بعید نہیں، اللہ کو تو کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے کسی قسم کے سروسامان، کسی قسم کے اسباب و وسائل وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی، کوئی چیز اس کے دائرہ اختیار سے خارج نہیں، وہ جب کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ فرماتا ہے تو بس اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ

[۱] النجم۳۱

[۲] الطور۱۴تا۱۶

پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں وجود میں آجاتی ہے۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ‌ؕ وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ‌ ؕ قَوۡلُـهُ الۡحَـقُّ... ﴿۷۳﴾ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا اس کا ارشاد عین حق ہے۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـئًـا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَمَاۤ اَمۡرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍۢ بِالۡبَصَرِ ﴿۵۰﴾ (۴)

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکتے وہ عمل میں آجاتا ہے۔

جس طرح اس نے اپنے قدرت کے کلمہ سے اس فانی کائنات کو وجود بخشا ہے اسی طرح اس کے حکم سے وہ دوسری دائمی دنیا آناً فاناً وجود میں آجائے گی، جیسے فرمایا

...وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾ (۵)

ترجمہ: اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے بلکہ اس سے بھی کچھ کم، حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

مشرکین نے جن لوگوں پر شرک کی طرف واپس لانے کے لئے انسانیت سوز ظلم وستم ڈھایا، ان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا گیا اور پھر وہ صبر سے کام لیتے رہے، اور پھر اللہ کے دین اور اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنا وطن، اپنے رشتہ دار، دوست احباب اور کاروبار وغیرہ چھوڑ کر ہجرت کر گئے ہیں، وہ دونوں جہانوں میں اللہ کے ہاں معزز و محترم ہیں، ہم ان کو دنیا میں بھی اچھا نعم البدل عنایت فرمائیں گے یعنی کشادہ رزق اور خوشحال زندگی، دشمنوں کے خلاف فتح ونصرت، مال غنیمت وغیرہ عطا فرمائیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، جیسے فرمایا

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ‌ ؕ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ۙ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ (۶)

(۱) البقرہ ۱۱۷

(۲) الانعام ۷۳

(۳) یٰسین ۸۲

(۴) القمر ۵۰

(۵) النحل ۷۷

(۶) التوبۃ ۲۰ تا ۲۲

ترجمہ: اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا بڑا درجہ ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا، وہی کامیاب ہیں ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لئے پائیدار عیش کے سامان ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے۔

کاش جان لیں وہ مظلوم جنہوں نے ایذاؤں پر صبر کیا ہے اور جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں کہ آخرت میں کیسا اچھا انجام ان کا منتظر ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

آپ سے پہلے بھی ہم مردوں کو ہی بھیجتے رہے، جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ

دریافت کرلو، دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ، یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل

مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ

فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور و فکر کریں، بدترین داؤ پیچ کرنے والے کیا اس بات سے

اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آ جائے جہاں کا انہیں

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۴۵ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۴۶

وہم و گمان بھی نہ ہو، یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے، یہ کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، ی

اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۷ (النحل ۴۳ تا ۴۷)

اانہیں ڈرا دھمکا کر پکڑ لے، پس یقیناً تمہارا پروردگار اعلیٰ شفقت اور انتہائی رحم والا ہے۔

بشر رسول پر اختلاف:

پچھلی اقوام کی طرح قریش مکہ بھی بشر رسول کو تسلیم نہیں کرتے تھے، ان کا خیال تھا کہ اگر اللہ نے کوئی رسول بھیجنا ہی تھا تو کسی فرشتے کو بھیجتے یا اگر انسان ہی بھیجنا تھا تو طائف کے کسی بڑے سردار کو منتخب کرتا، محمد ﷺ میں ایسی کیا بات ہے کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول منتخب کیا ہے، ان کے اس خیال کی تردید میں فرمایا اے نبی ﷺ! ہم نے تم سے پہلے بھی جس قوم میں رسول بھیجے وہ بشر ہی تھے جن کی طرف ہم شریعت اور احکام وحی کیا کرتے تھے، جیسے فرمایا

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

رَبِّهِمْ ... ﴿۲﴾ (۱)

ترجمہ: کیا لوگوں کے لئے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوشخبری دے دے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچی عزت و سرفرازی ہے؟۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... (۲)

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ... ﴿۹﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے کہو میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ... ﴿۱۱۰﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا۔

اگر تم لوگوں کو گزشتہ امتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں تو یہود و نصاریٰ سے دریافت کرلو جو علم رکھتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور معجزات نازل ہوئے کہ انبیاء انسانوں میں سے تھے یا ملائکہ میں سے؟ اگر وہ ملائکہ تھے تو تم محمد رسول اللہ ﷺ رسالت کو تسلیم نہ کرنے میں حق بجانب ہو اور اگر انبیاء بشر ہی تھے تو پھر محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہ کر کے تم ایک بڑے جرم کے مرتکب ہو رہے ہو جس کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے، پچھلے رسولوں کو بھی ہم نے ان کی رسالت کی صداقت پر مبنی واضح دلائل دے کر مبعوث کیا تھا اور رہدایت ورہنمائی کے لئے ان پر کتابیں اور صحیفے نازل کیے تھے اور اب یہ ذکر (یعنی قرآن) تم پر نازل کیا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (۵)

ترجمہ: اس ذکر کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

تا کہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی زبان اور عمل سے واضح تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کی گئی ہے اور تا کہ وہ سوچیں، سمجھیں اور راہ پائیں، پھر کیا وہ لوگ جو دعوت حق کی مخالفت میں بدترین چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو یا اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑ لے یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جب کہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں چوکنے ہوں؟ جیسے فرمایا

---

(۱) یونس ۲

(۲) یوسف ۱۰۹

(۳) الاحقاف ۹

(۴) الکہف ۱۱۰

(۵) الحجر ۹

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوۡرُۙ ﴿۱۶﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يُّرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا‌ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَيۡفَ نَذِيۡرِ ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکا یک یہ زمین جھکولے کھانے لگے؟ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہ کیسی ہوتی ہے۔

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّهُمۡ نَآئِمُوۡنَؕ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ‌ۚ فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹۹﴾ (۲)

ترجمہ: پھر کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آجائے گی جب کہ وہ سوئے پڑے ہوں؟ یا انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکا یک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں؟ حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ جب چاہے ان صورتوں میں تمہارا مواخذہ کر سکتا ہے اور تم لوگ اس کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی نرم خو اور رحیم ہے، اس لئے گناہوں پر فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ سوچنے سمجھنے اور توبہ استغفار کے لئے ڈھیل دیتا ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ يَدَّعُونَ لَهُ الوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف طبع باتیں سن کر صبر کرنے میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں، لوگ اس کی اولاد ٹھیراتے ہیں اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذٰلِكَ أَخۡذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ‌ ؕ إِنَّ أَخۡذَهٗۤ أَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ} (۴)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی '' اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' (۵)

اور ایک مقام پر فرمایا

---

(۱) الملک ۱۶،۱۷

(۲) الاعراف ۹۷ تا ۹۹

(۳) صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِينُ ۷۳۷۸

(۴) هود: ۱۰۲

(۵) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة هود بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَمۡلَيۡتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذۡتُهَا‌ ۚ وَاِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ۝٤٨ [1]

ترجمہ: کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں میں نے ان کو پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اور سب کو واپس تو میرے ہی پاس آنا ہے۔

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ

کیا انہوں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا؟ کہ اس کے سائے دائیں بائیں جھک جھک کر اللہ تعالیٰ کے سامنے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ دٰخِرُوۡنَ ۝٤٨ وَ لِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ

سر بسجود ہوتے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، یقیناً آسمان و زمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے

مِنۡ دَآبَّةٍ وَّ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۝٤٩ يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ وَ يَفۡعَلُوۡنَ

کرتے ہیں اور ذرا بھی تکبر نہیں کرتے، اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے کپکپاتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی

مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ۝٥٠ وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰهَيۡنِ اثۡنَيۡنِ‌ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ۚ

تعمیل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ، معبود تو صرف وہی اکیلا ہے پس تم سب

فَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ۝٥١ وَ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَهُ الدِّيۡنُ وَاصِبًا‌ ؕ

میرا ہی ڈر خوف رکھو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے، کیا

اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ تَتَّقُوۡنَ ۝٥٢ (النحل ۴۸ تا ۵۲)

پھر تم اس کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو؟۔

عرش سے فرش تک ہر مخلوق اپنے معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سر بسجود ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و کبریائی اور جلالت شان کا ذکر فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز چاہے وہ جمادات ہوں یا حیوانات یا جن و انسان اور ملائکہ سب کی پیشانیوں پر بندگی کا نشان لگا ہوا ہے، کسی کا اللہ کی الوہیت یا ربوبیت میں ادنیٰ سا بھی حصہ نہیں ہے، چنانچہ ہر وہ چیز جس کا سایہ ہے اور اس کا سایہ دائیں بائیں جھکتا ہے تو یہ اس کے مادی ہونے کی علامت ہے اور کسی چیز کا مادی ہونا بندہ و مخلوق ہونے کا کھلا ثبوت ہے، اور ہر مخلوق اظہار بندگی میں صبح و شام اپنے سایہ کے ساتھ اپنے خالق اور معبودِ حقیقی کو عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتی ہے اور کائنات کی ہر چیز اسی طرح اظہار عجز کر رہی ہے، زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات اور جتنے ملائکہ ہیں سب کے سب اللہ کے غلام اور تابعداری میں اللہ کے حضور عاجزی کے ساتھ سر بسجود ہیں اور ہرگز تکبر و سرکشی نہیں کرتے، جیسے فرمایا

---

[1] الحج ۴۸

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ ①

ترجمہ:وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین وآسمان کی ہر چیز طوعاًو کرہاً سجدہ کر رہی ہیں اور سب چیزوں کے سائے صبح وشام اس کے آگے جھکتے ہیں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ②

ترجمہ:اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟حالانکہ آسمان وزمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے؟۔

فرشتے بھی باوجود اپنی کثرت، قدر و منزلت اور قوت کے باوجود اللہ کی عبادت سے انکار نہیں کرتے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ... ﴿۱۷۲﴾ ③

ترجمہ: مسیح علیہ السلام نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔

اور وہ اپنے رب کے خوف سے جو ان کے اوپر ہے لرزاں وترساں رہتے ہیں اور اللہ انہیں جو کچھ حکم فرماتا ہے اس میں پس وپیش یا سستی کرنے کے بجائے فوراً خوشی اور پسندیدگی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بنالو،اللہ تو بس وہی ایک ہی اکیلا ہے ،جسکی الوہیت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں،وہ اپنی ذات،اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں متفرد ہے اور وہی بلاشرکت غیرے تمام کائنات کا نظم ونسق چلا رہا ہے،اگر کائنات میں دو الٰہ ہوتے جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا دو سے زیادہ معبود ہوتے جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ ہے تو نظام عالم قائم ہی نہیں رہ سکتا تھا۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ ④

ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے الٰہ بھی ہوتے تو (زمین وآسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا،پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

لہذا تم مجھ سے ہی ڈرو اور میری عبادت واطاعت کو لازم قرار دو،جیسے فرمایا

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ... ﴿۳﴾ ⑤

ترجمہ:(اے نبی ﷺ!) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے لہذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے ،خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے۔

اور کائنات کا پورا نظام اللہ کی اطاعت پر چل رہا ہے،پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے ڈرتے ہو جو تمہارے لئے کسی طرح کا نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

① الرعد۱۵

② آل عمران۸۳

③ النساء۱۷۲

④ الانبیاء۲۲

⑤ الزمر۲،۳

وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف

تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ

نالہ اور فریاد کرتے ہو، اور جہاں اس نے وہ مصیبت تم سے دفع کر دی تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

شرک کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں، اچھا کچھ فائدہ اٹھالو آخر کار تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا،

وَ يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

اور جسے جانتے بوجھتے بھی نہیں اس کا حصہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے مقرر کرتے ہیں، واللہ تمہارے اس بہتان کا

كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَ لَهُمْ

سوال تم سے ضرور کیا جائے گا، اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے لڑکیاں مقرر کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے اور اپنے لیے

مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ

وہ جو اپنی خواہش کے مطابق ہو، ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل

كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ

میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لیے ہوئے ہی

فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ

رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں؟ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کی ہی بری مثال ہے،

وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ (النحل ۵۳ تا ۶۰)

اللہ کے لیے تو بہت ہی بلند صفت ہے، وہ بڑا ہی غالب اور باحکمت ہے۔

لوگو! تمہارے پاس جتنی بھی جو بھی نعمتیں ہیں سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں، پھر اس عطا کرنے والے کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ اللہ کے ایک ہونے کا عقیدہ تمہارے قلب و وجدان کی گہرائیوں میں راسخ ہے، جو اس وقت ابھر کر سامنے آجاتا ہے جب ہر طرف مایوسی کے گہرے بادل تم پر چھا جاتے ہیں، اس وقت تمہارے دلوں سے تمام من گھڑت تصورات کا زنگ ہٹ جاتا ہے اور تم پوری عاجزی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے اور آہ و زاری کرتے ہوئے اپنی فریادیں پیش کرتے ہو مگر جب اللہ تمہاری تکلیف، بیماری، تنگ دستی

اور نقصان وغیرہ کو دور کر دیتا ہے تو یکا یک تم میں سے ایک گروہ اللہ کا شکر گزار ہونے اور اس کی حمد و ثنا کرنے کے بجائے اپنے رب کے ساتھ ساتھ کسی بزرگ یا کسی دیوی دیوتا پر اس مہربانی کے شکریے میں نیازیں اور نذریں چڑھانی شروع کر دیتا ہے، اور اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر یہ بزرگ اس پر مہربان ہو کر اللہ کو مہربانی پر آمادہ نہ کرتے تو اللہ ہرگز اس پر مہربانی نہ کرتا تاکہ اللہ کے احسان کی ناشکری کرے، اچھا دنیا میں چند روز اور مزے کر لو، فائدے حاصل کر لو عنقریب تمہیں اپنے اعمالوں خبیثہ کا انجام معلوم ہو جائے گا، جیسے فرمایا

...قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝۳۰ [1]

ترجمہ: ان سے کہو اچھا مزے کر لو آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوزخ ہی میں ہے۔

یہ لوگ جن کو حاجت روا، مشکل کشا اور معبود سمجھتے ہیں وہ لکڑی پتھر کی بے جان مورتیاں ہیں جو نہ سن سکتی نہ دیکھ سکتی اور نہ کچھ بول سکتی ہیں، نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان یا جنات وشیاطین ہیں جن کی حقیقت کا ان کو علم ہی نہیں ہے، اسی طرح قبروں میں مدفون لوگوں کی حقیقت بھی کوئی نہیں جانتا کہ ان کے ساتھ وہاں کیا معاملہ ہو رہا ہے، لیکن ان ظالموں نے ان کی حقیقت سے ناآشنا ہونے کے باوجود انہیں اللہ کا شریک ٹھیرا رکھا ہے، اور اللہ کے عطا کیے ہوئے مال میں سے ان کے تقرب کے لئے بھی نذر و نیاز اور بھینٹ کے طور پر حصہ مقرر کرتے ہیں بلکہ اللہ کا حصہ رہ جائے تو بے شک رہ جائے ان کے حصے میں کمی نہیں کرتے، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۱۳۶ [2]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے، بزعم خود اور یہ ہمارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لئے، پھر جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔

اللہ کی قسم! جو افترا پردازی تم کرتے ہو اس کے بارے میں روز قیامت تم سے ضرور باز پرس ہو گی اور اس افترا کا بدلہ جہنم کی آگ ہو گی، جیسے فرمایا

...قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ... ۝۶۰ [3]

ترجمہ: ان سے پوچھو اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی؟ یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو؟ جو لوگ اللہ پر یہ جھوٹا افترا باندھتے ہیں ان کا کیا گمان ہے کہ قیامت کے روز ان سے کیا معاملہ ہو گا۔

مشرکین عرب کے معبودوں میں دیوتا کم تھے اور دیویاں زیادہ تھیں اور ان کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، اسی طرح عرب قبائل خزاعہ اور کنانہ اللہ کے مقرب بندے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی عبادت کرتے تھے، ان لوگوں کو مخاطب کر کے

---

[1] ابراہیم ۳۰

[2] الانعام ۱۳۶

[3] یونس ۶۰،۵۹

فرمایا یہ لوگ جس بیٹی کو خود موجب ننگ وعار سمجھتے ہیں اس کو اللہ کے لئے بلا تامل تجویز کر دیتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ اللہ کے لئے اولاد تجویز کرنا بجائے خود ایک شدید جہالت اور گستاخی ہے اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں؟ جیسے فرمایا

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: کیا بیٹے تمہارے لئے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لئے؟ یہ تو پھر بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ [2]

ترجمہ: خوب سن رکھو، دراصل یہ لوگ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں، کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں اپنے لیے پسند کر لیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگا رہے ہو؟۔

حالاں کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو (کرب وغم سے) اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ (حزن وغم کے مارے) بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: اور حال یہ ہے کہ جس اولاد کو یہ لوگ اس خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کی ولادت کا مژدہ جب خود ان میں سے کسی کو دیا جاتا ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔

شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ اہانت وذلت قبول کر کے اسے زندہ رہنے دے یا گڑھا کھود کر زندہ مٹی میں دبا دے؟ دیکھو اللہ کے بارے میں یہ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں، انہیں بری صفات سے متصف کیے جانے کے لائق تو وہ لوگ ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے، رہا اللہ تو اس کی ہر صفت مخلوق کے مقابلے میں اعلی وبرتر ہے، اللہ ہی تو سب پر غالب اور کامل حکمت والا ہے۔

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ

اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

تک ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں

[1] النجم ۲۱، ۲۲

[2] الصافات ۱۵۱ تا ۱۵۴

[3] الزخرف ۱۷

وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں، اور وہ اپنے لیے جو ناپسند رکھتے ہیں اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹی باتیں بیان

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾

کرتی ہیں کہ ان کے لیے خوبی ہے، نہیں نہیں، دراصل ان کے لیے آگ ہے اور یہ دوزخیوں کے پیش رو ہیں،

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

واللہ! ہم نے تجھ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے لیکن شیطان نے ان کے اعمال بدان کی نگاہوں میں آراستہ کر دیئے،

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

وہ شیطان آج بھی ان کا رفیق بنا ہوا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے

اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ

کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ (النحل ٦١ تا ٦٤)

اور یہ ایمان داروں کے لیے راہنمائی اور رحمت ہے۔